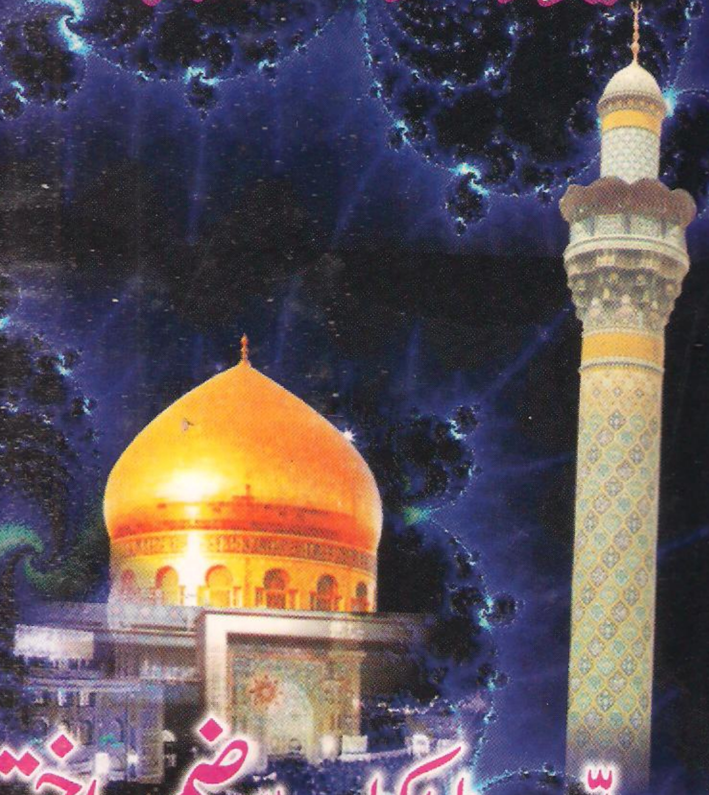
عظمتِ حضرتِ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا

سیرتِ حضرتِ زینبؑ پر پندرہ مجلسیں



علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عظمتِ حضرتِ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا

(سیرتِ حضرتِ زینبؑ کی پندرہ مجلسیں)

سبیل سکینہ

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔C۹

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

نام کتاب : عظمتِ حضرتِ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا

مقرّر : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : اوّل (۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۰۰۸ء)

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : ریحان احمد 0300-2787252

قیمت : ۳۰۰ روپے

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون: 021-4612868

0300-2778856

کتاب ملنے کا پتہ

مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون:021-4612868

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مجالس

پہلی مجلس

ماحول اور اس کی اثر پذیری...

﴿صفحہ نمبر ۴۳ تا ۵۹﴾

۱۔ ماحول بنانا کیا ہے، ماحول کی قسمیں کیا ہوتی ہیں...؟ انبیاؑ نے کیا ماحول ترتیب دیئے...؟ کس کس نے ماحول کو بگاڑا...؟

۲۔ موسیٰ ماحول بنا رہے تھے، سامری ایجنسی کا آدمی تھا، غور سے دیکھا کہ ایک نوجوان چل رہا ہے موسیٰ کے پیچھے، اسکے گھوڑے کے سموں سے روشنی پھوٹتی ہے۔

۳۔ علیؑ نے شوریٰ کمیٹی کے ماحول کو عیدِ مولودِ حرم بنا دیا۔ قصیدے خوانی کی محفل بنا کر آگئے.... کیسی شوریٰ کمیٹی اور کیسی سیاست...؟

۴۔ جلوس نکلتا تھا، غم کا ماحول بن جائے... رونا پیٹنا ہو جائے، لوگ روئیں... چیخیں،

سر پر دو ہتڑ ماریں، ماتم کریں... فریاد کریں، ہائے کیا ہو گیا، ہائے ظلم ہو گیا.... ماحول بنائے نہیں بن رہا تھا...

۵۔ وہی عرب، وہی حجاز، وہی عراق، وہی کوفہ، وہی شام، وہی بصرہ...اور بعدِ کربلا زینبؑ...اور ماحول کیا ہے...؟

۶۔ زینبؑ داخل ہوئیں، ماحول کو دیکھا...اچھا! اچھا...! عید ہے...خوشیاں منا رہے ہو....آئینہ بندی ہے...!

۷۔ منالو جشن...! بجالو باجے..دیکھیں، کتنا دم ہے خوشیوں میں...زینبؑ نے چیلنج کیا..ذرا میں بھی تو دیکھوں، خوشیوں کے پاؤں کتنے مضبوط ہیں...

اور پھر....زوجۂ یزید کا بیان ہے...دیکھا دیوار کی طرف منہ کیئے، بال نوچ نوچ کے رو رہا ہے، ہند نے دو ہتڑ پیٹھ پہ مارا اور کہا قتل کر چکا...اب کیوں روتا ہے...؟

دوسری مجلس

سیرتِ زینبؑ

........﴿صفحہ نمبر ۶۰ تا ۷۵﴾........

۱۔ حضرت زینبؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرت خدیجہؑ کی سیرت تاریخ میں نہیں قرآن میں ملتی ہے۔

۲۔ قرآن میں عورتوں کا ذکر ہے لیکن حضرت مریمؑ کے علاوہ کسی عورت کا نام نہیں آیا۔

۳۔ پورا حج حضرت ہاجرہؑ کی یادگار ہے۔

۴۔ زبان عورت بناتی ہے اسی لئے زبان کو "مادری زبان" کہتے ہیں۔

۵۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ میری میّت پر رونا، بین کرنا اور

مرثیہ پڑھنا۔

۶۔عرب میں تعزیت ادا کرنے کی رسم موجود تھی لیکن رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد اُمت کا کوئی شخص حضرت فاطمہ زہرؑا کے پاس پُرسے وتعزیت کو نہیں آیا۔

۷۔ابنِ عباس حضرت زینبؑ کو عقیلہ بنی ہاشم کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔

۸۔حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت زینبؑ کو عالمہ غیر معلّمہ کے خطاب سے یاد فرماتے تھے۔

۹۔سات برس کے سن میں حضرت زینبؑ کو خطبہ فدک یاد تھا۔

۱۰۔کربلا کے نازک رشتے اور میر انیسؔ۔

۱۱۔بھائی اور بہن کی محبت، حضرت زینبؑ کی ماں فاطمہ زہرؑا نے وصیت کی تھی کہ میرے بیٹے حسینؑ کا خیال رکھنا۔

۱۲۔رخصتِ آخر کے لئے خیمے میں امام حسینؑ کا آنا اور حضرت زینبؑ کا اضطراب۔

۱۳۔حضرت زینبؑ جب مدینے واپس آئیں، نانا اور ماں کی قبر پر جا کر حسینؑ کی سنائی سُنائی۔

تیسری مجلس

خطبہ زینبؑ کے رموز

.... ﴿صفحہ نمبر ۶۷ تا ۱۰۰﴾ ....

۱۔قیدیوں کی کُل طاقت زبان میں سمٹ آئی تھی۔

۲۔حضرت زینبؑ نہ نبی ہیں نہ امام لیکن ولی ہیں۔

۲۔حضرت زینبؑ اسیری و بیکسی میں بھی نہایت عزم وہمت کے ساتھ دربارِ یزید میں داخل ہوئیں۔

۳۔ فتح بدر سے فتح مکّہ تک بنی اُمیّہ کی شکست کا پس منظر۔

۴۔ دربارِ یزید میں حضرت زینبؑ کا تدّبر۔

۵۔ کچھ لوگوں نے کلمہ پڑھ کے اللہ کا ہر جرم کیا، کلمہ اُنھیں جہنم میں جانے سے نہ بچا سکا۔

۶۔ دہشت گردی نام ہے یزیدیت کا۔

۷۔ حضرت زینبؑ کے تدّبر نے یزید کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی شکست کا اعلان کر دے۔

۸۔ ماتم فتح کا اعلان ہے۔

۹۔ ظالم کے دار الحکومت میں حضرت زینبؑ نے مظلوم کی مجلس سجا دی۔

چوتھی مجلس

فضائلِ شہزادی زینبؑ

........﴿صفحہ نمبر ۱۰۱ تا ۱۱۸﴾........

۱۔ کیا سلسلۂ ہدایت ختم ہو گیا۔؟

۲۔ نماز کو دین میں رکھنے کی حکمت تھی۔؟

۳۔ نماز پڑھانے والے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں۔

۴۔ ختمی مرتبت کی زندگی میں رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے کہا میری جگہ تم جا کر نماز پڑھاؤ۔

۵۔ خلافت نے معاشرے سے عدل کو ختم کر دیا اس لئے مسلم معاشرہ سنبھل نہیں سکا۔

۶۔ رسولؐ اللہ نے ہدایت کو مودّت کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

۷۔ حضرت زینبؑ نے بچپن سے اُمّت کی منافقت کا مشاہدہ کیا تھا۔

۸۔ حضرت زینبؑ کو پانچ برس کے سن میں پورا قرآن مع تفسیر کے حفظ تھا۔

۹۔ حضرت زینبؑ کی نظر میں یزید کے اجداد کی منافقت تھی آپ نے دربارِ یزید میں سب کچھ بیان کر دیا۔

۱۰۔ حضرت زینبؑ نے جہاد باللّسان کر کے محاذ کو فتح کر لیا۔

۱۱۔ حضرت زینبؑ کے جو مصائب ہیں وہی تو فضائل ہیں۔

۱۲۔ حضرت زینبؑ نے نانا کے دین کے لئے طویل مسافت طے کی۔

پانچویں مجلس

کائنات پر حضرتِ زینبؑ کا اختیار

.........﴿صفحہ نمبر ۱۱۹ تا ۱۳۷﴾.........

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے مَلکوت کی سیر کرائی۔

۲۔ عالمین کا رب ہے صرف عرب کا رب نہیں ہے۔

۳۔ کسی اُمت سے اُن کا نبی ناراض ہو جاتا تھا تو اُس اُمت سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا تھا۔

۴۔ اللہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا اس لئے کہ مجرم بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا۔

۵۔ کائناتِ عظیم کا مُحکم نظم ونسق اب حضرت فاطمہ زہراؑ کے پاس ہے۔

۶۔ خیمے جل رہے تھے اس وقت حضرت زینبؑ نے اپنے ولایت کے اختیار (Hold) کو استعمال کیا۔

۷۔ حضرت زینبؑ عونؑ و محمدؑ کو میدان جنگ جلد از جلد بھیجنا چاہتی تھیں۔

۸۔ ذوالفقار میدانِ جنگ کا حال حضرت فاطمہ زہراؑ کو سناتی تھی۔

۹۔ حضرت زینبؑ نے اپنے پدر گرامی کی جنگیں ماں سے سُنی تھیں۔

۱۰۔ حضرت زینبؑ عصرِ عاشور کو امام حسینؑ کو جنگ کرتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

۱۱۔ اب ذوالفقار امام حسینؑ کی جنگ حضرت امام مہدیؑ کو سنائے گی۔

چھٹی مجلس

زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

........﴿صفحہ نمبر ۱۳۸ تا ۱۶۵﴾........

۱۔ حضرت زینبؑ کے القاب اور خطابات۔

۲۔ حضرت علیؑ نے فرمایا علم کو قلم سے محفوظ کرو۔

۳۔ حضرت زینبؑ کی دنیا میں آمد اور آغوشِ رسولؐ میں پرورش پانا۔

۴۔ حضرت زینبؑ وقار و تمکنت میں جنابِ خدیجہؑ کی شبیہ تھیں۔

۵۔ رسول اللہؐ نے ''زینبؑ'' نام رکھا یعنی باپ کی زینت۔

۶۔ ۱۷ ہجری میں حضرت عبداللہ ابنِ جعفر سے حضرت زینبؑ کی شادی ہوئی۔

۷۔ حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثوم دونوں کی شادی دو سگے بھائیوں کے ساتھ ایک گھرانے میں ہوئی۔ شہزادی زینبؑ کی شادی عبداللہ سے اور شہزادی اُمِّ کلثومؑ کی شادی عون بنِ جعفر سے ہوئی۔

۸۔ حضرت عبداللہ ابنِ جعفر کے مختصر حالاتِ زندگی۔

۹۔ واقعۂ کربلا کے بعد حضرت عبداللہ ابنِ جعفر کا حضرت سیّدِ سجّاد کی خدمت میں آنا۔

۱۰۔ حضرت زینبؑ بعدِ کربلا اپنے گھر گئیں، خالی گھر دیکھ کر آپ پر گریہ طاری ہوگیا۔

۱۱۔ حضرت زینبؑ نے عبداللہ ابنِ جعفر کو امام حسینؑ کی جنگ سنائی۔

ساتویں مجلس

شہزادی زینبؑ مالکِ کوفہ وشام

.........﴿صفحہ نمبر ۱۶۶ تا ۱۷۹﴾.........

۱۔ جس ملک کے بچے، جوانوں اور بوڑھوں کو صرف اتنا معلوم تھا کہ رسولؐ اللہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور اولاد میں اگر کوئی بچا ہے تو صرف یزید ہے۔ صرف یزید رسولؐ کا وارث ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کوئی علیؑ، کوئی فاطمہؑ کوئی حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

۲۔ رسولؐ کی ۷۸ لڑائیوں کو زینبؑ کے ایک خطبے سے تول کر بتاؤ کے کیسے منوایا؟ کیا زینبؑ میں وہ ہی ہمت تھی جو شاہ مرداں میں تھی؟ کیا زینبؑ کے پاس کوئی ایسا ہتھیار تھا جس کا وزن ذوالفقار کے برابر تھا؟ یہ کیا تھا..؟

۴۔ پوائنٹ ۱: 18 کروڑ انسانوں کے نام لفظ حسینؑ سے مرکّب ہیں۔

پوائنٹ ۲: ایک دن اور ایک رات میں لفظ حسینؑ تقریباً 56 کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے۔

پوائنٹ ۳: ہر منٹ میں نامِ حسینؑ پر 93 ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔

پوائنٹ ۴: ہر سال میں 80 لاکھ انسان قبرِ حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں

پوائنٹ ۵: دنیا کی بیاسی رائج شدہ زبانوں میں ذکرِ شہادت امام حسینؑ ہوتا ہے۔

پوائنٹ ۶: دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں 3 مجالس ہوتی رہتی ہیں۔

پوائنٹ ۷: مسلمانوں کی شخصیات کے بارے میں سب سے زیادہ لٹریچر امام حسینؑ پر لکھا گیا۔

پوائنٹ ۸: دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد سب سے زیادہ لٹریچر امام حسینؑ پر لکھا گیا۔

پوائنٹ ۹: دنیا میں سب سے زیادہ اشعار ہر زبان میں امام حسینؑ پر لکھے گئے۔

۵۔آدم سے لیکر حسینؑ تک محمدؐ تک سب سے بڑا کام زینبؑ نے کیا بغیر اس کی پرواکئے کہ اُن کے پاس کوئی منصب نہیں ہے۔

آٹھویں مجلس

تاریخوں کی اہمیت...

.........﴿صفحہ نمبر ۱۸۰ تا ۱۰۲﴾.........

ا۔کسی تاریخ کے لئے کسی تاریخ کو قربان نہیں کرنا چاہئے۔کسی عید کے دن، شہادت کی تاریخ کو مقرر نہ کریں۔

۲۔ائمہ کی تمام اولادوں کی وفات کی تاریخیں، علماٗ کی وفات کی تاریخیں۔شہیدِ اوّل اور شہیدِ ثانی کی کب ہے، یہاں تک کہ یہاں پر کراچی کے شہداٗ کی تاریخیں کیا کیا ہیں؟

۳۔اللہ کے اسی ایک دن میں سب کچھ ہو گیا۔ایک لاکھ انبیاٗ بھی آئے، چلے بھی گئے۔ ایک دن اس کا نہیں گزرا ہے، جب اس کا ایک دن ایسا ہے تو سوچو اس کا دوسرا دن کیسا ہوگا؟

۴۔زینبؑ ۵ ہجری میں پیدا ہوئیں، ۱۱ ہجری میں رسولؐ کی وفات ہوئی....۵ برس چند مہینوں کی تھیں۔علیؑ کے زانو پر نانا کا سر اور ماں کو روتے دیکھا۔علیؑ کو قبر کھودتے دیکھا۔

۵۔"جعفر اور عقیل کے بیٹے علیؑ کی بیٹیوں کیلئے، علی کی بیٹیاں عقیل اور جعفر کے بیٹوں کے لئے۔" یہ وصیتِ رسولؐ تھی کہ تم تینوں بھائی آپس میں شادیاں کرنا۔

۶۔خیال رکھنا..حسینؑ اور زینبؑ میں کبھی جدائی نہ ہو۔کبھی کسی دور میں اگر حسینؑ کسی سفر پر جارہا ہو، زینبؑ بھائی کے ساتھ جانا چاہے...تو روکنا نہیں۔زینبؑ کو منع نہیں کرنا...

۷۔تہری چادریں اوڑھتی تھیں جناب زینبؑ، گھر میں دو چادریں، لیکن جب سفر ہوتا تھا

تو وہ چادر دو چادروں پر اڑھائی جاتی تھی جو ماں کی چادر تھی، جس میں حدیثِ کسائ ترتیب پائی تھی۔ ۲۸ رجب کو وہی چادر اوڑھ کر زینبؑ عماری میں بیٹھیں۔

۸۔ اپنے گھر جا رہی ہے زینبؑ، دوپہر کا وقت تھا۔ گھر خالی تھا... حجُرے خالی تھے، آگے بڑھ کر آواز دی عونؑ و محمدؑ... بستر خالی ہے، میرے لعل... آؤ میرے لعل۔

نویں مجلس

شہزادی زینبؑ کی قبر پر تاج رکھا ہے

﴿صفحہ نمبر ۱۰۳ تا ۲۲۷﴾

ا۔ معصومین کے روضوں پر زائرین کی آمد اور اُن کی محبت کے مناظر۔

۲۔ حضرت زینبؑ کے روضے میں تابوت پر تاج رکھا ہے۔

۳۔ یزید کی سیاست سے مدینے کے تمام سیاست داں فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔

۴۔ امام حسینؑ سیاستِ الٰہیّہ کے نمائندے تھے اس لئے یزید کے خلاف اقدام کرنے میں خوف زدہ نہیں تھے۔

۵۔ عمر ابن سعد بنی اُمیّہ کے جھانسے میں آ گیا تھا۔ چونکہ لالچی تھا اس لئے زیاد اس کے مزاج کے مطابق اُسے ''رے'' کی حکومت دیکر پھانسنے میں کامیاب ہو گیا۔

۶۔ یزید نے دمشق (شام) میں پرورش پائی وہیں پلا پڑھا لیکن آج وہاں اس کا نام و نشان نہیں ہے۔

۷۔ حضرت زینبؑ کا خطبہ شروع ہوا تو دربار میں سنّاٹا طاری ہو گیا۔

۸۔ حضرت زینبؑ کے روضے میں ہم نے مجلس پڑھی۔

۹۔ ''روایتِ ناصرہ'' یہ روایت مجھے پسند ہے۔

۱۰۔بازارِشام میں اسیروں کے قافلے کی آمد۔

دسویں مجلس

مظلوم کی فتح

۱۔ ۲۰۰۱ء میں ہم پہلی مرتبہ حضرت زینبؑ کے روضے پر زیارت کرنے گئے۔

۲۔ظالم کے قصر کے کھنڈر رہ گئے ،نام ونشان مٹ گیا۔

۳۔حق پر قائم رہنے والوں کو کبھی کمزور نہ سمجھو۔

۴۔قاتل بھی حسینؑ کی خاندانی عظمت کا قصیدہ پڑھنے پر مجبور تھا۔

۵۔میر انیسؔ کا شاہکار مرثیہ ''جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے''

۶۔کربلا میں امام حسینؑ کی جنگ کے چند مناظر۔

۷۔مجمع نے مرثیہ سننے کا حق ادا کر دیا۔''سبحان اللہ''

۸۔خلیفہ بنانے کے تین طریقے ،اجماع ،وصیت اورشوریٰ ،امام حسینؑ نے میمنہ، میسرہ ،اورقلبِ لشکر پر حملہ کر کے تینوں اصول ختم کر دیئے۔

۹۔شہادتِ امام حسینؑ پر حضرت زینبؑ کا خیمے سے برآمد ہونا۔

گیارھویں مجلس

شہزادی زینبؑ اور پردہ

۱۔مسلمان عورت کے لئے پردے کے حدود کا تعین۔

۲۔ پردہ غلاف کی مماثلت، کعبے کا غلاف ہو یا قرآن کا غلاف، متبرک چیزیں پردے میں رکھی جاتی ہیں۔

۳۔ اسلامی عورت کو آسیہؑ اور مریمؑ کی طرح ہونا چاہیئے۔

۴۔ کائنات میں چار عورتیں افضل ہیں، آسیہؑ، مریمؑ، خدیجہؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ ان چاروں سے حضرت فاطمہ زہراؑ افضل ہیں (حدیثِ رسولؐ)

۵۔ پردہ کیا ہے پردے کی اہمیت کیا ہے؟

۶۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے چار دیواری میں رہ کر ہر دینی کام سرانجام دیا۔

۷۔ قرآن میں دو طرح کی عورتوں کا ذکر ہے، اچھی عورتیں اور خراب عورتیں۔

۸۔ نزع کے عالم میں آسیہؑ نے جنت میں اپنا قصر دیکھا، مسکرائیں اور روح پرواز کر گئی۔

۹۔ ''عورت اور اسلام'' کے موضوع پر شیعہ اور سنّی مصنّفین جو کتابیں لکھ رہے ہیں اُس میں حضرت فاطمہ زہراؑ سے متعلق باب شامل نہیں کرتے۔

۱۰۔ حضرت زینبؑ کے پردے کی شان۔

۱۱۔ حضرت امام حسینؑ کی نظر میں حضرت زینبؑ کا رُتبہ۔

۱۲۔ مصائب۔

بارھویں مجلس

حقوقِ نسواں اور شہزادی زینبؑ

۱۔ حضرتِ خدیجہؑ کی عظمتوں کا بیان۔

۲۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کے دادھیال اور ننھیال دونوں طرف کے لوگ امیر ترین لوگ تھے۔

۳۔ حضرت فاطمہ زہراؑ فدک مانگ رہی تھیں تو خلافت کو دے دینا چاہیئے تھا۔

۴۔ بعدِ رسولؐ اللہ خلافت نے حقوقِ نسواں کو پامال کیا۔

۵۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے حقوقِ نسواں کی پامالی پر آواز اٹھائی۔

۶۔ حق کا مطالبہ ضروری ہے چاہے ملے یا نہ ملے۔

۷۔ مسلمانوں نے مدینے میں رسولؐ اللہ کی بیٹی کا گھر جلایا تھا۔

۸۔ امام حسینؑ نے طے کیا کہ مدینے میں ماں کا گھر جلایا گیا عرب دینا سے باہر بات نہیں گئی۔ اب میں میدانِ کربلا میں آرہا ہوں تاکہ مسلمان جب ہمارے خیمے جلائیں تو دنیا کو معلوم ہو جائے۔

۹۔ حضرت زینبؑ میں خاندانی شجاعت موجود تھی۔

۱۰۔ موت کی چار اقسام ہیں، موتِ احمر، موت ابیض، موتِ اخضر، موتِ اسود، حضرت زینبؑ نے چاروں اموات اختیار کی ہیں۔

۱۱۔ صبر حضرت زینبؑ کے سامنے دست بستہ استادہ ہے۔

۱۲۔ عرش پر شہادتِ زینبؑ کی مجلس اور امام مہدی علیہ السّلام کی مجلس میں شرکت۔

تیرھویں مجلس

انبیاء اور شہزادی زینبؑ

........﴿صفحہ نمبر ۳۰۰ تا ۳۳۰﴾........

۱۔ اللہ نے انسان کو اس کا بُرا اور بھلا سمجھا دیا۔

۲۔ امام حسینؑ نے وہ کام کیا جو نبیؐ کا کام تھا۔

۳۔ مسلمانوں کے سجدے خسارے میں تو نہیں جارہے؟

۴۔ جہاں سے اللہ کے کام کا اختتام ہوتا ہے وہاں سے حضرت زینبؑ کے کام کا آغاز ہوتا ہے۔

۵۔ زینبؑ نے بے صبری کے سارے کھیت کاٹے پھر صبر کا باغ لگایا۔

۶۔ حضرت زینبؑ کا ایک خطاب ہے "امینۃ اللہ"

۷۔ روزِ اَلَستَ اور حضرت زینبؑ

۸۔ ولی، ولایت اور مولا کے معنی۔

۹۔ اولیٰ یعنی مولا کو مانے بغیر نبوت چلی جاتی ہے۔

۱۰۔ حضرت خضرؑ نے ایک یتیم کی سرپرستی فرمائی اور گرتی دیوار بنادی۔ حضرت زینبؑ نے کربلا کے یتیموں کی سرپرستی فرمائی۔

۱۱۔ حضرت نوحؑ نے اُمت کے لئے عذاب طلب کیا، حضرت زینبؑ نے اُمت کے لئے عذاب نہیں مانگا۔

۱۲۔ حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ بنایا حضرت زینبؑ نے حسینؑ کا روضہ بنایا۔

۱۳۔ فرعون غرق ہوگیا لیکن لاش آج بھی میوزیم میں رکھی ہے۔ یزید غرق نہیں ہوا لیکن قبر کا نشان بھی نہیں ملتا۔

۱۴۔ حضرت یعقوب کا گریہ اور حضرت زینبؑ کا گریہ، حضرت یحییٰ کا زُہد اور حضرت زینبؑ کا زُہد۔

۱۵۔ مصائبِ شام پر حضرت سیّد سجادؑ کا ایک خطبہ

چودھویں مجلس

یوم زینبؑ

........﴿صفحہ نمبر ۳۳۱ تا ۳۴۸﴾........

۱۔ عظمت، جلالت، رعب و دبدبہ حضرت زینبؑ کو ورثے میں ملا تھا۔

۲۔ وہ عظیم بی بی جس نے اسلام کے نشیب و فراز دیکھے۔

۳۔کوفے میں حضرت زینبؑ نے خواتین کے لئے درسِ قرآن کا اہتمام کیا۔

۴۔حضرت زینبؑ اور حضرت اُمّ کلثومؑ کی شادی کے حالات۔

۵۔۲۸؍رجب کو مدینے سے حضرت زینبؑ کا سفر۔

۶۔امام حسینؑ کی نظر میں حضرت زینبؑ کا مرتبہ۔

۷۔حضرت علیؑ کی نظر میں حضرت زینبؑ کا رُتبہ۔

۸۔حضرت زینبؑ نے کربلا میں پیاس کا شکوہ نہیں کیا۔

پندرھویں مجلس

حیاتِ حضرتِ زینبؑ

.........﴿صفحہ نمبر ۳۴۹ تا ۳۶۸﴾.........

۱۔شہزادی زینبؑ نورانی علوم کی مالک تھیں۔

۲۔ مفادِ عامہ اور امنِ عامہ کو بہر صورت مقدم رکھنا چاہیئے۔

۳۔ حضرت زینبؑ پر مصائب کے دروازے کھلتے گئے۔

۴۔ نظم عالم کے لیے پہلی چیز صلح ہے۔

۵۔ ایک دن میں سینتالیس حافظِ قرآن قتل کیئے گئے۔

۶۔ ''علیؑ کی بیٹی اور مجھے سلام کہلوائے''

۷۔ زینبؑ شکر گزار کہ اُن کا نذرانہ قبول ہوا۔

۸۔ انتہائی جکڑ بندی میں انتہائی آزادانہ تبلیغ

۹۔ شیطان طُلقّوں کی اولاد بندگان خدا کو قتل کرے۔

۱۰۔ مصائب واپسی مدینہ

❁❁❁❁

فیاض زیدی:

پیش لفظ

علیؑ کی جاہ و جلالت نمود کرتی ہے
زباں پہ جب کبھی زینبؑ کا نام آتا ہے

تاریخ کربلا میں جہاں کٹھن ترین امتحان عالی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا ہے وہاں ایک محقق یا مصنف کے نزدیک سیرت زینبؑ پر خامہ فرسائی بھی آسان نہیں۔ یہ مشکل صورتِ حال خطباء وذاکرین کو ہمیشہ درپیش رہی ہے۔ مصائب کی حد تک تو میٹر (matter) قدرے میسّر ہے مگر عظمت وفضائل کے باب میں بہت کم دستیاب ہے۔ کیونکہ یہ ریسرچ ورک (research work) ہے جو ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ زینبؑ مشنِ توحید پر قربان ہو گئیں مگر ۱۴۲۷ھ تک کوئی سکالر، محقق، مورّخ، دانشور یا ادیب انہیں ادراک انسانی کی حد تک بھی جامع خراج تحسین نہیں پیش کر سکا۔ علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب کا مجموعۂ تقاریر ''عظمتِ حضرتِ زینبؑ'' نے اس کمی کو دور کر دیا ہے۔

کربلا روانگی سے قبل زینبؑ، زینبؑ تھیں۔ گھر سے قدم بقائے توحید کے لیے برآمد ہوئے آپؑ ایک عظیم مقصد لئے ہوئے مدینے سے چلیں تھیں اور اپنے مقصدِ جلیلہ کے لیے ہمہ پہلو تیار ہو چکی تھیں۔ جب شامِ غریباں آئی، علیؑ آئے تو سب کا پرسہ لیا اور خود بھی سب کا پرسہ دیا پھر وہ گفتگو ہوئی جو ایسے عالمِ ظلم وستم میں ایک بیٹی کو باپ سے کرنی حق بجانب تھی اور تقاضائے بشریت کے عین مطابق تھی۔ عموماً بیٹیاں اپنی باتیں ماں

سے کرتی ہیں مگر آپؑ کی مادرِ گرامیؑ حسینؑ کی بے سر لاش کو گود میں لیے بیٹھی تھیں۔ دنیا سے جاتے جاتے علیؑ نے کہا تھا ''زینبؑ! بیٹی تمہیں یاد ہے نا'' جواب دیا ''جی بابا! بالکل یاد ہے شام کے دربار میں میرا خطبہ سننے ضرور آیئے گا۔ میں رہوں گی یا نہ رہوں گی۔ مگر کائنات میں علیؑ علیؑ اور حسینؑ حسینؑ تا ابد رہے گا''۔ آپؑ نے یہ کر دکھایا۔

اکثر حضرات نے عالیہ بی بیؑ کو صرف حضرت امام حسینؑ کی بہن کی حیثیت سے سمجھنے کی کوشش کی، کبھی یہ غور نہیں کیا کہ آخر خدا کو کیا ایسی ضرورت در پیش تھی کہ نام خود عرش پر تجویز کیا۔ یہ کوئی معمولی پہلو نہیں ہے۔ اکثر جاہل، کم علم اور دورِ جدید کے علیؑ کی ولائت کے دشمن لوگ کہتے ہیں کہ جناب عبداللہ ابنِ جعفرؑ غیر سیّد تھے اور یوں سیّد زادی کا نکاح غیر سیّد سے جائز قرار دیتے ہیں۔ عقل کے اندھوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جناب عبداللہ ابنِ جعفرؑ ولی تھے اور جناب زینبؑ ولیہ تھیں۔ یہ ایک ولی کی ولیہ سے شادی تھی۔ جناب ابو طالبؑ کی تمام اولاد سیّد ہے۔ علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب نے اس پہلو پر بھی بھرپور روشنی ڈالی ہے۔

اس معظمہ بی بیؑ نے توحید کی چھاؤں میں، رسالت کی آغوش میں، عصمت و طہارت کی گود میں اور پانچ اماموں کے ماحول میں زندگی بسر کی۔ اس بی بیؑ کو توحید میں ڈھونڈیں۔ بی بیؑ کو رسالت میں ڈھونڈیں بی بیؑ کو سیّدہ عالمیانؑ کی حیاتِ مقدسہ میں تلاش کریں۔ بی بیؑ کو علیؑ میں تلاش کریں، بی بیؑ کو حسنؑ میں پانے کی سعی کریں، بی بیؑ کو حسینؑ میں بھی پانے کی سعی کریں اور ہاں بیمارِ کربلا سیّد سجادؑ کی اٹھارہ ماہ کی رفاقت میں بھی آپ کو بی بیؑ ملیں گی (دستورِ دنیا ہے، اخلاقِ زمانہ ہے کہ کوئی احسان کرے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ ہر مومن کو روزانہ نمازِ فجر کے بعد باآواز بلند درود و سلام کے ساتھ یہ کہنا چاہیئے ''اُمّ المصائب بی بیؑ آپ کا احسان ہے۔ میں سر جھکا کر آپ کا

شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپؑ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں‘‘)

رسولؐ اللہ کی مقدس زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قرآن ہو یا حدیث حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو یاد تھا۔ امیر المومنینؑ و سیدہ طاہرہؑ کی زبانِ اطہر سے ادا ہوئے خفی و جلی جملے آپؑ کو ازبر تھے۔ تفسیر و تقریر و تحریر کے میدان میں لاثانی تھیں۔ حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ آپؑ کے دو بازو تھے۔

گرچہ یہ بتانا ضروری نہیں ہے بازو کا تعلق جسم سے کیا ہوتا ہے۔ گھر کی چار دیواری میں درسِ اسلام کا سلسلہ آپ نے اُسی وقت شروع کر دیا تھا جب دکھیا ماں نے عرب کے دکھ دہندہ ماحول سے منہ موڑا اور اُمت سے ناراض ہو کر سفرِ آخرت اختیار کیا۔ حضرت زینبؑ نے فوراً ماں کی مسند کو سنبھالا۔ درس و تدریس کا یہ سلسلہ زندگی کی آخری سانس تک جاری رہا اور آج بھی جاری ہے۔ مجلس حسینؑ درس گاہِ زینب سلام اللہ علیہا ہے۔ اس درسگاہ کی بقا و نشو و نما کے لیے آپؑ کی قربانیاں احاطۂ فکر انسان سے بعید ہیں۔ حالات دگرگوں سے دگرگوں ہوتے گئے بادِ مخالف کے طوفان پہ طوفان آتے رہے مگر بی بیؑ ایک عظیم منارۂ نور کی طرح مستحکم و قائم و دائم رہیں کہ:-

’’زینبؑ نام ہے ہمالیہ سے زیادہ بلند آسمان سے زیادہ وسیع، نیل سے زیادہ گہرے، ہیرے سے زیادہ سخت، شام و سحر سے زیادہ منظّم، سمندر سے زیادہ حوصلہ مند کردار کا‘‘۔

بقول ڈاکٹر علاّمہ سیّد ضمیر اختر نقوی کہ:-

’’عالیہ معظّمہ بی بیؑ کے پاس کوئی منصب نہیں تھا۔ اس کارِ عظیم و ناممکن کی انجام دہی کا کوئی صلہ بھی مقرر نہیں ہوا تھا‘‘۔

بی بیؑ نے آخر کیوں اپنے آپ کو نصرتِ دین کے لئے پیش کیا؟ ذمہ داری

(responsibility) کیوں اپنے سر لی ؟ اِس کے جواب میں فضائے تاریخ خاموش ہے۔ ہر کام کے پسِ منظر (background) میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے اگر دنیا چاہے بھی تو منطقی طور سے (logically) بھی کچھ بیان کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ فکر اور تحقیق کے لیے میدان کھلا ہے سوچیئے کہ انھوں نے یہ سب کچھ کیوں اور کیسے گوارا کرلیا۔ نیکی کر دریا میں ڈال والا مسئلہ یہاں نہیں ہے۔ یہاں آفاقی، روحانی، وجدانی مکاشفے و مراقبے کی ضرورت ہے۔ یہ دردسری کون مول لے؟۔ وقت کس کے پاس ہے؟۔ ہمیں تو پارٹی بازی کی سیاست سے ہی فرصت نہیں ہے۔ عزاداری اور کربلا فقہ میں ڈھونڈھنے سے نہیں ملے گی اور تاریخ کربلا مدرسوں میں نہیں پڑھائی جاتی۔

یہ جملہ شاید معترضہ ہوگا کہ "زینبؑ پروردگارِ عشق ہیں"۔ عشقِ الٰہی کے مختلف معانی ہیں اور بی بیؑ نے ہر معنی کی عملی تصویر بن کر یہ سمجھایا کہ مذہبِ اسلام الٹی سیدھی نمازوں، بے تکے روزوں اور غلط سلط حفظِ قرآن کا نام نہیں ہے۔ لشکر یزید کا سردار عمر ابنِ سعد حافظ، مفسر، محدّث اور پابندِ صلوٰۃ تھا۔ پہلے اصولِ دین سے عشق پیدا کریں۔ اپنے کردار کو عقیدے میں اتنا رنگیں کہ پہچان بن جائے ہاں اہلِ بیتؑ کے حب دار ایسے ہوتے ہیں۔ اسلام اور کربلا کو سیرت حضرت زینبؑ میں ڈھونڈیئے اور اگر نہ پاسکیں تو ڈاکٹر علاّمہ سیّد ضمیر اختر کی کتب کا مطالعہ کریں تاکہ منزلِ عرفان پر آئیں معرفت حضرت زینبؑ ہی معرفت اسلام ہے اور یہ حق کا ابدی پیغام ہے۔ اختلافات کا یہ مطلب نہیں کہ علاّمہ ضمیر اختر صاحب کی مجالس نہ سنی جائیں اور اُن کی تقاریر میں نقص نکالنے کی کوشش کی جائے۔ سنیں، سوچیں اور سمجھیں قوم کے افراد کہاں جارہے ہیں؟

قرآن اور اہلِ بیتؑ رسولؐ اللہ نے یہ دو بھاری تحفے مسلمانوں کو دنیا سے جاتے ہوئے عطا کیے۔ قرآن کے وزن کو سمجھا نہیں گیا۔ چودہ سو سال سے اُمت قرآن پر سر

دُھن رہی ہے ہر طرف قرآن کی باتیں یعنی پوری اُمت مسلمہ یہ چاہتی تھی اور اب چاہتی ہے کہ کسی موڑ پر بھی اہلِ بیتؑ کا تذکرہ نہ ہو۔ اہلِ بیتؑ کے بغیر اگر اللہ کی کتاب سمجھ میں آتی تو پوری دنیا میں مسلمانوں کا یہ حشر نہ ہوتا جو ہو رہا ہے۔ دوسرا عام ذکر صحابہ کرام کا ہے اور اُن صحابہ کا ذکر بڑے شدّ و مد کے ساتھ جنہوں نے کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ دوزخ میں جانا منظور ہے اہلِ بیتؑ کا ذکر نہیں کرنا۔

عقیلۂ بنی ہاشمؑ نے سہ پہر عاشور سے لے کر دربارِ یزید تک قرآن صامت اور قرآن ناطق کا تعارف جس انداز سے کرایا تاریخ میں کوئی نہ کرا سکا۔ اِس معظّمہ بی بیؑ نے ناممکن حالات میں فنا فی اللہ کی منازل طے کرتے ہوئے ہر ذی ہوش کو اور ہر بدمست کو بتایا کہ ہم اہلِ بیتؑ کے بغیر قرآن نہ سمجھ میں آئے گا نہ رہنمائی کرے گا۔ نیزے کی نوک پر تلاوت کلامِ پاک فرما کر امام مظلومؑ نے مسلسل تائید فرمائی۔

جہادِ کوفہ و شام پر روانگی سے قبل اپنے سرتاج شوہر نامدار حضرت جعفر طیار علیہ السلام سے اجازت طلب کی۔ گرچہ یہ عہد امیر المومنینؑ حضرت عبداللہؑ سے وقت نکاح لے چکے تھے لیکن عالیہ بی بیؑ نے خاک پر بیٹھ کر زمین پر لکیریں کھینچتے ہوئے بیمار شوہر سے کہا تھا ''آپؑ مجھے بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت دیتے ہیں''۔ حضرت عبداللہ صرف شوہر ہی نہیں عم زاد بھی تھے۔ بسترِ علالت سے بغیر سہارے کے اُٹھے یہ بتانے کے لیے کہ میری فکر نہ کرنا میں جی لوں گا ہاں یہ ضرور کہا ''سفر پر جا رہی ہو پردیس میں کڑے وقت بھی آجاتے ہیں اور صدقہ ردِ بلا ہوتا ہے۔ عونؑ و محمدؑ کو لیتی جاؤ اگر کہیں حسینؑ پر وقت آجائے تو ایک اپنی طرف سے اور ایک میری طرف سے حسینؑ پر صدقے کر دینا''۔ حضرت عبداللہؑ جہادِ کربلا میں برابر کے شریک تھے۔ وقتِ روانگی ابنِ عباسؓ کو جواب دے کر یہ بتایا کہ جو میں جانتی ہوں تم نہیں جانتے تم کیا مشورہ دو گے میرے

بھائی کو اور کیا سمجھاؤ گے یہ تمہاری سمجھ سے بالا باتیں ہیں۔

ڈاکٹر علاّمہ سید ضمیر اختر نقوی کی یہ تقاریر مختلف سلسلہ ہائے مجالس کا ایک مجموعہ ہے ہر مجلس کا موضوع سیرت حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کا کوئی نہ کوئی مخصوص پہلو ہے۔ دیکھا جائے تو مجالس کے اس مجموعے میں کردارِ زینبؑ وعظمتِ زینبؑ بڑی حد تک واضح نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے مجالس میں اتنا کچھ ہی بیان کیا جا سکتا تھا مگر اندازِ بیان پر غور کریں کہ جس پہلو پر علاّمہ صاحب نے گفتگو کی ہے وہ نامکمل نہیں چھوڑا بلکہ پورا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سلسلہ مجالس گذشتہ چھبیس برسوں سے علاّمہ صاحب نے خود قائم کیا ہے کیونکہ بقول Anita Rai حضرت سیدہ طاہرہؑ اور حضرت ثانی زہراؑ تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ تاریخ کائنات کی Essential Women یعنی انتہائی ضروری خواتین ہیں اگر یہ دو ہستیاں نہ ہوتیں تو سقیفہ اپنا کام کر گیا تھا یعنی پھر بت پرستی شروع ہو جاتی۔ گرچہ زینبؑ چہاردہ معصومینؑ میں شامل نہیں مگر جو کارہائے نمایاں آپؑ نے سرانجام دیئے وہ کسی طور کردارِ معصوم سے کم نہیں ہیں۔ عصرِ عاشور تک ہر جگہ حسینؑ کا عکس نظر آتا ہے اور بعدِ عصر ہر مقام پر حضرت زینبؑ نمایاں ہیں یعنی کربلا کی ہر خاتون آپؑ کا پرتو بنی ہوئی ہے آپؑ کی سوچ سب کی سوچ بنی ہوئی ہے۔ علاّمہ صاحب کا یہ کہنا کہ زینبؑ کے پاس کوئی منصب بظاہر نہیں تھا در پردہ علاّمہ صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زینبؑ بذاتِ خود ایک منصب کا نام ہے۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں زینبؑ توحید کی سرپرست، رسالت و امامت کی سرپرست، مشن حسینؑ کی نگران، کربلا کی ترجمان، بیواؤں کا آسرا، یتیم بچوں کی آس اور سالارِ قافلہ بھی، تازیانوں کی ڈھال بھی، دشمنوں کی باتوں کا دنداں شکن جواب بھی۔ بقول مولانا رومؒ

حدیث عشق دو باب
یک حسینؑ رقم کرد و دیگرے زینبؑ

حدیثِ عشق کا باب جو حسینؑ نے رقم کیا وہ جلد رقم ہو گیا مگر زینبؑ کو اپنا باب رقم کرتے ہوئے سولہ ماہ کا ایک ایک لمحہ انتہائی اذیت سے گزارنا پڑا۔ مگر حضرت علیؑ کی شیر دل بیٹی نے شام فتح کر کے کربلا کی لاج رکھ لی۔ علاّمہ ضمیر اختر صاحب کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کربلا زینبؑ کے بغیر نامکمل تھی۔ حسینؑ نیزے پر قرآن پڑھ رہے تھے آپؑ تفسیر کرتی جا رہی تھیں، پتھر بھی کھا رہی تھیں اور فنا فی اللہ کی منزل سے بھی گزر رہی تھیں۔ بی بیؑ کے امتحان نے عورت کو معراج عطا کی کاش آج کی عورت غور و فکر کرے۔

علاّمہ ضمیر اختر نقوی صاحب کے افکار کے متعلق کچھ لکھنا یا رائے دینا ایسا ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا۔ عصرِ حاضر کا عظیم اسکالر کہاں اور میں علم کا کفش بردار کہاں مگر میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کم از کم استقبالیہ تو ضرور کہے جا سکتے ہیں۔ میری یہ تحریر سپاس نامہ ہے ایک حقیر سا تعارف (introduction) ہے، ایک خراجِ تحسین ہے، ایک شوق ہے ایک ذوق ہے۔ مجھے علاّمہ صاحب سے عقیدت کی حد تک محبت ہے۔ وہ اتنے بڑے شہسوارِ خطابت و تصنیفات ہو کر میرا کتنا احترام کرتے ہیں میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مشکل اور کٹھن موضوعات کا انتخاب علاّمہ صاحب کا شوق ہے۔ حضرت زینبؑ کی زندگی پر ہماری معلومات اُن کے مصائب سے زیادہ نہیں ہیں۔ علاّمہ صاحب نے سمجھایا کہ حضرت زینبؑ رسولؐ خدا و حضرتِ خدیجہؑ کی نواسی، حضرت ابوطالبؑ و فاطمہ بنت اسدؑ کی پوتی حضرت طالبؑ، عقیلؑ و جعفرؑ و حضرت اُمِّ ہانی کی بھتیجی۔ حضرت علیؑ و فاطمہؑ کی دختر۔ حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ کی ہمشیرہ اپنے چچا کے بیٹے عبداللہ ابنِ جعفرؑ کی زوجہ اور عون و محمدؑ کی والدہ گرامی بھی تھیں۔ جہاں جہاں تقاریر میں مواقع آئے علاّمہ صاحب نے ہر حوالے سے بی بیؑ کا تعارف اپنے مخصوص انداز میں کرایا۔ حال اور مستقبل کے شیعوں کو یہ باور کرایا کہ دیکھو بی بیؑ کی عظمت پر یوں غور کیا کرو۔

Dianne Doubtfire نے اپنی کتاب ''تخلیقی تحریر'' (Creative Writing) میں تحریر کے جو اصول لکھے ہیں وہ تمام علاّمہ صاحب میں پائے جاتے ہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ جن باتوں سے اُس نے پرہیز کی تلقین کی ہے علاّمہ صاحب نے تحریر و تقریر دونوں میں اُنھیں بھی استعمال کیا اور کامیاب رہے۔ یعنی اُن کی تقریر و تحریر میں آپ کہیں لوچ یا سقم نہیں پائیں گے۔ کوئی واقعہ کتنی Projection مانگتا ہے علامہ صاحب بخوبی واقف ہیں۔ ہمارے ہاں بحث بے مقصد ہوتی ہے۔ علاّمہ صاحب سے اگر اختلاف ہے تو نہ اُن کی کتاب پڑھنی ہے نہ مجلس سنی ہے یہ مہذّب اور علم ذوق افراد کا شیوہ نہیں ہے۔ ماشاء اللہ علاّمہ صاحب کی کتابیں چھپتی ہیں اور ریکارڈ ٹائم میں فروخت بھی ہو جاتی ہیں۔ پوری دنیا میں علاّمہ صاحب بطور ایک legend متعارف ہو چکے ہیں۔ اور ایک بین الاقوامی شخصیت بن چکے ہیں۔ علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی اپنی ذات میں ایک مکمل انجمن ہیں۔ تحریر، تقریر، ٹی وی پروگرام، سیمینار کچھ بھی ہو کہیں بھی ہو ضمیر صاحب ایک چیلنج ہیں جس کا جواب آنے والی صدیوں میں بھی مشکل ہوگا

''یہ اُس کی دَین ہے جسے پروردگار دے''

❁❁❁❁

ڈاکٹر ریحانؔ اعظمی:

ضمیرِ فکر

علم گُستر، فیض گُستر، محترم، عزّت مآب
شاعرِ آلِ محمدؐ، ذاکرِ گردوں خطاب
رونقِ منبر، عزادارِ امامِ انقلاب
دسترس تاریخ پر بے حد بہ فیضِ بوترابؑ

ان کے جیسا عصرِ نو میں صاحبِ منبر نہیں
بے ضمیروں سے جو ڈر جائے ضمیر اختر نہیں

دوستی ان کی کتابوں سے قلم سے یاریاں
حرف و معنی سے بڑی مضبوط رشتہ داریاں
روز و شب تحقیق کی کرتے ہیں یہ گُلکاریاں
بند ہیں مٹھی میں اِن کے علمی ورثہ داریاں

لفظ کی معراج ہے جو اِن کے لب تک آ گیا
بے ادب اِن کے تصوّر میں ادب تک آ گیا

کتنے بے توقیر ذرّے بن گئے ہیں آفتاب
آپ سے تعلیم پاکر سیکھ کر فنِ خطاب
آپ کے دستِ عطا سے لے گئے تعبیرِ خواب
کتنے کانٹے تھے جو مہکے شہر میں بن کر گلاب

مفلسانِ علم کو علمی جواہر دے دیئے
مرثیے کے روپ میں الفاظ طاہر دے دیئے

ان کے خامے کی متاعِ بے بہا تُزکِ ادب
حاشیہ بردار اِن کے ہوگئے مشہور سب
یہ وفا پرور وفا اِن سے کسی نے کی ہے کب
لے کے کشکولِ سخن پھرتا ہے وہ غیروں میں اب

جس کو اپنے خونِ دل سے ماہِ کامل کردیا
ظرف کا مفلس تھا اُس نے اِن کو گھائل کردیا

اَن گِنت علمی کتابیں ان کی فکری منزلت
اَن گِنت غزلیں سلام و مرثیے اور منقبت
آپ کی شعلہ بیانی ہے کثیر المملکت
عِلم کے میدان میں قائم ہے ان کی سلطنت

مثلِ شاخِ گُل کہیں اِن کا قلم تلوار ہے
اِن کے جیسا اہلِ فن ملنا بہت دشوار ہے

بے عقیدہ لوگ اِن کی بزم سے ہیں دور دور
آ نہیں سکتا کوئی نزدیک اِن کے بے شعور
خاورِ علم و ادب کا اِن کے سینے میں ہے نور
انکساری ہے طبیعت میں نہیں کوئی غرور

اس قدر ہر دور میں کی ہیں رثائی کاوشیں
ہر کُتب خانے میں ہیں اِن کی عزائی کاوشیں

یہ ضمیرِ فکر ہیں کہتا ہے ریحانِ عزا
یہ مُبلّغ کربلا کے اِن کے دل میں کربلا
کچھ نہیں علم و ادب سے ہٹ کے ان کا مشغلہ
رونقِ منبر رئیسِ منبرِ آلِ عبؑا

ہیں خطیبِ آلِ اطہر صاحبِ کردار ہیں
ناشرِ کرب و بلا ہیں زندہ و بیدار ہیں

❁❁❁

محمد عباس نقوی:

عرفانِ زینب سلام اللہ علیہا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

زیرِ نظر مجموعۂ تقاریر علامہ ضمیر اختر نقوی کی مختلف ادوار کی شہادتِ شہزادی زینب سلام اللہ علیہا اور یومِ زینب سلام اللہ علیہا کے سلسلے کی تقاریر کا تحریری عکس ہے.. جس میں اگر غور فرمایئے تو ایک جانب شہزادی زینب سلام اللہ علیہا کی شخصیت کے گرانقدر پہلوؤں کی جانب نشاندہی کی گئی ہے تو دوسری جانب دورِ حاضر کے پس منظر میں موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مثلاً ان تقاریر میں ماحول اور اس کی اثر پذیری، علمِ زینبؑ، انبیاؑ اور زینبؑ وہ تقاریر ہیں جن میں شہزادی زینب سلام اللہ علیہا کے ان اوصاف کا تذکرہ ملتا ہے جو آج تک موضوعِ بحث نہیں بنائے جا سکے...، سیرتِ زینبؑ، خطبۂ زینبؑ، فضائل زینبؑ، تواریخِ زینبیہ، قبرِ زینبؑ شہزادی کی سوانح حیات سے متعلق اہم موضوعات ہیں اور ان تقاریر میں ان موضوعات پر بالکل نئے انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔ کہیں کسی مقام پر شہزادی کی شخصیت میں بے بسی اور بے کسی و لاچاری کی کیفیت دکھائی نہیں دیتی بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ ہر مقام پر ایک نہایت مدبر و شجاع بی بی نہایت اطمینان اور تدبیر و صلاحیت کی بنیاد پر تمام مصائب و آلام، ظلم و ستم اور چالاکی و عیاری کا مقابلہ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ وہ عورت ہے جو ہر ظلم، ہر ستم اور ہر کیفیت کو پیغامِ حسینیؑ کے لئے تابع اور سازگار کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔

اختیارِ زینبؑ، مالکہ کوفہ و شام، فتحِ زینبؑ، وہ موضوعات ہیں جہاں علامہ صاحب

نے دلائل واسانید سے ثابت کیا ہے کہ لاکھوں کے لشکر کے مقابلے میں قافلۂ اسیرانِ کربلا نے کس طاقت کی بنیاد پر برتری حاصل کی...اور فتح وشکست کے فلسفے سے بحث کرتے ہوئے ثابت کردیا کہ فتح صرف پیغامِ حسینؑ اور شریکۃ الحسینؑ ہی کی ہوئی۔

جبکہ ''پردہ اور حضرت زینبؑ'' اور ''حقوقِ نسواں اور زینبؑ'' وہ موضوعات ہیں جو آج کے معاشرے میں عورت کو کردار وافکارِ زینبی کے آئینے میں ایک پسندیدہ معاشرہ بنانے کی دعوت دیتے ہیں۔

لیکن جو حضرات تقاریر کے مجموعے پڑھنے کے عادی ہیں.، جو سامعین اپنے ذاکرین کی تقاریر کو بار بار پڑھ کر معرفتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کے حصول کے خواہاں رہتے ہیں ان کے لئے تو یہ تقاریر نعمتِ گراں بہا کی حیثیت رکھتی ہی ہیں۔لیکن مَیں بات کرنا چاہتا ہوں ادب کے ایک ایسے طالبِ علم کی جو تقریر اور تحریر کے درمیان کے فرق کو محسوس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے.، جسے یہ اندازہ ہے کہ تقریر کے دوران انسان extempore گفتگو کرتا چلا جاتا ہے...اور ذہن میں آنے والے افکار کو زبان سے ادا کرتا جاتا ہے...اس دوران بہت سی گفتگو بے ربط بھی ہو جاتی ہے، بہت سے جملے ادھورے بھی رہ جاتے ہیں...، بہت سے مقام پر خطیب غلط لفظ یا غلط شعر پڑھ جاتا ہے...، اور بہت سے مقامات پر وہ لفظ کی جگہ ہاتھوں کی ہلکی سی جنبش یا آنکھوں اور چہرے کے تاثرات سے بہت کچھ کہہ جاتا ہے...اور یہ تمام چیزیں اس کے تحریری عکس میں ناپید Missing محسوس کی جاتی ہیں۔

اسی لئے عموماً بعض مقررین کی تقاریر کو کاغذ پر منتقل کرنے میں خاصی ترامیم بلکہ renovation کی ضرورت پڑتی ہے۔

اور یہ بھی حقیقت کہ پانچ یا دس منٹ کی گفتگو تو کسی اسکرپٹ پر بولی جاسکتی ہے

حالانکہ یہ بھی خاصا مشکل کام ہے...لیکن اگر گھنٹے یا دو گھنٹے مسلسل بولا جائے تو کس طرح ممکن ہے کہ تمام تر گفتگو اس قدر مربوط، مفصل اور مکمل ہو کہ جب اسے تحریر میں لایا جائے تو اس میں کوئی اضافہ و ترمیم کی گنجائش نہ ہو...! لہٰذا ضرورت رہتی ہے کہ تقاریر کے مرتب حضرات نہایت احتیاط کے ساتھ تقریر کو تحریر میں منتقل کریں تاکہ کسی غلط فہمی اور کجی یا کمی کا احساس نہ ہو سکے۔ یہی باعث رہا کہ علامہ رشید ترابی اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے اپنی تقاریر کو تحریر میں منتقل کرنے سے سختی سے پابند کر دیا اور ان کی تقاریر کے کیسٹ تو بازار میں دستیاب ہیں لیکن تحریری عکس کی شکل میں صرف ایک مجموعۂ تقاریر دستیاب ہے جو علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب ہی کا کارنامہ ہے۔ الغرض علامہ صاحب کی ان تقاریر کے مطالعے کے دوران کسی قاری کو یہ احساس تک نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک منجھے ہوئے لکھاری و دانشور کا تحریری مقالہ ہے یا تقریر...! اس مقصد کے لئے علامہ صاحب نہایت سلیس و آسان زبان میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے چلے جاتے ہیں اور اس خوبصورتی کے ساتھ کہ جملوں میں بہترین ربط، موضوع سے منسلک اور سامعین سے داد حاصل کرتے ہوئے ڈیڑھ دو گھنٹے مسلسل خطاب فرماتے ہیں۔

علامہ صاحب کی ان تقاریر کا ایک اور منفرد رُخ یہ ہے کہ علامہ صاحب کی تقاریر میں لفظوں سے، جملوں سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی شخصیات کی ایسی تصویر کشی کرتے ہیں کہ جس کی مثال نثر میں تو کسی اور کی تقاریر میں ممکن نہیں۔ مصوری نام ہے عکس تشکیل دینے کا..اور اس کے لئے میڈیم Medium کی کوئی شرط نہیں ہے...دنیا میں مختلف طریقوں سے تصویر کشی کی گئی... پینسل، برش، اسپرے وغیرہ تو روایتی طریقے ہیں، مادام تساؤ نے موم کو میڈیم قرار دیا، انڈیا میں ایک شخص نے کپڑے پر اپنے خون سے تصویر تیار کی تھی... کچھ لوگ کاغذ کے ٹکڑوں کو مخصوص شکل میں چپکا کر تصویر تیار کرتے ہیں... لیکن

لفظوں سے مصوری میر انیسؔ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کا کارنامہ قرار پایا...! نظم کے میدان میں منظر کشی کا جو مظاہرہ انیسؔ کے یہاں ملتا ہے وہ کہیں اور نہیں ملتا... لیکن نثر کے میدان میں مقفع و مسجع اردو کی تو بات نہیں کرتا لیکن عام سلیس اردو میں تصویر بنانا نہایت مشکل کام ہے... علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب نے اس مشکل ترین میدان میں اپنے انفرادی اندازِ خطابت سے جو شاہکار تخلیق کیے انہیں لفظوں کی مصوری کی بہترین مثالیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کا کمال ہے کہ دورانِ خطاب بعض موضوعات کو اس قدر محویت کے ساتھ ادا کرتے ہیں کہ سامعین کے سامنے متذکرہ موضوع تجسیم پا جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے وہ خود کو اس ماحول کا حصہ محسوس کرنے لگتا ہے... یہی باعث ہے کہ ان کے سامعین کرام کی دی ہوئی داد میں جذباتی عنصر واضح محسوس کیا جا سکتا ہے... اور وقتِ مصائب بھی در و دیوار شیون و شین میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ بعدِ کربلا یزید کی چالاکی اور شہزادی زینب سلام اللہ علیہا کی حکمت و تدبر کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے...! علامہ صاحب فرماتے ہیں...!

''اس سے پہلے کے یزید اپنی فتح کا جشن مناتا، پورے عرب میں خوشیاں ہوتیں، اس سے پہلے زینبؑ نے خوشی کا ماحول بدل دیا۔ منالو جشن...! بجالو باجے...! ہم بھی تو دیکھیں کتنا دم ہے خوشیوں میں....!

زینبؑ نے چیلنج کیا.. ذرا میں بھی تو دیکھوں خوشیوں کے پاؤں کتنے مضبوط ہیں، یہ خوشیاں کہاں تک چل سکتی ہیں...؟ زینبؑ تھیں اور خوشیوں کے قافلے تھے... وہی عراق، وہی عرب، وہی کوفہ، وہی حجاز، وہی بصرہ، وہی شام، وہی دمشق، وہی حلب، وہی حمص.... بدل تو نہیں گئی زمین...! انسان تو بدل نہیں گئے، ماحول تو بدل نہیں گیا... زینبؑ نے آواز دی... تم فاتح ہو...؟ مناؤ عیدیں، مناؤ خوشیاں، ہم بھی تو دیکھیں،

تیاریاں ہوئیں، آئینے بندیاں ہوئیں، ریشمی پردے ڈالے گئے، محلوں کو سجایا گیا...، دکانوں کو سجایا گیا، عید کے کپڑے پہن لو...، کوفہ سے شام تک عید کے کپڑے...عید کے کپڑے...مبارک باد دو، باجے بجاؤ، اتنے بجاؤ کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دے..اب زینبؑ داخل ہوئیں، ماحول کو دیکھا...اچھا! اچھا! عید ہے...میرے بھائی کو مار کر خوشیاں منا رہے ہو...، آئینہ بندی ہے..یعنی ہر ہر دوکان پر بڑے بڑے آئینے لگائے گئے تھے تاکہ قافلہ جب چلے تو آئینے میں نظر آئے...لوگ ادھر بھی قافلہ دیکھیں، لوگ اُدھر بھی قافلہ دیکھیں...اسے کہتے ہیں آئینہ بندی۔ جو کوفہ میں بھی تھی، شام میں بھی تھی دوکانوں پر رنگین کپڑے اور جھنڈیاں لٹکائی گئیں...اور چاروں طرف باجے بج رہے تھے، عید ہو رہی ہے...کیا خوشی کا ماحول تھا..ایک بار آواز دی....او عمرِ سعد...!مَیں اس قوم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں...، وہ بولا زینبؑ اس وقت ماحول نہیں ہے..تم بات نہیں کرسکتیں، یہ کسی کی نہیں سنیں گے...یہ دیوانے ہو رہے ہیں، یہ خوشی میں ڈوبے ہوئے ہیں...کہا تو ٹھیک ہے جو مَیں اس ماحول کو نہ بدل دوں....اگر تو یہ بجتے ہوئے باجے نہیں روک سکتا اور ایک بار ناقے پر دونوں گھٹنوں کو رکھ کر بلند ہوئیں...اور بندھے ہاتھوں سے انگلی کا اشارہ کیا...بجتے ہوئے باجے رک گئے، ماحول کا سناٹا ہوا اور تقریر شروع کی... چہرے پر بال پڑے ہوئے، چند لمحوں میں وہی کوفہ والے جو عید منانے آئے تھے، دہاڑیں مار مار کے رو رہے تھے۔"

اب ذرا غور فرمایئے علامہ صاحب نے بھی وہی ہزاروں دفعہ کی سنی ہوئی روایت بیان فرمائی ہے کہ بازار میں شہزادی نے خطبے کے لئے اشارہ کیا اور سناٹا ہو گیا...لیکن کیا واقعی اس روایت کو پڑھ کر یہ ماحول ہمارے سامنے ہوتا ہے...نہیں...یہ علامہ صاحب ہی کا کمال ہے کہ تمام تر جزئیات کے ساتھ اس موقع کو اس ماحول کو اس طرح بیان

فرمادیا کہ ہر سامع، ہر قاری خود کو چند لمحوں کیلئے اسی مجمع کے درمیان محسوس کرتا ہے۔

اور تیسری خصوصیت جو علامہ صاحب کی ان تقاریر کی ہے وہ یہ کہ ہمارے ذاکرینِ کرام عموماً شہزادی زینب سلام اللہ علیہا کا ذکر کرتے ہوئے ۱۰ محرم الحرام یومِ عاشور سے شروع کرتے ہیں اور چہلم پر ذکر ختم ہو جاتا ہے لیکن عارفِ عصمت علامہ ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی کی نگاہِ معرفت نے شہزادی زینب سلام اللہ علیہا کو صرف کربلا کے تپتے ریگزار پر ہی جدوجہد کرتے نہیں دیکھا بلکہ ان کی نگاہِ معرفت نے شہزادی کے مقامِ عصمت و عظمت کو مدینے میں بھی بیان فرمایا ہے، مدینے کے مصائب کا ذکر بھی ہے، ان کے تربیتی مدارج کا بھی ذکر ہے، مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام اور شہزادی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ حسبِ مراتب کا بھی ذکر ہے، شہزادی کے بھائی حسینؑ سے محبت کی عظیم روایات بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کربلا و بعدِ کربلا حکایاتِ غم کی تشہیر میں شہزادی کی خدمات کا تذکرہ بھی۔

الغرض شہزادی زینب سلام اللہ علیہا کی ذاتِ اقدس پر زیرِ نظر کتاب ایک نہایت نایاب دستاویز ہے جس کا اصل اندازہ اس کے مطالعے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ علامہ صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رہے تاکہ ہم محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعلیمات، افکار اور ہدایات سے اسی طرح بہرہ مند ہوتے رہیں۔ آمین

❀ ❀ ❀

ندیم شبلی ایڈووکیٹ

ڈاکٹر پروفیسر سیّد ضمیر اختر نقوی

ایک عہد ساز شخصیت

میں نے لکھ دیا تھا قبلہ سورج ہیں سورج کے آگے چراغ کی کیا حقیقت.........!

قبلہ کو سمجھنے سے پہلے مجھے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے، میری جستجو، میری تلاش صاحبِ علم افراد ہیں، جاہلوں سے میں مخاطب نہیں ہوتا، یہ سال ۲۰۰۰ء کا قصہ ہے میں مولانا طالب جوہری صاحب آف کراچی کی مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور سن کر واپس عامر ہوٹل آرہا تھا یہ عشرۂ ثانی کے سلسلے میں منعقد مجلس تھی لیکن جتنا عرصہ مجالس سنتے ہوا تھا دل کی پیاس اور تشنگی نہ بجھ پا رہی تھی، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ میں ملک کے نامور وکیل بیرسٹر جناب محترم اعتزاز احسن صاحب سابق صوبائی وزیر قانون، سابق وفاقی وزیر قانون، سابق وفاقی وزیر داخلہ، سابق سینیٹر اور موجودہ ایم۔این۔اے کے ساتھ دس ۱۰ سال تک بطور کولیگ کام کر چکا ہوں اور اُن کی شفقت، محبت اور سرپرستی مجھے حاصل رہی، جن کی توجہ وراہنمائی کی بدولت میں پہلے ایک اچھا انسان اور پھر ایک کامیاب وکیل بنا، اعتزاز احسن صاحب کی Vision اور دلائل کے آگے کوئی نہ ٹھہر سکتا تھا اور اعلیٰ عدالتوں میں لوگ خصوصی طور پر ان کے منطقی دلائل سننے آتے تھے، لہٰذا مقدمات کی قانونی موشگافیوں اور حالات و واقعات کو سمجھانے کا فن انہیں خوب آتا ہے مگر

مذہب اور تاریخ کی جان کاری کروانا ایک علیحدہ فن ہے، لہٰذا عرصہ دراز سے اور کثرت سے مجالس سننے کے باوجود دل کی تشنگی برقرار تھی، میں ماضی میں علامہ نصیر اجتہادی صاحب، عرفان حیدر عابدی صاحب، پروفیسر عبدالحکیم صاحب، گلفام ہاشمی صاحب، نسیم رضوی صاحب جیسے نامور علماء کو بھی سن چکا تھا، مگر بات وہاں کی وہاں تھی جہاں سے شروع کی تھی، لہٰذا یہ اسی رات کا قصہ ہے میں جب عامر ہوٹل کی طرف آرہا تھا تو جین مندر کے پاس ٹریفک بلاک تھی میرے دریافت کرنے پر پولیس مین نے بتلایا کہ آگے مجلس ہورہی ہے جس وجہ سے راستہ بند ہے میں نے اپنی کار کو پارک کیا اور سوچا کہ چلو یہاں ''خیمہ سادات'' میں بھی مجلس سنتے ہیں کیونکہ اس سے قبل میں نے کبھی بھی خیمہ سادات امام بارگاہ کی زیارت نہ کی تھی، میں امام بارگاہ میں داخل ہوا تو لوگوں کا ایک جم غفیر وہاں جمع تھا مگر مکمل سناٹا تھا لوگ ورطۂ حیرت میں مجلس سننے میں مگن تھے، منبر پر ایک Full of Personality شخص مجلس پڑھ رہے تھے، میں بھی پیچھے کھڑا ہوگیا، مصائب جاری تھے اور کربلا میں امام مظلوم حضرت امام حسینؑ کی شہادت پڑھی جارہی تھی اچانک مجھے محسوس ہوا کہ میں ''کربلا'' کے میدان میں انبیاء علیہ السلام اور فرشتوں کے درمیان کھڑا یہ منظر دیکھ رہا ہوں، منظر یہ تھا کہ مولائے کائنات حضرت علیؑ گھوڑے پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں اور حسینؑ کا گلا کاٹ کر سر تن سے جدا کیا جارہا ہے اور پھر خونِ حسینؑ سے کربلا کی زمین پر **لا اِلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کی تحریر لکھی جارہی ہے اور کٹے گلے سے بھی یہی صدا آرہی ہے، حق کی اس عظیم فتح پر اور باطل قوتوں کے عبرت ناک شکست پر مولائے کائنات کا سر فخر سے بلند ہے، اچانک میرے سمیت پورا مجمع چیخ و پکار کرنے لگا جیسے کوئی ماں اپنے جوان اور اکلوتے لختِ جگر کی موت کی اچانک خبر سن کر چیخ و پکار کرتی ہے پھر کچھ عرصہ کے لئے میرے حواس گم ہو

گئے، سانس رک گیا میں کربلا میں ہوں .... !

پھر جب میں نے اپنے آپ کو سنبھالا تو دعا کی صدا بلند تھی ''خدا کوئی غم نہ دے سوائے غمِ حسینؑ کے''، مجلس آخری تھی اور اختتام پذیر ہو چکی تھی میں نے سامعین میں سے کسی سے پوچھا، قبلہ کا نام کیا ہے تو معلوم ہوا آپ ڈاکٹر ضمیر اختر صاحب آف کراچی ہیں اور یہاں عرصۂ دراز سے عشرۂ ثانی پڑھ رہے ہیں میں ہوٹل واپس آ گیا مگر کربلا کا منظر میرے ساتھ ساتھ تھا، میں نے غور کیا سوچا یہ شخص کتنا عظیم ہے جس نے مجھے جیتے جی کربلا دکھا دی، مجھے مولائے کائناتؑ اور حسینؑ مظلوم اکٹھے کربلا میں دکھا دیے ہیں، رات انہیں سوچوں میں گم ہو گیا، صبح عدالت عالیہ میں مقدمات سے فارغ ہو کر خیمہ سادات پہنچا تو معلوم ہوا کہ نقوی صاحب کراچی جا چکے ہیں، وہاں میری ملاقات امام بارگاہ خیمہ سادات کے متولی جناب حسن رضا صاحب شہید سے ہوئی، میں نے مولانا کے وڈیو کیسٹ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے نہایت محبت سے کہا کہ میں اپنے بیٹے علی حیدر بوبی سے کہہ کر دلوا دوں گا اور شام کو آنے کا کہا میں اکثر ہائیکورٹ سے کیس کر کے واپس فیصل آباد چلا جاتا ہوں، مگر اس دن میں شام تک لاہور میں رک گیا اور پھر شام کو علی حیدر بوبی صاحب سے ملاقات ہوئی، خوب صورت نوجوان آنکھوں میں محبت اور شرارت کی یکساں چمک، فوری طور پر پچھلے سال کے کیسٹ میرے حوالہ کر دیئے، اور سال ۲۰۰۰ء کے کیسٹ کے بارے میں وعدہ کیا کہ فراہم کر دیئے جائیں گے میں نے ۱۹۹۹ء کی ۱۰ مجالس بسلسلہ عشرۂ ثانی جناب قبلہ علامہ ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی صاحب ریکارڈ کروائیں اور ہال روڈ لاہور سے ارجنٹ کام کروا کر اصل کیسٹیں واپس کر دیں، پھر کیا تھا گھر میں جملہ احباب کو جمع کیا دعوت کا اہتمام کیا کافی دوست آئے اور قبلہ کی ۱۹۹۹ء میں کی گئی پہلی تقریر سننے لگے، سب ورطہ

حیرت سے سن رہے تھے یاد رہے کہ میرے جملہ احباب اہلِ سنت مسلک سے تعلق رکھتے ہیں جو قبلہ کی تقریریں سن کر نہ صرف حیران تھے بلکہ سوچوں میں گم ہو گئے تقریر میں اتنے وزن دار دلائل تھے کہ سب کے سب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ علیؑ حق ہیں اور حسینؑ زندہ باد ہیں حسینؑ سب کے ہیں پھر کیا تھا جملہ احباب نے فیصلہ سنا دیا کہ روزآنہ ایک مجلس قبلہ کی سنی جائے گی، جو لوگ مجلس میں جانا گناہ کبیرہ اور جرم سمجھتے تھے وہ خود بضد تھے کہ قبلہ کی تمام کی تمام ۱۰ مجالس سنی جائیں گی، کھانے پکتے رہے مجالس ہوتی رہیں، عقائد بدلتے گئے سب کربلا میں حسینؑ کے ساتھ کھڑے تھے، تاریخ کا اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے حق کی اس سے زیادہ فتح کیا ہو سکتی ہے کہ TV پر کیسٹ سن کر کوئی ایمان اور عقیدہ بدل لے، نہ ساتھ رہ کر نہ کردار دیکھ کر نہ کسی شخص کے بارے میں اس کے حالات زندگی جان کر مگر صرف اور صرف اس کی تقاریر سن کر علم و تحقیق کے تابع ہو کر اکثر نے کہہ دیا کہ آج سے قبل ہم فلاں صاحب کو ہی سب سے بڑا خطیب سمجھتے تھے مگر قبلہ کو سن کر یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ان سے بڑا خطیب اور مقرر ہم نے تا زندگی نہیں سنا ہے۔ میرا ابھی یہی خیال تھا اور ہے کہ بات کو Explain کرنے یعنی سمجھانے کا فن قبلہ سے زیادہ کسی کو نہیں آتا ہے، دل و دماغ کو ہر تشنہ سوال کا جواب مل چکا، کوئی تشنگی باقی نہیں ہے، سال ۲۰۰۱ء سے جملہ دوست احباب فیصل آباد سے خصوصی طور پر لاہور خیمہ سادات میں قبلہ کی مجلس سننے جا رہے ہیں اور ہر سال یہ سلسلہ تا حال جاری ہے سب قبلہ صاحب کے دیوانے اور عاشق ہو چکے ہیں یاد رہے یہ ایسے ''کٹر'' لوگ تھے کہ خدا خود بھی انہیں آ کر کہتا کہ علیؑ اور حسینؑ کو مانو تو شاید ''خواب'' کا بہانہ بنا کر انکار کر دیتے، مگر قبلہ کی محض TV پر تقاریر سن کر سب یک جان ہو کر علیؑ علیؑ اور حسینؑ حسینؑ کر رہے ہیں اور پکے حسینیؑ عزادار بن چکے ہیں یہ کیسے ہوا، کس نے کیا، صرف اور صرف قبلہ

صاحب کے بااثر دلائل سے بھرپور تقاریر نے یہ معجزہ برپا کر دیا، جو آج کے خود پرست، خود غرض، بے ضمیر دور میں معجزہ دکھاتے ہیں، اس شخصیت اس کردار کا نام ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی ہے، کاش! ان کی صلاحیتوں کو ملکی سطح پر استعمال کیا جاتا، تو آج سب علیؑ والے ہوتے، حق پرست ہوتے، کیونکہ سب میں سب ہے، قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پہلی ملاقات جو جناب حسن رضا صاحب شہیدِ عزا کے گھر میں ہوئی، اس کا اگر تذکرہ نہ کروں تو بات مکمل نہ ہوگی اور تشنہ رہ جائے گی۔

یہ سال ۲۰۰۱ء کے عشرہ ثانی کا واقعہ ہے میں اپنے عزیز دوستوں اشرف صاحب، شوکت صاحب، جیلانی صاحب، شفقت رضا صاحب کے ساتھ قبلہ کی مجلس سننے لاہور خیمۂ سادات گئے ہوئے تھے مجلس کے بعد حسن رضا صاحب سے میں نے درخواست کی کہ ہم فیصل آباد سے آئے ہیں اور قبلہ صاحب کو سلام کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے فوری طور پر ہمیں کمرے کے اندر آنے کو کہہ دیا، تو ہم نے کمرے کے اندر عجب منظر دیکھا، قبلہ زمینی فرش پر بیٹھے ہوئے تھے اور نہایت محبت شفقت سے لوگوں سے مخاطب تھے حسن رضا صاحب نے ہمارا تعارف کروایا، تو بڑی محبت اور گرمجوشی سے ملے، سب کو گلے لگایا اور پھر ہمارے ساتھ ایسے مکس اَپ ہوئے کہ ہمیں لگا جیسے صدیوں پرانا تعلق اور رابطہ ہے، میں نے جملہ احباب فیصل آباد کا تعارف کروایا، سب کے نام بتائے اور بتایا کہ سب برادرانِ اہلِ سنت ہیں قبلہ مزید گرمجوشی سے ملے اور محبت سے پیش آئے پھر کیا تھا اگلی مجلس کے بعد جب ملاقات ہوئی تو قبلہ میرے تمام دوستوں کے نام لے لے کر پکار رہے تھے حالانکہ صرف ایک چند لمحوں کی ملاقات ہوئی تھی، سب دوست بڑے حیران ہوئے اور میں نے بھی محسوس کیا کہ قبلہ نے کیا حافظہ اور پہچان پائی ہے، اور چہرہ شناسی کی اس سے بڑی مثال کیا ہوسکتی ہے کہ جملہ احباب

اب مذہب حق کے سچے اور پکے پیروکار بن چکے ہیں۔ مولائے کائنات کا کیسا کرم ہے نقوی صاحب پر بھی کہ وہ بھی اپنے جد علیؑ کی طرح مومن کی پہچان رکھتے ہیں!

اس کے علاوہ قبلہ نقوی صاحب کی کچھ ایسی باتیں جو انہوں نے اپنی تقاریر میں کیں تھیں ضبط تحریر میں لانا چاہتا ہوں جو بعد میں سچ اور حقیقت کا روپ دھار گئیں، مثلاً مولانا نے اپنی ایک مشہور تقریر میں کہا تھا، پہاڑ پر چڑھے ہوئے انسان جاہل ہیں اور جتنے پہاڑی علاقے ہیں سب ڈوب جائیں گے۔ پھر تاریخ میں سبق ہے کہ افغانستان میں جو لوگ جہالت کر رہے تھے اُن کا کیا انجام ہوا اور کیسے کابل جیسے پہاڑی علاقے میں ڈیم کے پشتے ٹوٹ جانے سے سیلاب آگیا جبکہ اس سے قبل کسی بلند پہاڑی علاقے میں سیلاب کی مثال نہ تھی۔

ایسی ہی ایک مجلس میں قبلہ مولانا نے کہا تھا کہ اگر عزاداری حسینؑ پر اعتراض ہوتا رہا تو یہاں غیر مسلموں کے تہوار منائے جائیں گے اور پھر پوری قوم گواہ ہے کہ کس طرح یہاں بسنت منائی جا رہی ہے اور کسی ''مجاہد'' نے آج تک بسنت منانے والوں پر گولی نہیں چلائی اور نہ ہی گرنیڈ پھینکا جبکہ شیعہ مجالس پر فائرنگ بھی ہوتی رہیں ہیں اور گرنیڈروں سے بھی حملے ہو چکے ہیں کیسی عجیب بات ہے حسینؑ پر اعتراض کرنے والے بسنت نائٹ بھولے ہوئے ہیں اور کشمیر میں مسلسل ناکامیوں پر بھی قبلہ کہہ چکے ہیں کہ کشمیر کا جہاد کرنے والے دراصل حسینؑ کا جہاد بھولے ہوئے ہیں، یہ کہہ دوں تو غلط نہ ہوگا کہ قبلہ وقت کے ''ولی'' ہیں اور اُن پر باتیں اوپر سے وارد ہوتی ہیں، اُن پر اُترتی ہیں۔

کلچر اور مذہب کی ہم آہنگی اور ضرورت پر قبلہ سے بڑھ کر کوئی Explain نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی مذہب اور کلچر کے لازم و ملزوم ہونے کی نسبت اُن سے بہتر کوئی

مثالیں دے سکتا ہے بات کو سمجھانے کا فن ایک عظیم فن ہے اور قبلہ اس فن کے ''دیوتا'' ہیں، کیونکہ بات کو زبان سے جاری کر کے سامعین کے دل و دماغ میں اُتر کر سمجھانے کا انداز ایسا ہے کہ کثیر مجمع میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو بات کی تہہ تک نہ پہنچا ہو، بلکہ بچہ بھی بات کو سمجھ رہا ہوتا ہے قبلہ کو اگر معراجِ خطابت کا درجہ دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اُن کے سامعین جانتے ہیں کہ قبلہ شاید واحد مقرر/خطیب ہیں جو دورانِ خطابت اپنی گھڑی کو نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ان کے مدنظر فقط اور فقط یہ بات ہوتی ہے کہ مجمع کا ہر کوئی فرد اُن کی بات کو اچھی طرح سمجھ جائے اتنی لگن سے کون ہے جو آج کے پرآشوب دور میں پیغام کو آگے پہنچا رہا ہے کیونکہ کراچی ہو یا لاہور بڑے بڑے علماء کرام و ذاکرین سامعین کو محض فلسفہ سنا کر چل دیتے ہیں اور لوگوں کو فلسفیانہ رنگ میں اُلجھا کر معاملات میں مزید بگاڑ پیدا کر رہے ہیں، اس سے نہ تو مذہب کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے اور نہ ہی ملت کی بھلائی ہو رہی ہے اور ایسے میں یہ مذہب محض رونے دھونے کا مذہب بن کر رہ گیا ہے، حالانکہ یہ انقلاب اور تبدیلی لانے والا مذہب ہے، کیونکہ انقلاب آئمہ کرامؑ کا مقصد اور منشا رہا ہے لہٰذا تبدیلی کی اشد ضرورت ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب قبلہ نقوی صاحب جیسے پرعظیم اور انقلاب آفرین شخص کی خدمات کو بروئے کار لایا جائے اور اس سلسلے میں پورے ملک میں ایک متحرک تحریک چلائی جائے تا کہ پوری قوم نقوی صاحب کے افکار اور راہنمائی سے Guid Line لے سکے، تا کہ ملک و ملت کی بھلائی ہو اور اُس کی عزت بحال ہو پائے، میری شدید خواہش ہے کہ قبلہ نقوی صاحب پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں آئیں اور ان کے لیکچرز نہ صرف عوام الناس کو سننے چاہئیں بلکہ مجالس پڑھنے والے علماء کرام و ذاکرین کو بھی اُن سے مستفید ہونا چاہیئے تا کہ بات بہتر طور پر آگے چل سکے۔ کیونکہ

میری دانست میں مجالس محض غمِ حسینؑ منانے کے لئے منعقد نہیں کی جاتیں بلکہ امام عالی مقامؑ کی فکر کو اجاگر کرنے کا بھی ایک وسیلہ ہیں یقیناً امام مظلوم کا پیغام یہی ہے کہ ظلم اور حسینیت اکھٹے نہیں رہ سکتے، اور اگر آج امام حسینؑ کے پیروکار ظلم کے خلاف احتجاج نہیں کرتے تو وہ مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں اسی طرح اگر قوم تا حال قبلہ ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی صاحب کو نہیں پہچان سکی، تو اس سے دکھ کی بات اور کیا ہو سکتی ہے جس اعلیٰ مقام کے وہ حقدار ہیں انہیں آج تک وہ اعلیٰ مقام نہیں ملا، حالانکہ وہ ہر طرح سے اس کے حقدار ہیں اور اگر قوم کسی ایسے شخص کو نہیں پہچان سکی ہے جو ہر لحاظ سے قوم کی راہنمائی کا حقدار ہے تو پھر اس سے بڑا ظلم موجودہ دور میں کیا ہو سکتا ہے کیونکہ اگر حق والے ہی کسی حقدار کے حق کو نہ پہچانیں تو پھر حسینیت کا کیا مقصد ہے؟

یقین کریں قبلہ نقوی صاحب کے متعلق لکھتے ہوئے لفظوں کے استعمال کی احتیاط بھی لازم ہے کہ کہیں قلم سے کوئی ایسا کم قیمتی لفظ بھی نہ نکل جائے کہ آپ کے معیار کو نہ چھو سکے۔ باتیں اتنی ہیں کہ اگر لکھتا رہوں تو کبھی اختتام کو نہ پہنچ پائیں کیونکہ قبلہ نقوی صاحب بڑے آدمی ہیں، قلم اور لکھاری چھوٹے ہیں۔ آج کے کسی قلم یا لکھاری میں اتنی سکت ہی نہیں ہے کہ قبلہ نقوی صاحب کی ذات کا مکمل احاطہ کر سکے، پھر بھی انسان کوشش تو کر سکتا ہے اور ایسی ہی ایک کوشش میں کر رہا ہوں پتہ نہیں یہ ایک کامیاب کوشش ہے بھی کہ نہیں کیونکہ میں عرصہ ۲۰ سال سے مختلف نوعیت کے کیس لکھوا رہا ہوں مگر قبلہ نقوی صاحب کا "Case" سب سے منفرد ہے جس کی نہ تو میں مکمل تیاری کر سکا ہوں اور نہ ہی مکمل دسترس کے ساتھ لکھ رہا ہوں، یعنی وکیل ہو کر بھی Confuse ہوں جو نقوی صاحب کے بڑے پن کی واضح دلیل ہے اور بے شک بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں اور میں ایک چھوٹا آدمی اور حقیر انسان ہوں، لہٰذا جو کچھ لکھ پایا ہوں

حاضر خدمت کر رہا ہوں، کیونکہ نقوی صاحب کے علم اور اندازِ تقریر میں وہ لذت اور چاشنی ہے کہ دل چاہتا ہے وہ بولتے جائیں اور سامعین سنتے جائیں، مگر ایسا ممکن نہیں ہے کاش ایسا ہوتا! جو دل و دماغ پر چھا جائے اس ہیرے کا نام ہے ڈاکٹر پروفیسر سیّد ضمیر اختر نقوی!

ایک عہد ساز شخصیت
ایک نام
جو کافی ہے ...... !

ندیم شبلی ایڈووکیٹ
ممبر کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان

پہلی مجلس

ماحول...

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

مجالسِ شہادتِ حضرت زینبؑ کبریٰ صلوٰۃ اللہ وسلام علیہا کے سلسلے کی تیسری مجلس منعقد ہے اور کل اس سلسلے کی چوتھی مجلس ہوگی جس میں بعدِ مجلس علم برآمد ہوگا۔ ایک جملہ ابھی ہمارے ڈاکٹر ماجد رضا صاحب نے کہا کہ ماحول بنانا بہت مشکل ہے، اسی جملے کو تقریر کا عنوان بناتے ہوئے، ظاہر ہے کہ جب کسی موضوع کو مسلسل پیش کیا جارہا ہے، اُس ہستی کا تعلق ہے اس جملے سے، اس لئے بہت ہی آسانی سے ہم اسے عنوان بنا سکتے ہیں۔

ماحول بنانا کیا ہے...؟ ماحول کی قسمیں کیا ہوتی ہیں...؟ ماحول خوشی کا بھی ہوتا ہے، ماحول غم کا بھی ہوتا ہے، لیکن اس کے اثرات کتنے دیرپا ہوتے ہیں..؟ ماحول بنانا مسئلہ نہیں ہے، یہ سوچنا چاہیئے بنانے والے کو کہ ہم کتنی دیر تک اس ماحول کے اثر کو معاشرے پر قائم رکھ سکیں گے اور ماحول بنائے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ جب تک ماحول نہیں بنایا جائے گا تو جو ٹارگٹ (Target) ہے اس میں کامیابی نہیں ہوگی۔ کچھ تحریکیں ایسی ہیں کہ ان کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے کئی صدی پہلے ماحول بنانا پڑتا ہے۔ اگر آپ غور کریں کہ عرب میں رسولؐ کو ایک دین پیش کرنا تھا، اتنا مشکل کام

تھا نبیؐ کے لئے ماحول بنانا کہ اللہ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجنے پڑے ماحول بنانے کے لئے۔ اتنا مشکل کام تھا۔ غور کیجئے۔ لیکن ماحول بنتا تھا اور جیسا ماجد رضا عابدی نے کہا بگاڑنا آسان ہے، یعنی ماحول بنانا مشکل بگاڑنا آسان، حضرت آدمؑ آئے... تھوڑا سا ماحول بنایا قابیل نے قتل کر کے بگاڑ دیا۔ حضرت نوحؑ آئے ماحول بنایا... امت نے انہی کو پتھر مار کے پاگل دیوانہ کہہ کے ماحول بگاڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ آئے ماحول بنایا، کعبہ بنایا... عوام نے کعبے میں جا کر بت رکھ دیئے، ماحول کو بگاڑ دیا۔ موسیٰؑ ماحول بنا رہے ہیں، کوہِ طور پر جا رہے ہیں، توریت آ رہی ہے، جنگلوں میں بھٹک رہے ہیں، ہجرتیں کر رہے ہیں، پانی کے چشمے نکل رہے ہیں، خوبصورت ماحول بن رہا ہے، من و سلویٰ آ رہا ہے... اچھے اچھے کھانے قوم کھا رہی ہے، ماحول بن رہا ہے، کھانا، پینا، دسترخوان، وحی، کتاب، باغ، سیر و تفریح، پانی، چشمہ صحرا، ماحول بن رہا ہے، موسیٰ ایک نبوت کا ماحول بنا رہے ہیں، قوم کا ماحول بنا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ بھئی ماحول تیار ہو گیا۔ اب ہم تمہارے لئے ایک پیغام لینے کے لئے اللہ کے پاس کوہِ طور پر جا رہے ہیں، چالیس دن کے بعد آئیں گے، ماحول خراب نہ کرنا واپس آئے تو سب کچھ برباد ہو چکا تھا ماحول خراب ہو گیا قوم ناچنے گانے لگی اور بچھڑے کو پوجنے لگی تھی، اچھا دیکھئے! ماحول خراب کرنے والے بھی تو کیسی اچھی اچھی تحریکیں چلاتے ہیں، دیکھئے! کوئی پیچھے لگا ہوتا ہے، ہر اچھے ماحول کے پیچھے کوئی جاسوس ہوتا ہے جو آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے، پیچھے سے آتا ہے، آگے نہیں آتا پیچھے کیوں چلتا ہے، کیوں آتا ہے وہ؟ وہ دیکھ رہا ہوتا ہے پیچھے سے، اس ماحول کے کارندے کون کون ہیں؟ کون انتظام کر رہا ہے اس ماحول کو اچھا بنانے کا....؟ کس کس ترکیب سے اسے بگاڑیں گے...؟ کس پر ہمارا جادو چلے گا..؟ کس کو ہم کاٹیں گے...؟ کس کو اپنی پارٹی میں شامل کر لیں

گے۔ حضرت موسیٰؑ کی آمد سے پہلے مصر کا ماحول انتہائی خراب تھا۔ فرعون نے قتل سے ماحول خراب کیا ہوا ہے، بچوں کو مار رہا ہے، کاٹ رہا ہے، دہشت گردی پھیلائی ہوئی ہے۔ شوہر کو اور بیوی کو الگ الگ کر دیا ہے، بچے پیدا نہ ہوں، فیملی پلاننگ بھی کر رہا ہے۔ دہشت گردی بھی کر رہا ہے۔ پہلی فیملی پلاننگ فرعون نے کی ہے، اب پاکستان میں ہو رہی ہے، دیکھ لیجئے ٹیلی ویژن پر...مذاکرے ہو رہے ہیں، یعنی ہر فرعونی کام پاکستان میں ہو رہا ہے،...کیا آپ کو یہ پتہ ہے کہ یہ کیوں کوشش ہے مسلمانوں کی کہ بچے پیدا نہ ہوں...؟ بھئی...وہ کر رہے ہیں ان کو کرنے دیجئے، مسلمان کا ہے کے لئے بچے روک رہے ہیں....کہ بچے پیدا نہ ہوں، میں نے جملہ کہا کہ کام ہے فرعونی،... فرعون کیوں روک رہا تھا؟ کہ موسیٰؑ نہ پیدا ہو جائیں....اب چونکہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مہدیؑ پیدا ہوں گے اس لئے فیملی پلاننگ کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ حالانکہ وہ تو دنیا میں آچکے....اللہ نے کہا موسیٰؑ دور ہٹو اس شہر سے، نکلو دہشت گردی کے اس حصار سے، لے جاؤ اپنی قوم کو، یہ سب خراب ہو جائیں گے فرعون کی سنگت میں رہ کے۔ فرعون کی سنگت میں نہیں رہنا چاہئے۔ ہجرت کر جانا چاہئے۔ جہاں ماحول خراب ہو رہا ہو، پیچھا کیا اس نے...کہ ہم تو پیچھے آرہے ہیں تمہارا ماحول خراب کریں گے۔ اللہ نے کہا...نہیں اب نہیں..بس تو کر چکا اب ہم تجھے غرق کر دیں گے۔ تاکہ موسیٰؑ کو کچھ تو اطمینان ہو، ٹھیک سے کام تو کر سکیں، اکیلے تو ہیں اور اس پر بھی مدد کے لئے مانگا تھا کہ مدد کے لئے بھائی کو ساتھ کر دے۔ ہم نے ہارون کو ساتھ کر دیا ہے، دو بھائی ہیں مل کر ماحول بنا رہے ہیں۔ ہر دور میں دو بھائی ملتے ہیں ماحول کو خوشگوار بناتے ہیں ہر دفعہ اُمّت کی کسی غلطی سے ماحول خراب ہو جاتا ہے، فرعون نے پیچھا کیا...اللہ نے کہا ہم نے غرق کر دیا، موسیٰؑ جاؤ تم اپنا کام کرو...لیکن ایک آدھ جاسوس رہ ہی جاتے ہیں چاہے....غرق

ہو جائے باطل...شیطان اپنے نمائندوں کو سجا بنا کر رکھتا ہے۔سامری پیچھے پیچھے چل رہا تھا،بغل میں ایک تھیلی لٹکائے۔وہ دیکھ رہا تھا ماحول تو اچھا ہو گیا۔فرعون بھی مر گیا،اس کا لشکر آلِ فرعون سب غرق ہو گئے۔اب تو موسیٰ کو کام کرنے کا موقع مل جائے گا۔یہ اچھا ماحول بنا لیں گے،اس نے وہاں سے جاسوسی شروع کی...ایجنسی کا آدمی تھا سامری.! اس نے کام شروع کیا کہ کس کس کو کاٹنا ہے،اس نے دیکھا کہ موسیٰ کے کارواں کے پیچھے پیچھے کوئی حفاظت کرتا ہوا چل رہا ہے۔تو اللہ جب دیکھتا ہے کہ ایجنسی کا آدمی لگا ہوا ہے تو اپنا ہی ایک بندہ پیچھے لگا دیتا ہے۔موسیٰ کے کارواں کے پیچھے سامری چل رہا تھا لیکن جبرئیلِ امین بھی پیچھے پیچھے گھوڑے پر جوان کی شکل میں چل رہے تھے۔جب بھی جبرئیل امین آئے ہیں خوبصورت جوان کی شکل میں آئے ہیں۔یہ شباب جبرئیل کو بہت پسند ہے۔کبھی میں نے نہیں سنا کہ جبرئیل کھوسٹ بوڑھے بن کر آئے ہوں۔سب روایتوں میں یہی ہوتا ہے،پچیس سال کے جوان بنے ہوئے گھوڑے پر سوار موسیٰ کے کاروان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔سامری تو چونکہ ایجنسی کا آدمی تھا،اس نے غور سے دیکھا کہ ایک یہ نوجوان جو چل رہا ہے موسیٰ کے پیچھے اس کے گھوڑے کے سموں سے روشنی پھوٹتی ہے۔جیسے فاسفورس سے روشنی نکلتی ہے ایسے ہی جہاں گھوڑا مٹی پر قدم ڈالتا ہے تو مٹی اڑتی ہے اور ایک دم روشنی دیتی ہے،جگنو چمکتے ہیں،اس نے کہا کہ یہ کوئی خاص آدمی ہے،اس کے گھوڑے میں اثر ہے،اس کے سموں میں اثر ہے۔اب معصوم بیٹھا ہے گھوڑے پر،اثر آ رہا ہے سموں تک..اس نے کیا کیا...؟ تھیلی تو ایک لٹکائی ہوئی تھی...اور یہ جو عمرو عیار قسم کے لوگ ہوتے ہیں...زنبیل رکھتے ہیں،.داستان امیر حمزہ میں ایک کردار ہے عمرو عیار۔وہ ایک تھیلی لٹکائے رہتا ہے،اسے زنبیل کہتے ہیں۔عمرو عیار کی زنبیل...اس میں پورا شہر چھپا لیتا ہے زنبیل میں،وہ جادوگر ہے...کردار ہے

ایک، بچوں کی کہانی کا۔اس زمانے میں بچوں کو ایسے ہی تو سمجھاتے تھے کہانیوں کے ذریعے... کہ عیاری کہاں کہاں ہے...؟ اور زنبیل سے ڈراتے تھے، کہ اس کے پاس زنبیل ہوتی ہے...تو سامری کے پاس بھی تھیلی لٹکی ہوئی تھی۔اس کو یہ تو معلوم ہے نہیں کہ یہ جبرئیل ہیں...جدھر جدھر بھی جبرئیل کا گھوڑا جا رہا ہے بس یہ کرتا کہ...وہاں کی مٹی اٹھا کر زنبیل میں رکھتا جاتا... جہاں سموں سے چنگاریاں نکلیں، اس نے وہاں کی مٹی اٹھا کر رکھ لی۔اب دیکھئے اس کو یہ معلوم ہے کہ...سموں کے نیچے کی مٹی کچھ کارآمد ہے۔تو وہ تھیلی میں ڈالتا جا رہا ہے، سب کو دیکھ رہا ہے، سب کا مزاج بھی سمجھ رہا ہے...اور پھر موسیٰؑ، قوم، پیغام پھر کوہِ طور پر جانا، ایک عرصہ گذر گیا۔اب یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ ہم کوہِ طور پر توریت لینے جا رہے ہیں۔ہم جلدی پیغام لے کر تمہارے لئے آئیں گے...چالیس دن کے بعد واپس آئیں گے، خبردار ہارون کا کہا ماننا، ہارون کو اپنا نائب وخلیفہ بنا کر جا رہا ہوں، جو کچھ کہیں یہ سمجھ لینا کہ ''ہم'' کہہ رہے ہیں، نبی کہہ رہا ہے۔یہ میرا بھائی ہے، میرے بھائی کا کہا ماننا۔میں اس کو چالیس دن کے لئے اپنا جانشین بنا کر جا رہا ہوں، پھر میں آتا ہوں۔ادھر تو موسیٰؑ گئے، ابھی صرف قوم سے پشت پھیری تھی کہ سامری آیا اور اس نے سب کو بلایا..اس نے کہا کہ بھئی...! موسیٰؑ گئے...اب یہ واپس نہیں آئیں گے..مر گئے، ختم...پھر دوسرا دن آیا، تیسرا دن آیا، دن گذرنے لگے۔اب وہ برین واشنگ (Brain Washing) کر رہا ہے اور کہے جا رہا ہے کہ موسیٰؑ واپس نہیں آئیں گے..تمہارا نبی واپس نہیں آئے گا....اب ہمیں خود اپنا انتظام کرنا چاہئے۔حالانکہ نائب چھوڑ کر گئے ہیں، نائب کی بات کوئی نہیں کر رہا....سب یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی چلا گیا اب ہمیں کچھ اپنا انتظام کرنا چاہئے....کیسے بھول گئے کہ موسیٰؑ یہ کہہ کے گئے تھے کہ میں اپنے بھائی کو تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں...؟

جو قوم موسیٰ جیسے نبی کے بھائی کو نبی کے جانے کے بعد چھوڑ دے..اسی قوم کو تاریخ میں یہودی کہتے ہیں...اسی کو یہودی قوم کہتے ہیں۔کہا اب ہم اپنا انتظام کریں،لوگوں نے سامری سے کہا کہ بھئی کیا کریں...؟ سامری نے کہا کہ اپنے ساتھ تم سونا تو لائے ہو...زیورات..لاؤ ہمیں سارے زیورات،سونا دو...تا کہ ہم تمہارے لئے ایک رب بنا دیں..سونے کا رب بنا دیں۔سب نے اپنے زیورات دے دیئے،سامری نے ان کو گلایا اور سونے کا ایک بچھڑا بنایا...اور بنا کر اس کو ایک تخت کے اوپر رکھ دیا...اور کہا کہ تم سب اس کا طواف کرو...اور جب یہ بولنے لگے تو تم سب سجدے میں گر جانا... آیات تو سن ہی چکا تھا،توریت کی ابتدا کی....کہ اللہ موسیٰ سے کہہ رہا تھا کہ ہم نے ایک پتلا بنایا....اور اس کے بعد اپنے فرشتوں سے کہا کہ جب ہم اس میں روح پھونکیں تو تم سجدے میں جھک جانا....تو ان ہی آیات کی نقل کی....گویا خدا بن گیا۔کہ ہم ایک پتلا بنا رہے ہیں،اور ان پر یہ رعب گانٹھا کہ وہ جو تمہارا اللہ ہے...موسیٰ سے جو کہہ رہا تھا کہ ہم نے آدمؑ کا پتلا بنایا...اس نے تو مٹی کا بنایا...غریب تھا تمہارا اللہ اس نے مٹی کا پُتلا بنایا، ہم نے تمہارے لئے سونے کا پُتلا بنایا ہے۔جب مٹی کا بول سکتا ہے تو سونے کا کیسے نہیں بولے گا...؟ سب کو یقین آ گیا،کہا بھئی وہ تو مٹی کا پُتلا تھا جو بولا اور آدمؑ بن گیا،یہ تو سونے کا ہے تو جانے کیا ہوگا...؟ سب نے طواف شروع کیا،عورت مرد سب اس بچھڑے کا طواف کر رہے ہیں۔اب سامری نے نظر بچا کر....وہ جو جبرئیلؑ کے گھوڑے کے سُموں کے نیچے کی مٹی اٹھائی تھی...ہتھیلی میں سے تھوڑی سی مٹی نکال کر بچھڑے کے منہ میں ڈال دی...جیسے ہی وہ مٹی سونے سے ٹکرائی،جانے پارس تھی وہ مٹی...کیا تھی؟ جیسے ہی سونے سے ٹکرائی....بچھڑے نے منہ کھولا اور بولنا شروع کیا....جیسے ہی بچھڑا بولا پوری قوم بنی اسرائیل سجدے میں گر گئی۔وہ خوشیاں منائی گئیں،وہ عید منائی گئی کہ

.... بول رہا ہے بچھڑا... سامری نے ہمیں ایک رب دے دیا، ہمیں جو کچھ کہنا ہے اس سے کہنا ہے اور اس کی ہی پوجا ہوگی اب اس کی نقلیں بنا کر سب لے کر جا رہے ہیں۔ اس کی نقل بنا بنا کر سب لے کر جا رہے ہیں، ادھر بچھڑا، اُدھر بچھڑا، یہاں بچھڑا، وہاں بچھڑا... ہر گھر میں بچھڑا.... اتنا بڑھا کہ مصر میں گائے کی پوجا، ہندوستان میں گائے کی پوجا... دنیا میں پھیل گئی، یونان میں پھیل گئی.... چھُڑا چھُڑا کر تھک گئے موسیٰؑ کے بعد کے انبیاءؑ مگر گئو سالا پرستی کو قوموں نے نہیں چھوڑا، اب تک ہندوستان گئو ماتا کی پوجا کر رہا ہے... موسیٰؑ جیسے نبی اب تک نہیں ختم کر سکے۔ موسیٰؑ کوہِ طور واپس جو آئے تو ماحول خراب.... بچھڑا پوجا جا رہا تھا، بچھڑا بول رہا تھا، لوگ بچھڑے کو سجدہ کر رہے تھے۔ اب موسیٰؑ کس پر غصہ اتاریں، کیا کریں۔ موسیٰؑ نے حضرت ہارون کے شانوں کو ہلایا۔ کہا قوم کو میں تیرے سپرد کر گیا تھا... یہ کیا ہو رہا ہے...؟ یہ ماحول کیسے خراب ہو گیا... دینی ماحول ختم ہو گیا، کفر آ گیا.. یہ توحید کہاں گئی، قوم کو میں نے تیرے سپرد کیا تھا اے میرے بھائی...! ایک بار ہارون کی داڑھی پکڑ کر موسیٰؑ نے ہلائی.... اور کہا یہ کیا ہوا.. بتا...؟ جملہ سنیں گے، یہیں سے تقریر کا ماحول بھی بدل جائے گا... کہ یہ کیا ہوا، یہ تو سب بُت پرست ہو گئے، ماحول بدل گیا۔ میں نے تو تیرے سپرد کیا تھا ایک بار ہارونؑ نے آواز دی... اَے میرے ماں جائے تیری قوم نے مجھ کو کمزور کر دیا... میں کیا کرتا، قریب تھا کہ مجھے قتل کریں اس لئے میں چپ رہا. موسیٰؑ ہٹ گئے، سمجھ گئے کہ نائبِ نبی کو اگر کمزور کر دیا جائے، من مانی قوم کرتی رہتی ہے۔ علیؑ نے بتایا وہ ہارون تھے...! کہ ان کے سامنے بچھڑا پوجا گیا، وہ چپ ہو گئے یہ علیؑ تھے، جنہوں نے آواز دی... کہ خلافت کو لات مارتا ہوں لیکن تمہیں بچھڑا نہیں پوجنے دوں گا۔ خلافت کی ہڈی تمہارے گلے میں اٹکا دی ہے... تم اسلام کا ماحول بدلنا چاہتے ہو، ہم تمہارا ماحول بدل دیں گے۔ قریب

تھا کہ سقیفہ سے واپسی کے بعد یہ اعلان ہوتا کہ مسجد نبویؐ میں بت رکھے جائیں گے... اہلِ سقیفہ اعلان کرنے والے تھے کہ ہم دوبارہ کعبہ میں جا کر بُت رکھیں گے، ہم پرانا دین واپس لا رہے ہیں، کہا نماز ہوگی.... اذان ہوگی، نماز میں پڑھاؤں گا، اذان میں دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر علیؑ آ گئے تو پھر لیڈر شپ ان کے پاس ہو جائے گی۔ کہا تم اپنی نماز شروع کر دو... علیؑ نے نماز پڑھوائی۔ تم پڑھو ہم دیکھیں گے بیٹھ کر... رمضان آئے روزے رکھو ہم دیکھیں گے، زکوٰۃ دو ہم دیکھیں گے، فقہ پر چلو ہم دیکھیں گے... جہاں بھولو... یا علیؑ اب کیا کریں...؟ کہا ایسے کرلو۔ یہ چور پکڑا گیا اب کیا کریں..؟ کہا ایسے کرو... یہ آیا ہے زانی، کیا کریں...؟ کہا ایسے کوڑے لگاؤ۔ وہ آیا ہے، کہا سنگسار کرو، شراب پی ہے اس نے...؟ کہا ۸۰ کوڑے لگاؤ۔ فقہ سکھا رہے ہیں، وہ علیؑ کا ماحول بدلنا چاہتے تھے، علیؑ نے پچیس برس میں ان کا ماحول بدل کے رکھ دیا۔ کہ آج فقہ کے غلام ہو گئے۔ آسان تھا یہ، کل جو چاہ رہے تھے کہ علیؑ کو ابھی قتل کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں علیؑ کی کامیابی سامنے آ گئی۔ کہ جو علیؑ کو مار دینا چاہتے تھے، وہی علیؑ سے کھڑے کہہ رہے تھے کہ یا علیؑ! آپ نے مسئلہ حل کر دیا، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ یہ علیؑ کو ہلاک کرنے گئے تھے، علیؑ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ ماحول بدل دیا.... تم ہمارا ماحول نہیں بدل سکتے...! ہم تمہیں ادھر جانے نہیں دیں گے۔ اب ظاہر ہے ماحول بدلا ہے رسولؐ کے دور میں آرام تھا، جنگیں ہو رہی تھیں مالِ غنیمت آ رہا تھا... اب فتح کی کمائی سے تو تنخواہیں جائیں گی۔ وارے نیارے نہیں ہو پائیں گے۔ اوپر کی آمدنی نہیں ہو پائے گی... آبادی بھی تو بڑھ رہی ہے۔ اب کیا کریں؟ سوچا جنگیں شروع کر دو... علیؑ سے پوچھا، کیا کریں... حملے کریں؟ کہا اگر نہیں کرو گے تو وہ آ جائیں گے، سارا مدینہ تاراج کر دیں گے۔ پوچھا تو کیا نکلیں....؟ کہا ہاں جاؤ، پوچھنا کیا، جاؤ۔ نکلے...

ایک بار لڑے تو شوق بڑھ گیا اس لئے کہ شکست بھی دے دی، مال غنیمت بھی مل گیا۔ علیؑ نے کہا تھا کہ جاؤ اس لئے فتح ہوئی۔ سمجھے نہیں کہ علیؑ نے بھیجا کیوں...؟ اب جو لڑنا شروع کیا تو پچیس برس میں سینکڑوں لڑائیاں لڑ کے، سارے ملک جیت کے، پوری دنیا پر فتح پا کے مسلمان حاکم ہو گئے۔ سوچنے کا موقع ہی نہ ملا کہ علیؑ نے اجازت کیوں دی تھی....؟ اس لئے دی تھی کہ اگر یہودیوں عیسائیوں سے نہیں لڑو گے تو خود یہودی، عیسائی ہو جاؤ گے۔ اس لئے لڑو، خوب لڑو تاکہ دونوں قومیں الگ الگ رہیں۔ جاؤ ان سے لڑو اور مرو، ان کو مارو... اور ایک لڑائی میں بھی نہ گئے... اس لئے کوئی یہودی، عیسائی کتاب میں یہ نہیں لکھ سکا کہ ہماری دشمنی علیؑ سے تھی... آج امت سے دشمنی یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے... علیؑ سے لڑائی نہیں ہے۔ آج تک لڑے جا رہے ہیں... سمجھے ہی نہیں مسلمان۔ علیؑ کیا خلافت چھین نہیں سکتے تھے، اگر چھین لیتے تلوار سے تو پچیس برس میں جتنی لڑائیاں حضرت فلاں اور حضرت فلاں نے لڑیں، ان کو لڑنا پڑتیں۔ آج پورا امریکہ اور یورپ علیؑ کا دشمن ہوتا کہ ایران پر علیؑ نے حملہ کیا، مصر پر علیؑ نے حملہ کیا، اسپین پر علیؑ نے حملہ کیا... علیؑ نے اس لئے حملہ کیا ہی نہیں، ہمیں ان ملکوں کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہمارا کام دوسرا ہے... اب جملہ لیجئے... علیؑ نے کہا وہ تمہارا ماحول، یہ ہمارا ماحول۔ یہ کیوں کہوں کہ دو مذہب الگ ہو گئے، دو فرقے الگ ہو گئے... دو سنتیں الگ ہو گئیں، دو شریعتیں الگ ہو گئیں،... دو ماحول الگ الگ ہو گئے۔ ایک وہ ماحول جس میں ہم اور آپ بیٹھے ہیں، ایک وہ ماحول جو اسمبلی کا ماحول ہے۔ وہ اب تک وہیں بیٹھے ہیں... ہم اب تک یہیں بیٹھے ہیں۔ وہ یہاں آئیں گے نہیں، ہم وہاں جائیں گے نہیں۔ ہاں اس ماحول میں اب تک وہی ہو رہا ہے، جو سقیفہ میں ہو رہا تھا، لات گھونسے بھی چل رہے ہیں، گالیاں بھی چل رہی ہیں، کاغذ بھی پھاڑے جا رہے ہیں، جوتیاں بھی چل

رہی ہیں اور اسپیکر بیچارا چلاّ رہا ہے، بیٹھ جائیے بیٹھ جائیے، اک شور ہے.... شور یہاں بھی ہے مگر.... کرسیاں نہیں چلتیں۔ یہ علیؑ کا بنایا ماحول ہے۔ زمانے کا بنایا ماحول نہیں ہے۔عبداللہ ابن عباس نے کہا یا علیؑ ...! وہاں نہ جائیے۔ ماحول خراب ہے، شوریٰ میں نہ جائیے۔آپ کو اس خراب ماحول میں نہ جانا چاہئے۔کہا جب ہم جائیں گے تو ماحول بدل کر آئیں گے۔ چھ آدمی کمیٹی میں ہیں، طے یہ ہونا ہے خلیفہ کون بنے..شوریٰ کمیٹی ہے۔اور اگر پانچ ایک طرف ہو جائیں اور ایک مخالفت کرے تو پانچ مل کر ایک کو قتل کر دیں... پہلے سے طے بات ہے کہ ایک ایک طرف ہو جائے گا اور پانچ ایک طرف ہو جائیں گے، یعنی اس کے قتل کا سامان ہے۔لوگوں نے کہا کہ یا علیؑ آپ وہاں قتل کر دیئے جائیں گے۔ پہلے سے انجام کا پتہ ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔علیؑ کا تو کام ہے ماحول کو بدل دینا..ان کے رنگ میں رنگ نہیں جائیں گے۔کسی نے کہا اب لے لیں خلافت...کہا اس طرح خلافت نہیں لیں گے...ہمارا طریقہ کچھ اور ہے، ہم ماحول بدل کر خلافت لیں گے۔اس وقت نہیں چاہئے۔ابھی ہم جا رہے ہیں۔کسی نے کہا آپ وہاں قتل ہو جائیں گے۔ دیکھئے! ابھی وہاں ماحول میں پہنچے نہیں ہیں، راستے سے ہی ماحول بدلنے لگے..کہا..! مجھے جانے دو عبداللہ ابن عباس...میں ان کے باپ دادا سے کب ڈر رہا تھا کہ ان سے ڈروں...کیا ڈر کے بیٹھ جاؤں...پھر ہوا ہنگامہ جو ہوتا ہے، شوریٰ کمیٹی نے وہاں بھی ہنگامہ کیا۔جب ہنگامہ ہوا تو ایک بار علیؑ نے سب کو دیکھ کر ماحول بدلا...کہا کہاں لاکر تم ہمارا نام رکھ رہے ہو....اس کمیٹی میں میرا نام ہونا چاہئے تھا..تم سب یہ بتاؤ کہ تم سب ....ایام جاہلیت میں زنا کے پیدا ہو، میں اور میرے باپ دادا نکاح سے پیدا ہیں۔....بس ماحول بدل گیا۔بتاؤ شب ہجرت کون تھا..؟ بدر میں کون تھا..؟ اُحد میں کون تھا..؟ خیبر میں کون تھا..؟ خندق میں کون تھا..؟ حنین میں کون

تھا..؟ سورۂ برأت لے کے کون گیا..؟ یا علیؑ آپ خود اپنا قصیدہ پڑھ رہے ہیں...کوئی ہوتو ایسا جو خود اپنا قصیدہ پڑھے...یا...اللہ اپنا قصیدہ پڑھتا ہے...الحمد للہ رب العالمین...علیؑ نے شوریٰ کمیٹی کے ماحول کو عیدِ مولودِ حرم بنا دیا...قصیدے خوانی کی محفل بنا کر آ گئے.... کیسی شوریٰ کمیٹی اور کیسی سیاست...؟ اور ابھی دیکھیں گے، دس برس کے اندر اندر دیکھیں گے... کہ کیا ہوتا ہے تمہاری شوریٰ کمیٹی کا۔ ایک ایک کر کے سب مر گئے شوریٰ کمیٹی کے ممبر. بوڑھے تو تھے ہی...کب تک جیتے...؟ سب بوڑھے تھے، مر گئے۔ ختم ہو گئے۔ ایک رہ گیا تو سب نے مل کر اس کا انتظام کیا، پوری قوم نے کہا ہم مدینے کا ماحول بدل دیں گے۔ مصر کے لشکر آئے، بصرے کا لشکر آیا، یہاں کا لشکر آیا، وہاں کا لشکر آیا... اور قصر امارہ کو گھیر لیا. علیؑ بار بار چاہتے ہیں کہ ماحول بدل دیں۔ مدینۂ رسولؐ میں لہو نہ بہے...کبھی مدینے میں رسولؐ نے جنگ نہیں ہونے دی۔ اس لئے علیؑ نے ہمیشہ کوشش کی کہ چونکہ حرمِ نبویؐ ہے، یہاں خون نہ بہے...علیؑ بچا رہے ہیں... بگاڑنے والے ماحول کو بگاڑ رہے ہیں، ماحول بگڑ گیا... پہلا جملہ تقریر کا یاد ہے، ماحول دو طرح کا ہوتا ہے یا خوشی کا ہوتا ہے یا غم کا ہوتا ہے۔ مدینہ میں عجیب ماحول ہو گیا، ملی جلی کیفیت تھی، کچھ لوگ غمگین تھے، کچھ لوگ خوش تھے۔ ایک دو غم میں تھے...خوشی والوں نے نہیں چاہا کہ غم کا ماحول بنے۔ اس لئے کہ غم کا ماحول بنانا مشکل، خوشی کا ماحول بنانا آسان ہے۔ اور جب ہنگامی حالات ہوں، بڑے سے بڑا فاتح ہو، میدان فتح کر کے آیا ہو اور عید اور فتح کا ماحول اگر بنائے...تو بن جائے گا.. کہ میں فاتح ہوں۔ اور اگر بظاہر کوئی کہے کہ... یہ ہار گیا ہے، اس کی شکست ہو گئی ہے، اس کے گھر والے مار ڈالے گئے ہیں، اس میں جان نہیں ہے، خاندان، قبیلہ، نام و نشان ختم ہو گیا۔ اب ماحول کیسے بدلا جائے اور اپنے ماحول کو ان کے ماحول پر حاوی کیسے کیا جائے...؟ بڑی کوشش کی کہ

غم کا ماحول بن جائے، کپڑے بھی آئے عثمان کے خوں بھرے، نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی آئیں، سب کچھ انتظام ہوا، علم بھی نکالے گئے... زیارتیں بھی نکالی گئیں... لوگ دیکھ دیکھ کے روتے بھی تھے۔ جلوس نکلتا تھا، غم کا ماحول بن جائے... رونا پیٹنا ہو جائے، لوگ روئیں... چیخیں، سر پر دو ہتڑ ماریں، ماتم کریں... فریاد کریں، ہائے کیا ہو گیا، ہائے ظلم ہو گیا.... ماحول بنائے نہیں بن رہا تھا غم کا... وہی عرب تھے، وہی عراق والے...! نہیں سمجھ رہے ہیں آپ مَیں کدھر لے جا رہا ہوں... وہی شام والے، وہی عراقی، کوفے والے، بصرے والے، مکہ والے، مدینہ والے، ایک ایک سے کہا جا رہا ہے، روؤ، پیٹو، ماتم کرو، زیارت آ رہی ہے، علم آ رہا ہے... خوں بھرے کپڑے آ رہے ہیں، کرتا آ رہا ہے، ماحول بناؤ... کوئی تیار نہیں... یہ کیا ہے... رونا کیا ہے، پیٹنا کیا ہے...؟ ہم نہیں کریں گے... ہم نہیں روئیں گے... اس کرتے میں جان نہیں ہے... یہ خون ان کا نہیں ہے، یہ خون ان کا نہیں ہے... ہم کیا روئیں...؟ بصیرت نہیں تھی، نوحے میں کیا کہیں، مرثیے میں کیا کہیں...؟ وہی عرب، وہی حجاز، وہی عراق، وہی مدینہ، وہی کوفہ، وہی شام، وہی بصرہ... اور بعدِ کربلا زینبؑ۔ جملہ دے دوں، قیمتی ترین، اللہ اکبر، آپ کے لئے ہے، محفوظ کر لیجئے... اس سے پہلے کہ یزید اپنی فتح کا جشن مناتا، پورے عرب میں خوشیاں ہوتیں، اس سے پہلے زینبؑ نے خوشی کا ماحول بدل دیا۔ منالو جشن...! بجالو باجے.. ہم بھی تو دیکھیں، کتنا دم ہے خوشیوں میں... قیامت کے جملے کہہ رہا ہوں... زینبؑ نے چیلنج کیا.. ذرا میں بھی تو دیکھوں، خوشیوں کے پاؤں کتنے مضبوط ہیں... یہ خوشیاں کہاں تک چل سکتی ہیں... زینبؑ تھیں اور خوشیوں کے قافلے تھے... وہی عراق، وہی عرب، وہی کوفہ، وہی حجاز، وہی بصرہ، وہی شام، وہی دمشق، وہی حلب، وہی حمص بدل تو نہیں گئی زمین، انسان تو بدل نہیں گئے، ماحول تو

بدل نہیں گیا..زینبؑ نے آواز دی..تم فاتح ہو....؟ مناؤ عیدیں، مناؤ خوشیاں، ہم بھی تو دیکھیں، تیاریاں ہوئیں، آئینے بندیاں ہوئیں، ریشمی پردے ڈالے گئے، محلوں کو سجایا گیا..دوکانوں کو سجایا گیا، عید کے کپڑے پہن لو، کوفہ سے شام تک عید کے کپڑے.... عید کے کپڑے... مبارک باد دو، باجے بجاؤ، اتنے بجاؤ کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دے..اب زینبؑ کوفے میں داخل ہوئیں، ماحول کو دیکھا...اچھا! اچھا...! عید ہے... میرے بھائی کو مار کر خوشیاں منا رہے ہو....آئینہ بندی ہے...! یعنی ہر ہر دوکان پر بڑے آئینے لگائے گئے تھے..تاکہ قافلہ جب چلے تو آئینے میں نظر آئے...لوگ ادھر بھی قافلہ دیکھیں، لوگ ادھر بھی قافلہ دیکھیں..اسے کہتے ہیں آئینہ بندی....جو کوفہ میں بھی تھی، شام میں بھی تھی، دوکانوں پر رنگین کپڑے اور جھنڈیاں لٹکائی گئیں...اور چاروں طرف باجے بج رہے تھے، عید ہو رہی ہے...کیا خوشی کا ماحول تھا...ایک بار آواز دی...او عمرِ سعد...! میں اس قوم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں...وہ بولا...زینبؑ اس وقت ماحول نہیں ہے...تم بات نہیں کرسکتیں...یہ کسی کی نہیں سنیں گے..یہ دیوانے ہو رہے ہیں، یہ خوشی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔کہا..تو ٹھیک ہے...جو میں اس ماحول کو نہ بدل دوں....اگر تو یہ بجتے ہوئے باجے نہیں روک سکتا...اور ایک بار ناقے پہ دونوں گھٹنوں کو رکھ کر بلند ہوئیں۔اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے انگلی کا اشارہ کیا...بجتے ہوئے باجے رک گئے... ماحول کا سناٹا ہوا اور تقریر شروع کی...چہرے پہ بال پڑے ہوئے، چند لمحوں میں وہی کوفہ والے...جو عید منانے آئے تھے..دہاڑیں مار مار کے رو رہے تھے۔زینبؑ نے ماحول بدل دیا..وہی کوفہ والے تھے، جب ان سے کہا گیا اس وقت..کہ رولو۔تو نہیں روئے۔زینبؑ نے رلا دیا... ہائے ہائے..رُلانے کے لئے دو ہستیاں ہونی چاہئیں...جس کا دل چاہے اپنا غم منوالے...قیمتی جملہ دے رہا ہوں..دنیا

کے بڑے سے بڑے ڈکٹیٹر، حاکم، خلیفہ جس کا دل چاہے اپنے مرنے کے بعد اپنا غم منوالے...لیکن شرط ہے..! کوئی نہیں منوا سکتا... ہاں! دو ہستیاں اگر چھوڑ جائے...وہ منوا سکتی ہیں۔ ماں ہو یا بہن ہو۔ حسینؑ کو یہ اطمینان ہے کہ مجھ سے پہلے سارے مرنے والوں کی کوئی بہن نہیں تھی اس لئے کسی کا غم سلامت نہ رہا...مَیں زینبؑ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، یہ میرا غم منوا دے گی...زینبؑ نے غم منوالیا... ماحول پلٹ کے رکھ دیا...اب دمشق پہنچیں۔ کہا عید ہے تمہاری....؟ خوشیاں ہیں..؟ کہ صحابیٔ رسول سہل بن صاعدی کو کہنا پڑا اور ان کے ساتھ ایک عیسائی دوست آ گیا تھا، فلسطین سے آئے تھے، بیت المقدس کی زیارت کر کے....تو وہ ان سے کہنے لگا کہ تم مسلمان ہو میرے دوست یہ بتاؤ کہ آج کون سی عید ہے...؟ آج صفر کی پہلی تاریخ ہے...یہ کون سی عید ہے جو تم لوگ منا رہے ہو...سہل نے کہا میں جا کر معلوم کرتا ہوں...سہل گئے تو پتہ چلا کون سی عید ہے..؟ تو صحابیٔ رسولؐ نے بھی وہ عید تھوڑے سے لمحوں کی دیکھ لی...اس لئے کہ ابھی تھوڑی دیر میں ماحول بدل جائے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے ماحول بدل گیا... بازارِ شام کا ماحول زینبؑ نے بدل دیا۔ دربار پہنچیں تو وہاں بھی عید کا سماں تھا...رنگین کرسیاں، سونے چاندی کی کرسیاں، سرخ مخمل کی کرسیاں، اور سفرا بیٹھے تھے، عید کا دن تھا...وہاں بھی شہنائی بج رہی تھی....وہاں بھی نوبت خانے پر نوبت بج رہی تھی اور دربار...کا صحن گونج رہا تھا باجے سے...جیسے ہی قافلہ داخل ہوا تو یزید کا بیٹا خالد آگے بڑھا اور اس نے سید سجادؑ کو مخاطب کیا...دیکھا تم نے، تمہارے باپ مارے گئے..دیکھو میرے باپ کی نوبت اب تک بج رہی ہے، دیکھو میرے باپ کے دین کی نوبت بج رہی ہے، شاہی ہم لوگوں کی ہے، سیّد سجادؑ چپ...ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ موذن نے اذان دی... اب سجادؑ نے خالد کو مخاطب کیا... وہ تیرے باپ کی نوبت بند ہو گئی...یہ میرے باپ

کی نوبت ہے... اللہ اکبر۔ یہ اذان نہیں ہے یہ حسینیت کی فتح کی نوبت ہے۔ یہ حسینؑ کی نوبت ہے اللہ اکبر۔ ''**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رّسول اللّٰہ**''... کہا یہ میرے باپ کی نوبت ہے.. ماحول بدل کے رکھ دیا... کہا ابھی نہیں، ماحول جو بنایا جاتا ہے، میرا ابتدائی جملہ یاد ہے، ماحول بنانا آسان ہے، یہ سوچنا کہ اس ماحول کو کب تک رہنا ہے اس کا پیریڈ طے کرنا ہے... آج آپ نے ماحول بنایا ہے، آپ گئے ماحول ختم. ابھی تو پڑھا ہے۔ موسیٰ گئے کوہِ طور پہ، ماحول ختم، چالیس دن بھی توحید کا ماحول نہیں رہ پایا، بنی اسرائیل میں یوں بدلتا ہے ماحول... زینبؑ نے آواز دی... ایسا ماحول بنانا ہے کہ حکومتیں پوری دولتیں صرف کرلیں اس ماحول کو ختم کرنے کے لئے، لیکن زینبؑ کے بنائے ماحول کو کوئی بند نہ کرواسکے۔ سیلاب ہے اک، ...... جائے گا، کبھی سیلاب کا مزہ نہیں لیا۔ پانی کا مزاج نہیں معلوم...؟ پانی آرہا ہے، کسی میں ہمت نہیں روکے، بند بناؤ، وہ دوسری طرف کی دیوار توڑ دے گا۔ آپ ادھر کی دیوار بنانے گئے، وہ اُدھر کی دیوار توڑ دے گا... ٹی وی پر دیکھا کیجئے کہ جب سیلاب بڑے بڑے ملکوں میں آتے ہیں تو کیا ہوتا ہے...؟ پانی بھرا ہوا ہوتا ہے، دیو کی طرح بھرا ہوا ہوتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے... زینبؑ آنسوؤں کا سیلاب لائیں.... ادھر دیوار اٹھاؤ... اُدھر دیوار اٹھاؤ، سیلاب نے دیوار توڑ دی... یہاں تک کہ ایران میں سیلاب نے دیوار توڑ دی... یہاں بند. عراق میں دیوار توڑ دی، وہاں بند امریکہ میں دیوار توڑ دی.. پانی کو تو جدھر راستہ ملے گا.. ادھر کی دیوار توڑے گا۔ کیا کراچی اور مسجدوں میں بم کے دھماکے کر کے آپ آنسوؤں کے سیلاب کو روکنا چاہتے ہیں، دیوار ٹوٹے گی..... یہ دیواریں ٹوٹ رہی ہیں اور دنیا والو! اس دن سے ڈرو کہ یہ سیلاب واپس کہیں پھر سعودی عرب نہ پہنچ جائے۔ ماحول جب بدلتا ہے اور انبیاؑ کا جب پسندیدہ ماحول بن جاتا ہے تو اس ماحول میں انبیاؑ

آتے ہیں، زینبؑ نے ماحول بدلا تو نبیؐ چلے... کہاں چلے... قصرِ یزید میں آئے... یزید کے خواب میں نہیں آئیں گے... یہ نجس ہے... زوجۂ یزید ہندہ کے خواب میں آئیں گے۔ کہ تیرے قید خانے میں میرے بچے اسیر ہیں... آنکھ کھل گئی.. قصر میں یزید کو ڈھونڈتی ہوئی چلی... اب ہندکا، زوجۂ یزید کا بیان ہے... دیکھا دیوار کی طرف منہ کئے، بال نوچ نوچ کے رورہا ہے، کہتی ہے... دو ہنٹر پیٹھ پہ مار کے.. قتل کر چکا.. اب کیوں روتا ہے...؟ جب بیوی کہہ دے کہ قتل کر چکا.. تو اب یزید کو کون بچائے... پوچھا کیوں روتا ہے..؟ کہا نیند نہیں آتی۔ نیند اڑ گئی... کیا مطلب.. دن کا ماحول تو خراب ہوا ہی تھا، یہ رات کا ماحول بھی بدل گیا۔ رات و دن کا ماحول بدل گیا۔ لوگوں کی نیندیں اڑ گئیں... نیند اڑنے کا کیا مطلب ہے..؟ یعنی شب بیداری۔ اب جاگو..! اب قاتل بھی جاگے...! رونے والے بھی جاگیں اور قاتل بھی جاگے... زینبؑ نے بتایا صرف دن میں ماتم نہیں ہوگا بھائی کا.... راتوں کو بھی ہوگا۔ حالانکہ راتیں سونے کے لئے ہیں.. بھئی جب قاتل کو نیند نہیں آرہی تو چاہنے والوں کو کیوں آئے گی۔ کہتے ہیں ہم بھی اسی ماحول میں بیٹھے ہیں، شہید کو یاد کریں گے۔ تو ہندہ نے کہا.. تو پھر چھوڑ دے نا ان کو.. اگر اتنا ہی درد ہے دل میں تو چھوڑ دے.. ان بیکسوں نے کیا خطا کی ہے... صبح ہوئی۔ ماحول بدل گیا۔ قید خانے کے دروازے پر سپاہی آئے... یزید نے طلب کیا ہے سید سجادؑ کو... اب چلنے لگے سیّد سجادؑ... پھوپھی لپٹ گئی، ابھی تک اکیلے نہیں جانے دیا تھا۔ آج یہ پہلا دن ہے... سمجھایا پھوپھی اماں پریشان نہ ہوں.. میں سن کے آتا ہوں، دیکھ کے آتا ہوں کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہی دربار جس میں چند مہینوں پہلے آئے تھے تو واجب القتل تھے، حقارت کی نظریں ڈالی جارہی تھیں اور اسی دربار میں آج پہنچے تو قاتل تخت سے اٹھ گیا اور کہا مسند پر تشریف فرما ہو جائیے... ماحول بدل گیا۔ یہ ماحول

کس نے بدل دیا...؟ زینبؑ نے... تخت پر تشریف فرما ہوئے... حداد کو بلاؤ، حداد آیا... کہا قیدی کی بیڑیاں کاٹ دو.. ہتھکڑیاں کاٹ دو... کیا اذیت ہوئی ہوگی...؟

حداد جانے لگا تو یزید نے آواز دی... ابھی مت جا... گلے میں ایک طوق بھی ہے اسے نکال دے... اب کوئی اپنے آپ کو دیکھ سکتا.. سید سجادؑ کو کچھ پتہ نہیں کہ گلے کا کیا عالم ہے...؟ جب گلے کا طوق کاٹا گیا ہوگا، حدّاد بھی چیخ چیخ کر رونے لگا، گلے کا گوشت نظر آرہا تھا، سیّد سجادؑ کا گلا زخمی تھا۔ بیڑیاں اور ہتھکڑیاں کٹیں... ہاں.. کیوں بلایا ہے تو نے..؟ سید سجادؑ ہتھکڑیاں، بیڑیاں میں نے کاٹ دیں.. مَیں نے قید خانے سے تم لوگوں کو آزاد کیا... اگر مدینہ جانا چاہتے ہو تو ساتھ عزت و احترام کے ہم پہنچوا دیں۔ انتظام ہو جائے گا... کہا یزید بغیر پھوپھی اماں کے پوچھے... امام وقت ہے.. امام کا کام ہے امامت... زینبؑ کا کام ہے ماحول بدلنا... اس لئے امامت پوچھے گی پھوپھی سے کہ اب آپ کا ماحول کیا کہتا ہے... مَیں پہلے پھوپھی سے پوچھوں گا... اٹھ کر گئے... تو درِ زنداں پہ کھڑی تھیں ان کے انتظار میں... جیسے ہی بیٹا آیا... لپٹ گئیں، میرے لعل سلامت رہو... میرے بھائی کے وارث تمہاری عمر دراز ہو...

❀ ❀ ❀ ❀

دوسری مجلس

سیرتِ زینبؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

مجلس منسوب ہے جنابِ زینب کبریٰؑ سے ...اور کوشش یہی ہوگی کہ موضوع پر ہی گفتگو ہو... بڑی مشکل یہ ہے کہ حضرت زینبؑ کا کردار تاریخ میں تلاش کے بعد بھی اب تک کوئی کامل کتاب نہیں لکھی جاسکی... اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تاریخ میں اگر حالاتِ حضرت زینبؑ کو تلاش کیا جائے تو ان کا مکمل حال ملنا اس لئے ناممکن ہے... کہ تاریخ صرف بادشاہوں کی لکھی گئی، جابروں کی لکھی گئی اور ظالموں کی لکھی گئی تو جہاں ظالم اور جابر کے سامنے معصومینؑ، انبیاؑ اور اولیاؑ تاریخ کا حصہ نہیں بن سکے تو اس عظیم گھر کی خواتین کیسے تاریخ کا حصہ بن سکتی ہیں؟ جہاں تاریخ اتنی تاریک ہو اور وہاں کوئی کردار اپنے کو منوالے تو وہ کردار کتنا عظیم ہوگا؟ یعنی آپ تاریخ کی کتابیں دیکھیں اسلام کی جو یہاں رائج ہیں... خصوصاً پاکستان میں تو ڈیڑھ صفحہ سے زیادہ اس میں واقعہ کربلا نہیں ملے گا... یعنی کربلا کو بھی تاریخ کا کوئی حصّہ نہیں سمجھا جاتا، مسلمانوں کی نظر میں تاریخ صرف بنی اُمیہ اور بنی عباس کی ہوتی ہے... تو کتنا رُعب اور کتنا دبدبہ، کتنا جاہ و حشم بنی اُمیہ اور بنی عباس کا تھا کہ ہر مورخ کا قلم کانپتا تھا کہ کوئی ایک لفظ بھی اس کے خلاف لکھ دے تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتنی بڑی سلطنتیں تھیں، کتنے بڑے بڑے بادشاہ تھے

اور ایسی حکومت کو کوئی شخصیت ہلا کر رکھ دے... تاریخ میں اس کا نام ہو یا نہ ہو.. لیکن وہ عظیم بی بی کہی جائے گی اس لئے کہ زینبؑ، زہراؑ یا خدیجہؑ تاریخِ اسلام کی کتابوں میں نہیں ملتیں بلکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جو قرآن میں ملتی ہیں۔ اس لئے کہ بنی اُمیّہ اور بنی عباس قرآن میں نہیں ملتے اور اگر ملیں گے تو مذمت کے ساتھ ملیں گے اور اگر زینبؑ ملیں گی تو قرآن میں ملیں گی یا حدیث میں، تاریخ میں نہیں ملیں گی، تاریخ ان کا ذکر نہیں کرے گی... قرآن اپنا ایک عجیب مزاج رکھتا ہے، قرآن ہسٹری نہیں بیان کرتا... تسلسل کے ساتھ واقعات بیان نہیں کرتا، قرآن صرف عظیم کرداروں کی خصوصیات وصفات بیان کر دیتا ہے اور یہ اعلان کر دیتا ہے کہ ہم اپنی سنت کو نہیں بدلتے، اگر ہم نے حوّاؑ کی تعریف کی ہے تو پھر حوّاؑ کے کردار سے سارہؑ کا کردار الگ نہیں نظر آئے گا اور اگر ہم نے سارہؑ کی تعریف کی ہے تو اس سے ہاجرہؑ کا کردار الگ نہیں نظر آئے گا، اگر حاجرہؑ کی تعریف کی ہے تو مریمؑ کا کردار الگ نہیں نظر آئے گا اور اگر ہم نے مریمؑ کی تعریف کی ہے تو مریمؑ سے سیدہؑ کا کردار الگ نہیں نظر آئے گا... اگر ہم نے سیدہؑ کی تعریف کی ہے تو سیدہؑ سے خدیجہؑ کا کردار الگ نہیں ہوگا... اور اگر ہم نے خدیجہؑ کی تعریف کی ہے تو زینبؑ کا کردار خدیجہؑ کے کردار سے الگ نہیں ہوگا۔

ایک تسلسل ہے... اور عجیب بات یہ ہے کہ عورت کو اللہ نے قرآن میں بہت ہی اہتمام کے ساتھ موضوع کے اعتبار سے جگہ دی ہے... مطلب چوتھا سورہ کلامِ پاک کا سورۂ نسأ ہے، ایک سورہ ہی پورا منسوب کر دیا عورت سے، لیکن پورے قرآن میں ایک سو چودہ سوروں میں اللہ کو پوری کائنات میں جو عورتیں پسند آئی ہیں وہ کُل چودہ ہیں... جن کا ذکر قرآن میں اس نے کیا ہے حوّاؑ سے لے کر جناب سیدہؑ تک.... اور چار عورتیں اس میں ایسی ہیں، علاوہ ان چودہ کے جو اللہ کی نظر میں اچھی نہیں ہیں، ان کا بھی

ذکر کیا ہے اس میں...اس طرح قرآن میں اچھی عورتیں زیادہ ہیں اور بری عورتیں کم ہیں....جن کا ذکر اللہ نے کیا..عجیب بات یہ ہے کہ اچھی عورت ہو یا بری عورت...اللہ نہ اچھی عورت کا نام لیتا ہے نہ بری عورت کا...اگر آپ قرآن کو اس لحاظ سے پڑھیں کبھی کہ اس میں کن کن عورتوں کا ذکر ہے...تو بہت ہی مختصر، چھوٹی چھوٹی آیتوں میں ذکر کر دے گا اللہ..جناب حوّاؑ کا ذکر ہے، جناب سارہؑ کا ذکر ہے...جناب ہاجرہؑ کا ذکر ہے... جناب ایوبؑ کی زوجہ جناب رحیمہ کا ذکر ہے، جناب مریمؑ کا ذکر ہے...یہ انبیاؑ کے گھر کی خواتین ہیں، ان کا ذکر ہے...بری عورتوں میں " حَمَّالَةَ الحَطَب "...اُمِ جمیل ہے، ابولہب کی بیوی ہے جو ابوسفیان کی بہن بھی ہے...اور دو اور عورتیں ہیں جن کی اللہ نے مذمت کی ہے، ایک جناب نوحؑ کی بیوی ہے وائلہ جس کا نام ہے اور ایک جناب لوطؑ کی بیوی ہیں...اور اسی ذیل میں ایک آدھ عورتیں اور آ گئی ہیں، حوالے کے ساتھ اللہ نے ان کا بھی ذکر کر دیا ہے کسی نہ کسی معنی میں...!یہ عورتیں جو قرآن میں موجود ہیں، جن کا ذکر ہے...حیرت ناک بات یہ ہے کہ جتنی عورتیں قرآن میں اپنے صفات کے ساتھ موجود ہیں اللہ نے کسی عورت کا نام نہیں لیا...بہت ہی گہرائی سے گفتگو ہو رہی ہے کہ حوّاؑ کا ذکر کیا نام نہیں لیا بلکہ یہ کہا کہ آدمؑ کی عورت...!اس کا ترجمہ ہم اردو میں کریں گے زوجۂ آدمؑ۔اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ آدمؑ کی بیوی بلکہ اللہ نے جو زبان استعمال کی وہ یہ کہ آدمؑ کی عورت...سارہؑ و ہاجرہؑ کا ذکر کیا تو کہا ابراہیمؑ کی عورت...بیوی بھی نہیں کہا، اس کے بعد اور عورتیں آتی ہیں، مثلاً زلیخا کا ذکر سورہ یوسفؑ بارہویں سورے میں ہے تو کہا کہ عزیزِ مصر کی عورت...! بیوی نہیں کہا....یعنی اللہ کے یہاں عورت بمعنی بیوی ہے، کیوں اس لئے کہ عورت اسی وقت عورت کہی جاتی ہے جب وہ زوجہ بن جاتی ہے اس سے پہلے وہ عورت نہیں ہے۔یعنی کامل ہو گئی ہے...اپنے شوہر

کے گھر آ گئی ہے تو یہ عورت ہے۔اس کی پہچان اس کا مرد ہے، آدمؑ سے حوّاؑ کی پہچان ہے، سارہؑ و ہاجرہؑ کی ابراہیمؑ سے پہچان ہے، رحیمہ کی ایوبؑ سے پہچان ہے، زلیخا کی عزیز مصر سے پہچان ہے لیکن عجیب بات ہے کہ عورت کی پہچان اس کا شوہر ہے قرآن میں، کسی عورت کا نام نہیں لیا اس لئے کہ ہر عورت کا شوہر موجود ہے، پورے قرآن میں صرف ایک عورت کا نام ہے مریمؑ...اس لئے کہ مریمؑ کا شوہر نہیں ہے، اگر مریمؑ کا شوہر ہوتا تو اللہ مریمؑ کا بھی نام نہ لیتا...اس لئے سورۂ مریمؑ اللہ نے اتاری۔اگر اب میں اردو میں محاورتاً یہ بات کہہ دوں تو آپ کو ناگوار نہیں ہوگا کہ انبیاؑ کی بیویاں اللہ کے گھر کی بہوئیں ہیں...مریمؑ بیٹی تھیں..اگر میں اس کی تشریح کر دوں تو آپ کو یقین آ جائے گا کہ غلط نہیں کہہ رہا ہوں...جب وہ اہلِ بیت کہہ دے...سارہؑ سے لے کر فاطمہؑ تک...یہی گھرانہ اہلِ بیتؑ قرآن میں کہا گیا..یعنی میرا گھر..تو میرے گھر کے جو مالک ہیں وہاں بیٹا ہو یا بہو سب اللہ تعالیٰ کے...!اب اس کی چہار دیواری سے باہر جو عورت اور مرد ہیں وہ تاریخ کا حصہ تو ہیں لیکن اللہ کی تاریخ کا حصہ نہیں ہیں۔اللہ نے ایک گھر بنایا ہے چاہے وہ اس کو کعبہ کہہ دے، چہار دیواری کہہ دے، وہ گھر سمبل Symbol ہے، یعنی وہ کعبہ کو بنا کر کہتا ہے یہ ہمارا گھر ہے..گھر بنانے والا ایک ماں اور بیٹا...تاریخ میں ہے کہ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ...ابراہیمؑ تو بعد میں آ کر اس میں شریک ہوئے...اس گھر کی جو آرائش کر رہی ہیں تو ہاجرہؑ اپنا گھر سمجھ کر کر رہی ہیں اس لئے کہ اس میں رہ رہی ہیں... دیکھیے! پہلے کعبہ حج کے لئے نہیں تھا اس میں ہاجرہؑ رہتی تھیں...اب ہاجرہؑ کے گھر کو اللہ نے اپنا گھر کہہ دیا یا اپنے گھر میں ہاجرہؑ کو جگہ دے دی...یہ ریسرچ کا کام ہے کہ دیکھا جائے کہ کیا بات ہے؟ لیکن ہاجرہؑ نے جو آرائش کی ہے اس گھر کی یعنی اپنے سر کی چادر کا پردہ کعبہ کی دیوار پر ڈال دیا تو اب ہاجرہؑ کے سر کی چادر کا پردہ آج کعبہ کا پردہ بن

گیا... دیکھئے اللہ اپنے گھر کی عورتوں کو کیا عزت عطا کرتا ہے... کیا بزرگی دیتا ہے؟ کیا احترام دیتا ہے؟ اگر آپ کسی بھی مسلمان سے پوچھیں کہ جس نے ایک سے لے کر دس حج کئے ہوں... اور وہ بالکل حج میں ڈوبا ہوا ہو، کسی بھی مسلمان سے... چاہے وہ عالم ہو، فقیہہ ہو، مجتہد ہو... آپ صرف اتنا پوچھیں... حج کا مفہوم کیا ہے؟ حج کے معنی کیا ہیں؟ حج کیوں ہوتا ہے؟ اب وہ جو بھی بتائے، اگر اس کا علم ہوگا مائل بہ ارتقاء تو وہ بتادے گا اس لئے کہ ایک ماں... ہاجرہؑ کی یادگار ہے پورا حج... اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں... بھئی شہر کو بسایا ہاجرہؑ نے.. اسے چھوڑ دیجئے، گھر کو بسایا.. اسے بھی چھوڑ دیجئے بلکہ بچہ جو ابراہیمؑ کا بیٹا ہے اسمٰعیلؑ... ابراہیمؑ کی زبان ہے عبرانی... اور جناب ہاجرہؑ کی زبان ہے نبطی... اس لئے کہ مصر کے بادشاہ کی بیٹی ہیں تو نبطی زبان اور عبرانی زبان مل کر عربی زبان بن رہی ہے عربی زبان دو زبانوں کے میل سے بنی ہے اس لئے کہ ابراہیمؑ بولتے ہیں عبرانی، ہاجرہؑ بولتی ہیں نبطی... بچہ کیا بولے گا؟ اس لئے کہ باپ بیٹے سے جدا ہے.... کہ ابراہیمؑ فلسطین میں رہتے ہیں اپنی پہلی بیوی کے پاس... جہاں اسحاقؑ رہتے ہیں... سارہؑ کا بیٹا... کبھی کبھی آتے ہیں مکہ... کافی فاصلہ ہے.. یہاں اکیلی ایک ماں رہتی ہے اور اس کا بیٹا رہتا ہے... ماں ہجرت کر کے جب مکہ آئی ہے تو بیٹا پانچ برس کا ہے، باپ کے ساتھ نہ رہا ہے بیٹا نہ اس کی زبان سنی ہے نہ محاورے سنے ہیں، نہ باپ سے کچھ سیکھا ہے.... جو کچھ سیکھا ہے بچہ نے ماں سے سیکھا ہے... اب ماں جو زبان بولتی ہے وہ زبان اسمٰعیلؑ بول رہے ہیں بچپن سے.. وہی زبان عربی زبان بن گئی، اسی زبان کو بنی ہاشمؑ نے بولا... وہی زبان فاطمہؑ بنتِ اسد بولتی ہیں، اس گود میں محمدؐ پلے ہیں، محمدؐ وہی زبان بولتے ہیں، اللہ کہتا ہے محمدؐ ہم نے تمہاری زبان میں قرآن اتارا... تو زبان محمدؐ کی نہیں ہے کچھ ماؤں کی زبان ہے... اس لئے پوری دنیا میں یہ اصطلاح ہے....

مادری زبان...! دیکھئے! فارم میں بچّے کے لکھا جاتا ہے... کسی ملک میں چلے جائیں، یہ نہیں لکھا جائے گا کہ اس بچّے کی پدری زبان کیا ہے... یعنی یہ طے ہو گیا کہ بچّے کو ساری وراثت باپ کی طرف سے ملتی ہے، ہر مذہب، ہر فرقہ... ہر دین، ہر فرقہ یہی کہے گا وراثت باپ سے ملتی ہے لیکن کم از کم ایک وراثت ایسی ہے جو باپ سے نہیں ملتی بلکہ ماں سے ملتی ہے اور اس زبان کو کہتے ہیں زبان۔ ایک وراثت تو ثابت ہو گئی کہ ماں سے ملتی ہے... اگر فاطمہؑ سے کچھ وراثتیں حسنؑ اور حسینؑ کو مل گئیں... ظاہر ہے یہ میری تمہید تھی... پھیلاؤ بہت زیادہ ہے، گفتگو ہو سکتی ہے... لیکن ہم زبان تک آ گئے یہاں سے ہمیں ربط مل گیا، ہم اسی کی بات کرتے ہیں کہ بنی ہاشمؑ کون سی زبان بولتے ہیں، آپ ذرا سا اس پر غور کیجئے کہ عورتوں کی اپنی ایک زبان ہے۔ عورتوں کی اپنی ایک لغت ہے اور بعض بڑے بڑے دانشور تو یہ کہتے ہیں کہ زبان بنائی ہی عورت نے۔ ریسرچ ورک میں بھی آتا ہے کہ یہ ہماری اردو زبان اگر نور جہاں سے شروع ہوئی ہے تو اس کی بانی نور جہاں ہے... اگر اورنگ زیب کی بیٹیوں میں سے کسی زیب النسأ... وغیرہ نے بنانا شروع کی تو وہ بانی ہے، لیکن جہاں سے زبان کا کامل ارتقا شروع ہوتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ آصف الدولہ کی والدہ بہو بیگم فیض آباد میں اپنے محل میں سارے شعرا وہاں جمع ہیں جو زبان کے بانی ہیں، جو زبان بنا رہے ہیں... تو خصوصاً میر انیسؔ کے دادا میر حسنؔ کے لئے لکھا ہوا ہے تاریخ میں کہ ان کی ملازمت یہ تھی کہ محل میں کوئی بھی لفظ بولا جائے تو رجسٹر میں درج ہو جائے... گویا زبان محل میں عورت بنا رہی ہے... اور اردو زبان کے لئے بھی یہی کہا جاتا ہے۔

زبان بناتی عورت ہے... چونکہ یہاں قرآن کا رعب اور دبدبہ سامنے آ جاتا ہے تو بس یہی کہہ دیتے ہیں کہ محمدؐ کی زبان ہے، اس زبان میں قرآن آ گیا... لیکن اگر ہم اس

راہ سے زبان کو دیکھیں یعنی اگر لسانیات کے علم سے چلیں، جو لینگوئج Language کے علوم دنیا میں رائج ہیں تو ہم کو پتہ چلے گا کہ دیکھئے! عورت کی ایک زبان ہے.. کسی بڑی لغت کو آپ اٹھالیں تو محاورے کے آگے لکھا ہوگا کہ یہ عورتوں کا محاورہ ہے... یہ مردوں کا محاورہ ہے... روز مرہ میں بھی روز کے جو لفظ بولے جاتے ہیں لغت میں سامنے بریکٹ Bracket میں لکھا ہوگا کہ یہ عورتوں کی زبان ہے، یہ مرد بھی بولتے ہیں... بعض چیزیں ایسی ہیں میری کبھی میر انیسؔ کے پوتے سے گفتگو ہو رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ مرثیہ میں اگر بہن کا لفظ آجائے تو مرد مرثیہ پڑھے گا تو بَہن کہے گا اور اگر عورت مرثیہ پڑھے گی تو بہن کہے گی... بہت سی اس طرح کی زبان کی نزاکتیں ہیں.. اس کے معنی ہیں کہ الگ الگ زبان ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ عورت کا محاورہ بھی مرد بولتا ہے... اگر اس آئینہ میں قرآن کو دیکھیں تو ایک چیز ہے زبان میں کوسنا.. جسے آپ کہتے ہیں کوسنا کاٹنا... عورت کی زبان میں... یہ خالص عورت ہی کے لئے ہے، مرد کسی کو کوسے گا نہیں، عورت کوسے گی۔ اب قرآن میں آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں...! ''**تبت یدا ابی لھب**'' اس کے ہاتھ ٹوٹیں... یہ ہے کوسنا، دیکھئے یہ مرد نہیں بولے گا، اگر اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ محمدؐ کی زبان ہے تو محمدؐ نے یہ محاورے سیکھے کس سے؟ ماں تو مر گئی بچپن میں... اب تاریخ یہی کہے گی کہ چچی نے پالا ہے، اب فاطمہؑ بنت اسد جو زبان بول رہی ہیں وہ زبان محمدؐ بول رہے ہیں اور اس زبان میں قرآن آ رہا ہے، جو زبان محمدؐ بولیں وہ اللہ کو پسند ہے، چاہے وہ عورت کا محاورہ ہو یا مرد کا محاورہ ہو... اچھا دیکھئے! دانشوروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر عورت کے محاورے زبان میں شامل نہ ہوں تو زبان میں نزاکت نہیں آسکتی... زبان میں زیبائش نہیں آسکتی، آرائش نہیں آسکتی، زبان کی سجاوٹ کی ہی عورت نے۔ دنیا میں کسی بھی زبان کی تاریخ اگر آپ

پڑھیں گے تو اس کے بیک گراؤنڈ Background میں پسِ پردہ عورت کا ہی ہاتھ نظر آئے گا۔ اب ہم یہ کہیں گے کہ بنی ہاشمؑ کے گھر کی عورتوں کو زبان پر کتنا عبور تھا...اور اندازہ اس بات سے ہوتا ہے ہمیں کہ جناب عبدالمطلب جو حضورؐ کے اور علیؑ کے دادا ہیں ان کی سات بیٹیاں تھیں، جس میں جناب صفیہ بہت زیادہ مشہور ہیں... اُروی ہیں، بیضاٗ ہیں، اُمیمہ ہیں، برّہ ہیں، اُمّ حکیم ہیں، عاتکہ ہیں یعنی حضورؐ کی پھوپھیاں..یہ ساتوں کی ساتوں تاریخِ عرب میں مشہور ہیں بحیثیت شاعرہ...اور اتنے اچھے شعر کہتی ہیں یہ سب بہنیں کہ جب عبدالمطلب نوے برس کے ہو کے وفات پاتے ہیں۔وفات سے چند دن پہلے ایک دن بیٹیوں کو جمع کیا اور کہا کہ یہ بتاؤ کہ جب میں مروں گا تو تم میری لاش پر کیسے بین کرو گی؟ اس واقعہ سے دو باتیں پتہ چلیں کہ عرب اپنے مرنے کے بعد لاش پر بین کروانے کا خواہش مند تھا....دوسری بات یہ پتہ چلی کہ بَین سوا بیٹی کے کوئی اور نہیں کر سکتا...یعنی اور بھی عورتیں ہیں، دس بیٹے عبدالمطلبؑ کے ہیں تو دس بہوئیں ہوئیں...ان کو بلا کر نہیں کہا کہ میری لاش پر کیسے روؤ گی...اس کا مطلب یہ کہ بیٹی کا کام یہ ہے، اب جو یہ محاورہ مشہور ہے کہ لاش باپ کی روشن ہوتی ہے بیٹی سے... یہاں ایک پوائنٹ Point مجھے ملا کہ محمدؐ کو بیٹے دے کر لے لیا اللہ نے، بیٹی دے کر یہ بتایا کہ امت تو دو لاکھ ہو گی جس وقت محمدؐ مریں گے....روئے گا محمدؐ کو کوئی نہیں...ایک ایسی بیٹی دے دو کہ جب تک زندہ رہے محمد کو روئے۔ان ساری چیزوں کا تعلق ثقافت سے ہے، ادب سے ہے، تہذیب سے ہے، تمدن سے ہے، زبان سے ہے۔عبدالمطلبؑ کی بیٹیوں نے کہا کہ ہم آپ کے مرنے پر مرثیے کہیں گے عبدالمطلبؑ نے کہا کہ مرثیے کہو اور تصور کرو کہ ہم مر گئے...اور دیکھو تصور اس طرح کرو کہ...ہم لیٹ جاتے ہیں چادر اوڑھ کر سمجھو میرا لاشہ پڑا ہوا ہے اور تم سب فی البدیہہ

اشعار مرثیے کے کہو اور پڑھو ایسے اشعار عرب میں کہے جاتے تھے، ساتوں بیٹیوں نے فی البدیہہ مرثیے کہے اور اس طرح روئیں کہ جیسے لگتا تھا کہ عبدالمطلبؑ کی وفات ہو گئی... یہاں پر عبدالمطلب نے تاریخ میں نہ جانے کیا کیا لکھوادیا...؟ رونے کی عظمت، مرثیہ کہنے کی عظمت، لاش پر مرثیہ پڑھنے کی عظمت... ایسے واقعات کو تاریخ محفوظ کر لیتی ہے اور وہی ہم جیسے تہذیبی لوگوں کے لئے سند بن جاتے ہیں۔ اس کے معنی یہ کہ بیٹی کا جو کام ہے ذمہ داریاں ہیں اگر اب ہم اس گھرانے کو لے کر آگے بڑھتے ہوئے چلے جائیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ سیدہؑ کا کیا مقام ہے تاریخ میں، کتنی حیرت ناک بات ہے، اسی ہسٹری سے دو چار جملے دے دوں بغیر طنز کے، اس لئے کہ مَیں مناظرہ تو نہیں پڑھتا، چھینٹے بازی بھی نہیں کرتا لیکن ایسی باتیں چونکہ حقائق ہوتی ہیں اس لئے کہہ دوں کہ مَیں تمام کتابیں چھاننے کے بعد یہ جملہ دے رہا ہوں... کہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ محمدؐ کی وارث ایک بیٹی ہے، آج دنیا میں کسی فرقہ کا آدمی مرجائے، اگر پڑوسی ہیں، محلّہ ہے تو لوگ تعزیت کو جاتے ہیں، شیعہ ہو یا سنی... یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ محمدؐ کے مرنے کے بعد مدینہ میں سیدہؑ کے پاس کوئی ایک بھی تعزیت کو نہیں آیا... یہ مَیں نے پوری ہسٹری پڑھ کر ریسرچ بتارہا ہوں... یعنی رسولؐ پہ جان دینے والے لوگ اور ایک آدمی زہراؑ کے دروازے پر آکر یہ نہیں کہتا کہ بی بیؑ آپ کا باپ مر گیا، آپ یتیم ہو گئیں، ہم پرسہ دینے آئے ہیں اور اگر آئے تو چار آدمی... سلمانؑ، ابوذرؑ، مقداد، اور عمارؑ... سب سے پہلے سلمانؑ آئے اور دروازے پر آکر کہا.. بی بی آپ کے باپ مر گئے ہم تعزیت کو آئے ہیں... گویا عرب کی رسم تھی اور سب کو یہ رسم معلوم تھی اور قدیم زمانے سے چلی آرہی تھی کہ وارث کو پرسہ دیتے ہیں، ذرا اس آئینہ میں دیکھیں کہ یہ مسلمان آج جب گیارہ ہجری میں یہ کررہے تھے تو آگے ان کی تاریخ کیا

بنے گی....؟اسی کا انتظام کیا تھا فاطمہؑ وعلیؑ نے... یہ انتظام تھا... دیکھئے ہم کہتے ہیں علیؑ تو قرآن کہتا ہے ہاں !علم لدنی کے مالک تھے...ہم کہتے ہیں زہراؑ تو قرآن پکار کر کہتا ہے کہ ہاں !ان کے لئے سورۂ کوثر ہے،ہم جب کہتے ہیں حسنؑ وحسینؑ تو قرآن پکار کر کہہ دیتا ہے سورۂ رحمان میں :" مرج البحرین یلتقیان" ...اس میں تو ایک لؤلؤ ہے اور ایک مرجان ہے... یہ تو مدح والے لوگ ہیں، معصوم لوگ ہیں، حیرت ناک بات نہیں ہے کہ زینبؑ نہ امامؑ ہیں، نہ نبیؑ ہیں، نہ رسولؑ ہیں اور نہ صاحبِ منصب ہیں معاذ اللہ... جیسے کہ عصمت میں فرق ہے ایک عصمتِ کبریٰ ہے اور ایک عصمتِ صغریٰ ہے۔حضرت زینبؑ عصمتِ صغریٰ پر فائض ہیں لیکن جب ہم چودہ معصومؑ کہتے ہیں تو اس میں زہراؑ کے علاوہ دوسری عورت داخل نہیں۔تو وہاں تو مرتبہ ہے تو مرتبہ پایا ہے، یہاں مرتبہ نہیں ہے پھر بھی اپنے کردار کو زینبؑ نے زہراؑ کے کردار کے برابر رکھ دیا... یہ زینبؑ کی اپنی کوشش ہے... زبان کی مَیں نے بات کی کہ جس گھرانے میں قرآن اترا اور جس گھرانے میں نہج البلاغہ جیسی کتاب عالم کو آج روشن کر رہی ہے... اس گھر کی بیٹی کی تعریف میں کس سے پوچھوں... ابنِ عباس جو بڑے مفسر ہیں قرآن کے.. جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کا جناب زینبؑ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہا نام نہ لو... ہم ان کا نام نہیں لیتے ،ہم انہیں کہتے ہیں عقیلۂ بنی ہاشمؑ ....!اور جب امامؑ زین العابدین سے پوچھا گیا کہ آپ کی نظر میں جناب زینبؑ کیا ہیں؟ کہا عالمۂ غیر معلّمہ...!ایسی عالمہ جن کو کسی نے تعلیم نہیں دی، کسی نے نہیں سکھایا.کتنی عجیب بات ہے؟ جب پوچھا گیا ابنِ عباس سے کہ علم کا کیا عالم ہے جناب زینبؑ کے؟ تو فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں معلوم فدک کا جو خطبہ زہراؑ نے دربار میں دیا تھا جس کی زبان انتہائی مشکل ہے، نہج البلاغہ سے ملتی ہے وہ زبان، یعنی فصاحت سے زیادہ اس میں بلاغت ہے... مشکل ترین ادق

ترین خطبہ ہے کہ آج بھی اگر کوئی عربی داں یاد کرنا چاہے تو یاد نہیں کر سکتا...ابنِ عباس کہتے ہیں کہ سات برس کی عمر میں زینبؑ کو اپنی ماں کا خطبہ یاد تھا۔ جب ماں کا خطبہ اس طرح بچپن میں زینبؑ کو یاد تھا تو اگر کوفہ سے شام تک تیرہ خطبے زینبؑ نے دیئے...اور آج حیران ہے ریسرچ کہ زینبؑ کے خطبہ کی زبان کو لے جا کر قرآن کے ساتھ رکھ دو یا نہج البلاغہ کے ساتھ... یہ تو دیکھیں نثر کی بات ہے...مؤرخین نے جو باتیں بیان کیں اس میں ایک بات یہ بیان کی کہ جناب زینبؑ بہترین شاعرہ ہیں اور فی البدیہہ شعر کہتی ہیں، جناب زینبؑ کے ایک شعر پر تاریخِ ادب عربی پر ایک بحث جاری ہے....اور بڑے بڑے سات دانشوروں نے عجیب بات لکھی ہے کہ سر جب حسینؑ کا کٹا اور کوفہ چلا گیا گیارہ محرم کی صبح اور بارہ محرم کو قافلہ پہنچا...ادھر سے خولی نیزہ پر سر لے کر چلا..اور جب دربار کی طرف جا رہا ہے قافلہ تو حسینؑ کے سر نے زینبؑ کا استقبال کیا...جب بھائی جُدا ہوا تھا عصر کے وقت...آج چار دن کے بعد اب بھائی کی شکل بہن کو نظر آئی..مورخین نے لکھا ہے کہ اولین و آخرین میں کسی نبیؑ کے خاندان میں بہن کا تذکرہ نہیں ملتا..کوئی بہن پائی ہی نہیں جاتی...آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک...کسی بہن اور بھائی کا تذکرہ نہیں ہے ایسا لگتا ہے کہ اس رشتے کو غیب میں اللہ نے رکھا ہے...بڑے بڑے مؤرخین و دانشوروں نے لکھا ہے کہ ہم نے ایسی محبت کہیں نہیں پائی، پہلے مَیں دو مثالیں دے دوں کہ بھائی اور بہن میں محبت کیسی تھی؟ یعنی بھائی اتنا احترام بہن کا کرتا ہے...کربلا ہونے والی ہے، کیا رموز ہیں؟ یہ تو معصومینؑ جانیں لیکن یہ لکھا ہے کہ اگر قرآن بھی پڑھ رہے ہوتے تھے حسینؑ اور سامنے سے زینبؑ آ جاتیں تو قرآن بند کر کے استقبال کو کھڑے ہو جاتے...اس سے زیادہ کیا ہو گی تعظیم؟ چھوٹی بہن ہے...! بھائی بڑا ہے، امامؑ بھی ہے، زینبؑ کے پاس عہدہ نہیں ہے، منصب نہیں ہے لیکن کیا مَیں

کہوں کہ ہسٹری تو کچھ نہیں لکھ سکی لیکن احسان ہے میر انیسؔ کا...

فرمایا جب سے اُٹھ گئیں زہراؑئے با کرم
اُس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم

جب قطع کی مسافتِ شب میں یہ انیسؔ نے کہلوایا ہے امام حسینؑ سے کہ تم ہمارے گھر میں ثانی ہو زہراؑ کی۔ مرثیہ نے زینبؑ کے کردار کو اتنا اجاگر کر دیا کہ اگر ہسٹری میں کچھ بھی نہ لکھا جاتا تو مرثیے کافی تھے اردو زبان کے اور یقین کیجئے... مقتل میں ڈھونڈتے رہیئے کہ علی اکبرؑ گئے تو زینبؑ نے کیا کہا...! قاسمؑ گئے تو زینبؑ نے کیا کہا؟ عباسؑ گئے تو زینبؑ نے کیا کہا؟ حسینؑ رخصت ہوئے تو زینبؑ نے کیا کہا؟ کسی کتاب میں نہیں ملے گا... یہ ساری باتیں میر انیسؔ و دبیرؔ نے بتائیں کہ زینبؑ کا کردار یہ ہے...اور ایک بات تو بڑی عجیب کہی مخمور اکبر آبادی نے میر انیسؔ پر لکھتے ہوئے اپنی کتاب میں ...لفظوں پر بحث کی انہوں نے کہ کون سے لفظ ہمارے معاشرے کو میر انیسؔ نے دیئے... چونکہ جناب زینبؑ سے تعلق ہے اس کا تو یہ ٹکڑا سنا رہا ہوں، انہوں نے لکھا کہ لفظِ بھیا میر انیسؔ کے کلام سے پہلے ہندوستان میں پاپولر Popular نہیں تھا اور دوسری بات یہ انہوں نے لکھی کہ پھوپھی کے رشتہ کی اہمیت برصغیر میں کچھ نہیں تھی۔

بعدِ کربلا جب میر انیسؔ نے زینبؑ کے کردار کو پروجیکٹ Project کیا اور علی اکبرؑ اور زینبؑ کو یوں پیش کیا تو مسلم معاشرے میں، مسلم گھرانوں میں پھوپھی اور بھتیجے کا رشتہ اہم ہو گیا، رس ٹپکنے لگا...اب آپ بھیا کہہ کر دیکھ لیجئے...سُننے والے کو کیا محبت محسوس ہوتی ہے اور کہنے والے کو کیا کیف محسوس ہوتا ہے، یہ میر انیسؔ کا کمال ہے، کم از کم دو چیزیں تو زینبؑ کی یادگار ہیں...ایک پھوپھی کا رشتہ اور ایک بھیا کا لفظ۔ کیا محبت ہے ان دونوں لفظوں میں، محبت کا یہ عالم ہے کہ بہن سو رہی ہے...ایک دن امام

حسینؑ عبداللہ ابن جعفر کے گھر گئے ... جناب زینبؑ آرام فرمارہی ہیں، سورج کی کرن چہرے کی طرف آرہی تھی، جیسے ہی نظر پڑی امام حسینؑ کی کہ زینبؑ کے چہرے پر دھوپ آرہی ہے تو عبا اتار کر زینبؑ کے سامنے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے، جیسے ہی سایہ ہوا زینبؑ کی آنکھ کھل گئی ... دیکھا تو امام وقت چادر لئے سایہ کئے ہوئے ہیں ... کہا بھیا! یہ احترام، کہا زینبؑ ہم جانتے ہیں تمہارا کیا مرتبہ ہے ... یہاں پر مورخین نے لکھا ہے کہ اس کے بعد اکثر زینبؑ فضہ سے کہتیں ... فضہؑ! کاش کوئی ایسا وقت آئے کہ بھائی سو رہا ہو اور مَیں سر کی چادر اتار کر دھوپ میں سایہ کروں .... پوری عمر چھپن برس کی زینبؑ کی گزر گئی ... ایسا موقع نہ آیا ... گیارہ محرم کی صبح کو ... دیکھا بھائی کے لاشہ پر دھوپ ہے، بس اتنا کہا ...! بھیا آج چادر نہیں ہے ... محبت ہے۔ بہت گریہ کیا آپ نے، بس دو جملے، مَیں سمجھتا ہوں یہ مجلس ... ابوالقاسم جناب چاند میاں کے ایصالِ ثواب کی، مرنے والے کا اثر مجلس میں ہوتا ہے، یعنی اگر مرنے والا بہت عزادار ہے، بہت مومن ہے تو پھر گریہ کی ضرورت نہیں پڑتی، خود بخود آنکھیں روتی ہیں ... اور جیسا ان کا کردار تھا، جو ان میں محبتیں تھیں، خاندان کے ہر فرد سے ان کی محبت تھی، ہر جگہ پہنچنا، پیار سے گفتگو کرنا، لہجہ میں وہ نرمی .. اور کتنا عجیب ہے کہ مَیں مجلس پڑھ رہا ہوں اور ان کی دو بہنیں یہاں بیٹھی ہوئی ہیں، چاند میاں بڑے خوش نصیب تھے کہ دو بہنیں .... ایک اتنی دور سے اُناؤ (ہندوستان) سے چل کر آگئیں یہاں رونے کے لئے۔ دو بہنیں حسینؑ کی بھی تھیں مگر رو نہیں سکیں، گریہ نہیں کر سکیں، اس لئے کہ اگر روئیں تو تازیانہ پڑتا ہے، نیزہ کی انی چبھوئی جاتی ہے، مرنے والا خوش نصیب ہے کہ اس کے ذکر کے ساتھ ذکر ہے زینبؑ کا ... مگر ان کا بھی ذکر ہو گیا منبر سے، یہ مومن و عزادار کی پہچان ہے۔ محبت کا بھائی اور بہن کا یہ عالم ہے، یہ تو آپ نے حسینؑ کی محبت سنی۔ اب جناب زینبؑ کی محبت کیا ہے

حسینؑ کے لئے... کہ اگر حسینؑ باہر جائیں، سواری کہیں جائے بیرونِ مدینہ، بیرونِ کوفہ... تو جب تک بہن سے مل نہ لیں، جاتے نہیں ہیں، رخصت ہو رہے ہیں تو بہن سے ملیں گے اور جب آئیں گے تو بہن سے ملیں گے... یہ سنتِ رسولؐ ہے.. کہ جب مدینہ سے رسولؐ جاتے تھے تو جناب فاطمہؑ سے مل کر جاتے تھے، واپس آتے تو پھر ملنے آتے... بھائی بھی یہی کرتا ہے اس لئے کہ زہراؑ کی جگہ بہن کو جانتا ہے، زینبؑ کا یہ عالم کہ اگر بھائی گیا ہوا ہے، زیادہ دیر ہوگئی تو اب سوتی نہیں... رات آدھی گزر جائے آرام نہیں کرتیں، کبھی حجرۂ خاص میں، کبھی صحنِ خانہ میں کبھی صدر دروازے کے پاس اور بار بار پوچھنا.. ذرا باہر پوچھو بھائی آگئے...؟ جب تک اطمینان نہیں ہو جاتا کہ بھائی واپس آگیا حجرۂ خاص میں زینبؑ نہیں جاتیں، صحنِ خانہ میں زینبؑ ٹہلتیں، ایک دن امام حسینؑ کہہ کر گئے کہ جلدی آجائیں گے لیکن بڑی دیر ہوگئی اور واپس نہ آئے... رات آدھی گزر گئی، جناب زینبؑ اب آرام نہیں کرتیں... صحنِ خانہ میں ٹہل رہی ہیں کہ اب تک حسینؑ نہیں آئے... یہاں تک کہ تھک کر صدر دروازے کے پاس پردہ سے لگ کر، ڈیوڑھی کے پاس سر کو دروازہ سے ٹکا کر بیٹھ گئیں، تھک گئی تھیں کہ نیند سی آگئی، غنودگی آگئی.. یہاں تک کہ صبح کا وقت ہوگیا وہیں بیٹھے بیٹھے... صبح ہوئی تو دروازہ کھلا اور حسینؑ داخل ہوئے... دیکھا بہن دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی ہے... کہا زینبؑ یہ تو آرام کا وقت ہے تم یہاں بیٹھی ہو...! کہا بھیا آپ کو معلوم نہیں .. جب تک آپ آ نہیں جاتے زینبؑ کو نہ نیند آتی ہے، نہ پیاس لگتی ہے، عجیب جملہ کہا... کہا زینبؑ ہم جاتے ہیں تو واپس آجاتے ہیں، اگر کبھی ایسا ہوا کہ ہم گئے اور واپس نہ آئے...! کہا! بھیا کیا ایسا دن بھی بہن کی تقدیر میں لکھا ہے؟ کہا ہاں زینبؑ عادت ڈالو، صبر کی عادت ڈالو... تمہیں ایک دن دیکھنا ہے کہ بھائی جائے گا تو پھر کبھی واپس نہیں آئے گا، یہ ہے محبت کا

عالم۔ چودہ سال کی عمر میں چچا کے بیٹے عبداللہ ابن جعفر سے شادی ہوئی... بیاہ کر پہنچیں دلہن بن کر، پہنچنے کے بعد دوسرا دن آیا... جو کنیز ساتھ میں گئی تھی دیکھا بی بی مسلسل رو رہی ہیں... دوسرا دن ہوا بی بی رو رہی ہیں... تیسرا دن ہوا زینبؑ رو رہی ہیں تو کنیز نے کہا بی بی ہر بیٹی اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے... ایک دن اسے جانا پڑتا ہے یہ اتنا گریہ آپ کیوں کر رہی ہیں؟ علیؑ و زہراؑ کا گھر چھوٹ گیا؟ کہا نہیں... یہ بات نہیں ہے.. تین دن ہو گئے مَیں نے اپنے بھائی حسینؑ کی صورت نہیں دیکھی، آج تیسرا دن ہے کہ مَیں نے اپنے بھائی کی صورت نہیں دیکھی... اطلاع کرائی گئی کہ حسینؑ آجاؤ.. بہن بہت بے قرار ہے۔ دیکھئے! زینبؑ کو کیوں پالا ہے اس طرح سیدہؑ نے... کہ اگر آپ مقتل کو خاموشی کے ساتھ پڑھیں تو سرگوشیاں نظر آئیں گی... کہ زہراؑ راز کی باتیں کسی سے نہیں کرتی تھیں، بچی پانچ برس کی تھیں تو سیدہ کی وفات ہوئی... لیکن یہ پانچ برس جو زینبؑ کے سیدہؑ کے ساتھ گزرے ہیں امِ ایمن اور فضہؑ گواہ ہیں کہ جب گھر کے کاموں سے فرصت مل جاتی زہراؑ کو... بچی کو بٹھا لیتیں، پتہ نہیں کون سی باتیں کیا کرتیں...؟ اکثر ہم نے دیکھا کہ گھر کے کاموں سے فرصت ملی، کھانا پکایا، چکی پیسی، جھاڑو دی، پانی بھرا.. اب جو بیٹھیں فرصت میں تو ایک کُرتا تھا اسے سیتی تھیں... کسی کی ہمت بھی نہیں کہ شہزادی سے پوچھے کہ یہ کُرتا کیا ہے جو اتنے دن سے سل رہا ہے... ہاں چھوٹی بچی بیٹھ جاتی ہے ماں کے پاس، کہتی اماں! یہ کُرتا آپ روز سیتی ہیں، یہ کُرتا کس کے لئے بنا ہے؟ کہا زینبؑ جب یہ کرتا تیار ہو جائے گا تیرے حوالے کر دوں گی... اس کرتے کا رشتہ تجھ سے بہت گہرا ہے، اب یہ فضہؑ ہی جانتی ہے اس نے سُنا ہے... حسینؑ آئے رخصت کے وقت... تو کہا میرا لباس لاؤ! جناب زینبؑ نے وہی کُرتا لا کر دیا تھا جو ماں نے سیا تھا، دیکھئے اس کُرتے سے زینبؑ کا رشتہ کتنا گہرا ہے؟ وہ کُرتا اپنے ہاتھ سے

زینبؑ نے لا کر دیا، حسینؑ نے پہنا ہے اور اس کو پہننے کے بعد اس کو جگہ جگہ سے چاک کیا۔ بہن نے کہا! یہ کیا کیا بھیا...؟ کہا زینبؑ عرب میں جب بہت زیادہ دشمنی ہوتی ہے تو لاش کے کپڑے لوٹ کر لے جاتے ہیں، کُرتے کو پھاڑ دیا یہ دیکھ کر کہ بوسیدہ کرتا ہے شاید چھوڑ دیں اور نہ لیں لیکن کُرتا لُٹا...کُرتا اگر لُٹا نہ ہوتا تو بہن کیوں کہتی شام میں کہ سیدؑ سجادؑ لُٹا ہوا سامان بھی یزید سے کہو بھجوا دے...اس لئے کہ جب سامان آیا اس میں عباسؑ کا علم بھی ہے، مسندِ حسینؑ بھی ہے، سید سجادؑ کا بستر بھی ہے...سارا سامان ہٹا دیا زینبؑ نے، بس کرتا اٹھا لیا، خون بھرا کرتا... لیجئے تقریر ختم ہوگئی..آخری جملے...اس کرتے کو اتنی محبت سے امانت کے طور پر زینبؑ نے رکھا کہ جب مدینہ میں داخل ہوئیں اور نانا کی قبر پر آئیں تو صرف چار جملے کہے ہیں... پہلا جملہ یہ کہا..! نانا نواسی آگئی اور لُٹ کر آئی ہے، دوسرا جملہ یہ کہا کہ مَیں ماں جائے کو کھو کر آئی ہوں بھائی میرے ساتھ واپس نہیں آیا...تیسرا جملہ یہ کہا کہ نانا جب سفر پر جاتے ہیں... چوتھا جملہ یہ کہا کہ... بزرگوں کے لئے تحفہ لاتے ہیں... یہ کہہ کر پہلو سے کُرتا نکالا...اور پھر ضریح پر ڈالا اور کہا نانا یہ ہے وہ کُرتا جو ماں نے سیا تھا۔ یہ دن کا وقت ہے جب نانا کی قبر پر زینبؑ آئیں اور یہ رات کا وقت ہے...جب رات آئی تو پھوپھی بھتیجے کے پاس آئی اور کہا بیٹا سید سجادؑ مَیں اماں کی قبر پر جانا چاہتی ہوں...کہا پھوپھی اماں آپ کو کس نے منع کیا ہے؟ کس نے روکا ہے؟ آپ جایئے۔ بیٹا صرف یہ بتانے آئی ہوں کہ۔ میں تنہا اماں کی قبر پر جاؤں گی۔

مدینے میں اندھیرا چھا گیا، جنّت البقیع میں زینبؑ ماں کی قبر پر آئیں، رخسار ماں کی قبر پر رکھ دیئے اور رو کر کہا اماں آپ کا راج دُلارا مارا گیا۔ میں در بدر پھرائی گئی، آپ کی پوتی سکینہؑ قید خانہ شام میں تڑپ تڑپ کر مر گئی۔

❁ ❁ ❁

تیسری مجلس

خطبۂ زینبؑ کے رموز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

حضرت زینبؑ بچپنے ہی کے زمانے سے علم و عرفان کی جس منزلِ کمال پر فائز تھیں اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے جس کو ابوالمویدالموفق بن احمد اخطب خوارزم مشہور عالم اہلِ سنت نے لکھا ہے کمسنی کے زمانہ میں زینبؑ اپنے پدر بزرگوار امیرالمومنین کے پہلو میں تھیں اور آپ بچّی کو پیار کررہے تھے کہ بچّی نے پوچھا بابا یہ بتلایئے آپ کے دل میں میری محبت ہے؟ فرمایا ہاں، کیونکر نہ ہوگی تم تو میری اولاد قلب و جگر ہو، زینبؑ نے فرمایا لیکن بابا جان قلب مومن میں اللہ کی محبت و اولاد کی محبت یہ دو محبتیں ایک ساتھ نہیں جمع ہوسکتیں اور اگر ضروری ہو تو ہمارے ساتھ شفقت ہو اور محبت صرف اللہ کے لئے ہو یہ سن کر امیرالمومنین پھڑک اٹھے اور بچّی کو سینے سے لگالیا۔

علمائے شیعہ میں سے اس واقعہ کو شہید اوّل نے مجموعہ رسائل میں اور علّامہ نوری نے مستدرک الوسائل میں اور شیخ ابوسعید حسن سبزواری نے مصابیح القلوب میں بیان کیا ہے اہلِ عرفان حضرتِ زینبؑ کے کلام سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں کئی تقریریں ہوسکتی ہیں۔ حضرت زینبؑ کے کمال علم و معرفت کی شہادت ہمارے چوتھے امام سیّد السّاجدین علی ابن الحسین علیہ السّلام نے ان الفاظ

میں دی ہے۔

پھوپھی جان آپ بحمد اللہ عالمۂ غیر معلّمہ اور فہیمہ غیر مفہمہ ہیں۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ علمِ لدنّی رکھتی تھیں۔یہی سبب ہے کہ سیّد الشہدا امام حسینؑ کی طرف سے آپ کو نیابت خاصہ کا درجہ حاصل تھا۔آپ ہی کو اسرارِ امامت بھی سپرد فرمایا تھا۔بعدِ شہادتِ امام حسینؑ آپ امامت کبریٰ کے لئے حجاب کا کام کرتی تھیں دورِ مظالمِ بنی اُمیّہ میں آپ ہی کے ذریعہ سے علومِ شریعت نشر ہوتے تھے اور آپ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے درمیان حجاب بن کر علوم شریعت کو نشر فرماتی تھیں اور لوگ آپ ہی سے مسائل شریعت کو حاصل کرتے تھے۔

آپ نے اپنی مادرِ مظلومہ جناب سیّدۃ النساء پدر بزرگوار باب مدینۃ العلم اور اپنے دونوں بھائی سردارِ جوانانِ جنّت امام حسنؑ وامام حسینؑ، اُمّ المومنین اُمّ سلمہ، اُمّ ہانی سے باکثرت احادیث روایت کی ہیں اور خود آپ امام زین العابدین علیہ السّلام حضرت عبداللہ بن جعفر طیّار، عبداللہ بن عباس و فاطمہ صغریٰ بنت الحسینؑ نے روایات کو اخذ کیا ہے۔(جناب ناصر الملت طاب ثراہ نے مُسندِ فاطمہؑ صغریٰ کو مدوّن فرمایا ہے۔اس سے مرویات حضرت زینبؑ کو معلوم کیا جاسکتا ہے)

ابن عباس جب آپ سے روایت کرتے تھے تو یہ کہہ کر "حدثنا عقیلتنا" مجھ سے عقیلۂ بنی ہاشم نے بیان کیا۔آقائے دربندی نے اسرار الشہادت میں اسی کی تشریح و وضاحت کی ہے کہ اصحابِ امیر المومنین مثل میثم تمار و رشید ہجری کی طرح آپ "علم المنایا و البلایا" رکھتی تھیں اور اس امر پر اِصرار کیا ہے کہ آپ محدثہ وعالمۂ ہونے کی حیثیت سے مریم بنت عمران و آسیہ بنت مزاحم سے آپ مرتبے میں افضل و برتر تھیں۔

حضرت زینبؑ کی عظمت اس منزل پر ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیوں کے ساتھ ایک ہی

مرد ہے وہ بھی قیدی ہے ...اور عورتیں بھی قیدی ہیں تو آزادی صرف زبان کو ہے ... ہاتھ آزاد نہیں ہیں، گلا آزاد نہیں ہے۔ زبان کو آزادی ہے تو اب بھرپور طاقت ... شاید میرا یہ جملہ کام آئے ہاتھ سے انسان کیا کیا کرسکتا ہے...؟ غصے میں، جلال میں تلوار چلا سکتا ہے... تھپڑ مار سکتا ہے... گریبان پر ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ سینے کا زور، گلے کا زور، پیروں کا زور، یہ سب آپ کو معلوم ہے کہ کیا چیز کہاں استعمال ہوتی ہے...؟ تو گویا کُل انسانی طاقت اسیروں کی.. زبان میں سمٹ آئی تھی، اب پوری طاقت کے ساتھ زبان کو استعمال کرنا ہے اور یہ کوئی تکلف نہیں ہے کہ لفظ کم ہیں.. یا کلام میں اثر نہیں ہے... آج سے نہیں بلکہ کیا کلاب.....؟ کیا قصیٰؑ؟ کیا عبدِ منافؑ..؟ کیا ہاشمؑ..؟ کیا عبدالمطلبؑ..؟ کیا ابو طالبؑ..؟ کیا رسولؐ..؟ کیا علیؑ..؟ کیا زہراؑ..؟ کہاں فصاحت و بلاغت نسل میں نہیں آرہی..! تو..اس کی تو پرواہ نہیں، لفظ کی کمی نہیں ہے، زور کی کمی نہیں ہے فصاحت کی کمی نہیں، بلاغت کی کمی نہیں۔ گویا میں یہ کہہ دوں کہ فصاحت و بلاغت میں اس دن زینبؑ نے پیغمبری کی ہے...! یہ جملہ اس وقت زیادہ پُرلطف ہو جاتا اگر میں تمہید میں کہتا کہ نوحؑ نے کشتی میں نبوت کی، ابراہیمؑ نے آگ میں نبوت کی، موسیٰؑ نے عصا میں نبوت کی، زکریاؑ نے اپنے آنسوؤں میں نبوت کی، محمدؐ نے اپنے صبر میں نبوت کی..تو زینبؑ نے اپنی فصاحت اور بلاغت میں نبوت کی۔ اس میں کیا ہے؟ ہر نبیؐ کو طاقت دے دی گئی۔ صحیح ہے کہ زینبؑ کو امامؑ نہیں بنایا گیا...پیغمبرؑ نہیں بنایا گیا ولی نہیں بنایا گیا، وصی نہیں بنایا گیا لیکن کیا اب جیسے خضرؑ کو معجزہ دیا، سُلیمان کو معجزہ دیا.. ایسا کیا زینبؑ کو معجزہ بھی نہ دے۔ یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے...یعنی اب ہر چیز سے تو زینبؑ کو محروم اللہ نہیں کرسکتا..! زینبؑ کو امامت نہیں دے سکتا اللہ دے سکتا ہے کیا نبوت نہیں دے سکتا تھا ایک عورت نے عرب میں دعویٰ کیا تھا نبوت کا پیغمبر کے سامنے تو اس کے جواب

میں اللہ کہتا ہے کہ آل محمدؐ میں بھی عورت پیغمبر ہو سکتی ہے ہو سکتی ہے نبیؑ، اللہ کے اختیار میں سب ہے، کیوں نہیں کر سکتا کر سکتا تھا نا... لیکن حد یہ ہے کہ چھوٹا سا عہدہ ولایت کا باپ بھی ولی، ماں بھی ولی، خون میں ولایت ہے گردش کر رہی ہے ولایت کہہ دیتا کہ ولایت دے دی زینبؑ کو ... یہی اعلان کر دیتا، ہم ولیہّ سمجھتے ہیں انہیں اعلان نہیں کیا پروردگار تو نے تو کیوں نہیں کیا کیوں نہیں کیا کیا معاذ اللہ اللہ نے بے انصافی کی، نہیں اللہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ جب ہم کسی کو کوئی منصب اور عہدہ نہ دیں اور اس کے بعد اگر ہم اس کی پشت پر مدد کے لئے آ جائیں تو دیکھو پھر وہ اپنے کردار کو نبوتؐ، امامت، ولایت کے ساتھ مِلا دیتا ہے، یہ پیغام آپ کے لئے ہے، یہ کام حسینی کے لئے ہے، یہ کام علیؑ والے کے لئے ہے۔ کہ ہم نے تم کو منصب نہیں بانٹے ہیں ہم نے تمہیں حکومتیں نہیں دی ہیں ہم نے تمہیں دولتیں نہیں دی ہیں لیکن ہم نے تمہیں حق کی ایسی قوت دی ہے کہ جب چاہو تنہا ایک قوم بن سکتے ہو۔ یہ زینبؑ سے سیکھو یا اسیروں سے سیکھو یا کربلا والوں سے سیکھو۔ یہ ہے کردارِ زینبؑ کہ جو پیغام دے رہا ہے۔ ایسے میں جہاں اسیر اس سیاست کو کس طرح قطع کرتے ہوئے چلے کہ سب سے پہلے شہزادی اُمِّ کلثومؑ نے کہا کہ اُس طرف سے لے چلو جدھر مجمع کم ہے، یہ معلوم ہے نہیں لے جائیں گے نقش کروا رہی ہیں، تاریخ میں لکھوا رہی ہیں کہ کوئی بات نہیں سنی جا رہی.. سمجھے آپ یعنی عوام کو یہ بتائیں کہ کیا تم کوئی چھوٹا موٹا ظلم سمجھ رہے ہو ہم ظلم کی حدیں لکھوا رہے ہیں۔ یعنی ہم اتنی سی بات کہہ رہے ہیں کہ اُدھر سے لے چلو جدھر مجمع کم ہے نہیں ہم تو ادھر سے لے جائیں گے جدھر مجمع کم نہیں ہے۔ کہا تو پھر ایسا کرو کہ سروں کو آگے کر دو، دیکھیے..! یہ تیاری ہے یہ تمہید ہے یہ اسیروں کی بھی تیاری تھی اُدھر تو تیاری بہت تھی نقارے بج رہے تھے نا.. تیاری تو ایک ہفتہ سے ہو رہی تھی مسلسل آئینہ بندی ہو رہی

تھی ادھر کی تیاری دیکھئے کہا اچھا سروں کو آگے کردو تا کہ تماشہ دیکھنے والے آگے بڑھیں.. کہا ہم ایسا بھی نہیں کریں گے دو چیزیں لکھوا دیں نا مطلب یہ بتایا کہ مقصد یزید یہ ہے کہ نبیؐ کی نواسیوں کو زیادہ سے زیادہ ننگے سر دیکھا جائے ،نقش کرادیا نا مسلمان کا کردار نقش کرادیا۔ کیوں دیکھا جائے؟ تا کہ زیادہ سے زیادہ رسوا کیا جائے نقش کروایا لکھوایا کہ یہ امت اس وقت چاہتی یہ ہے کہ نبیؐ کے گھر والے جتنا زیادہ سے زیادہ معاذ اللہ... رسوا ہوسکیں ذلیل ہوسکیں کیا جائے ۔کہا ہم تم سے یہ کہہ رہے ہیں تخفیف کردو اس ظلم میں ہماری رسوائی میں کمی کردو وہ تیار نہیں ہیں۔ ہوگئی بات...!اب داخلہ باب الساعت پر روکا گیا، اب آپ دیکھئے کہ پورے راستے جو گفتگو ہوئی ہے وہ حضرت اُمِّ کلثومؑ نے کی ہے۔ حضرت زینبؑ کچھ نہیں بولیں... کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے..؟ دیکھئے اب میں کیسے بتاؤں، مَیں سمجھتا ہوں کیوں کہ خطیب ہوں، اور جو خطیب ہوگا وہ یہ بات سمجھے گا..مثلاً خطیب کو تقریر کرنے کے لئے آنا ہے، تو کم سے کم کتنا ہی ماہر خطیب کیوں نہ ہو..عام طور سے اصول یہ ہے کہ ایک گھنٹے پہلے اور تقریر کے بعد ایک گھنٹے بعد..یہ اصول لکھا ہوا ہے..کسی سے نہ بات کرنا چاہئے اور نہ بولنا چاہئے۔ اور نہ تقریر کے بعد ایک گھنٹے تک منہ باندھ کر... بڑے بڑے خطیب... یہ تو میں باولا ہوں، دیوانہ.. کہ ادھر منبر سے اترا، سوال جواب..اور میں نے ...ابھی آتے آتے بھی سردار نقوی صاحب کے صاحبزادے سے بات چیت کی، وہی غصے گرمی والی، کہ ایک صاحب کہہ رہے ہیں کہ ائمہؑ کی مائیں کنیزیں ہیں ۔مَیں کہہ رہا ہوں کہ ان کو یہاں لاؤ تو میں جواب دے دوں، آدمی یہاں بیٹھا ہوا ہو تو جواب دیں..فکر یہ ہے کہ رسوا کیا جائے اور یہاں فکر یہ ہے کہ تیاری کی جائے ،ایک لفظ زینبؑ بازار میں نہیں بول رہی ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ تیاری ہے، لفظ کو ضائع نہیں کرنا چاہتیں۔ کوئی گفتگو نہیں..اور

پھر زینبؑ کو یہ علم ہے کہ کیا بولے گا..! حاکم کیا کہے گا..؟ اب دیکھئے اس سے میں بڑی عجیب فکر آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں...شائد کسی نے یہ سوچ لیا ہو کہ جناب زینبؑ راستے میں تقریر کی تیاری کر رہی ہیں، نہیں تقریر کی تیاری نہیں.. باطل سے مقابلے کی تیاری۔ تقریر تو تیار کی ہی نہیں، کیسے تیار ہوگی..؟ مثلاً میں آ جاؤں یہاں منبر پر اور ابھی آپ مجھے یہ کہہ دیں کہ ائمہ کی والدۂ گرامی جتنی ہیں ان کے شجرے بتا دیجئے.. مجھے کیا معلوم کہ جب میں آلِ عبا کے منبر پر پہنچوں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ چہاردہ معصومینؑ کی جتنی مائیں ہیں سب کے شجرے پڑھ دو۔ تو وہ تیاری والی تقریر نہیں ہوگی.. اس لئے کہ پتہ نہیں ہے کہ کیا موضوع وہاں دیا جائے گا کیا معلوم کیا حاکم کہے گا..؟ اور کس بات کا جواب دینا ہے؟ اب اگر اس کا بیان ہو جائے اور پھر زینبؑ کی تقریر ہو تو وہ تیاری کی تقریر نہیں ہے، ارے شہزادی کی یہ تقریر تیاری کی تقریر نہیں ہے اور ایسی ہے، تو اگر تیاری کی تقریر ہوتی، اب جملہ کہوں، یعنی علیؑ کی نہج البلاغہ، فاطمہؑ کا فدک کا خطبہ اور اوپر جاؤں، رسولؐ کا غدیر کا خطبہ، زینبؑ نے سارے خطبوں کے ساتھ وقتی تقریر رکھ دی۔ خطبے کو ملا لو... اب ظاہر ہے کہ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ تیاری کی تھی.. پھر کبھی عرض کر دیں گے.. وہ جملے سنا دوں جس کا شہزادی نے جواب دیا... منظر بھی نہیں پیش کر رہا ہوں، منظر بھی سارے دردناک ہیں، ظاہر ہے کہ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے، تو مسائل ہو جائیں گے... کل میں بتا چکا، شطرنج سامنے ہے، مہرے چل رہا ہے، شراب پی رہا ہے اور بڑی تفصیلات ہیں۔ باجے بھی بج رہے تھے، ایسے میں رعونت کے ساتھ، غرور کے ساتھ اس نے جو کہا وہ جملے میں سناتا ہوں، ہزاروں بار آپ نے مجھ سے سنے ہوں گے... پڑھ کر سنا رہا ہوں، وہ کہتا ہے.. کاش..! آج میرے بزرگ جو بدر و احد میں قتل کئے گئے موجود ہوتے، تو بے حد مسرور ہو کر مجھے داد دیتے اور سراہتے

کہ میں نے ان کی موت کا کیسا انتقام لیا اور ساداتِ بنی ہاشمؑ کو کیسا قتل کیا..؟ یقیناً میں اپنے کو عتبہ کی نسل میں نہ شمار کرتا اگر محمدؐ سے ان تمام باتوں کا جو محمدؐ کر گئے ہیں، بدلہ نہ لے لیتا.. درحقیقت بنی ہاشمؑ نے ملک گیری کے ڈھکوسلے نکالے تھے، ورنہ ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا اور نہ وحی نازل ہوئی۔ یہ اشعار اس نے پڑھے.. جملے سن لئے، یعنی حکومت کی طرف سے منشور شائع ہو گیا۔ اس دن کا بیان آ گیا، نکل گیا، پریس میں آ گیا، خبر میں آ گیا، اخبار میں آ گیا، تبھی تو یہاں تک آ گیا.. بیان واضح ہو گیا... یہ اتنا سا ٹکڑا... اس ٹکڑے کی تیاری... اس اتنے سے اعلان کی تیاری، ارے..! حسینؑ کا قتل، پورے خاندان کا قتل، پیاس، بھوک، قیدی بنانا، کوفہ لے جانا، ہاتھ پیر باندھنا، بھوکا رکھنا اور پھر کشاں کشاں شام تک لانا... اتنے سے جملوں کے لئے۔ سن لئے نا آپ نے یہ اتنے سے جملے۔ یہ جملے کیا ہیں..؟ گویا یہ کُل منشور ہے.. کُل.. کُل.. نہیں، سمجھا نہیں پا رہا میں۔ دیکھئے عام طور سے جب کوئی بہت بڑا معرکہ ہوتا ہے، تو میدانِ جنگ اور مقابلے میں یہ نہیں ہوتا کہ تین تین گھنٹے سمجھایا جائے کہ یہ پارٹی کیا ہے اور وہ پارٹی کیا ہے، ایسا نہیں ہوتا، ٹائم ہی ختم ہو جائے گا، جو کچھ ہونیوالا ہے۔ تو اس کے لئے کیا چیز ایجاد ہوتی ہے؟ جدید دور میں آپ رہ رہے ہیں نا... سلوگن.. یعنی ڈھائی سو صفحے سمیٹ کر ایک سرخی میں.. پہلے آپ اخبار کی سرخیاں پڑھ لیتے ہیں، بعض لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ جو کچھ سرخی میں ہے یہی نیوز میں ہوگا اور ہوتا بھی یہی ہے۔ پوری نیوز کو سمیٹ کر سرخی میں بنایا جاتا ہے۔ تو قیامت کی لڑائی حق و باطل کی کون سی تھی اسلام میں؟ ظاہر ہے کہ جنگِ خندق، تو اب رسولؐ اللہ سمجھاتے کہ یہ کفر کیا ہے؟ یہ ابوسفیان کیا ہے، عمر ابنِ عبدِ ود کیا ہے؟ ہم کیا ہیں؟ ہم نے کب اسلام شروع کیا؟ قرآن آیا، کیسے حدیثیں آئیں، ہمارے باپ کیا تھے، ہمارے دادا کیا تھے؟ کتنا وقت لگتا تو دونوں طرف کی

تاریخ کو نبیؐ نے سلوگن میں سمیٹ کر کہا..!''آج کُلِ ایمان کُلِ کفر سے لڑنے جا رہا ہے''میری تمہید سمجھ گئے..؟اب میں سمجھا سکا..اچھا..!اُدھر والے بھی سمجھ گئے کہ کُلِ کفر کیا ہے؟ اور اِدھر والے بھی سمجھ گئے کہ کُلِ ایمان کیا ہے؟ ورنہ دونوں طرف کے لوگ پوچھتے تو...بتایئے تو...کُلِ ایمان کے کیا معنی ہیں..؟ کُلِ کفر کے کیا معنی ہیں..؟ دونوں گروپوں کو معنی معلوم ہیں۔ وہ سلوگن کیا، وہ نعرہ کیا جس کے معنی میدان والوں کو معلوم نہ ہوں۔ معلوم ہوتا ہے، بھئی چودہ اگست آرہی ہے، سارے پاکستانیوں کو معلوم ہے ایک لفظ''پاکستان زندہ باد''اسی میں سینتالیس سے لے کر اب تک کی تاریخ ہے، بس کہہ دیا پاکستان زندہ باد، پوری تاریخ آگئی پچاس برس کی۔ کہتے ہیں نا نعرہ...اور آپ کے لئے کیا مشکل ہے، کوئی آپ سے پوچھے بھئی شیعہ کب سے شروع ہوئے، کیا ہوا؟ کہاں سے آئے؟ تو کیا پوری تاریخ آپ بیٹھ کر بتائیں گے، آپ نے ایک بار کہا..اچھا! سلوگن دیتے ہیں، سمجھ جاؤ کہ ہم کیا ہیں؟..نعرۂ حیدری..یا علی۔ کیا اب بھی نہیں سمجھے۔ ایک سلوگن ہے ہمارے پاس، کون لوگ ہو، کون لوگ ہو؟ اب سنو کون لوگ ہو، آپ نے کہا''یہ''۔ لوگ سمجھ بھی گئے کہ یہ کون لوگ ہیں، بس نعرے سے ہی سب کچھ ہو جاتا ہے۔ یزید کے جملوں کے لئے کتنی محنت کی ہے میں نے تمہید میں، یہ جو بیان جاری کیا سلوگن کی شکل میں پھر سن لیجئے...نبیؐ نہیں تھے، وحی نہیں آئی، میں نے بدر کا بدلہ لے لیا، یعنی میں کافروں کا وارث ہوں، میں عتبہ، شیبہ اور ولید کا وارث ہوں، یہ جو لوگ آئے ہیں یہ محمدؐ کے وارث ہیں، مَیں نے ان سے بدلہ لیا ہے۔ سمجھ گئے...؟ اعلان اُدھر سے ہوا ہے، ابھی اِدھر سے کوئی نہیں بولا...تو اب یزید کون ہے، یزید معاویہ کا جانشین، معاویہ کون ہے؟ کس نے بنایا، کس نے بھیجا اور وہ کس کا وارث اور وہ کس کا وارث تو پتہ چلا کہ سب سقیفہ کے وارث، سب کا منشور ہے یہ..کہا مَیں

نمائندہ ہوں پورے سلسلے کا، جو میں کہہ رہا ہوں اگر میری جگہ وہ ہوتا تو وہ بھی یہی کہتا، وہ ہوتا تو وہ بھی یہی کہتا، وہ ہوتا تو وہ بھی یہی کہتا۔ یوں سمجھا دیا ہم نے۔ ہم سنا رہے ہیں، محمدؐ پر نبوت نہیں آئی، یہ ڈھکوسلہ تھا، ملک و مال سے کھیل کھیلا تھا۔ ارے ملک و مال سے کھیل کا نظریہ نہ ہوتا تو محمدؐ سے چھینا کیا..؟ لیا کیا..؟ عِلم چھینا..؟ ارے علم چھینا..؟ چھینی تو دولت چھینی، اس لئے کہ باغِ فدک چھینا، تو ذہن میں تو تھا ہی کہ ملک و مال کا کھیل ہے، ملک و مال چھین لیا۔ اب بھی نہیں سمجھے، یہ خالی ہاتھ آئے ہیں، ملک و مال تو پہلے ہی چھن چکا ہے، اور جو نہیں چھینا جا سکا وہ لیکر آئے ہیں۔ مقابلہ ہے..ابھی سب سمجھ رہے ہیں کہ حاکم مضبوط ہے، یہ اپنے باغیوں کے گھر والوں کو پکڑ کر لے آیا ہے۔ ابھی کسی کو کچھ نہیں معلوم۔ اس نے منشور کا اعلان کیا.. کہا ہم نے عتبہ..عتبہ کون؟ ہندہؑ جگر خوارہ کا باپ، یزید کا نانا، جو علیؑ کے ہاتھ سے بدر میں قتل ہوا۔ اور ولید جو اس کا ماموں ہے یعنی اب نانا ہوگا اور عتبہ کا بھائی شیبہ اس کا چچا، یہ سب علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے، حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے، عبیدہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ گویا نہ علیؑ، نہ حمزہ نہ عبیدہؓ بلکہ محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ تلوار محمدؐ نہ علیؑ کے ہاتھ میں دیتے نہ علیؑ قتل کرتے، قتل تو محمدؐ کر رہے تھے، تبھی تو منشور میں یزید نے یہ نہیں کہا کہ علیؑ نے جنہیں قتل کیا تھا، علیؑ سے بدلہ لیا، کہا محمدؐ سے بدلہ لیا۔ پس وارث اس وقت محمدؐ کے وارث ہیں، تو تُو بھی بتا دے کس کا وارث ہے؟ تُو تو محمدؐ کا وارث نہیں ہے، تو تُو محمدؐ سے بدلہ لے رہا ہے۔ اور ایک بار کہا ایک عجیب واقعہ ہوا، جو تمہید بنی... بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ خطبہ کے بعد ہوا، اس مورخ نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ خطبہ سے پہلے ہوا۔ جب یہ منشور دے چکا، سنا چکا.تو ایسے میں ایک مسخرہ درباری آگے بڑھا اور کہا.. یہ بچی جو کھڑی ہے یہ مجھے کنیزی میں دے دے.تو بی بی آگے بڑھیں اور بچی کے اوپر چھا گئیں، بچی کو پیچھے کر لیا اور آگے

بڑھ کر کہا: ''کیا مجال تیری؟ جو میری بچی کو کنیزی میں لے سکے؟'' یہیں سے خطبہ شروع ہوتا ہے، اصل بات یہ ہے، یہ تمہید ہے، تو یزید نے سر اٹھایا، کہا اگر ایسا ہم کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی روک بھی نہیں سکتا.. بجائے اس کے کہ مسخرے کو ڈانٹتا کہ کیا بدتمیزی کر رہا ہے؟ اس جملے میں اور اس کے جواب میں اس وقت وقار آئے گا جب میں تھوڑی سی تمہید آپ کو سمجھا دوں گا.. فتحِ مکہ کے موقع پر عباس ابن عبدالمطلب رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ ابوسفیان لاچار ہے مجبور ہے، جب کہیں ہم اسے پکڑ کر لے آئیں، اسلام لے آئے گا لیکن یا رسولؐ اللہ بات یہ ہے کہ چونکہ وہ سردار ہے اپنی قوم کا تھوڑی سی عزت چاہتا ہے، عزت کا بھوکا ہے، کوئی ایسا اعلان کر دیجئے کہ اس کی تھوڑی سی عزت ہو جائے.. کہا اچھا..! بھئی ہم اعلان کرتے ہیں جو کافر ابوسفیان کے گھر میں اس وقت چھپے گا اسے قتل نہیں کیا جائے گا.. ہاں! علاوہ پانچ افراد کے، بعض کہتے ہیں سات افراد کے، یہ وہ تھے کہ جس دن پہلے دن خانہ کعبہ میں رسولؐ اللہ نے وحی کی تلاوت کی اور پیغام سنایا کہ میں نبیؐ ہوں اور مجھ پر وحی آئی ہے تو یہ وہ افراد تھے جنہوں نے بیان نہیں کیا جا سکتا کہ کیا کیا؟ بس ایک کے لئے تو اکثر میں کہہ دیتا ہوں کہ جسے علیؑ نے قتل کیا، کہ جیسے ہی نبیؐ نے وحی شروع کی اس نے وہ کیا جو عمر ابن عبدِ ود نے خندق میں علیؑ کے چہرۂ مبارک کے ساتھ کیا تھا... اب اور کیسے سمجھائیں..؟ سارا بیک گراونڈ آپ کے سامنے ہے۔ اور لوگوں نے کیا کیا..؟ اس کو بھی میں سمجھا دوں، ان لوگوں نے وہ کیا جو کربلا میں سکینہؑ کے ساتھ ہوا۔ اب اس سے زیادہ میں نہیں سمجھاتا، اس لئے رسولؐ اللہ نے کہا ان کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ یہ ہے سنتِ نبیؐ کہ جو نبوت، نبوت کے گھرانے کے ساتھ یہ کام کریں پھر انہیں قتل کرنا واجب ہو جاتا ہے، نبیؐ نے قتل کروایا، وہی کام سنتِ نبیؐ مختار نے کیا۔

وہی کام مختار نے کیا... کہا نبیؐ نے کہ علیؑ ان کو نہیں چھوڑنا اور سب کو معاف کیا جو ابوسفیان کے گھر میں ہیں۔ عزت ملی ابوسفیان کو، آیا سامنے بیٹھ گیا.. شرائط کیا ہیں؟ بیعت کے لئے تیار ہیں۔ تو حضورؐ نے کہا.. بس یہ کہتے جاؤ، سامنے سے ہٹتے جاؤ، کہا یہ وحشی ہے.. قاتلِ جناب حمزہؑ.. کہا میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، بس جاؤ۔ جاؤ جاؤ، کلمہ پڑھ لو، بس اس سے کہہ دو اب آج کے بعد میرے سامنے نہ آئے۔ دیکھ رہے ہیں..؟ مسلمانوں کے منصب دیکھ رہے ہیں؟ سارے مسلمان کلمہ پڑھنے کے بعد برابر نہیں ہیں، وحشی نے بھی کلمہ پڑھا ہے، لیکن نبیؐ پھٹکار دے رہے ہیں، ہٹ جاؤ، سامنے سے ہٹ جاؤ، ٹھیک ہے کہ تم نے کلمہ پڑھ لیا لیکن اب میرے سامنے نہ آنا، یہ کلمہ بہت بڑا کلمہ ہے، جب باپ اپنے ناخلف بیٹے سے بگڑ جائے تو کہتا ہے.. ہٹو میرے سامنے سے۔ یہ بہت بڑی توہین ہے، آج تک تو قاتل ہے وہ، کہا ہٹ جا میرے سامنے سے اور اب نہ آنا۔ اب ہندہ آئی، جگر خوارہ اور اپنی تمام عورتوں کو لے کر آئی، پورے قبیلہ کے ساتھ، اس کی حالی موالی، بیعت کرنا چاہتے ہیں، حضورؐ نے کہا ایک پیالہ لاؤ، اس میں پانی بھرو، میرے پاس لاؤ نبیؐ نے اس میں ہاتھ ڈالا، کہا یہ پیالہ ان عورتوں کے سامنے رکھ دو، قطار لگا کر آتی جائیں اور اس پیالے میں ہاتھ ڈالتی جائیں، بیعت ہو گئی، جاؤ۔ غور کیا آپ نے، آج بھی ہمارے بڑے مجتہدین جو نجف میں ایران میں ہیں، وہ احتیاط یہ کرتے ہیں کہ ہاتھ پر عبا ڈال لیتے ہیں اور پھر ہاتھ ملاتے ہیں، یہ احتیاط ہے مجتہدین کی، حضورؐ کی احتیاط دیکھی آپ نے، صاحبِ تطہیر ہیں۔ بھلا ہندہ ہاتھ رکھے نبیؐ کے ہاتھ پہ... دیکھیں فتح مکہ میں کسی کو قریب نہیں آنے دیا نجاست کو۔ ٹھیک ہے کلمہ پڑھ لیا بس بیعت ہو گئی اب جاؤ۔ اس کے بعد تمام عورتوں، مردوں سب کو دیکھ کر اعلان کیا.. الطلقاً.. جاؤ طلاق دی تم لوگوں کو.. طلقائے مکہ... نہیں سمجھے... طلقاً

کے معنی ہیں طلاق دی... جاؤ تم لوگوں کو طلاق دی... کس بات سے طلاق دی.. قتل کر دینے سے طلاق دی، گرفتار کر لینے سے طلاق دی، کنیزیں بنانے سے طلاق دی، نہیں سمجھے آپ..؟ غلام بنانے سے طلاق دی۔ طلاق کے کیا معنی ہیں، طلاق کے معنی یہ ہیں کہ مرد کہہ رہا ہے کہ جاؤ... معنی یہ ہیں کہ طلاق میں حق رجوع ہے، جب چاہیں ہم رجوع کر کے تمہیں بلا بھی سکتے ہیں.. اس لئے کہ تم کنیز ہو ہماری۔ اور پھر بلا لیا کہ آؤ... طلاق میں حقِ رجوع ہوتا ہے، جب تک کہ تین طلاقیں نہ ہو جائیں، ایک بار کہا طلقاً.. یعنی ابھی حق ہے، اگر چاہیں تو تمہیں غلام بھی بنا کر کام کرا سکتے ہیں، تمہیں کنیزیں بنا کے بھی سڑک پر گھسیٹ سکتے ہیں، حق ہے، طلاق دی ہے دور ہٹایا ہے، معاف کیا ہے.. کنیزیں نہیں بنایا، غلام نہیں بنایا، معاف کیا، معاف کیا، معاف کیا۔

لفظ رکھا.. طلقاً.. معاف کا لفظ رکھتے تو غرور ظاہر ہوتا۔ دیکھئے طلاق میں رشتہ قائم رہتا ہے، حق کا رجوع کا رشتہ قائم رہتا ہے اسلئے طلقاً کا لفظ، یعنی اپنے حق سے تمہارے درمیان جو حق ہے تمہارے ساتھ جو ہم اللہ کے حکم سے کر سکتے ہیں اس سے طلاق دے رہے ہیں۔ رجوع بھی کر سکتے ہیں۔ حق رکھا ہے بیچ میں جاؤ چھوڑا تمہیں۔ چلے گئے. سب پھر رہے ہیں نا.. سب نبیؐ کے آزاد ہیں نا فتح مکہ کے بعد.. اب وہ چاہے بادشاہ ہی کیوں نہ بن جائیں، رئیس کیوں نہ بن جائیں، امیر کیوں نہ بن جائیں، دولت مند کیوں نہ بن جائیں، حق تو نبیؐ کے پاس ہے نا۔ ابھی پکڑ کر بلائیں وہ حق ہے ہمارا، چلو چل کر غلامی کرو۔ تو وہ حق اولاد کو بھی ملے گا، وہ تو شجرے میں چلے گا نا... اب یہ جتنے بھی گھوم رہے ہیں بنی اُمیہ .. کیا ہیں؟ نبیؐ کے غلام کنیزیں، غلام کنیزیں، غلام کنیزیں... حق ہمارے پاس ہے، چاہیں تو رجوع کریں چاہیں تو نہ رجوع کریں، اور رجوع ابھی کیا ہی نہیں، جب آلِ محمدؐ نے رجوع نہیں کیا تو ان کی اولاد رجوع کیوں کرے..؟

طلقاءٗ..طلقاءٗ..طلقاءٗ۔اور طلقاءٗ کی اولاد ابن الطلقاءٗ..سمجھ گئے نا آپ...تو نبیؐ نے ایسا نہیں کیا، ہندہ کو چاہتے تو کنیز بنا لیتے۔اب دوسرا ورق الٹا میں نے یہ جمل ہے تیس پینتیس ہزار کا لشکر،لیڈ کر رہی ہے عورت اور ایک عورت کے ساتھ سات ہزار عورتیں اور بھی آئی ہیں، ان کے اپنے اپنے کام ہیں، وہ سپاہیوں کو پانی پلائیں گی، سپاہیوں کے لئے کھانا بھی پکائیں گی، سپاہی زخمی ہوگا تو اس کی مرہم پٹی کریں گی۔ اور ایک اور بھی کام ہے.. دَف بھی بجائیں گی۔لشکر کو آگے بڑھائیں گی،کہیں گی کہ علیؑ کو مارو،علیؑ کو مارو..قتل کرو، گیت گائیں گی،علیؑ کا سر اتارو،علیؑ کا سر اتارو..سب لکھے ہوئے ہیں اشعار،سات ہزار عورتیں ہیں،لڑائی علیؑ نے فتح کر لی،سب گرفتار ہو گئے،پھر سردار بھی پکڑا جائے گا... میں نے یہ مذکر کا صیغہ احتیاط کے طور پر اختیار کیا۔پورا علیؑ کا لشکر جمع ہوا،کہا یا علیؑ..! لڑائی ختم ہوئی،اب ہم سب مالِ غنیمت لوٹیں گے،یہ تو ہوتا آیا ہے،بدر میں،خیبر میں، خندق میں،حنین میں،کہاں نہیں ہوا..؟ جنگِ یرموک میں، جنگ ایران میں، قادسیہ میں ہوتا آیا ہے،ادھر لڑائی ختم ہوئی اور چھینا جھپٹی شروع،اس میں یہ ہوتا تھا کہ جتنی عورتیں جس کے حصے میں آگئیں وہ اس کی کنیزیں۔کوئی پانچ لے جائے،کوئی سات لے جائے،کوئی آٹھ لے جائے،میدانِ جنگ میں کافروں پر حملہ ہوا ان کی عورتیں پکڑ لیں۔تو جتنے غلام،جتنے بچے جس کے حصے میں آئے وہ اس کے غلام،اس کی کنیزیں وہ اپنے گھر لے گیا۔یہ تھا مالِ غنیمت..یا تو کوئی بانٹے یا خود ہی سب میدان میں جاتے تھے،لوٹ مار مچ جاتی تھی،کسی نے زرہ اتاری،کسی نے خود،کسی نے تلوار لی...یہی تھا۔ جنگِ جمل کے بعد سب نے کہا یا علیؑ..!مالِ غنیمت۔کہا کیسا مالِ غنیمت..؟لڑائی ختم ہوئی بس ختم ہو گئی،مالِ غنیمت کیسا؟ کہا نہیں مالِ غنیمت چاہئے،کہا تو یہ سات ہزار عورتیں مالِ غنیمت میں دے دوں میں..؟اب اگر عورتیں کنیز بنا کر تقسیم ہوں گی تو اس

میں امّ المومنین بھی تو کسی کے حصے میں آئیں گی، کون لے جائے گا؟ نہج البلاغہ سے پڑھ رہا ہوں..کہا تو ان کو حصے میں کون لے جائے گا..؟ کہا بس..؟ سب چپ ہو گئے۔کوئی کسی کو نہیں لے جائے گا، یہ سب عزت دار بیبیاں ہیں انہیں عزت سے مدینہ پہنچا دیا جائے گا۔اور کسی بھی مرنے والے کا مال تمہیں نہیں دیا جائے گا۔یہ واحد لڑائی ہے جس میں مالِ غنیمت نہیں چھینا گیا۔ہوگئی نا اب بات مکمل۔

ہندہ جیسی عورت کو نبیؐ کنیز نہ بنائیں، علیؑ جیسا مدبّر ایک جمل والی عورت کو کنیزی میں دینے کو تیار نہ ہو، یہی تو کرم تھا محمدؐ اور علیؑ کا...تو اب کیا مجال تھی کہ یزید کے دربار میں ایک کمینہ انسان سکینہؑ کی طرف اشارہ کرے..ارے..کم ظرف تھے۔اب جملہ سمجھ میں آیا۔کم ظرف سے پالا پڑا تھا زینبؑ کا، زینبؑ کیا وراثت لئے ہیں..؟میں وہ ہوں جس کے نانا نے تیری دادی کو معاف کر دیا اور کنیزی میں نہیں لیا۔اب سمجھے زینبؑ کا وقار،مَیں اس باپ کی بیٹی ہوں کہ جو خلافت کی وارث بن کر عورت آئی تھی علیؑ نے اس کو کنیزی کیا عقد میں لینا پسند نہیں کیا۔بلکہ وہاں جملہ تو رہ گیا قیامت کا، فتح مکہ میں نبیؐ نے کہا طلقاء، جمل میں علیؑ نے کہا...طلاق۔کیا کہا یزید نے..؟اس نے کہا مَیں اگر چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں، یعنی اپنا اقتدار دکھایا، کہا تم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہو، تم اسیر ہو، ہم اگر چاہیں تو تم سے چھین کر اس بچی کو کنیزی میں دے دیں، مطلب..!ہمارے پاس اختیار ہے۔قسم کھا کر بتاؤ، اس وقت زینبؑ کا اختیار کیا ہے، یا تو معجزہ ہو اللہ کی طرف سے، سید سجادؑ کے ہاتھ کھل جائیں، ہاتھ میں تلوار آ جائے، ذوالفقار آ جائے، آگے بڑھ کر یزید کو قتل کر دیں۔اب زینبؑ کے اختیار میں کیا ہے؟ بس یہی اختیار اور اسی پر آج تقریر ختم۔جواب سنئے گا شہزادیؑ کا۔یزید نے کیا کہا، اس نے کہا اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔کوئی مجھے روک بھی نہیں سکتا، زینبؑ جواب دیں، اور اگر اسی جواب پر

مَیں چاہوں تو پانچ تقریریں کرسکتا ہوں۔ آپ حیران ہو جائیں گے، اور ابھی اس جواب کو میں سمجھاؤں گا بھی۔ شہزادی نے کہا..! ہاں تو کرسکتا ہے، لیکن پہلے میرے نانا کے دین سے نکلنے کا اعلان کر۔ کر اعلان.. دیکھئے میری شہزادی ماہرِ نفسیات بھی ہے، کوئی آگے بڑھ کر شہزادی سے اگر یہ پوچھ لے..؟ بی بی اس نے کفر کا اعلان کیا ہے، اسی جملے پر تقریر ہوگی، یہ جملہ شہزادی کا کروڑوں میں تولا جائے کہ اب دیکھئے کہ خطبہ کیا ہوگا؟ کہا ہاں تو میرے نانا کے دین سے نکلنے کا اعلان کر، ابھی معلوم ہی نہیں تھا دربار میں بیٹھنے والوں کو کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اس نے تو کہا محمدؐ سے بدلہ لے لیا، لوگ سمجھ گئے کہ ہاں محمدؐ سے اس نے بدلہ لے لیا، اور بنا کس کا وارث ہے؟ یہی تو کہتا ہے کہ میں مدینہ کی خلافت کا وارث ہوں، محمدؐ کا وارث ہوں۔ زینبؑ نے کہا یہ نہیں ہے وارث، میرے نانا کا دین ہے، یہ میرے گھر کے دین پر ہے، میرا دین ہے جس کا یہ کلمہ پڑھتا ہے، ہو گیا نا تعارف، اب اس میں کمال دیکھئے گا...! ابھی تو اس نے کہا ہے کہ نہ وحی آئی، نہ فرشتے آئے کچھ بھی نہیں۔ کوئی توحید نہیں، کچھ نہیں، سب جھوٹ، سب غلط، تو کفر تو کر چکا۔ پھر جب یہ کفر کا اعلان کر چکا تو شہزادی آپ کیوں یہ کہہ رہی ہیں کہ میرے نانا کے دین سے نکلنے کا اعلان کر۔ کمال دیکھئے گا۔ اس نے اپنے نظریات، اپنے عقائد بیان کئے تھے، یہ اعلان کہاں کیا تھا کہ میں اسلام سے خارج ہو رہا ہوں، اگر یہ بات آپ سمجھ گئے تو سمجھ لیجئے کہ سوا لاکھ روپے کی بات ہے یہ۔ دیکھئے ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے، لا الہ الا اللہ، حج بھی کر آتا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے، سب کچھ کرتا ہے، شراب بھی پیتا ہے، جوا بھی کھیلتا ہے، زنا بھی کرتا ہے رقص بھی کرتا ہے۔ سارے حرام کھیل بھی کھیلتا ہے اور لندن جا کر سؤر بھی کھاتا ہے اب بتائیے کہ وہ مسلمان ہے؟ مسلمان ہے نا..! سؤر بھی کھا رہا ہے، شراب بھی پی رہا ہے۔ کیوں ہے مسلمان؟ اس لئے کہ وہ لا الہ کہہ رہا

ہے۔ سارے حرام کام مشرکوں اور کافروں کے کر رہا ہے لیکن اس کے ابھی یہ اعلان نہیں کیا کہ کفر پر واپس چلا گیا ہوں، اس لئے آپ کہیں گے مسلمان ہے.. جب تک کہ وہ یہ اعلان نہ کردے کہ میں مسیح ہو گیا، عیسائی ہو گیا، میں یہودی ہو گیا۔ چونکہ کلمہ پڑھ رہا ہے آپ کو یہ کہتے رہنا ہے۔ ابھی تک یزید نے سارے اعلان کفر اور شرک کے کئے، لیکن یہ کہتا ہے مَیں کلمہ پڑھتا ہوں، میں مسلمان ہوں۔ زینبؑ یہ بتانا چاہ رہی ہیں کہ یہ اعلان تو کر کہ میں کلمہ اب نہیں پڑھتا، مَیں عیسائی ہو گیا۔ ارے آج کے مسلمان یہ بات نہ سمجھیں.. یزید سمجھ گیا جبھی تو چپ ہے۔ اور کنیزی میں نہیں لیا۔ وہ سمجھ گیا، یہ تو ذہن میں ہے نا کہ آلِ محمدؐ سے مقابلہ کرنے تیار ہو کر بیٹھا ہے، اس کو معلوم ہے کہ ابھی میں اعلان کر دوں کہ محمدؐ کی اولاد کو کنیزی میں لیا جا سکتا ہے تو شرعی اعتبار سے، قرآنی اعتبار سے مجھ کو یہ اعلان کرنا پڑے گا کہ مَیں مسلمان نہیں ہوں، اور جیسے ہی میں یہ عمل کروں گا مَیں دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاؤں گا۔ کلمہ گیا تو سارا مسئلہ کلمہ کا ہے، کلمہ پڑھے جاؤ اور ساری بدمعاشیاں کئے جاؤ.. یہ یزید سکھا گیا ہے۔ ایک جملہ دے دوں..؟ "لیکن سلام ہو ابوطالبؑ پر کہ دنیا کو یہ بتایا کہ ساری دنیا کی نیکیاں کئے جاؤ مگر کلمہ نہ پڑھو، جب بھی مسلمان ہو.. یہ ابوطالبؑ نے بتایا۔ تصویر کے دو رخ ہیں۔ بدمعاشیاں کئے جاؤ اور کلمہ پڑھ لو اور ایک تصویر کا رخ ہے کائنات کی ساری نیکیاں کئے جاؤ اور کلمہ نہ پڑھو۔ ان دونوں باتوں کو تولنے والے بھی الگ الگ ہیں۔ کچھ یزیدی ہیں اور کچھ علوی ہیں۔ یہ بھی الگ الگ ہیں۔ تو کیا کہا شہزادی نے..؟ تو اعلان کر کہ تو میرے نانا کے دین سے نکل گیا۔ خارج ہو گیا۔ تب ایسا کر سکتا ہے۔ آپ نے تدبر دیکھا، سیاست الٰہیہ کی نمائندہ زینبؑ کو دیکھا؟ آلِ رسولؐ کو کس طرح بچایا، آپ نے دیکھا اور اس کے بعد اب خطبہ شروع ہوا۔ شہزادی کا خطبہ۔ خطبہ کا پہلا حصہ توحید پر ہے۔ اللہ کی

تعریف۔ بتایا کہ ہم توحید کے گھرانے والے ہیں، اس کے بعد نبوت کی تعریف پھر امامت کی تعریف اور اس کے بعد تفصیلات کے بعد جب خطبہ ختم ہونے لگا تو کہا..! کہ جو کچھ تو نے کیا اس سے زیادہ کی اور کیا امید میں تجھ سے رکھتی، اس لئے کہ تو وہ ہے ابن الطلقا کہ جس کی دادی نے میرے جد حمزہؑ کا جگر چبایا تھا۔ پوری تاریخ۔ دیکھئے..! اس نے فخر کیا تھا کہ عتبہ کا بدلہ لیا ہے۔ شیبہ کا بدلہ لیا ہے۔ زینبؑ کے لئے ضروری تھا، بتائیں کہ ہم حمزہؑ والے لوگ ہیں۔ اور شام والے پہچان لیں ہندہ اس کی دادی تھی.. اگر تم مسلمان ہو اور حمزہ کو شہید مانتے ہو..؟ گویا یزید کو نہیں چیلنج کیا تھا.. پوری امت کو چیلنج کیا تھا، تم سب مسلمان ہو، آج ہی کا دن ہے، اعلان کردو، بدر کو مانتے ہو، احد کو مانتے ہو یا نہیں؟ کس کی طرف ہو؟ آج بتاؤ تم سب لوگ، شیبہ اور عتبہ کی طرف ہو یا محمدؐ، علیؑ اور حمزہؑ کی طرف ہو۔ کیا دعوتِ فکر دی ہے۔ یہودی بھی بیٹھے تھے، عیسائی بھی بیٹھے تھے اور عام لوگ نہیں تھے، عیسائیوں کا سب سے بڑا عالم اور یہودیوں کا سب سے بڑا عالم جو ''راس الجالوت'' کہلاتا تھا، پادری کے اسٹیٹس کا تھا، جیسے آج اٹلی میں بڑا پادری رہتا ہے، پاپائے اعظم۔ وہ بیٹھے ہوئے تھے، روم کا نمائندہ، یہودیوں کا نمائندہ اور سب کو معلوم تھا کہ یزید اور یزید کے باپ کی عیسائیوں سے بہت اچھے تعلقات تھے، اتنے اچھے کہ یزید کے باپ نے بجائے اس کے کہ عیسائیوں سے جزیہ لیتا، الٹا ٹیکس دیتا تھا بادشاہِ روم کو کہ ہماری حفاظت کیجئے گا علیؑ کی فوج سے۔ گویا اس سلطنتِ شام نے یہودی اور عیسائی سے ساز باز کر رکھی تھی۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ ذکر میں نہیں آتیں تو ذرا سا اچنبھا تو ہوتا ہوگا نا آپ کو.. لیکن بیک گراونڈ میں مَیں سمجھاتا ہوں تاکہ آگے کی بات سمجھ میں آجائے، غور کر رہے ہیں نا آپ؟ سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے، جب شہزادی نے یہ کہا کہ میرے نانا کے دین سے نکل جا، اور یہودیوں اور عیسائیوں نے یہ سنا کہ

اس نے یہ کہا کہ یہ محمدؐ کو نہیں مانتا یعنی اپنے نبیؐ کو نہیں مانتا، یہ اپنے نبیؐ کی کتاب کو بھی نہیں مان رہا، یہ اپنے تصور میں جو اللہ ہے ان کے یہاں اس کو بھی نہیں مان رہا، کہہ رہا ہے وحی بھی نہیں آئی، کہہ رہا ہے ڈھکوسلا ہے۔تو یہودی، عیسائی عالم یہ سوچنے لگے کہ یہ پھر مسلمان تو نہیں ہے اور یہ لوگ جو آئے ہیں یہ ہیں مسلمان، یہ اپنے آپ کو مسلمان قوم کا نمائندہ کہتا ہے، ہم تو اس کو نمائندہ مان کر آئے تھے، آج پتہ چلا کہ نمائندہ یہ نہیں ہے، مسلمانوں کے نمائندے یہ ہیں۔ یہ چوبیس سال کا جوان سیّد سجادؑ، یہ بی بیؑ جو بول رہی ہے، یہ سب قرآن کے نمائندے ہیں۔ نبیؐ کے اللہ کے نمائندے ہیں۔تو یہ بی بیؑ یہ کہہ رہی ہے کہ تو میرے دین سے نکل جا۔اب عیسائی نے سوچا کہ ہمارے تعلقات اس کے باپ کے زمانے سے ہیں اور ہمارا ایک بڑا یہودی ابنِ آثال دربار میں مشیر ہے اس کے باپ کا اور کافی یہودی محل میں رہتے ہیں اور کافی وزرا یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، سرجون عیسائی ہے جو معاویہ کا مشیر ہے، تو اب جب یہ لوگ یہ کہیں گے کہ تو خارج ہو گیا میرے نانا کے دین سے اور یہ اعلان بھی کر چکا کہ یہ کسی کو نہیں مانتا تو اب یہ لوگ بس یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اعلان کر کہ میرے نانا کے دین پر نہیں ہے، ایسے میں یہ تاؤ کھا کر انہیں جلانے کے لئے کہیں یہ نہ کہہ دے کہ مَیں اسلام سے نکل گیا۔اب یہودی اور عیسائی سمجھ گئے کہ جیسے ہی یہ اعلان کرے گا کہ میں اسلام سے نکل گیا.. یا تو یہ اعلان کرے گا کہ میں عیسائی ہوں، یا اعلان کرے گا میں یہودی ہوں اور قیامت تک کے لئے یہودیت، عیسائیت پر الزام آئے گا کہ حسینؑ کو قتل کیا، عورتوں کو اسیر کیا... بس جلدی سے دونوں کھڑے ہو گئے۔عیسائیت تو چاہتی ہے کہ کوئی جلدی سے عیسائیت میں آجائے، کیسے بانٹتی ہے عیسائیت کہ آؤ آؤ عیسائی ہو جاؤ، اور اس وقت یزید کو کسی دین میں پناہ نہیں مل رہی تھی۔ارے آج وہی دور تو آ گیا، نہ عیسائی

قبول کر رہا ہے، نہ یہودی، نہ مسلمان۔

پاکستان کے مسلمانوں پر اسلامی ملک کا ویزا بند، امریکہ کا ویزا بند، برطانیہ کا ویزا بند، اب جملہ دے دوں، ارے عالم اسلام نے تو راستہ بند کیا، یہ عرب نے کیوں کر دیا، امریکا نے کیوں بند کر دیا، یہودیوں نے بند کیا، عیسائیوں نے بند کیا تھا، مسلمانوں نے کیوں بند کر دیا ہے یہاں کے مسلمانوں کا راستہ، اب سمجھ میں آیا، چاہے اسلام ہو یا یہودیت ہو یا عیسائیت ہو یزیدیت سے گھبراتی ہے۔ مقالہ لکھواس پر، مضمون لکھو، دنیا کو سناؤ، دہشت گردی نام ہے یزیدیت کا، دہشت گردی دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے، اس کا اصل نام ہے یزیدیت۔ اصل نام سے پکارو، کہاں گئے وہ سب نعرے اخباروں میں، کہاں گئیں وہ معاویہ اور یزید کی باتیں؟ پھر جملہ دوں، تم تو کہتے ہو تقیّہ حرام ہے۔ دین کو چھپانا حرام ہے، سب چھپالیا، سب چھپالیا، ایک سال خوب جلایا ہم کو.. یزید علیہ السلام لکھ لکھ کر.. یادرکھو..! تاریخ کا نام ہے انقلاب، انقلاب منقلب سے نکلا ہے، منقلب قلب سے نکلا ہے، قلب کا کام ہے کبھی اِدھر، کبھی اُدھر، کبھی اِدھر، کبھی اُدھر۔ تاریخ ایک جگہ یوں دھارے پہ نہیں جاتی، طیارے کی طرح ایک راستے پر نہیں جاتی، لہروں کے سمندر میں جہاز کی طرح نہیں جاتی، تاریخ ہچکولے کھاتی ہوئی، اب غرق ہوئی اور اب غرق ہوئی۔ اب غرق ہوئی اور اب غرق ہوئی.. ہاں! کوئی مسیحا بیچ میں آجائے اور تاریخ کو اپنے رنگ میں رنگ لے تو اس کو کبھی کبھی کہتے ہیں کبھی اسے علیؑ کہتے ہیں تو کبھی علی رضاؑ کہتے ہیں۔ کبھی اسے زید شہیدؒ کہتے ہیں، تاریخ کو یہ لوگ بچاتے ہیں اور بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں، ایک بار راس الجالوت اٹھا اور اس نے کہا، یہ قیدی کون ہیں؟ سفیر تھا، غور نہیں کیا، جہاں یزید کے دربار میں کسی کو بولنے کی ہمت نہیں تھی، وہاں وہ حیران ہو کر دیکھتے ہیں کہ ایک بی بیؑ اتنے ظالم، جبروت والے

سے یوں گفتگو کر رہی ہے، وہ حیران ہو گئے، انہوں نے کبھی دنیا میں دیکھا ہی نہیں تھا کہ عورت نے کسی ظالم حاکم سے اس طرح بات کی ہو۔ اور جنابِ زینبؑ نے تو کمال کر دیا، اگر چاہتیں تو تاریخ کی مثالیں دیتی چلی جاتیں اور کہتیں کہ یزید کیا تو نے نمرود کا انجام نہیں دیکھا، کیا تو نے فرعون کا انجام نہیں دیکھا، کیا تو نے شداد کا انجام نہیں دیکھا، کیا تو نے ہامان کا انجام نہیں دیکھا؟ حوالہ نہیں دیا شہزادی نے، اگر ایسا ہوتا تو تاریخ میں یہ لکھا جاتا... ہاں! جو فرعون کا انجام ہوا ویسا یزید کا انجام ہوگا، جیسا نمرود کا انجام ہوا ویسا یزید کا انجام ہوگا، لیکن اس طرح انفرادیت ختم ہو جاتی۔ زینبؑ نے انفرادیت بتائی اور کہا سن..! قرآن میں یہ ہے موجود.. عجیب جملہ کہا، کہا تجھے جو کچھ کرنا ہو کر گزر.. یہ بھی اسے ظلم کا چیلنج ہے، کہا ابھی تھک جائیگا ظلم کرتے کرتے، بتا ظلم کی حد تو بتا، جو کچھ تجھے کرنا ہے کر گذر، اب اس سے زیادہ تو کیا ظلم کرے گا؟ اور بھی کچھ کرنا ہے تو کر گذر، اس لئے کہ اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ ظلم کا آگے راستہ کیا ہے، شیطان بھی وہاں سے اٹھ کر بھاگ گیا ہوگا کہ اب تجھے نئی ترکیب کیا بتاؤں؟ اس لئے کہ جو کچھ بتایا تھا سقیفہ سے یہاں تک، میرا مال ختم ہو گیا، اس لئے کہ علیؑ کی بیٹی بول رہی ہے۔ نہیں ابھی بھی جملہ آپ کی سمجھ میں نہیں آیا... شیطان اس لئے بھاگا کہ وہ بول رہی ہے جس کے گھر کی کنیز فضّہ سے میں گھبراتا ہوں۔ میں تو فضّہ تک سے گھبراتا ہوں، فضّہ ہی نے تو دربار میں جا کر کہا تھا... کیا کہا تھا؟ خلیفۂ وقت نے پوچھا تھا، تو عقد کیوں نہیں کر رہی ہے جب پیغام آیا ہے، فضّہ نے کہا تو پھر تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ عدت کے دن کیا ہوتے ہیں؟ تو کیا شیطان نے، شیطان نے کہا علیؑ کے گھر کی کنیز مجھ سے زیادہ فقہ جانتی ہے۔ اب سمجھے شیطان گھبراتا ہے فضّہ سے۔ ہار مانتا ہے، اب میں کیا دلائل دوں اور یزید کے کردار کو سمجھاؤں۔ زینبؑ نے کہا جو کرنا ہے کر گزر۔ اور اس کے بعد منشور

سنایا، یہ نہیں کہا فرعون کی طرح، ہامان کی طرح، شداد کی طرح..نہیں..اب انجام بتایا۔اور یہاں پر علماً نے یہ جملے لکھے ہیں کہ کیا بی بی کے پاس علمِ غیب تھا؟ خدا کی قسم اس مقام پر علماٗ بحث کرنے لگے کہ کیا زینبؑ کو علمِ غیب تو نہیں تھا۔اچنبھے میں پڑ گئے کہ یہ لکھیں یا نہ لکھیں...اس لئے کہ نبیؐ کے لئے بحث ہے، ائمہؑ کے لئے بحث ہے تو جنابِ زینبؑ تو امام یا پیغمبرؐ نہیں ہیں...کس طرح عالم یہ لکھ دے، گھبراتا ہے عالم لکھتے ہوئے۔زینبؑ نے منشور سنایا۔کہا..! تیری زندگی کے دن گنتی کے رہ گئے ہیں، لوگ حیران ہو گئے جب تین سال کے بعد یزید ختم ہو گیا۔تب گنتی سمجھ میں آئی...ایک..دو تین۔گنتی کہاں تک گنی جاتی ہے؟ آپ تو کچھ سمجھ نہیں رہے، معصوم بنے بیٹھے ہیں، آپ نے کہا بھی دو آدمی ہیں..ذرا دوڑو..ایک، دو، تین..گنتی چار پر کہاں ختم ہوتی ہے، ہر ہار جیت میں تین چنے جاتے ہیں، تین کو کپ ملتے ہیں، ایک دو تین۔محاورہ بھی ہے،ایک دو تین، گنتی یہاں ختم ہو جاتی ہے۔تو اب سمجھے، بی بیؑ نے کیا کہا..! تیری زندگی کے دن گنتی کے رہ گئے۔تین سے چار نہیں ہوگی گنتی۔چوتھے سال میں نہیں مرے گا، جب زینبؑ کہہ دیں گی تو تیسرے میں مرے گا۔چوتھا سلامت، تین کو لے کر ڈوبے گا۔خود بھی ڈوبا، سارے ادوار بھی لے کر ڈوب گیا، اعلان کر دیا تیری زندگی کے دن گنتی کے رہ گئے۔اور اس کے بعد کہا..جنہیں تو نے قتل کیا نا..وہ اپنے قدموں سے چل کر اپنی خواب گاہوں تک پہنچے تھے، لیکن تو کیا کرے گا اس دن..عجیب جملہ ہے...اللہ کی بارگاہ میں جب ہم بھی ہوں گے، اور تجھے پیش کیا جائے گا۔تو صرف تنہا تجھے نہیں پیش کیا جائے گا بلکہ تیرے اجداد، تیرے باپ دادا...کافی تھا بی بی بس یہاں پر خطبہ روک لیجئے..نہیں...اگلا جملہ یہ ہے..اور ان کو بھی پیش کیا جائے گا جن کے ذریعے تو مسلمانوں کی گردنوں پر مسلّط کیا گیا۔تو نمرود، ہامان، شداد سے الگ انجام ہے، سقیفہ

سے یزید تک کا انجام اور ہے اور پھر جو ٹکڑے آپ سنیں گے اور اس کی شرح جب کل ہوگی انشاً اللہ، فصاحت اور بلاغت سے لبریز کلام۔ اور اس کے بعد عجیب بات .. تیرے گھر کی عورتیں پردے میں بیٹھی ہیں.. اور یہ جملہ نہیں کہا کہ نبیؐ کی نواسیاں یا علیؑ کی بیٹیاں... کہا.. بناتِ عبدالمطلبؑ... عبدالمطلبؑ کی بیٹیاں بے پردہ کھڑی ہیں۔ کیوں؟ تاریخ سنائی، وہ عبدالمطلبؑ جس نے تم بنی امیہ کو پانی دیا، چشمے دیے، روٹی دی، تمہیں مکہ میں رہنے کی اجازت دی، تمہاری بدمعاشیوں کے پیشِ نظر سارا مکہ تمہیں نکال دینا چاہتا تھا، لیکن عبدالمطلبؑ نے پناہ دی، حوالہ دیا کہ اگر تو عرب کی بہت تاریخ جانتا ہے نا... تو احسانات یاد نہیں ہیں عبدالمطلبؑ کے تمہارے اجداد پر... عبدالمطلبؑ کی بیٹیاں بے پردہ ہیں۔ دربار میں تیرے سامنے سر برہنہ کھڑی ہیں۔ اللہ اکبر۔ ائمہؑ نے یہاں پر حیرانی کے عالم میں کہا کہ یہ تو وہ مقام تھا کہ یہ خطبہ سید سجادؑ دیتے... یہی تو اس گھرانے کے راز ہیں... جو کچھ شہزادی زینبؑ نے کہا اگر یہ سیدِ سجادؑ کی زبان پر آتا تو سید سجادؑ قتل کر دیئے جاتے، سید سجادؑ نے جو کہا وہ اور تھا۔ **ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی** (سورۂ نجم آیت ۸تا۹) ہم صاحبِ معراج کے بیٹے ہیں، ہم کعبہ کے بیٹے ہیں، ہم رکن ومقام کے بیٹے ہیں، ہم عرفات ومنیٰ ومشعر کے بیٹے ہیں، ہم صفا اور مروہ کے بیٹے ہیں۔ دیکھا آپ نے تعارف..! صاحبِ معراج کے بیٹے، یعنی صرف تعارف ہو جائے ہم کون ہیں، کہا مروہ ہمارا، صفا ہمارا، منیٰ ہمارا، زم زم ہمارا، معراج ہماری، تختِ معراج کا ہمارا... یہ بتایا... اور تیرا شجرہ پھوپھی بتائے گی۔ تیرے اجداد کا شجرہ، تیرے دادا، دادی کے کارنامے میری پھوپھی بتائے گی۔ تجھ میں یہ ہمت نہیں کہ عورت کو برسرِ عام قتل کر سکے اس لئے کہ اسلام میں عورت کا قتل نہیں ہے، پھر وہی منزل آجائے گی کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو... اور وہ منزل آئی.. کہ جب اس نے

چاہا کہ سید سجادؑ کو قتل کرے، تو حضرت زینبؑ آگے بڑھیں اور کہا.. پہلے مجھے قتل کر..اپنی گردن بھتیجے کی گردن پر رکھ دی اور کہا... پہلے مجھے قتل کر دے..اور سن جب تک کہ میں قتل نہیں ہو جاؤں گی، میرا بچہ قتل نہیں ہو سکتا، یہ منزل ہے، تو اسے قتل نہیں کر سکتا۔ایک عجیب جملہ کہا...کربلا میں اتنے قتل تو نے کر ڈالے، تیرا دل نہیں بھرا..؟ کہ میرے ایک بچے کو تو نہیں دیکھ سکتا؟ دیکھئے! لکھوا دیا تاریخ میں کہ یزید ہے قاتل کربلا کے سارے جوانوں کا، اور پھر عجیب جملہ کہا...ارے میرے جوان علی اکبرؑ کو مار ڈالا، ارے میرے بہادر بھائی عباسؑ کو مار ڈالا گیا اور اب یہ ایک جوان بھی تجھ سے دیکھا نہیں جا رہا۔اللہ اکبر۔یہ تھی شہزادیؑ کی فتح اور کس طرح قید خانے میں گئیں، اور کہا ہاں ہاں! اور بھی کوئی ظلم ہے، وہ بھی کر لے، ہار جائے گا، دیکھئے کوئی چھوٹا سا بچہ کہتا ہے پھوپھی اماں اب تو یزید سے کہلوا دیجئے، قید خانے میں بھوکا نہیں رہا جاتا، اب ہم لوگوں کو آزاد کر دے، کوئی تو کہتا..یعنی سب زینبؑ تھے، زینبؑ عباسؑ تھیں۔حسینؑ تھیں، یعنی ہر قیدی بچہ حسینؑ بنا ہوا تھا، بلکہ یہ کیوں نہ کہوں کہ سارے اسیر اپنے وقت کے محمدؐ بنے ہوئے تھے۔کوئی رحم کی بھیک نہیں مانگیں گے، ہم یہ نہیں کہیں گے، ہمیں معاف کر دو، ہمیں چھوڑ دو، جو کرنا ہے کر لے، پانی بند کر دے، کھانا بند کر دے، ہاں! اندھیرا زنداں ہے، ٹھیک ہے، روشنی نہ ہو، کچھ نہ ہو، دیکھتے ہیں ہم بھی کہاں تیرا ظلم رکتا ہے۔پھر وہ دن تو آ گیا، کیا ہوا بیٹا..؟ یزید کہتا ہے کہ ہم نے تم سب کو چھوڑ دیا، تو یہ نہیں پوچھا کہ کیسے؟ کیا ہو؟ کیا ظلم و ستم کی حدیں ختم ہو گئیں، یزید تیری حدیں ختم ہو گئیں، اچھا..! شکست کا اعلان ہے نا..؟ آپ سمجھ نہیں رہے ہیں، تقریر ختم ہو رہی ہے، یہ پوری تقریر مصائب تھی۔شہزادی زینبؑ کی پوری تقریر کا ایک ایک جملہ مصائب تھا۔میں نے تو کہا تھا کہ نانا کے دین سے خارج ہو جا، تو نے وہاں بھی یہ اعلان نہیں کیا تھا، تو چپ ہو گیا، اب

مَیں نے کہا تھا جتنا ظلم کرنا ہے کر گزر.. کر گزرا..؟ اب بھی اعلان نہیں کر رہا ہے کہ ظلم ختم ہو گیا، اعلان تو کر، خاموشی تیرا اعلان ہے کہ ظلم ختم ہوئے، مَیں ہار گیا۔ یزید نے یہ کہہ کر کہ ہم نے رہا کیا، گویا اپنی شکست کا اعلان کر دیا.. تو مقابلے میں کیا ہوتا ہے جب بھاگنے والا یہ اعلان کر دے کہ میں ہار گیا تو جیتنے والا پھر یہ چاہتا ہے کہ اب میں یہ اعلان کروں کہ میں جیت گیا۔ یزید نے اعلان کیا ہم نے چھوڑ دیا، ہم ہار گئے۔ زینبؑ نے کہا.. تو میں جیت گئی، مجھے ایک گھر چاہئے، میں ماتم کروں گی۔ ماتم نام ہے جیت کا، فتح کا۔ ماتم شکست نہیں ہے، ماتم فتح ہے، اللہ سب کو زیارت کرائے، باب الصّغیر کے قبرستان سے جب آپ کی ٹیکسی گیٹ کے سامنے رکے گی تو بالکل سامنے مقام ہے وہ.. ضریح خوبصورت سی اندر لگی ہوئی ہے، ایک پورا مکان ہے، اور جب ضریح میں اندر جا کر زیارت کریں گے تو جہاں سرِ شہدا رکھے گئے تھے، وہاں سب لکھا ہوا ہے، یہاں علی اکبرؑ کا سر رکھا گیا تھا، یہاں عباسؑ کا سر رکھا گیا تھا۔ اندر تک جائیں گے اندر ایک مسجد ہے، کنواں ہے، کافی بڑا مکان ہے، صحن ہے، وہاں جائیں تو پھر میرے یہ جملے یاد رکھئے گا...! یہ وہ مکان ہے جو زینبؑ نے خالی کرایا، جس جس نے وہ مکان دیکھا ہے، ان کے ذہن میں اس مکان کی فضا آ جائے۔ قید سے نکل کر مکان میں پہنچیں اور کس طرح پہنچیں، اللہ اکبر، کہ چادرِ زینبؑ کی خط دیتی جاتی تھی اور اس شان سے داخل ہوئیں، سب سے پہلے فرشِ عزا پر جا کر زینبؑ بیٹھیں اور پھر تمام بیبیوں سے کہا.. آؤ اس پر بیٹھ جاؤ اور پھر آواز دی.. کہا سیّد سجادؑ بھیجو غلام کو، یزید سے کہو، چھوڑ دیا نا ہمیں، آزاد کر دیا تو اب جو مال لوٹ کر کربلا سے لایا ہے وہ سب بھجوا دے۔ بتائیں کیسے؟ ثبوت کیسے دیں مظالم کا... آنکھوں دیکھا چشم دید ثبوت شام والوں کو بتا کر جائیں نا... کہ ظلم ہوا کیسے؟ اس لئے کہ شام والی عورتوں نے کربلا کا میدان نہیں دیکھا تو زینبؑ یہ چاہتی

ہیں کہ بتائیں کہ تم نے نہیں دیکھا تو اب یاد رکھنا کہ کیا ظلم ہوا۔ اب جو سامان آ گیا تو شام کی عورتوں کو پتہ چلا، پوچھتی جاتی ہیں، یہ چھوٹے سے کُرتے میں تیر و تلوار کا نشان کیوں ہے؟ یہ کُرتا خون میں لال کیوں ہے؟! دیکھئے اب ہر مجلس زینبؑ نہیں پڑھ رہیں، زینبؑ کو کوئی اور مجلس پڑھنی ہے، اب چاہتی ہیں کہ سب کو ذاکر بنا دیں، جب عورتوں نے سوال کیا کہ یہ کُرتا خون سے لال کیوں ہے؟ تو آواز دی... بھابھی اُمّ فروہؑ آؤ، انہیں بتاؤ... تو جب ماں بیٹے کے مصائب پڑھے، میرا نونہال قاسمؑ، ارے مجھے کیا پتہ تھا؟ قاسمؑ تو دولھا بن کے گئے تھے، تمہارے مردوں نے میرے بچّے کو نیزوں سے مار ڈالا۔ ہو گئے نا مصائب یہ ہے زینبؑ کی فتح اور پھر ایک قبا آئی، لہو میں تر تھی، زینبؑ کے آنسو نہ تھمے، بیبیوں نے کہا یہ تو گل رنگ قبا کسی جوان کی معلوم ہوتی ہے، ہاں ہاں! یہ میرے علی اکبرؑ کی قبا ہے، آؤ اُمّ لیلیٰ بتاؤ، علی اکبرؑ کو گھیر کے ظالموں نے کیسے مارا؟ ایسے میں ایک مشک آئی، مشک میں تیر پیوست تھا، بیبیوں نے کہا، یہ مشک کس نے چھیدی، مشک تو پیاس بجھانے کے لئے ہوتی ہے، کہا ہاں میرے بچے تو پیاسے تھے، مگر اب تمہیں کیا بتاؤں، مشک کیسے چھدی؟ ایک بار رخ کیا قید خانے کی طرف، کہا سکینہؑ اب کون بتائے کہ فرات پر تیرے چچا کے ہاتھ کیسے قلم ہوئے..؟ اور ایسے میں اب سر آنے لگے، عونؑ و محمدؑ کے سر آئے، علی اکبرؑ کا سر آیا، قاسمؑ کا سر آیا، مگر اب تک جو زینبؑ اپنے مقام پر بیٹھی تھیں، ایک بار جو ایک سر آیا تو یہ اٹھیں روتی ہوئی، میرے مانجائے کا سر آیا، زہراؑ کے لعل کا سر آیا اور یہ کہہ کر دوڑ کر بھائی کا سر گود میں لے کر ایک بار کہا، نانا..! آ کر دیکھئے۔ بارِ الٰہ اس عبادت کو قبول فرما، ہمیں کوئی غم نہ دینا سوائے غم حسینؑ کے۔ بحق محمدؐ و آل محمدؐ، ثانی زہراؑ حضرت زینبؑ کبریٰ جن سے منسوب مجلسیں ہیں، ان کا واسطہ دے کر تمام مومنین کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

چوتھی مجلس

فضائلِ شہزادی زینبؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

یہ مجالس بسلسلۂ شہادت حضرتِ زینب کبریٰ صلوٰۃ اللہ سلام وعلیہا (صلوٰۃ) منعقد ہوئی ہیں، اس سلسلے کی یہ تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں، کئی برس سے یہ سلسلہ اسی عزاخانے میں قائم ہے۔ اس لئے یہیں ان مجالس کو منعقد کیا جاتا ہے اور اس کے بعد جمادی الثانی کی پہلی تاریخ سے شہزادیٔ کونین حضرتِ بنتِ رسولؐ جنابِ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ سلام وعلیہا کی شہادت کی مجلسیں شروع ہوں گی، چہاردہ معصومینؑ میں... ایک ایسی عظیم ہستی کہ جس کے ذکر کے لئے ہم نے ان مجالس کا انعقاد کیا تا کہ کچھ دیر ہم فکرِ زینبؑ پر گفتگو کریں... اور مومنین جو مجالس میں شرکت کرتے ہیں اگر پرانے کیسٹوں کو بھی نظر میں رکھیں۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر سال ان ہی تقریروں کو دہرایا جائے، ایک طرف ایسا کرنا.. ظاہر ہے کہ.. فکر کو منجمد کر دینا ہے اور دوسری طرف یہ بھی پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ حالات اور واقعات میں، تاریخ میں کتنا اختصار پایا جاتا ہے..؟ اور.. اس کو کیسے آگے بڑھائیں؟ یہ بھی ایک پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ اس لئے کہ حالات.. جو

درج ہیں کتابوں میں..وہ ایک دو تقریروں کا مواد ہے، جو لکھا گیا ہے، اس سے زیادہ نہیں ہے.. یہاں پر یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کیسے پیغام کو ہم محفوظ کروائیں؟ کہ جو آپ کے ذریعے سے ظاہر ہے کہ آپ سن رہے ہیں تو آپ کے ذریعے سے ہم اس پیغام کو محفوظ کر رہے ہیں کہ وہ لکھا بھی جائے، چھپے بھی..لوگ کیسٹ، سی ڈی، آڈیو، وڈیو.. یعنی مسلسل وہ قائم رہے..اور اس سے لوگ فکر لیں کہ کیا ورک ہو سکتا ہے آلِ محمدؐ پر اور ان شخصیتوں پر کہ جو آلِ محمدؐ کی وہ ہستیاں کہ جو امام نہیں ہیں... یہاں پر یہ سوچنے کی بات ہے کہ جو امام نہیں ہیں..ان کی زندگی بھی بہت اہم ہے، یہ کہنا کہ امام جیسی ہے...! بلکہ مَیں اس سے بڑھ کر کہتا ہوں کہ ان کی زندگی انبیاؑ جیسی ہے۔پیغمبروں جیسی ہے.. اور جب آپ سوچیں گے اس تسلسل میں اور غور کریں گے کہ اللہ نے پیغمبروں کا سلسلہ مسلسل رکھا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ مسلسل انسانوں کی ہدایت کے لئے آتے رہے اور جب آخری نبیؐ آ چکے تو یہاں پر ہر پڑھے لکھے، عقل مند انسان کے لئے کتنا آسان ہے کہ وہ یہ بات سوچے کہ کیا آخری نبیؐ کے بعد اللہ نے اپنا ارادہ بدل دیا..؟ کہ اب سلسلۂ ہدایت اس کی طرف سے نہ ہو..!اب یہیں پر ہم تھوڑی دیر کے لئے رکتے ہیں تا کہ ہم اس بات کو سمجھ سکیں اور دوسروں کو سمجھا سکیں، ذرا سی بھی اگر عقل رکھتا ہے کوئی انسان تو وہ یہاں پر سوچے گا کہ کیا سرکارِ دو عالمؐ کے بعد جو آدمؑ سے سلسلہ شروع ہو کے ختم ہو رہا ہے تو کیا اللہ کو یہ اطمینان ہو گیا کہ ان کو ہدایت کی ضرورت نہیں ہے، اب انہیں کوئی بات سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے، اب یہ سب انسان بڑے عقل مند ہو گئے، سب کے پاس دین آ گیا..یہ سب شیطان سے محفوظ ہو گئے..ان کو اپنا اچھا برا معلوم ہو گیا، اس لئے اب ان کو چھوڑ دو آخری نبیؐ آ گیا۔اب کسی ہادی کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اللہ اب کوئی پیغام بھیجے گا، نہ کسی کو مقرر کرے گا۔اب تمہارا ''اپنی ڈفلی

اپناراگ‘‘ جسے چاہنا، بنالینا۔

ایسا ہی ہے..؟ اگر ایسا ہے تو کیا کہنا..! انسان کا ارتقاء ہو گیا اور وہ یہ پہچاننے لگے کہ انہی انسانوں میں جس کو ہم چن لیں وہ نبیؑ جیسا ہے۔ تو چونکہ یہ طے کرلیا کہ یہ نبیؑ جیسا ہے تو پہلے یہ کہا کہ نبیؑ ہمارا جیسا تھا یعنی ہم سب نبیؑ کی جگہ بیٹھ سکتے ہیں۔ ہر ایک. لیڈر بن سکتا ہے، ہر ایک رہنما بن سکتا ہے۔ اس میں اتنی نزاکتیں ہیں، کچھ اصول انبیاءؑ نے ایسے دیے تھے کہ جہاں پر انبیاءؑ کی ضرورت محسوس ہوتی رہے اور اس دائرۂ کار سے انسان نکل ہی نہ پائے، اس لئے ہر نبیؑ نے نماز رکھی، اور ہمارے سرکارؐ نے نماز پر بہت زیادہ زور دیا.. کہ نماز کی پابندی انسان کو وقت کا پابند بناتی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں سر جھکانے سے غرور ختم ہوتا ہے، ایک دوسرے سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے، دل میں نرمی ہوتی ہے، سختی ختم ہوتی ہے، بڑے فوائد نماز کے اللہ نے بتائے، اور جب اجتماع ہوگا اور وہاں پر امیر بھی آئیں گے، غریب بھی آئیں گے، غریب کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ امیر کی کوٹھی پہ نہیں جا سکتا تو مسجد میں امیر کے قریب جا کر کہہ سکتا ہے کہ سرکار.. میرے بچے بھوکے ہیں کچھ دے دیجئے.. نماز کے فوائد تھے کہ غرباً امیروں تک اپنی آواز پہنچا کر اپنی غربت کا حال بیان کریں اور ان کی غربت امیر لوگ دور کر دیں اور کہیں.. ہاں! تم ہمارے بھائی ہو، دیکھو ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز۔ آقا اور غلام کھڑے ہوئے ہیں، تم ہمارے برابر ہو، تم ہمارے بھائی ہو، ہم امیر ہیں تو کیا ہوا، تم غریب ہو تو کیا ہوا، ہم سب برابر ہیں اس لئے نماز کو رکھا گیا۔ لیکن اس میں شرط لگا دی کہ نماز وہ پڑھائے جو متقی ہو، پرہیزگار ہو، عادل ہو، عالم ہو، نماز میں لیڈرشپ (Leadershaip) یعنی سرکردگی، پیشوائی، رہنمائی، قیادت تھی، نبیؑ نے لیڈرشپ رکھی تا کہ سب ایک دوسرے کا احترام کریں، کہ ہم اس کے پیچھے پڑھتے ہیں، اس کے پیچھے چلتے ہیں، یہ

ہمیں سجدے کا طریقہ بتا تا ہے، یہ اللہ کی..معبود کی..عبادت کا طریقہ بتا تا ہے، یہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف لے کر جا رہا ہے۔تو انہوں نے کہا اگر یہ لیڈر شپ سپر رہی تو جماعت اور امام برابر نہیں رہیں گے،تو انہوں نے کہا کوئی بھی پڑھا دے...جس کا دل چاہے آ کر کھڑے ہو کر پڑھا دے، یہاں سے لیڈر شپ ختم کرو، پہلے نماز پر حملہ ہوا۔لیڈر شپ مسجد سے ختم کرو، تا کہ نبوتؐ کو ہم گرا سکیں،لیڈر شپ تو یہاں سے اُبھر رہی تھی،اس لئے کہ لوگ کہتے کہ بھئی یہ کون آ گیا نماز پڑھانے،پیغمبرؐ نے کہا ہے،متقی ہو، پرہیز گار ہو، گناہِ کبیرہ نہ کرتا ہو، گناہِ صغیرہ پہ اصرار نہ کرتا ہو۔اس کا کوئی عیب نہ دیکھا گیا ہو،عادل ہو،ظلم نہ کرتا ہو،نہ بیوی پہ ظلم کرتا ہو،نہ اولاد پہ ظلم کرتا ہو،نہ پڑوسی پہ ظلم کرتا ہو،عدل سے چلتا ہو تو پڑوسیوں کی گواہیاں بھی ہوں۔وہ کہیں... ہاں! بھئی کیا کہنا...یہ ہمارے پیش امام ہیں، یہ ہمارے امام ہیں،نماز پڑھاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ..ع..

مسجد میں ہوا آ کے امام آج کہاں سے
کل تک تو یہی میرؔ خرابات نشیں تھا

میرؔ کہہ رہے ہیں..!شراب پینے والوں نے بھی نمازیں پڑھائیں،بھئی پڑھائیں نا..ولید نے پڑھائی،نشہ میں پڑھائی اور مڑ کے کہا اور پڑھا دوں..؟ اور جب بہت زیادہ نشہ ہو گیا،کنیز نے کہا..!اٹھئے بھئی..! جایئے..نماز کا وقت ہو گیا تو عمامہ اتار کے کنیز کے سر پر رکھ دیا کہ آج تو ہی پڑھا دیا اور کنیز گئی اور پڑھا بھی دی،سب تاریخِ طبری، بنو اُمیّہ کی تاریخ میں لکھا ہے، آپ کچھ کر تو سکتے نہیں،تو ذرا کتابیں اٹھا کر یہ تو دیکھو کہ پچھلی تاریخ میں نمازوں کا کتنا مذاق اڑایا گیا ہے؟ اور آپ آج کہہ رہے ہیں کہ سرحد میں ہم نماز ڈنڈے کے زور سے پڑھائیں گے۔مسجدیں بنائیں گے سرکاری عمارتوں

میں... اچھا بنا لیجئے، اور آپ کے اجداد جو کر کے گئے ہیں نماز کے ساتھ تو وہ کیا ہوگا..؟ اس کو کیسے دھوئیں گے، صابن سے دھوئیں گے، سرف سے دھوئیں گے، کیسے صاف کریں گے جو کچھ نماز کے ساتھ ہو چکا۔ جمعہ کی نماز بدھ کے دن پڑھا دی گئی۔ تو اس کا کیا ہوگا..؟ علیؑ پہ تبرا کرو... جو بھول گیا اس کو جمعہ کی نماز کے بعد یاد آیا کہ میں بھول گیا.. تو جس چوراہے پہ اس کو یاد آیا وہاں پہ ایک مسجد بنا دی گئی کہ یہاں پر اس آدمی کو یاد آیا تھا.... بھول گیا تھا علیؑ کو برا کہنا. تو مسجد علیؑ پر تبرا کرنے کی بنیاد ہے.. مسلمانوں کی مسجدیں... آپ مسجد پہ جان دیئے دے رہے ہیں، شیعہ اور سنیوں سب کی مسجدوں پہ جان چلی جا رہی ہے۔ جان جا رہی ہے۔ آپ غور کر رہے ہیں، نماز سے لیڈرشپ ختم کر دی، اور آج بھی یہی کوشش ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ نماز دلیل بن رہی تھی کہ حضورؐ نے آخری نماز جو پڑھائی اس میں طبیعت خراب ہوئی تو علیؑ سے کہا کہ تم جا کر پڑھاؤ... کہا بلاؤ... میرے محبؑ کو بلاؤ، میرے محبوب کو بلاؤ... تو ایک گئیں کسی اور کو بلا لائیں، رسولؐ نے منہ پھیر لیا.. کہا میرے محبوب کو بلاؤ، دوسری گئیں دوسرے کو لے آئیں، رسولؐ نے پھر منہ موڑ لیا، مطلب نماز کا معاملہ ہے ان سے پڑھوا لیجئے، ان سے پڑھوا لیجئے... رسولؐ وفات سے پہلے بتا کے جانا چاہ رہے ہیں کہ میں نے پڑھائی ہے اب میرے بعد کون مُصلّے پر آ سکتا ہے، یہ سارے فیصلے بستر پر لیٹے لیٹے کئے ہیں قرطاس وقلم سے لے کر نماز تک کے۔ اس کے باوجود آپ مجھے بتایئے کہ رسولؐ جس سے نماز پڑھوانا چاہ رہے ہیں اس کو نہیں آنے دیا جا رہا اور زبردستی کسی کو مُصلّے پر بھیج دیا گیا جماعت کے آگے کہ جاؤ نماز پڑھاؤ... اب جو رسولؐ کے فرمان کے خلاف جا کر نماز پڑھا رہا ہے کیا اس کی نماز ہوگئی..؟ اور کیا جماعت کی نماز ہو رہی ہے..؟ نہیں، سنی کسی نے، نہیں علیؑ کو جانے دیا، اور کسی کو مُصلّے پر بھیج دیا گیا، تو حضورؐ نے کہا کہ دروازہ

کھولو..! مسجد کا دروازہ کھولو.. پردہ ہٹاؤ، پردہ ہٹایا گیا، کہا کون ہے یہ محرابِ عبادت میں، انہوں نے کہا..فلاں۔کہا.. میں نے کہا تھا کہ علیؑ جائیں... کیوں گیا ہے یہ..؟ کیوں پڑھا رہا ہے یہ..اور ایک بار عبداللہ ابن عباس سے کہا... سارے چچازاد بھائیوں سے اور علیؑ سے کہا مجھے اٹھاو..طبیعت خراب ہے... بلاوا آچکا ہے، اللہ انتظار کررہا ہے، پیروں میں دم نہیں ہے، یہ عالم ہے، ہسٹری نے لکھا...کہا مجھے اٹھاؤ... مجھے لے کر مسجد میں چلو...اب وہ نماز پڑھا رہا ہے، رسولؐ اس عالم میں پکڑا کر لے جائے گئے محراب میں اور وہاں پر پہنچ کر رسولؐ نے کہنی سے دھکے مار مار کے ... ہٹ، ہٹ، ہٹ... یہی لکھا ہے جیسے میں بتا رہا ہوں، ہٹ یہاں سے، ہٹ...محراب سے نکال کر دیوار کی طرف دھکا دیا، وہ جا کر گرا،... کس نے کہا تجھ سے کہ تو نماز پڑھوا.. مسلمانوں کی نماز خراب کر...اور خود کھڑے ہو کر پوری نماز پڑھائی۔ کہا یا تو میں پڑھاؤں گا یا علیؑ پڑھائے گا، اگر تم علیؑ کو نہیں لا رہے ہو تو میں مر رہا ہوں جب بھی میں پڑھاؤں گا، لیکن اس کو نہیں پڑھانے دوں گا۔ ایک رکعت کے لئے رسولؐ...آج یہ واقعہ کسی مسجد میں ہو جائے تو ہنگامہ ہوگا. نماز کے خلاف ہیں، پیشِ امام کو کہنیاں مار مار کے ہٹا دیا..رسولؐ تھے تو سب چپ ہو گئے، لیکن ہے طے کر لیا کہ یہ جگہ بھی چھینیں گے ضرور....! علیؑ کو نہیں آنے دیں گے۔علیؑ کو نہیں آنے دیں گے، یہ تو اسی وقت رسولؐ کے سامنے طے کر لیا انہوں نے...تو سوال یہ ہے کہ رسولؐ اللہ آپ لیٹے لیٹے دیکھتے رہتے، نماز ہی کی تو بات ہے کیا ہوا آپ نے نہیں پڑھائی انہوں نے پڑھا دی۔ یہ اتنے غصے میں اٹھ کر وہاں جانا اتنی زحمت آپ نے اٹھائی، تکلیف اٹھائی کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ پیر گھسٹ رہے تھے گھسٹتے ہوئے، یعنی بغل میں دو آدمیوں نے ہاتھ دیا ہوا ہے، اپنے پیروں سے چل نہیں پا رہے ہیں اور اس کے بعد آپ اتنی زحمت میں پڑ رہے ہیں وہاں تک جانے

کے لئے نماز پڑھانے کے لئے... کیوں...؟ اگر انہوں نے پڑھا دی یا وہ پوری کر دیں گے نماز تو کیا ہو جائے گا؟ اسے کہتے ہیں نبوتؐ کہ ایک لمحے کے لئے رسولؐ کو یہ برداشت نہیں کہ میری وہ جماعت کہ جسے میں نے کلمہ پڑھوایا ہے اس کی ایک رکعت بھی کسی اُس کے پیچھے تباہ ہو جائے جس کی عمر شرک میں گزری ہے۔ جو عادل نہیں ہے، جو نسب میں افضل نہیں ہے، جو عالم نہیں ہے، جو کبیرہ وصغیرہ میں افضل نہیں ہے اس لئے کہا... علیؑ اس لئے کہ علیؑ میں ہر صفت موجود، عادل بھی ہیں، عالم بھی ہیں، معصوم بھی ہیں، گناہوں سے مبرا بھی ہیں، اس لئے کہا۔ علیؑ پڑھائیں۔ کتنی نزاکت ہے ایک نماز میں..؟ اس نماز کے لئے انہوں نے کہا کہ بھئی کوئی بھی پڑھا دے... دس آدمیوں میں سے کوئی ایک آگے بڑھ جائے اور وہ پڑھا دے.. چونکہ عصمت کو ختم کرنا تھا اور اپنے اختیار میں نہیں تھا تو پہلے عدل کو ختم کرو تب عصمت آپ سے آپ ختم ہو جائے گی۔ اب میرے ایک ایک جملہ پر غور کیجئے گا چونکہ معاشرے سے عدل کو ختم کیا گیا اس لئے آج تک مسلمان معاشرہ سنبھل نہیں سکا۔ عدل کی بنیاد کو ختم کر دیا... عدل کیا ہے..؟ خلیفۂ وقت کا فیصلہ عدل ہے.. ہیں نا! چونکہ آدمؑ سے شروع ہو کر جو سلسلہ خاتمؐ پر ختم ہو رہا ہے اللہ کو یہ معلوم ہے کہ یہ انسان خاتمؐ کے بعد کنٹرول اپنے ہاتھ میں لینے والے ہیں اور یہ نہیں سنیں گے اب کسی کی.. یا تو اتنی بڑی شخصیت لائی جائے محمدؐ کے بعد جو محمدؐ جیسی ہو یا محمدؐ سے بڑی ہو۔ اس لئے کہ.. جب محمدؐ کو لگ گئے تیئیس برس بات سمجھانے میں اور ان عربوں کو یہاں تک لانے میں..اس کے بعد جو کچھ یہ کرنے والے ہیں، اس کو کنٹرول کرنے والا کوئی نبیؑ ہو۔ اللہ کے اسٹاک stock میں ایسا تو نہیں کہ نبوت ختم ہو گئی اب اللہ کے پاس نبیؑ نہیں ہیں، اب وہ نبیؑ نہیں بنا سکتا۔

تو پروردگار..! یہاں پر نبوت کو ختم کیوں کر رہا ہے... جب تو ایک لاکھ چوبیس ہزار

لاسکتا ہے... چوبیس ہزار اور سہی.. ایک لاکھ پچاس ہزار سہی.. سلسلہ روک کیوں رہا ہے..؟ ابھی یہ سدھرے نہیں ہیں... ابھی تو صرف عرب میں ایک خاتمؐ آیا ہے، اب ایک یونان میں بھیج، ایک امریکا میں بھیج، ایک روس میں بھیج، ایک ہندوستان میں بھیج... آتے رہیں اور مسلسل آتے رہیں.. تاکہ انبیاءؑ آتے رہیں، اور یہ ٹھیک ٹھاک رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ یہاں پر تو نے روک دی نبوت..؟ تو اللہ یہی کہے گا.. چونکہ اب ہم نے اپنے محبوبؐ کو بھیج دیا... اور محبوب آخری ہوتا ہے، محبوب ایک ہوتا ہے، محبوب کئی نہیں ہوتے... ہم اپنے محبوب کے رقیب کو نہیں لائیں گے کہ ایک اور نبیؑ بنائیں حالانکہ اسی کے بیٹے کو نبیؑ بنا کر بھیج سکتے تھے۔ یہ مجھے برداشت نہیں کہ نبوّت کا منصب کسی اور کو دیں اور ہم اپنے محبوب کی توہین کریں اور اس کے جیسا لا کر بٹھا دیں.. تو پھر تیرا سلسلۂ ہدایت قیامت تک چلے گا کیسے..؟ کہا یہ ہم نے اپنے محبوب پر ہی رکھ دیا کہ تم میرے محبوبؐ اب تم ان کو لاؤ جو تمہارے محبوبؐ۔ تم میرے محبوب ہو اور دیکھو میں نے تمہارا کتنا احترام کیا کہ... نبیؑ نہیں لا رہے ہیں.. لیکن ہدایت کو جانا ہے... اب تم پر چھوڑ دیا کہ تم جس سے محبت کرتے ہو تم اسے لے کر آؤ تو آواز دی... چونکہ معاملہ محبت کا تھا، محبت پہ نبوتؑ بھی چل رہی تھی... محبت پہ ہدایت کو جانا تھا تو آواز دی...

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)

''جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے محبت کرو''۔ دیکھئے..! یہ بڑا مشکل تھا، یہ علیؑ کو کیوں بنا دیا، ہم نے بھی تو کلمہ پڑھا تھا، ہمیں بناتے، ہمیں بناتے.. ہمیں بناتے... ہمیں بناتے۔ جھگڑا ہوتا..؟ جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے بات محبت پر ڈال دی، کہا.. بھئی محبت میں کوئی اختیار نہیں ہے.. ایک لاکھ میں ہم نے اس سے محبت کی.. اسے محبوب بنایا.. نہ آدمؑ آ کر شکوہ کر سکتے ہیں نہ ابراہیمؑ، نہ موسیٰؑ نہ عیسیٰؑ.. بھئی محبت ایک سے کی جاتی

ہے، ہم نے ایک سے کی، کوئی نبیؐ ہم سے شکوہ نہ کرے کہ اس سے کیوں کی..؟ بس کی محبت ہم نے.. اب یہ راز ہے کہ اسی ایک سے اللہ نے کیوں محبت کی اور اسی کو اپنا محبوب کیوں بنایا، یہی محبوبِ الٰہی کیوں مشہور ہوئے، یہ منصب انہی کو کیوں مل گیا..؟ نہیں تھا کوئی اتنا حسین..کوئی نہیں تھا..نہیں تھا کوئی ایسا اللہ کا چاہنے والا جس نے کائنات میں سب سے پہلے لا الٰہ کہا ہو عالمِ نور میں..اس نے پہلے آواز دی کہ تو میرا رب ہے، ہو گیا تم سے عشق، تم سب سے پہلے بولے، تم نے سب سے پہلے ہمیں پہچانا. تم ہی میرے محبوب..کوئی نبیؐ شکوہ نہیں کر سکتا..تو اب یہاں پر بھی شکوہ نہ ہو..اس لئے کہ نبیؐ جس سے محبت کرے..اب محبت کے رشتے میں اگر شکوہ ہوتا تو تاریخ لکھ دیتی، کہ نبیؐ نے علیؑ سے محبت کیوں کی، اور فاطمہؑ سے کیوں کی، اور حسنؑ و حسینؑ سے کیوں کی..؟ پھر ان سے کیوں نہیں کی، ان سے کیوں نہیں کی؟ ان سے کیوں نہیں کی؟ یہ شکوہ نہیں ہو سکتا..اس لئے نہیں ہو سکتا کہ محبت کی کنجی کیا ہے پہلے یہ تو پتہ لگاؤ. محبت ہو سکتی تھی علیؑ والی ان سے بھی، ان سے بھی ان سے بھی اُن سے بھی، سب سے ہو سکتی تھی لیکن محبت کی کنجی نہیں تھی ان کے پاس، انہوں نے اپنی بیٹیاں نبیؐ کو دی تھیں اگر بیٹی کے بیٹا ہو جاتا تو محبت کا مرکز ہو جاتا..تو کہتے..!

تم مجھ سے ہو مَیں تم سے ہوں

محبت بچے کی وجہ سے ہوتی ہے، بڑھے سے نہیں ہوتی. محبت کا کوئی رشتہ ہوتا ہے، اور ایک جملہ دے دوں، شائد آپ کو پسند آجائے اور محفوظ کر کے آگے بڑھ جائیں آپ، خسر داماد سے تو محبت کر سکتا ہے، بیٹی کی وجہ سے، کہ میری بیٹی کا شوہر ہے، مثل میرے بیٹے کے ہے، تو جتنی محبت بیٹی سے ہوگی اتنی داماد سے ہوگی لیکن ضروری نہیں کہ داماد خسر سے محبت کرے..وجہ تو پتہ چلے..؟ چونکہ میری بیوی اپنے باپ سے بہت

محبت کرتی ہے...تو بھائی پھر ایک جملہ آیا کہ اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میری بیوی چونکہ اپنے باپ سے محبت کرتی ہے تو میں بھی اس کے باپ سے محبت کروں، یہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ میری بیوی میرے باپ سے کتنی محبت کرتی ہے؟ بڑے نازک رشتے ہیں محبت کے..

محبت کے رشتے نہایت ہیں نازک
مجھے کس لئے قدر داں کھینچتے ہیں

محبت کے رشتے پر ہدایت چلے گی، ہادی آئیگا لیکن ہادی کے لئے ضروری نہیں ہے کہ تم اعلان کرو کہ ہادی کو مان لیا...عوام کا اقرار اللہ کیلئے دلیل نہیں ہے..اگر ایسا ہوتا تو نوحؑ لیڈر نہیں ہیں..امت نے نہیں مانا..کہا بوڑھا ہے...دیوانہ ہے، ریگستان میں کشتی بنا رہا ہے..! پتھر مارے، عاجز کردیا نوحؑ کو، اتنا عاجز کردیا کہ امت کے لئے بددعا کی، اب اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ نبی بددعا کردے اس کے معنی امت بہت عاجز کر رہی ہے..کون سا نبیؑ ہے جس کو اس کی امت نے عاجز نہیں کیا، نہیں مانا..نوحؑ کو اس کی امت نے نہیں مانا، صالحؑ کی امت نے صالحؑ کو نہیں مانا، ہودؑ کی امت نے ہودؑ کو نہیں مانا، لوطؑ کی امت نے لوطؑ کو نہیں مانا..اور نہیں مانا یونسؑ کی قوم نے نہیں مانا الیاسؑ کی قوم نے نہیں مانا ادریسؑ کی قوم نے نہیں مانا..نہیں مانا تو یہ نبی نہیں ہیں..؟ امت نے نہیں مانا... ''لیکن ہیں''...ہسٹری بھری پڑی ہے، اور ان امتوں کو آج کی امت برا بھلا کہتی ہے، کیوں نہیں مانا..تم نے کون سا مانا..؟ یہ تو اس کا کمال ہے کہ تم سے یہ کہلوالیا کہ صالحؑ کی امت کو برا کہو..بھئی پھر ایک جملہ آیا، اللہ نے تم مسلمانوں سے یہ منوالیا ہے کہ تم کہو..ہودؑ کی امت کو برا کہو، نوحؑ کی امت کو برا کہو، کافر تھے، مشرک تھے جہنمی تھے..انہیں تم کہو..تا کہ آنے والی قومیں تم کو کہیں۔ یہ تو سلسلہ جائے گا اسی طرح کہ جو رہنما کو نہیں

مانے گا تو یہ تو ہوگا۔ اللہ منوایا نہیں کرتا، اس نے اپنے حبیبؐ سے کہا بس تم محبت کے رشتوں پر اعلان کر دو، یہ ہے پوری تاریخ.. نماز پڑھانے اٹھے، قلم اور کاغذ مانگا، چھ برس کی تھیں زینبؑ، سب دیکھ رہی تھیں... اس لئے تمہید کی مَیں نے۔ یہ سب زینبؑ دیکھ رہی تھیں، پوری نبوت کی تاریخ کو اپنی آنکھ سے دیکھا... یہ ہے میرا نانا.. سب سے واقف ہیں، سب کے ناموں سے واقف ہیں، سب کے کردار سے واقف ہیں۔ اور دیکھ رہی ہیں کہ کتنے لوگ ہیں جو جنازے میں شریک ہیں؟ دیکھ رہی ہیں، میری ماں سوگوار ہے.. تعزیت میں کوئی نہیں آیا.. گھر کا دروازہ جل رہا ہے پہلو میں ماں کے ہیں دیکھ رہی ہیں، معلوم ہے کون جلا رہا ہے؟

مصائب ابھی نہیں پڑھ رہا... ابھی تو بی بی پر پوری تقریر کرنی ہے، چار دن اسی طرح سے تقریر کرنی ہے، کیا کروں..؟ کہاں سے..؟ مَیں آسمان سے فضائل اتاروں...؟ یہی ہیں بی بیؑ کے فضائل، جسے آپ مصائب کہتے ہیں.. یہی فضائل ہیں.. ابھی چار تقاریر یہ پھر حسن صغیر صاحب بھی اپنے گھر پر مجلس کرتے ہیں تو پانچ تقریریں ہر سال میری حضرت زینبؑ پر ہو جاتی ہیں، علاوہ محرم کے محرم میں تو نہ جانے کتنی مجلسیں ہو جاتی ہیں، چہلم کے دن کی، گیارہ محرم کی تقریر سب حضرت زینبؑ پر ہوتی ہیں تقریریں، یعنی آپ اس سے اندازہ کریں کہ بی بی پر بولنے کے لئے مواد کتنا ہے؟ کتنا میٹر ہے، اگر بولنے والا ہو اور بات کو سمجھا سکے تو کتنی چیزیں محفوظ ہوتی چلی جائیں گی؟ حضرت زینبؑ چھ سال، کی عمر میں پوری تاریخ کو محفوظ کر رہی ہیں کہ حسنِ مثنیٰ، امام حسنؑ کے بیٹے نے روایت بیان کی.. یعنی حضرتِ زینبؑ کے بھتیجے ہیں، وہ کہتے ہیں، کہ پانچ برس کی عمر میں میری پھوپھی زینبؑ کو اپنی ماں کا خطبۂ فدک زبانی یاد تھا... کیوں..؟ اس لیے کہ ماں کے ساتھ دربار میں گئی ہیں۔ ماں خطبہ دے رہی ہے، زینبؑ خطبہ سن رہی ہیں، وہ پوری

تقریر آج جب آپ سنتے ہیں.. بی بی کی.شہزادیٔ کونینؑ کی.تو آج کیا کیف طاری ہوتا ہے؟ کیا اثر ہوتا ہے اسے سننے کے بعد..؟ بیٹی ماں سے پوری تقریر سن رہی ہے، ایامِ جاہلیت سے لے کر بعثت، وحی کا آنا، پوری زندگی نبیؐ کی، عظمتِ قرآن، عظمتِ اصول دین، عظمتِ فروعِ دین..اس خطبے میں کیا نہیں ہے؟ پورا دین ہے جناب سیدہؑ کے خطبہ میں اور زینبؑ کو زبانی یاد ہے.... پانچ برس کی عمر میں بی بی کو پورا قرآن مع تفسیر کے حفظ ہے، وہ آیات جوان پانچ برس میں آئی ہیں جب بی بی دیکھ رہی ہیں کہ نبیؐ پر کیا کیا آیتیں آئیں زینبؑ کے سامنے۔تو جبرئیلؑ تو سامنے آئے ہیں.. پتہ ہے کون سی آیت کہاں کہاں آئی ہے..؟ یہی وجہ ہے کہ کوفہ میں جب خلیفۂ وقت بن کر مولا علیؑ گئے اور بیٹیوں کو بلایا اور اس کچے مکان میں جواب تک بنا ہوا ہے اور محفوظ ہے..اسی مکان میں جب شام ہوئی اور کوفہ کی عورتوں نے علیؑ سے آ کر تقاضہ کیا کہ ہم بی بی سے تفسیرِ قرآن سننا چاہتے ہیں..اور جب ایک اژدہام ہوا اور بی بی نے سورۂ مریمؑ کی تفسیر سنائی اور کوفہ کی عورتوں نے بی بی سے قرآن سنا، تلاوت سنی، تفسیر سنی۔اس لئے کہا سیّد سجادؑ نے کہ میری پھوپھی عالمۂ غیر معلّمہ ہیں وہ ایسی عالمہ ہیں کہ کسی عالم نے انہیں سکھایا نہیں...گویا اب مجھے کہنے کی اجازت دیجے کہ وہ پہلا جملہ...کہ آخری نبیؐ کے بعد سلسلۂ ہدایت کیسے چلے گا..؟ تو اللہ نے کچھ ہستیاں نبیؐ جیسی پیدا کر کے انہیں پردۂ غیب میں چھپایا کہ نبیؐ نہ سمجھنا مگر نبی سے کم بھی نہیں ہیں۔اور نبی کی تعریف کیا ہے..؟ نبی کی تعریف یہ ہے کہ وہاں سے پڑھا لکھا آئے، زمانے سے نہ سیکھے۔تو زینبؑ نے زمانے سے نہیں سیکھا..وہاں سے سیکھ کر آئی ہیں۔کتنی علمیت کے ساتھ آپ نے تقریر سماعت فرمائی..اللہ اکبر..کیا مرتبہ ہے؟ کیا عہدہ ہے؟ کیا منصب ہے؟ دیکھئے..! دنیا کی تاریخ آپ کی نظر میں ہے..کسی بھی قوم کے بڑے سربراہوں کو اگر قتل کر دیا گیا..تو گھر کی

عورتوں کے نام ونشان مٹ گئے.. کسی بھی قوم کا ذکر کریں.. چنگیز آیا، ہلاکو آیا.. فلاں آیا.. بیان نہیں کرنا چاہتا۔ واقعہ پورا نہیں پڑھنا چاہتا، تاریخ میں پورا موجود ہے کہ نادر شاہ درانی جب دہلی میں داخل ہوا اور مغل شہنشاہ کو اندھا کر دیا، سارے شہزادوں کو قتل کر دیا تو حکم دیا کہ تمام مغل خاندان کی عورتیں دربار میں آ کر میرے سامنے کھڑی ہوں.. پورا واقعہ کھل کر نہیں پڑھ رہا... ہسٹری میں میں صرف چند جملے پڑھ دوں تاکہ بات سمجھ میں آ جائے، جتنی مغل شہزادیاں تھیں دربار میں آ کر کھڑی ہو گئیں، ''نادر شاہی حکم'' آپ نے محاورہ سنا ہے اس لئے کھڑی ہو گئیں۔ نادر شاہ نے تلوار نیام سے نکالی اور سامنے رکھ لی۔ اور تمام مغل شہزادیوں کو ایک نظر دیکھا، دیکھنے کے بعد ایک بار آنکھ بند کی.. اور وہیں گاؤ تکیہ پر، تختِ شاہانہ پر.. مغل تخت پر سو گیا۔ کئی گھنٹے سوتا رہا اور اسی طرح عورتیں کھڑی رہیں.. ایک ڈیڑھ گھنٹے، دو گھنٹے کے بعد بیدار ہوا اور اس کے بعد کہا کہ آپ لوگ جایئے اور جاتے جاتے ایک بات سن لیجئے، مغل خاندان سے غیرت ختم ہو گئی۔ اب آپ کی قوم میں شاہی نہیں رہے گی.. ختم ہو گئی.. اس لئے کہ تلوار نکال کر میں نے پہلو میں رکھ لی تھی اور تلوار رکھ کر سو گیا۔ مغل خاندان کی ایک بھی شہزادی آگے بڑھتی اسی تلوار کو اٹھا کر میرے سینے میں پیوست کر کے مجھے قتل کر دیتی... میں تو آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ اگر تم میں سے کسی ایک عورت میں بھی غیرت ہوتی تو مجھے قتل کر دیتیں... تم میں سے غیرت ختم ہو گئی اسی طرح کھڑی رہیں.. غیرت ختم ہوتی ہے عورتوں کی وجہ سے.. جس دن ہندہ نے حمزہؑ کا جگر چبایا... غیرت ختم ہو چکی تھی۔ زینبؑ نے خطبہ دے کر بتایا.. ارے تو اس کا پوتا ہے، جس نے جگر چبایا۔ تو سمجھ رہا ہے مجبور ہوں..! ہاتھ باندھے ہیں، تو زبان نہیں باندھ سکتا... تو جہاد کروں گی زبان سے اور زمانے کو بتاؤں گی تو ہے کیا..؟ یہ ہے جہادِ انبیاءؑ... میرے جملوں کو ضائع نہ کیجئے گا.. تقریر ایسی منزل پر

پہنچی ہے کہ جہاں پر آپ ہی کو تقریر سنبھالنا ہے.. زینبؑ نے آواز دی.. تو کیا اور تیری حقیقت کیا.. اور تیرے اجداد کیا تھے.. اور تیری دادی کیا تھی اور پورا خاندان کا کچا چٹھا کھولنے کے بعد کہا.. ہاتھ بندھے ہیں لیکن مَیں بتا رہی ہوں تو کیا ہے..؟ اور اس کے بعد یہ بھی کہا کہ تو بھی جہنمی اور جنہوں نے تجھ کو مسلّط کیا مسلمانوں کی گردن پر وہ بھی جہنمی اور ان کو بھی جو لائے تھے.. بھئی غور سے سنئے گا.. پوری تاریخ، جو دیکھی ہوئی تاریخ تھی بیان کی.. وفاتِ نبیؐ سے یہاں تک کی زینبؑ کی آنکھوں دیکھی تاریخ تھی. یعنی دیکھتی جا رہی تھیں سناتی جا رہی تھیں.. گویا.. اس کو بتایا کہ تو تو ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن.. پیدا ہوا ہے، مَیں تو چھ سال کی عمر سے تیرے اجداد کی... تاریخ دیکھ رہی ہوں.. یعنی تیرہ سالہ مکہ کی زندگی میں نبیؐ نے.. تلوار اٹھائی جنگ کی.. جہاد کیا.. یلغار ہو رہی ہے چاروں طرف سے، پتھر پھینکے جا رہے ہیں، اذیّت پہنچائی جا رہی ہے، لیکن جہاد کا جواب کیسے دے رہے ہیں؟ زبان سے۔ یعنی نبوت کو ظلم کے مقابلے میں لڑنے کی اجازت نہیں، تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں.. ہاتھ چلانے کی اجازت نہیں، یعنی نبوت اس طرح ہوتی ہے کبھی کبھی کہ صرف دشمن کے مقابل زبان کھولی جائے، آیات سنائی جائیں، آیات سنا سنا کر انہیں شکست دی جائے تو گویا اسے کہتے ہیں نبوت.. زینبؑ نے یزید کے سامنے آیات سنا کر.. ہاتھ بندھے تھے.. تلوار کی ضرورت نہیں ہے.. ناناؐ کی طرح قرآن سنایا اور جہاد کو فتح کر لیا۔ اور دو جب میدان میں مقابل ہوں تو ہارنے والے کی کیا پہچان ہے اور جیتنے والے کی کیا پہچان ہے؟ جنگ ہو رہی تھی، تو جب یہ جنگ ہو رہی تھی تو اس میں فاتح کو کیسے پہچانیں اور شکست خوردہ کو کیسے پہچانیں.. جیسے ہی خطبۂ زینبؑ ہو چکا تو بھری ہوئی خلقت نے دیکھا کہ اس کا سر جھکا ہوا تھا.. سر کو جھکائے ہوئے تھا۔ خاموش.. دربارِ یزید پر اوس پڑ گئی تھی، کوئی جواب نہیں تھا، شکست

پانے والا گروہ جب جواب نہ دے سکے تو ہار گیا. سب خاموش. تو اب کیا تھا چارۂ کار ..ان کو لے جاؤ قید میں ڈال دو. تو یہ تو یوسفؑ کے ساتھ بھی ہوا، ابراہیمؑ کے ساتھ بھی ہوا، دانیالؑ کے ساتھ بھی ہوا، زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ سب کے ساتھ یہی ہوا عیسیٰؑ کی تو فلم بھی دکھا رہے ہیں، کہ قید خانے میں لے جا کر عیسیٰؑ پر یہودیوں نے کیا مظالم کیے ہیں، یہ تو آخری بنی اسرائیل کا نبی، ہمارے نبیؐ سے پہلے کا نبی ہے...اور اس کے مظالم سب کے سامنے ہیں کہ قید سے نکال کر کیا ظلم عیسیٰؑ پر کیے گئے.. تو قید میں جانا فاتح کی نشانی ہے..فیصلہ تو اب ہوگا۔ قید خانے کے بعد فیصلہ ہوگا کہ یوسفؑ قید سے نکلیں گے تو کیسے فتح پائیں گے..؟ دانیالؑ جب قید سے نکلیں گے تو کیسے فتح پائیں گے، ابراہیمؑ جب قید سے نکلیں گے تو کیسے جائیں گے، فتح پائیں گے اور کیسے کعبہ بنائیں گے..؟ تحریک چلائیں گے اور حاجیوں کو بلائیں گے اور لاکھوں کا مکہ کی طرف رخ موڑ دیں گے، تو ابھی تو نہیں پتہ چلے گا..ابراہیمؑ کو قید میں باندھ کر ڈال دیا کہ اللہ کی باتیں کرتے ہو.. پھر آزاد بھی ہو گئے، ہجرت بھی کی، چلے بھی گئے، کعبہ بھی بنایا، آواز دی، نکلو آؤ..حج کے لئے آؤ..قیامت تک مجمع آتا رہیگا، گھر کے گرد گھومتا رہے گا...مقامِ ابراہیمؑ سے نکلتا رہے گا. صفا و مروا میں دوڑتا رہے گا، ان کی بیوی ہاجرہ کی یادگار منائی جاتی رہے گی، اسمٰعیلؑ کی یادگار رہے گی تو اب نمرود نہ رہا، ابراہیمؑ کی یاد مکہ سے لے کر یہاں تک حج اور عمرہ کی شکل میں موجود ہے..اس میں پانی بھی ہے، اس میں زم زم بھی ہے، اس میں سب کچھ ہے، اس میں حاجی کا آنا جانا بھی ہے، صعوباتِ سفر بھی ہے، دوڑ بھی ہے، یادگار بھی ہے، کاندھے اچھال کر دوڑنا بھی ہے، یعنی ابراہیمؑ نے قید خانے سے نکل کر ایک یادگار بنائی..زینبؑ قید خانے میں گئی ہیں...اب باہر آنے تو دو...قید سے باہر تو آنے دو..نہ ابراہیمؑ جیسی یادگار قائم کریں تا کہ تم پکار کر کہو کہ زینبؑ ابراہیمِ ثانی تھیں بلکہ

یہ کیوں نہ کہوں...! فخرِ ابراہیمؑ تھیں..تو کہا اب آزاد ہو...جاؤ مدینے جاؤ... کہانہیں میرے دادا ابراہیمؑ نے قید سے نکل کر کچھ یادگاریں بنائی تھیں، کچھ یادگاریں میں بناؤں گی...مکان خالی ہو گیا، یہاں ذکر حسینؑ ہو، یہاں ماتم ہو.. یہاں مجلس ہوتا کہ بنیاد ہو، رکھ دی بنیاد، نہ کوئی ماتم روک سکا نہ کوئی مجلس روک سکا..مجلس و ماتم تو جب رکے جب ابراہیمؑ کا حج بھی رک جائے... ہاجرہؑ بی بی کی سعی رک جائے...اور ایک اور اچھا سا جملہ دے دوں..زینبؑ کی بنائی ہوئی سبیل کا پانی..تو جب رکے جب زم زم کا پانی رک جائے...آج کی حد تک تقریر ختم ہوئی۔کل انشاءاللہ اسی کے آگے سے گفتگو ہوگی...کہنے کو یہ سب مصائب تھے لیکن آپ نے فضائل کی طرح سن لیا...اور میں ادھر سے گزرتا رہا تا کہ وہ مصائب نہ معلوم ہوں..لیکن کیا کریں جو بی بی کے مصائب ہیں وہی تو فضائل ہیں...یہ فضائل ہی تو ہیں.مَیں بہت قیمتی جملہ کہنے جارہا ہوں تقریر کے آخر میں، کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں رہے ابراہیمؑ؟...عراق میں.. بابل میں...کربلا سے قریب..وطن کون سا ہے؟ عراق۔ہجرت کی، آئے، مصر گئے، فلسطین گئے، مکہ آئے، یادگار کہاں بنائی؟ وطن سے دور مکہ میں، اور دفن کہاں ہوئے. فلسطین میں.شہرِ خلیل... الخلیل..غزہ کے پاس ہے اس میں خلیلؑ دفن ہیں اس لئے اس کو کہتے ہیں "الخلیل" وہاں پر دفن ہیں ابراہیمؑ...عراق سے کتنی دور؟ اور جہاں یادگار مکہ میں بنائی وہاں نہیں ہیں، یعنی جہاں یادگار بنائی نہ وہاں ہیں...اور نہ جہاں پیدا ہوئے وہاں ہیں...اور دوبارہ ابراہیمؑ ہجرت کے بعد مکہ بنانے کے بعد، کعبہ بنانے کے بعد دوبارہ وطن نہ جا سکے اور عراق مین جا کر اپنی تحریک نہ چلا سکے، اور نہ واپس جہاں یادگار بنائی تھی مکہ میں دفن ہو سکے۔ ایک ابراہیمؑ نبی، خلیل اللہ، اللہ کا محبوب، بہت ہی چہیتا، دوست لیکن عراق میں دفن نہ ہو سکا۔عراق میں واپس جا کر.....اپنی یادگار منوا نہ سکا۔مکہ میں دفن نہ ہو سکا

جہاں اللہ کا گھر بنایا، جہاں حج بنا کر دیا، وہاں بھی دفن نہ ہو سکے۔...واہ ری زینبؑ...کہ مدینے سے ہجرت کی کربلا آئیں، کربلا سے شام آئیں، یادگار شام میں بنائی پھر جا کر کربلا، عراق میں یادگار بنائی اور مڑ کر آواز دی...دادا ابراہیمؑ آپ سے عراق بچ گیا تھا...مَیں نے بنا دیا...''کربلا''۔ اے میرے دادا آپ واپس نہ آسکے تھے عراق... یہاں اسلام نہیں پھیلا سکے تھے آپ...مَیں نے کربلا بنا دیا عراق میں، آپ کی ولادت گاہ پر بھی میں نے اسلام پھیلا دیا۔ اور ذرا کام دیکھئے اور طویل کام .. جتنے انبیاؑ کی ہجرتیں..کل جب پڑھوں گا کہ ابراہیمؑ کہاں سے کہاں جاتے ہیں، موسیٰؑ کہاں سے کہاں جاتے ہیں؟ مصر جاتے ہیں، جنگلوں میں نکل کر کہاں کہاں جاتے ہیں، وادیٔ طویٰ میں جاتے ہیں، شعیبؑ کی وادی میں جاتے ہیں...اِدھر جاتے ہیں پھر اُدھر آ کر کام کرتے ہیں، ابراہیمؑ عراق سے نکلتے ہیں، بیت المقدس جاتے ہیں، شام جاتے ہیں پھر مکہ آتے ہیں پھر گھر بناتے ہیں...ارے تم نبیؑ ہو..مرد ہو..ہجرتوں پر ہجرتیں کر رہے ہو...یادگاریں بنا رہے ہو..آؤ زینبؑ سے پوچھو...! کہ کربلا سے نکلیں..کوفہ آئیں، کوفہ سے شام، شام سے پھر کربلا، کربلا سے پھر مدینہ اور مدینہ سے پھر شام....بہت آسانی سے سن لیا...بہت آسانی سے سن لیا...پھر سن لو...۲۸ رجب کو مدینہ سے نکلیں..کربلا آئیں، دس روز کربلا میں رہیں پھر وہاں سے ہاتھ بندھے کوفہ آئیں، تین دن کوفہ میں رہیں، اکیس دن کا سفر طے کر کے شام پہنچیں، ایک سال قید خانے میں رہیں پھر آزاد ہوئیں، سترہ روز پھر ماتم کیا شام میں...پھر چلیں کربلا آئیں، بھائی کی قبر بنائی، ماتم کیا پھر کربلا سے چلیں..اب مدینہ چلیں، ارے اتنا طویل سفر اور ایک بار عماری کا پردہ اٹھا کر کہا...! اے نانا کے مدینہ...زینبؑ یہاں پیدا ہوئی تھی، یہ اماں کا شہر، یہ نانا کا شہر... ارے ہمارے آنے کو قبول نہ کر...جب گئے تھے گودیاں بھری تھیں، مانگ میں سیندور

تھا...ارے اب جو واپس آئے مانگ اجڑ گئی، گودیاں خالی ہوگئیں چھوٹے چھوٹے بچے اونٹوں کے قدموں میں آ کر روندے گئے، بچے مارے گئے، ارے ہماری سکینہؑ قید خانے میں رہ گئی....اے نانا...جزاک اللہ...اللہ آپ کے مرتبوں کو بلند فرمائے۔اس مجلس کا ثواب آپ کے نامۂ اعمال میں محفوظ ہوا...اس کی برکتیں آپ کے بچوں پر رہیں، گھروں پر رہیں، شہزادی زینبؑ آپ کو دعائیں دیتی ہیں، اپنے بھائی کے ماتم داروں کو زینبؑ دعائیں دیتی ہیں...جب بی بی کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں تو ہم کیا دعائیں مانگیں...اسی بی بیؑ کا واسطہ دے کر ہم میں جو بیمار ہیں انہیں شفا عطا فرما، جو مر گئے ان کے مرتبوں کو اعلیٰ فرما..بحق محمدؐ وآلِ محمدؐ بزرگوں کی عمر طولانی فرما، ماتم داروں کو سلامت رکھ، عزاداروں کو سلامت رکھا، حج وزیارات سے مشرف فرما، امام زمانہؑ کا ظہور فرما، تعجیل فرما۔

❀ ❀ ❀

پانچویں مجلس

کائنات پر حضرتِ زینبؑ کا اختیار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

ارشادِ الٰہی ہے:-

وَکَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلِیَکُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ (سورۂ انعام آیت ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے Hold ملکوت دکھائے تا کہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں۔

شہادتِ حضرت زینبؑ کبریٰ کے سلسلے کی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ گفتگو تھی کل... کہ نبوتوں کے بعد اور پھر ہمارے نبیٔ آخر کی بعثت کے بعد اور تکمیلِ نبوت کے بعد صورتحال یہ تھی جو پیش کی گئی کل کی تقریر میں... مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے... چونکہ ہم ایک اسلامی ملک میں رہتے ہیں تو ہم محدود دائرہ میں سوچتے ہیں کہ شائد دنیا میں ساری پریشانیاں اور مصیبتیں مسلمانوں کے لئے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان ہیں اور ان کا اللہ ہے... اتنی بڑی دنیا کے بارے میں ہم سوچنا بھی نہیں چاہتے کہ یہ پوری کائنات صرف اس بات پر نہیں چل رہی ہے کہ ایک اللہ ہے

ایک اس کی قوم ہے جسے مسلمان کہتے ہیں...اس سے آگے ہم کچھ سوچنے کے لئے تیار نہیں۔مسلمان اس کے آگے کچھ نہیں سوچنا چاہتا...بس ہم ہیں...وہ اللہ ہے..اور ہم عبادت کر رہے ہیں، وہ ہمیں جانتا ہے اور ہم اسے جانتے ہیں بس دنیا میں کچھ ہے ہی نہیں...اللہ ہمارا ہے...بس...اللہ ہے۔اللہ کی کتاب ہمارے پاس ہے، ہم اللہ کی قوم ہیں، ہم اللہ کے پیارے ہیں..ہم ہی جنّت میں جائیں گے اور سب کچھ ہمارا ہے... بس اس کے آگے کچھ نہیں سوچتے... پوری اتنی بڑی دنیا یہ چھ ارب انسان، انسانوں میں مختلف قومیں۔مختلف ملک..وہ بھی تو جی رہے ہیں...ان کا بھی تو کوئی اللہ ہوگا...یا تو تمہارا ہی اللہ ان کا اللہ ہے یا ان کا اپنا کوئی اللہ ہوگا..تم اپنا اللہ دینے کو تیار ہی نہیں ہو...یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں...ہم ہیں اور اللہ ہے اور ہمارا اللہ...جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ ان کے ہی لئے کر رہا ہے...اور جو نہیں کر رہا تو اس کا شکوہ ہے کہ یہ کردے...یہ عجیب باتیں ہیں۔صرف یہ دنیا انسانوں کی دنیا نہیں ہے، اس میں اور بھی اس کی مخلوقات ہیں انسانوں سے زیادہ تعداد میں حشرات الارض ہیں، جانور ہیں، درندے ہیں، چرندے ہیں، پرندے ہیں سمندری مخلوقات ہے، اجنّہ ہیں، ملائکہ ہیں، زمین و آسمان ہیں، کرُے ہیں...سیارے ہیں، ستارے ہیں، لاکھوں آفتاب ہیں، بائیس ہزار کہکشائیں ہیں، اس میں کروڑوں ستارے ہیں..ان سب کا ہے اللہ...

اتارا تھا سورہ تو کہہ دیتا کہ "الحمد للہ ربّ عرب" اس کی حمد کرو جو اللہ ہے عرب کا...یا مسلمین...عالمین کی جگہ کہہ دیتا...اس نے بات شروع کی۔قرآن اپنے آخری نبیؐ پر اتارا ہے، مسلمانوں پر نہیں اتارا، امت پر نہیں اترا..اپنے حبیب سے کہہ رہا ہے...... الحمد للہ ربّ العالمین..تو وہ کس دن آئے گا جب عالمین کی بات کریں گے؟ مسلمین کے دائرے سے نکل کر کب عالمین کی باتیں ہوں گی..وہ دن کب آئے گا...؟ ابھی تو وہ دن

نہیں آیا۔ کیا.. اللہ نے یہ اعلان کر دیا کہ ہم امریکہ والوں کے اللہ نہیں ہیں... ہم یورپ والوں کے اللہ نہیں ہیں.. ہم روس والوں کے اللہ نہیں ہیں.. ہم افریقہ والوں کے اللہ نہیں ہیں.. کہیں اعلان کیا ہے اس نے..؟ ہم ربّ ہیں عالمین کے... اور سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے، سب کو رزق ہم دیتے ہیں، یہ سب ہمارے بندے ہیں، یہ لفظِ بندہ جو ہے اس میں صرف مسلمان نہیں آتا... سب اللہ کے بندے ہیں۔ یہ جو تعصبات ہیں، کبھی ان پر غور کیجئے... مسلمانوں کا تعصب کائنات کے ساتھ... کس نے پھیلایا ہے یہ تعصب..؟ اور کیوں پھیلایا؟ جب کہا تھا اللہ نے کہ ہم عالمین کے ربّ ہیں.. تو کیوں آپ نے یہ نعرہ لگایا... کہ ہمارا ہے اللہ؟ ہو رہا ہے قرآن کے خلاف کام یا نہیں ہو رہا..؟ یہ کہا ہے اللہ نے.. کہ ہر قوم سے تم ہمیں چھین لو.. اپنا خلیفہ آپ بناتے بناتے اب تم اللہ بھی بنانے لگے... اس کو بھی محدود کرنے لگے تم اللہ کو اپنی رائے پر چلانا چاہتے ہو... کہیں اور نہ جا... امریکہ نہ جا، روس نہ جا، جہاں جہاں ترپن اسلامی ملک ہیں.. بس وہیں رہ ہماری مسجد میں.. کہیں نہ جانا..! تو پھر اللہ اور بت میں کیا فرق رہا، ایام جاہلیت میں بت قبضہ میں تھے، آپ اللہ کو بھی اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کیسی باتیں ہیں؟ یہ سامنے کی باتیں ہیں، چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں، سوچنے کا موقع نہیں ملتا۔ کہاں ذہن ادھر جاتا ہے؟ لیکن.. سوچئے.. اس پر سوچئے اور اس کے بعد یہ فکر کیجئے اور یہ دیکھئے کہ پوری کائنات میں جتنی قومیں ہیں ان سے اللہ خوش ہے یا ناراض؟ کوئی تو میزان.. کوئی تو دلیل ہوگی..! کہ ناراض ہے یا خوش۔ اگر چھ ارب انسانوں سے ناراض ہے اور مسلمانوں سے خوش ہے... تو اس کی کوئی دلیل دے دے ہمیں۔ کوئی دلیل دے.. کیا اس نے سارے انسانوں کا رزق بند کر دیا ہے؟ ناراض ہو گیا ہے؟ سب سے دولت چھین لی ہے؟ زمینیں چھین لی ہیں؟ شہرت چھین لی ہے؟ کس چیز کی کمی

ہے ان لوگوں کو؟ کیا نہیں ہے ان کے پاس؟ تو کیا ان سے اللہ ناراض ہے؟... کیوں ناراض ہو جائے؟ آپ کے کہنے سے ناراض ہو جائے..آپ چاہیں تو...وہ آپ کی مرضی پر چلے، سب سے ناراض ہو جائے؟ ساری دنیا کی اقوام سے ناراض ہو جائے، کیوں ہو جائے ناراض؟ اس سے پہلے کب وہ ناراض ہوا تھا۔ کبھی ناراض نہیں تھا۔ کسی قوم سے بھی ناراض نہیں تھا، جب تک کہ اس کا بھیجا نبی شکوہ کر کے اس سے یہ نہ کہے کہ میں ان سے ناراض ہو گیا ہوں... اب تو بھی ناراض ہو جا..تب تک وہ کسی سے ناراض نہیں ہوا۔ اور بلکہ بعض معاملات میں تو اس نے اپنے بھیجے ہوئے نبی سے اس معاملے میں گفتگو کی۔ کہ بھئی ہم ناراض نہیں ہیں...تم بھی نہ ہو، ہم کافروں سے ناراض نہیں ہیں، جو ہمیں نہیں مانتے ہم ان سے ناراض نہیں ہیں..ہم کیا چھوٹے بن جائیں، ان کے برابر..ناراض ہو کے؟ کہیں بڑے لوگ چھوٹوں سے لڑتے ہیں؟ اپنے سے کم تر سے بھی کوئی لڑتا ہے، بڑائی کو قائم رکھنے کے لئے چھوٹوں سے نہیں لڑا جاتا... اور اس سے بڑا کون ہے؟ ہم کیوں ناراض ہو جائیں؟ محبت تھی، خلیل تھے، دوست تھے ابراہیمؑ نے کہا..! مجھے دکھا تو اس کائنات کو کنٹرول کیسے کرتا ہے؟ یہ کائنات چل کیسے رہی ہے؟ اس کو تو چلا کیسے رہا ہے؟ یہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے یہ کس طرح ہو رہا ہے؟ اس کا منبع دکھا...اس کا کنٹرول دکھا۔ دوست تھے... دوستی میں کہہ دیا ورنہ...! خلیل نہ ہوتے تو نہیں کہہ سکتے تھے کہ اپنا کنٹرول دکھا...! کہیں کوئی کسی کو اپنا کنٹرول بھی بتاتا ہے، معاملہ دوستی کا تھا... کہا دوستی ہے نا.تم کہہ رہے ہو تو ہم تمہیں کنٹرول (HOLD) دکھا دیں گے... پھر اللہ قرآن میں ہی کہتا ہے..ہم نے ابراہیمؑ کی آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے ہیں، گویا انبیاءؑ کی آنکھوں کے سامنے بھی پردے پڑے ہوتے ہیں.. ساری کائنات ان کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوتی...وہ تو کوئی اور تھا جو یہ کہہ رہا تھا..

پردے ہٹ بھی جائیں تو یقین جس منزل پر ہے وہیں رہے گا، ہم نے ابراہیمؑ کی آنکھ سے پردے ہٹا دیئے..ہم نے ابراہیمؑ کو اپنا اختیار کائنات میں دکھایا۔کنٹرول دکھایا.. اور پوری کائنات ایک ہتھیلی کی طرح کھل کر ابراہیمؑ کے سامنے آگئی..وہ یوں دیکھ رہے تھے جیسا وہ دیکھتا ہے...تو کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے..جو وہ دیکھتا ہے وہی یہ دیکھتا ہے..یہ شرک نہیں ہے،قرآن ہے۔یوں دیکھ رہے تھے،جیسے وہ کائنات کو دیکھتا ہے ویسے ابراہیمؑ دیکھ رہے تھے،اب سب کچھ دیکھ رہے تھے تو کائنات میں گناہ ہو رہے تھے وہ بھی دیکھ رہے تھے اور جیسے جیسے نظر پڑتی گئی،بددعا کرتے گئے...اب ظاہر ہے کہ زبان خلیل کی تھی...ملک الموت دوڑ دوڑ کر روحیں قبض کر رہے تھے،انہیں اور کیا چاہئے؟ انہیں تو موت کا آرڈر ملنا چاہئے۔نہیں سمجھے..! بالکل نہیں سمجھے۔آرڈر...موت کا آرڈر..وہ دیتا ہے،کہتا ہے ''امرِ ربّی'' موت میرا امر ہے..آج اس امر کو ابراہیمؑ اپنے ہاتھ میں لے کر کہہ رہے تھے کہ..یہ مر جائے،یہ مر جائے،یہ مر جائے..تو کبھی کبھی بندہ بھی موت دیتا ہے..موت بندے کے قبضے میں ہے..ابراہیمؑ موت بانٹنے لگے،ملک الموت نے دوڑ دوڑ کر روحیں قبض کر لیں..کافی دیر ہوگئی موت تقسیم کرتے ہوئے..تب آواز آئی،اختیار دیکھ لیا،اختیار دیکھنے کو کہا تھا تم نے...اتنا ہی تو کہا تھا،اتنا آگے بڑھ گئے کہ پورا نظام چلانا شروع کر دیا..یہ ہم نے تمہیں کب اذن دیا تھا کہ تم پوری کائنات کا نظام اپنے ہاتھ میں سنبھال لو۔تم نے تو دیکھنے کو کہا تھا،آرڈر دینے لگے..یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا..دیکھتا نہیں یہ سب میری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے..؟ کہا تمہاری آنکھوں کے سامنے ابھی ہوا ہے نا..ارے!ہم تو بیٹھے..ہر وقت یہی سب دیکھتے رہتے ہیں۔اگر موت بانٹ دیں تو پھر میری دنیا میں بچے گا کیا؟ کیا رہے گا؟ تو تم نے دیکھا کہ یہ سب ہمارے بندے ہیں اور ہم سے کچھ ڈھکا چھپا نہیں ہے..؟ گناہوں کی سزا

موت نہیں ہے، آج ابراہیمؑ کو سمجھا دیا گیا کہ گناہوں کی سزا موت نہیں ہے، جو گناہ کرے کہو..اس پہ موت، یہ مرجائے، یہ مرجائے، یہ مرجائے...ہم سب دیکھ رہے ہیں لیکن ان گناہوں پر بھی زندگی بانٹے چلے جارہے ہیں، تو جب وہ بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ کائنات میں گناہ ہورہے ہیں مگر موت نہیں بھیج رہا بلکہ زندگی بھیج رہا ہے تو کوئی ایسا بندہ ہو جو سب کچھ دیکھ رہا ہو اور موت نہ دے رہا ہو..اب کیا شکوہ کہ علیؑ دیکھ رہے تھے اور تلوار نہیں نکال رہے تھے۔ ہمارا کام ہے کہ ہم انتظار کریں کہ گناہوں سے اتنا دل بھر جائے اس کا..کہ یہ نہ سہی تو اس کی نسل میں تو کوئی ہمارا بن جائے..وہ انتظار کرتا ہے کہ گناہوں کی دنیا سے نکل کہ آئے ثواب کی دنیا میں...جب وہ اس کا انتظار کرسکتا ہے تو ہم کسی کا انتظار کیوں نہیں کرسکتے کہ گناہوں سے دنیا بھر جائے پھر وہ آئے۔

مجرم کو سزا کیوں دی جاتی ہے..؟ مجرم کو کیوں پکڑا جاتا ہے، بھاگ نہ جائے، آپ کو ڈر لگا رہتا ہے مجرم بھاگ نہ جائے، اللہ کو معلوم ہے یہ بھاگ کر جائے گا کہاں..؟ تو سزا میں جلدی کیا ہے؟ کیا جلدی ہے؟ اور یہ ہماری توحید میں داخل نہیں کہ کوئی ہمارا جرم کرے تو ہم اس کی روٹی بند کردیں، اس کا پانی بند کردیں، ہم اس کی ہوا بند کردیں، ہم روشنی بند کردیں، جتنی روزی تمہاری اتنی ان کی..شکوہ کرنا ہے تو کرو کہ تم نے لا الہ کہا، کہ تمہیں بھی اتنی ہی روٹی اور اتنی ہی انہیں بھی...نہیں ان کو زیادہ..تمہیں کم، انہیں زیادہ، تمہیں روشنی کم انہیں روشنی زیادہ، تمہیں بارش کم انہیں بارش زیادہ، تمہیں زرخیزی کم انہیں زرخیزی زیادہ، پوچھو کہ انہیں کیوں زیادہ..اور تمہیں کیوں کم؟ تم ہمارے بندے ہو کر حقوق العباد نہ ادا کرسکے، دعویٰ ہے تمہیں کہ ہمارے پیارے بندے ہو، پھر بھی اپنے مسلم بھائی کا خیال نہیں ہے..تم تو اپنے مسلم بھائی کا گلا کاٹتے ہو ان کا ایک آدمی پکڑا جائے تو پورا ملک احتجاج کرکے کہتا ہے ہمارا آدمی دو۔ کیا معلوم ہوا..رزق

نمازیں پڑھنے پرنہیں مل رہا، روزے رکھنے پرنہیں مل رہا ورنہ نمازیں مسلمانوں سے زیادہ کون پڑھتا ہے..؟ امریکہ سے زیادہ ڈالرز ان مسلمانوں کے پاس ہونے چاہئیں۔ وہ تو نہیں پڑھتے، یہ پڑھتے ہیں، وہ تو حج نہیں کرتے یہ کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ قرآن کی تلاوت یہ کرتے ہیں وہ تو کرتے ہی نہیں ہیں..لیکن ان کو کئی لاکھ گنا زیادہ مل رہا ہے لیکن ان کو اتنا سارا یہ عبادات پہ نہیں دے رہا ہوں، اگر عبادات پہ دے دوں رزق رشوت ہو جائے۔ ہم رشوت نہیں دیتے..سجدہ کرو یا نہ کرو روٹی اس بات کی نہیں ہے، نہ کرو سجدہ روٹی ملے گی، پیٹ بھر کر کھانا ملے گا، دولت ملے گی۔ تو اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم ہمارے دین کو مان کر سب کچھ لے رہے ہو..غلط خیال ہے تمہارا، اس سے زیادہ انہیں دے رہے ہیں، یہ پوچھو انہیں زیادہ کیوں دے رہے ہیں؟ اس لئے کہ تم سب ہمارا نام لے کر دنیا کو دھوکا دے رہے ہو، وہ ہمارا نام نہیں لے رہے لیکن ہمارے بندوں کے حقوق ادا کرتے چلے جا رہے ہیں، آ ؤ لڑو ہم سے، آ ؤ لڑو.. پتہ چلا حقوق العباد..انسانیت کی خدمت پر روٹی ملتی ہے، اس پہ ہے معمور یہ انسان کہ اپنے مُلک کے انسانوں کی خدمت کرے، پھر شہرت لے لے، عزت لے لے، عظمت لے لے۔ اتنی عظمت لے لے کہ سات سمندر پار..تسخیر ہی نہ کر سکو ایسے ملک کو، نہ وہاں تمہاری فوجیں چڑھائی کر سکیں، نہ وہاں تمہارے جہاز حملہ کر سکیں، محفوظ کر دیتے ہیں سات سمندر پار میں ایسی قوم کو اور دیئے جاتے ہیں، اتنا دے دیتے ہیں انہیں کہ وہ تمہیں بھی بانٹ دیتے ہیں، شرم نہیں آتی..ان سے لیتے ہوئے شرم نہیں آتی...ان سے مانگتے ہوئے شرم نہیں آتی...کاش..! تم ایسے ہوتے کہ وہ تم سے مانگتے، اب پتہ چلا افضل کون ہے؟ اگر تم افضل ہوتے تو ساری قومیں تمہارے آگے ہاتھ پھیلا رہی ہوتیں، تم ان سے مانگ رہے ہو، یہ تو سوچو مسلمانوں کہ تم ان کے در پر بھکاری بنے کیوں کھڑے ہو،

انہیں عزت کیوں ملی ہے؟ اور تمہیں عزت کیوں نہیں ملی؟...صرف حقوق العباد۔اور وہ یہ نہیں پوچھتے مذہب کیا ہے؟ انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ تم کس مذہب پر ہو..جو غریب ملک ہے، چھوٹا ملک...لے جاؤ، لے جاؤ، لے جاؤ..دیا ہم نے ہے اس لئے یہ لڑائی مت کرنا کہ انہوں نے کس طرح حاصل کیا، تم ہی تو کہتے ہو کہ پتّا بھی نہیں ہلتا بغیر ہمارے، تم ہی تو کہتے ہو جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے..! اللہ نے چاہا کہ بعدِ نبیؐ علیؑ نہ آئیں، تم یہی تو کہتے ہو کہ اللہ نے نہیں چاہا کہ علیؑ آئیں..نہیں آئے۔تو جو بھی اللہ چاہے وہ ہو، پوری دنیا میں وہی ہو رہا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔حالانکہ ہم نے غدیر میں اعلان کر دیا تھا کہ علیؑ تمہارے مولا ہیں، خلافت کا اختیار تم نے خود لیا اور ہماری نافرمانی کی تم نے، تمہید ختم ہوئی..بس اتنا غور کرنا تھا آپ کو اور یہ غور کر لیجے کہ اقوامِ عالم کے سامنے کل مسلمانوں کی حیثیت کیا ہے؟ کیا حیثیت ہے؟ کوئی حیثیت نہیں ہے، لیکن دعویٰ یہ ہے کم زور ہونے کے باوجود کہ ہم حق پر ہیں، بھئی اب بہت نازک منزل آ گئی...اسے آپ سمجھ لیں گے تو اگلی تقریر آپ سے آپ سمجھ میں آتی جائے گی۔ہم حق پر ہیں، ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں، ہم قرآن پہ عامل ہیں، ہم اس کی عبادت کرتے ہیں، یہ سب مشرک ہیں۔یہ سب کافر ہیں، یہودی ہیں، عیسائی ہیں، اہل ہنود ہیں یہ سب جہنم میں جائیں گے۔ہم حق پر ہیں ہم جنتی ہیں۔روزی انہی سے، روٹی انہی سے، ڈالر انہی سے لیکن یہ دعویٰ...یہ جہنمی ہیں۔چوبیس گھنٹے ان پر تبرا۔بڑی قوم پہ تبرا، تم تو چھوٹے ہو ڈرتے نہیں ہو...یہودیوں کو برا بھلا کیوں کہتے رہتے ہو..؟ امریکہ کو گالیاں کیوں دیتے رہتے ہو؟ ہم تو تبرا کریں گے امریکہ پہ اس لئے کہ یہ کافر ہیں اللہ کو نہیں مانتے، ہم حق پر ہیں اور..یہ صراطِ مستقیم پر نہیں ہیں اس لئے ان پر تبرا کیا جاتا ہے۔ہر وقت اٹھتے بیٹھتے، ٹیلیویژن پہ، میڈیا پہ...ڈالرز بھی آ رہے ہیں، دورے بھی ہو رہے

ہیں، کل بھی کوئی آیا ہے.. پرسوں بھی کوئی آیا ہے، وہ کہے جا رہا ہے، یہ کرو، یہ کرو تو اور دیں گے، یہ کرو گے تو یہ دیں گے، یہ کرو گے؟ کہ ہاں، آپ جو کہیں گے وہ کریں گے دیئے جایئے، لایئے، دیئے جایئے۔ ہمیں بہت کچھ چاہئے..! یہ بھی کام رکا ہوا ہے ہمارا، یہ کام بھی رکا ہوا ہے ہمارا، وہ کام بھی رکا ہوا ہے ہمارا.. لئے بھی جا رہے ہیں، کھائے بھی جا رہے ہیں... کافر ہیں... جہنمی ہیں.. جنّت میں نہیں جائیں گے.. تو چاہے جتنی چھوٹی قوم ہو، جب حق پر ہوتی ہے تو اس معاملے میں نہیں ڈرتی، بالکل نہیں ڈرتی، برا بھلا کہتی ہے، یہودی برے ہیں، عیسائی برے ہیں۔ کوئی روکنے والا بھی نہیں، نہ کہو بھائی وہ برا مان جائیں گے۔ ہم تو کہیں گے، مسجدوں میں کہیں گے، جمعہ کے خطبوں میں کہیں گے، اخباروں میں چھاپیں گے، امریکہ ایسا ہے، امریکہ ویسا ہے۔ یورپ ایسا، ٹونی بلیئر ایسا.. بش ایسا.. وہ ایسا، یہ ایسا... رہنماؤں کو نہیں چھوڑا، سربراہوں کو نہیں چھوڑا، صدر کو نہیں چھوڑا، وزیر کو نہیں چھوڑا، سب کچھ کہیں گے، آپ نہیں روک سکتے، آزادی ہے۔ اس لئے کہ بین الاقوامی آزادی ہے، اسی کو کہتے ہیں سیکولر کائنات.. اگر وہ سپر پاور ہے پابندی لگا سکتا ہے، خبردار اگر کسی نے امریکہ کو گالی دی.. پھر ہم بھی دیکھ لیں گے، پتہ چلا اللہ کو ان کی یہ ادا بھی پسند ہے۔ ضروری یہ ہے کہ وہ دیں بھی اور اتنا کشادہ دل ہو، روشن دماغ ہو، روشن فکر ہو.. تم ہمیں برا کہہ رہے ہو تو کہتے رہو.. ہم تمہارے کہہ دینے سے ...تو ہر چھوٹی قوم جتنی چھوٹی ہوتی جائے گی اتنی حق پہ ہوتی جائے گی.. اور اپنے سے بڑی قوم پہ تبرّا کرے گی اور اسے روشن خیال ہونا چاہئے، اسے تبرّا سننا چاہئے۔ جو حق پر ہوگا وہ ناحق سمجھ کر جو صراطِ مستقیم پر نہیں ہوگا اس پر تبرّا کرے گا، اس کے رہنماؤں پر تبرّا کرے گا۔ اگر آپ روشن خیال ہیں تو چھوٹی قوم سے تبرّا سنا کیجئے۔ کیا ہرج ہے؟ ایک پوری تھیوری ہوگئی، جتنا آئٹم چھوٹا ہوتا جائے گا اتنی

طاقت بڑھتی جائے گی، اتنی طاقت بڑھتی جائے گی، بڑھتی جائے گی۔ ہے۔۔ یہ سائنس کی ایک تھیوری ہے۔ جتنا مزید آپ تقسیم کرتے جایئے، طاقت بڑھتی جائے گی۔ ذرے کی۔۔ایٹم کی۔مختصر ہو رہا ہے نا۔۔جتنا اقلیت میں جائے گا ذرہ اتنا ہی کائنات میں طاقت ور بنے گا اس لئے اپنے کو ایٹم بناؤ۔۔یہ بھی آجائیں، وہ بھی آجائیں، ادھر بھی تبلیغ ہو جائے، اُدھر بھی تبلیغ ہو جائے۔۔نہیں۔۔۔بڑھاؤ نہیں۔۔ بڑھاؤ گے تو لوڈ زیادہ ہو جائے گا۔ایٹم بنو۔۔سالمات بنو۔۔آپ کہیں گے دلیل۔۔!سن لو دلیل۔۔ پوری امت تھی حسینؑ کی، مدینہ سے نکلے، کارواں آئے لشکر آئے، کہا۔۔!کون آرہا ہے ہمارے ساتھ، ہٹو جاؤ یہاں سے، وہ چلے ہمارے ساتھ جسے گھر لٹانا ہو، سر کٹانا ہو۔۔لوگ جانے لگے۔۔حسینؑ کو پروا نہیں، حسینؑ اپنے کو مختصر کرتے جارہے ہیں، طاقت بڑھاتے جارہے ہیں، یہاں تک کہ بہتر رہ گئے۔۔اب بہتر سے زیادہ اقلیت کی طاقت نہیں ہو سکتی تھی، لیکن حسینؑ نے بارہ گھنٹے کے اندر اندر اپنی طاقت کو بڑھانا شروع کیا، لشکر کو گھٹانا شروع کر دیا۔۔۔حبیب تم بھی جاؤ، زہیر تم بھی جاؤ، جاؤ مسلم ابن عوسجہ تم بھی جاؤ، جاؤ علی اکبرؑ تم بھی جاؤ، جاؤ عباسؑ تم بھی جاؤ، علی اصغرؑ۔۔تم بھی جاؤ! طاقت دیکھی، جتنی کم ہوتی جائے گی اقلیت میں طاقت بڑھتی جائے گی۔نہیں سمجھے۔آخری حسینؑ کا حربہ اور ہتھیار۔۔علی اصغرؑ، اس سے طاقت ور شے خزانہ قدرت میں نہیں تھی۔کیوں کہوں خزانہ حسینؑ میں نہیں تھی۔رشتہ، بچے کا رشتہ، بچہ کیا ہے؟ کائنات میں بچہ کیا ہے؟ یہ آج عالمی منشور میں بچہ کیا ہے؟۔۔تو بچہ طاقت ور بنتا کیسے ہے؟ کون سی طاقت ہوتی ہے اس کے پیچھے کہ ایک بچہ اتنا طاقت ور ہو جائے کہ بڑے ظالم سے ٹکرا جائے۔۔۔اس کے پیچھے طاقت کیا ہے؟ اس طاقت کا نام ہے ممتا۔۔!علی اصغرؑ چلے گئے، ممتا چھوڑ گئے، اس لئے حسینؑ عورتوں کو لے گئے تھے کہ بچے مر جائیں مائیں ممتا لے کر چلیں اور کائنات کے ظالموں سے ٹکرا

جائیں... اس لئے کہ ممتا کو شکست نہیں ہوتی۔ مَیں اپنے موضوع پہ آ گیا.... ممتا کو شکست نہیں.. اس لئے اللہ نے اپنے اس عظیم واقعہ کا مرکزی نکتہ ماں کو رکھا.. اور زہراؑ سے پوچھا گیا کہ ماں یہ بتائے کہ شہادتِ حسینؑ منظور ہے کہ نہیں ہے۔ ممتا کہہ دے، ماں کہہ دے تو بس ہو گیا کائنات میں اللہ کا کام... زہراؑ نے کہا منظور ہے۔ جس دن کہا منظور تو کائنات میں اللہ کا کنٹرول اور اختیار (Hold) ابراہیمؑ نے دیکھا تھا اس کا مرکزی نکتہ زہراؑ بن گئیں۔ کچھ کہا میں نے اگر پوری تقریر آپ نے سمجھی ہے کہ ابراہیمؑ نے جو کمانڈ (Command) دیکھی کائنات کی، اللہ کی کمانڈ اس کمانڈ کا مرکزی نقط زہراؑ بن گئیں۔ قربانی کا وعدہ کر کے۔ اب کمانڈ کائنات کی زہراؑ کے ہاتھ میں آئی... وہ زہراؑ جو اللہ سے کائنات کی کمانڈ لے لے اسی کمانڈ کو اپنی بیٹی زینبؑ کو دے دے ...کائناتِ عظیم کا مُحکم نظم و نسق اب زہراؑ کے پاس ہے۔ بہت محنت کی مَیں نے یہاں تک آنے کی فاطمہ زہراؑ نے بیٹی سے کہا "اے زینبؑ کمانڈ مجھے اس نے دی ہے۔" میں تمہارے حوالے کرتی ہوں... کیوں بی بی..؟ آپ اللہ سے یہ بھی کہہ سکتی تھیں کہ میری عمر بڑھا دے کہ میں کربلا میں موجود رہوں اور میں کنٹرول کروں تیری کائنات کو ۶۱ ھ میں۔ کہہ سکتی تھیں، لیکن زہراؑ کو یہ معلوم ہے کہ اگر میں نے یہ کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا تو بات ماں پر ختم ہو جائے گی، کائنات بہن کو نہیں پہچانے گی اس لئے پوری کائنات... زینبؑ کو سونپ کر کہا عظیم ماں دیکھ چکے، اب عظیم بہن بھی دیکھ لو... اب دیکھو... طاقت دیکھو..! کارخانۂ قدرت کا پُراز حکمت اور مُحکم نظام عصرِ عاشور کے بعد شہزادی زینبؑ کے اختیار میں تھا۔ شہزادی زینبؑ نے اپنی آنکھ سے خدا کی ہستی اور وحدانیت کے (Hold) یعنی قدرت و اختیار کو دیکھا اس لئے حق الیقین کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو گئیں۔ حسینؑ کے آخری سجدے سے زینبؑ کے قلبِ سلیم پر خدا پرستی کی صداقت

کے سائے گہرے ہو گئے، قادرِ مطلق نے اپنی بادشاہت اور کارفرمائی کے جلوے کچھ اس طرح قلبِ زینبؑ پر روشن کر دیئے کہ کائنات کے پردے بھی زینبؑ کی معرفتِ الٰہی میں حائل نہ ہو سکے۔

ارشادِ الٰہی ہے۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (سورۂ انعام آیت ۸۲)

''ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبر دار ہے''

خیمے جل رہے تھے، زینبؑ نے اپنے ولایت کے اختیار (Hold) کو استعمال کیا ایک مرتبہ قرآن کی آیت کی تلاوت فرمائی۔

"قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ" (سورۂ انبیاء آیت ۶۹)

''اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیمؑ پر سلامتی بن جا''

زینبؑ یہ کہہ کر جلتے ہوئے خیموں میں داخل ہوئیں اور فخرِ ابراہیمؑ سیّد سجادؑ کو ہاتھوں پر اٹھا کر زندہ و سلامت جلتے ہوئے شعلوں سے بچا لائیں۔ اس لئے بعدِ زہراؑ حسینؑ نے زینبؑ سے کہا تھا.. ثانیٔ زہراؑ۔ تم ماں کی جگہ ہو... اور میرے ساتھ چلو، حبیب کو خط لکھنا، زہیر کو بلانا یہ بڑی بات نہیں تھی، حسینؑ کے لئے بڑی بات یہ تھی کہ زینبؑ جائیں... اور مرحلہ مشکل تھا.. اس لئے کہ زینبؑ اگر کسی کی بہن ہیں تو کسی کی زوجہ بھی ہیں... گھر شریعتوں کا گھر، گھر انبیاؑ کا گھر.. اس لئے ضروری تھا کہ شریعت کا بانی علیؑ بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے داماد کو وصیت کرے، عبداللہ ابن جعفر زینبؑ بیاہ کر تو جا رہی ہیں تمہارے گھر لیکن یہ خیال رکھنا کبھی زینبؑ اگر بھائی کے ساتھ کسی سفر پہ جانا چاہیں تو عبداللہ..! زینبؑ کو روکنا نہیں.. عبداللہ ابن جعفرؑ کو چچا کی وصیت یاد ہے اور اب زینبؑ

کا فریضہ یہ ہے کہ عظمتِ شوہر بتائیں اس لئے چادراوڑھ کر بھائی کے گھر سے نکل کر شوہر کے گھر پہنچیں...عبداللہؑ..! میرا بھائی مدینہ چھوڑ کر جارہا ہے، عبداللہ ابن جعفرؑ نے کہا شہزادی..! حکم کیجئے آپ کی مرضی کیا ہے؟ شہزادی زینبؑ نے کہا عبداللہؑ تمہیں معلوم ہے میں بھائی کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔

عبداللہ فرماتے ہیں۔ جایئے آپ۔ بھائی کے ساتھ جایئے اور صرف آپ نہ جایئے۔ ایک بار آواز دی عونؑ ومحمدؑ ذرا ادھر آؤ..بیٹے آئے، کہا شہزادی یہ بھی دونوں ساتھ جائیں گے۔ اور اس لئے نہیں جائیں گے کہ امام کے بھانجے ہیں...اس لئے نہیں جائیں گے کہ امام کے نواسے ہیں..میں انہیں بھیج رہا ہوں۔ اس لئے کہ وقت بے وقت خدا نہ کرے..میرے بھائی حسینؑ پر کوئی بلا آئے تو رسولؐ اللہ سے میں نے سنا ہے کہ بلاؤں میں صدقہ نکال دینا چاہئے تو ان بچوں کو میرے بھائی پر سے صدقہ کر دیجئے گا...یہ جائیں گے۔ تو واقعہ کربلا میں گویا زینبؑ کے پیروں میں دو بیڑیاں تھیں، وہ بیڑیاں کاٹنا ضروری ہیں زینبؑ کو اپنے کام کے لئے، اور بیڑیاں کیا ہیں زینبؑ کے پیروں کی، عونؑ ومحمدؑ...ممتا...! اس لئے چاہا جلدی سے ممتا کی قربانی ہوجائے۔ بار بار پوچھ رہی ہیں عونؑ ومحمدؑ تم اب تک گئے نہیں۔ مسلمؑ کے بچوں کی لاشیں آگئیں تم اب تک نہیں گئے؟ عونؑ ومحمدؑ کہتے ہیں۔" اماں ہم نے جانا تو چاہا۔ لیکن ماموں جان ہمیں جانے کہاں دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ تم تو ہماری بہن کی گود کے پالے ہو، تم زینبؑ کے راج دلارے ہو، تم زینبؑ کے چاند ہو..ہم تمہیں نہیں جانے دیں گے"۔ زینبؑ نے کہا نہیں عونؑ ومحمدؑ...! دیر ہوجائے گی۔ شہزادی..کس بات کی دیر ہوجائے گی؟ عونؑ ومحمدؑ جلدی جاؤ، زینبؑ کے پاس کام بہت ہیں..ابھی تو قاسمؑ کو جانا ہے، ابھی تو علی اکبرؑ کو جانا ہے، جلدی جاؤ.. یہ جملہ آپ سمجھے نہیں...دیر ہوجائے گی۔ فرض کیجئے کہ جب

علی اکبرؑ گھوڑے سے گرے تو عونؑ ومحمدؑ کھڑے ہوتے درِ خیمہ پر.. تو کیا ماں بیٹوں کے سامنے لاشِ علی اکبرؑ پہ آسکتی تھی، کہا ماں نے پیروں کی بیڑیاں...عونؑ ومحمدؑ جلدی جاؤ کام بہت ہیں...زینبؑ کوعلی اکبرؑ کی لاش پہ آنا ہے۔عونؑ ومحمدؑ جاؤ زینبؑ کو بھائی کے لاشے پر جانا ہے۔جلدی جاؤ عونؑ ومحمدؑ...

دوسری تقریر ہے اور ساری تقریریں حضرت زینبؑ ہی پر ہوں گی۔کل کہہ دیا جوان کے مصائب وہی فضائل، جو فضائل ہیں وہی مصائب... جاؤ عونؑ ومحمدؑ جاؤ... ماموں نہیں جانے دیتے۔اچھا...!فضہ ذرا میرے بھائی کو بلا..حسینؑ آئے۔

حسینؑ آئے..!بچوں کو پشت پر ہاتھ پکڑ کر...جب بھائی آ گیا تو ایک بار دونوں بچوں کو سامنے لے آئیں اور دونوں کو ہاتھ پکڑ کر بھائی کے گرد سات بار صدقے کیا،حسینؑ کہتے ہیں، یہ کیا زینبؑ..؟شہزادی زینبؑ فرماتی ہیں!بھیّا یہ میرے لعل ہیں، میں نے زہراؑ کے لعل کا صدقہ نکالا ہے۔تھوڑی سی یہاں پر وضاحت کر دوں، ابھی مصائب تو پڑھوں گا...کل آیت میں نے پڑھی تھی..

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

عربی میں محبت کے الفاظ بےشمار ہیں،الفت ہے،محبت ہے،عشق ہے،حُب ہے، لیکن لفظ رکھا مَودّت.مَودّت کرو..محبت ایک پیمانہ ہے، الفت ایک پیمانہ ہے، عشق ایک پیمانہ ہے..اور اس پیمانے میں اس کی بڑائی ، اس کی عظمت بتانے کے لئے کوئی بڑی شے نہیں ہے کہ عشق کہاں تک؟ محبت کہاں تک؟ الفت کہاں تک؟ حُب کہاں تک؟ کوئی پیمانہ خاتمہ کا نہیں،مَودّت میں ہے اور وہ کیا ہے۔مَودّت میں یہ ہے کہ اتنی مودّت، اتنی مَودّت جس سے کی جائے اتنی حد، اتنی حد، اتنی حد کہ تمہارے پاس جو سب سے بڑی محبت ہو اس کو اس کے اوپر سے صدقہ کرو تا کہ پتہ چلے کہ تمہاری بڑی

محبت جس کا صدقہ ہوئی ہے مَودّت اس سے بڑی ہے۔اس سے بڑی کوئی شے نہیں ہے محبت کی مثل میں۔قدرت نے کائنات میں محبتوں کی بھر مار کر دی، دوست دوست سے محبت کرے، بھائی بھائی سے محبت کرے، باپ بیٹے سے محبت کرے، بیٹا باپ سے محبت کرے، تقسیم کر دی محبت۔لیکن ساری محبتوں میں اللہ نے اعلان کیا کہ... کائنات کی محبتوں میں سب سے بڑی محبت ہے ماں کی محبت اپنے بیٹے سے...جس کا نام ممتا رکھا گیا۔ممتا..اب ممتا جس پر سے قربان ہو اسے کہتے ہیں مَودّت...تو جملہ کیا کہا زینبؑ نے...زہراؑ کے لعل پر زینبؑ نے اپنے بچوں کو قربان کیا..بتایا کربلا میں زینبؑ نے کہ مَودّت کسے کہتے ہیں؟ مَودّت...جس پر سے ماں قربان کرے ممتا کو، اب جاؤ عونؑ ومحمدؑ...عونؑ ومحمدؑ چلے گئے...اور باتیں ہیں، رات بھر ماں بیٹوں میں باتیں ہوئی تھیں۔اکثر مدینے میں بچّے پوچھا کرتے تھے راتوں کو، جب ماں کے پاس بیٹھتے تھے، دونوں گھٹنے ٹیک کر اور سامنے نیچے رکھ کر بیٹھتے تھے...جب بچے یہ کہتے تھے..اماں ہمیں خیبر کی لڑائی سنایئے...تو زینبؑ کے چہرے پر ایک جلال اور سرخی آتی تھی...اور جب بچے کہتے ہمیں خندق کی لڑائی سنایئے...ہمارے نانا علیؑ کیسے لڑتے تھے تو زینبؑ میں ایک جذبۂ قوت جہاد پیدا ہوتا تھا...ایسے سناتی تھیں لڑائی جیسے میدان جنگ سامنے ہے، سنو...! کیسے خیبر میں لڑے میرے باپ؟ مَیں تمہیں سناتی ہوں، کیسے لڑے خندق میں میرے باپ علیؑ، چار ہجری میں خندق ہے اور سات ہجری میں خیبر ہے، پانچ چھ برس کی تھیں زینبؑ اور میدانِ جنگ زینبؑ نے دیکھا نہیں؟ یہ زینبؑ کو کیسے پتا کہ خیبر میں علیؑ کیسے لڑے؟ بھئی میں زینبؑ پہ پڑھ رہا ہوں بھائی۔یہی تو فضائل ہیں....زینبؑ کو کیسے معلوم کہ میرا باپ خندق میں کیسے لڑا؟ کون راوی ہے؟ کس نے آکر زینبؑ کو پورا حال خیبر کا سنایا کہ بچوں کو سنا رہی ہیں اور بچوں کے بازوؤں کی مچھلیاں پھڑک رہی

ہیں، بیٹی باپ کی داستانِ شجاعت سنا رہی ہے تو عونؑ و محمدؑ کا جذبۂ شجاعت بھی بڑھتا جا رہا ہے، تو گویا زینبؑ بچوں کی تیاری کروا رہی ہیں کربلا کی.. تو ضروری تھا کہ زینبؑ کو علیؑ کی لڑائی کا ایک ایک حال معلوم ہو.... لیکن سوال یہ ہے کہ معلوم کیسے ہوا..؟ تو مورّخ نے لکھا کہ جب لڑائی ختم ہوتی تھی اور علیؑ واپس آتے تھے تو آتے ہی ذوالفقار زہراؑ کو دے دیتے تھے اور چلے جاتے تھے، اس کے بعد زہراؑ ذوالفقار کے خون کو صاف کرتی جاتی تھیں اور اس وقت ذوالفقار زہراؑ کو پوری لڑائی سناتی جاتی تھی.. علیؑ یوں لڑے، علیؑ یوں لڑے۔

میرے مرثیے کا ایک بند سنیئے :-

زہراؑ سے جو تھی نور کے رشتے سے قرابت — آپ اُس کی بہت ناز سے کرتی تھیں حفاظت
جب جنگ سے آتے تھے شہنشاہِ ولایت — یہ تیغ دکھاتی تھی پھر اعجازِ طلاقت
کرتی تھی یہ ملکہؑ سے شہنشاہ کی باتیں
زہراؑ کو سنادیتی تھی جنگاہ کی باتیں

مَیں کچھ کہنا چاہوں گا..! یہ فکری باتیں، ان کو یاد کرلو، بچوں کو یاد کرادو... ذوالفقار علیؑ کی جنگ زہراؑ کو سناتی... آپ کو معلوم ہے جب ماں کا دل گھبراتا ہے تو ماں کس سے باتیں کرتی ہے.. تنہائی میں ماں کی مونسِ غم صرف بیٹی ہوتی ہے.. اور جب باتیں ہی یہ ہوں تو زہراؑ زینبؑ کو کیا سنا رہی ہیں، سنو زینبؑ..! میں تمہیں خندق کا حال سناتی ہوں، تمہارا باپ کیسے لڑا؟ سنو زینبؑ آؤ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ تمہارا باپ خیبر میں کیسے لڑا... تو زینبؑ کو ساری لڑائیاں حفظ تھیں جس طرح دیکھی ہوئی ہوں.. ساری چیزیں زینبؑ کو یاد تھیں کہ نانا کا جنازہ چھوڑ کر کون کون گیا؟ جیسے زینبؑ کو یاد ہے کہ زہراؑ کے جنازے میں کیا وصیت تھی اور دشمن نہیں آئے تھے، جیسے زینبؑ کو یاد ہے کہ علیؑ کا سر کس

نے زخمی کیا؟ اس کے پیچھے سازش کیا تھی، جیسے زینبؑ کو یہ معلوم ہے کہ دس سال حسنؑ نے خونِ جگر کیسے پیا؟ تو اب زینبؑ کربلا کے داستان کی گواہ اس لئے بن رہی تھیں کہ پانچ معصوموں کی عصمت کی گواہ....اب پھر جملہ کہنا چاہتا ہوں اور اس جملہ پر تم تڑپ جاؤ گے۔اور شائد میں یہیں پر تقریر ختم کر دوں اس لئے کہ اس وقت میرے خزانہ خطابت میں اس سے اچھے جملے ابھی تک آئے نہیں ہیں اور اس کو ادا ہی کر دوں تو بہتر۔تا کہ محفوظ ہو جائے۔ ذوالفقار کا کام تھا کہ عصمت سرا میں آکر زہراؑ کو علیؑ کی شجاعت کی داستانیں سنا دے۔یعنی ذواالفقار سب سے بڑی راوی تھی، علیؑ کی شجاعت کی راوی خود ذوالفقار تھی...آسمانی تلوار تھی، بول سکتی تھی، اللہ کی بھیجی ہوئی تھی وہاں سے جو چیز آتی ہے بولنے لگتی ہے۔وہاں سے آئی تھی تو بولتی ہوئی آئی تھی۔

اور شائد زبان اس لئے دی گئی تھی تا کہ زہراؑ سے باتیں کرے، زہراؑ کی سہیلی بن جائے، قدرت نے نہیں چاہا کہ مدینہ کی کوئی عورت زہراؑ کی سہیلی بنے۔نام نہیں ملتا... جملہ دے دوں۔ جناب خدیجہ کی سہیلی کا نام تاریخ میں ہے نفیسہؑ، جنھوں نے رشتہ طے کرایا رسولؐ اور خدیجہؑ کا۔لیکن تاریخ زہراؑ کی کسی سہیلی کا نام نہیں لکھ سکی اس لئے کہ زہراؑ یا عبادتیں کریں یا ذوالفقار سے باتیں کریں...تقریر ختم ہو رہی ہے...اور ذوالفقار علیؑ کی شجاعت زہراؑ کو سنا دے، زینبؑ کو یہ معلوم ہے کہ ذوالفقار اماںؑ کو میدانِ جنگ سناتی ہے...زینبؑ کو معلوم ہے کہ ذوالفقار اماںؑ کو داستانِ میدان سناتی ہے، علیؑ کی شجاعت سناتی ہے، یہ میدانِ جنگ سنا سکتی ہے اس لئے صبح عاشور ذوالفقار کو چوم کر زینبؑ نے حسینؑ کے ہاتھ میں تلوار دی۔

یاد آگئے علیؑ ، نظر آئی جو ذوالفقار
قبضے کو چوم کر شہ دیں روئے زار زار

اور جب شام آئی تو زینبؑ نے کہا بھیا...! ذوالفقار کھینچو۔ یہ کہنا تھا، پڑھ چکا... یہ زینبؑ...نہیں جملے کی عظمت نہیں سمجھے... پردہ ہٹا کر آواز دی....لاشیں بہت اٹھا چکے، تلوار کھینچو..اور حسینؑ نے جب تلوار کھینچی کیا کہہ کر کھینچی؟ زینبؑ کی فرمائش ہے پروردگار..اس لئے کھینچ رہا ہوں۔ بہن چاہتی ہے کہ میں لڑوں

میرے مرثیے کے دو بند سنیئے :-

ناگاہ اک آواز درِ خیمہ سے آئی　　واللہ بڑا کام کیا آپ نے بھائی
خود دفن کیا بچّے کو خود قبر بنائی　　لیکن ابھی جاری ہے لعینوں سے لڑائی
اب حیدرؑ صفدر کی جلالت بھی دِکھا دو
دکھلا دی حدِ صبر شجاعت بھی دِکھا دو

سُن کر یہ صدا خیمے کی جانب مُڑے سرورؑ　　دیکھا کہ بڑے غیظ میں استادہ ہے خواہر
بہتے ہوئے اشک آنکھوں سے بگڑے ہوئے تیور　　زینبؑ سے کہا دیکھ چکیں صبر کے جوہر
خواہاں ہو کہ اب ہاشمی تلوار بھی دیکھو
اچھا تو بہن پیاسے کی پیکار بھی دیکھو

اب میں دست بستہ کہوں شہزادی سے کہ صبح سے اب تک جس نے جوانوں کے لاشے اٹھائے ہیں... بی بیؑ آپ یہ کیوں چاہتی ہیں کہ وہ ہاتھ تلوار چلائیں؟ جملوں کو ضائع نہ کرنا۔ علیؑ کی جنگ احد، بدر، خندق، خیبر، حنین، زہراؑ کو آکر ذوالفقار سنائے، اب لڑائی ایک ہی بچی تھی...جو ذوالفقار دیکھے گی، زینبؑ چاہتی تھیں کہ یہ تلوار میرے بھائی کی لڑائی مہدیؑ کو سنا سکے۔ ہوگئی تقریر، رولو....! میرے بیٹے مہدیؑ کو سنا دینا، میرا بھائی کیسے لڑا؟ تو شائد جب ذوالفقار کربلا سنائے مہدیؑ کو... جب آواز آئی بس..اے حسینؑ...بس۔ پتہ ہے کیا کہا؟ اب نیام میں جا... اب تجھے مہدیؑ دیںؑ کھینچیں

گے...وقفہ ہے، بیچ میں کھنچے گی نہیں...جا رہی ہے نیام میں۔اب جا بس، ہم لڑ چکے، تو میدانِ جنگ دیکھ چکی۔ اس کے بعد کے جملے کہہ دوں...کہا ذوالفقار جب میرا بیٹا مہدیؑ تجھے کھینچے... ہاں جب ذوالفقار کو مہدیؑ کھینچیں گے تو ایک بار ذوالفقار سنائے گی مہدیؑ کو... حسینؑ یوں لڑے، حسینؑ یوں لڑے۔اے مہدیؑ دیں..! حسینؑ یوں لڑے، اور ایک بار رو کر کہے گی ذوالفقار، علی اکبرؑ کا لاشہ اٹھایا اور لڑے۔عباسؑ کا لاشہ اٹھایا اور لڑے...ارے پامالِ قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے اٹھائے اور لڑے اور ایک بار کہے گی۔علی اصغرؑ کی قبر بنائی اور لڑے... بارِ الٰہ اس عبادت کو قبول فرما، ہمیں کوئی غم نہ دینا سوا غمِ حسینؑ کے، بحقِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کے جو بیمار ہیں انہیں شفا دے، جو مر گئے ہیں ان کی روحوں کو بخش دے، جو اولادِ نرینہ نہیں رکھتے انہیں اولادِ نرینہ عطا فرما۔ پروردگار..! بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ۔ظہورِ امام زمانہؑ فرما۔تعجیل فرما...اور ایک سورۂ فاتحہ سیّد ظہیر حسن نقوی ابن سید دیانت حسین نقوی۔

خصوصی دعا جعفری صاحب کے لئے اور ہمارے ذاکر زاہد نقوی صاحب کے لئے کہ اللہ صحت کلی عطا فرمائے، طاقت عطا فرمائے۔ پروردگار کوئی غم نہ دینا سوا غمِ حسینؑ کے۔

❁ ❁ ❁

چھٹی مجلس

"زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

مجلس بسلسلۂ عظمت و شہادتِ جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا ہے، اس سے پہلے گذشتہ ہفتہ آپؑ کی والدۂ گرامی کی فضیلتوں پر مسلسل آپ حضرات تقریریں سماعت فرما رہے تھے، اسی تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے بغیر کسی تمہید کے... کہ وہی سلسلہ، وہی شجرہ، وہی گھرانہ، وہی اجداد، وہی فضیلتیں، وہی عظمتیں... جو ماں کی تھیں وہی بیٹی کی بھی تھیں۔

یہ لقب، یہ خطاب آپ کا زمانے میں مشہور ہے... ثانیٔ زہراؑ.. اور ان دو لفظوں میں پوری سیرت سمٹ آتی ہے... ثانیٔ زہراؑ.. یہ لقب بعدِ شہزادیٔ کونینؑ جناب زینبؑ ہی کو عطا ہوا۔ جناب زینبؑ کی حیات... پوری زندگی کسی ایک کتاب میں آپ کو دستیاب نہیں ہوگی اس لئے کہ کتابیں تو بہت لکھی گئیں... عربی میں، فارسی میں، اردو میں... اس لئے کہ مولاؑ نے فرمایا کہ علم کو قلم سے محفوظ کرو... حضرت علیؑ کا مشہور قول ہے۔

یعنی آپؑ نے خطابت کی حوصلہ افزائی نہیں کی، تقریر کے مقابلے میں آپ نے تحریر کو فوقیت دی... یعنی یہ بتایا کہ کتنی تقریر کرو گے تم...! تقریر تم کیا کرو گے؟ فصاحت و بلاغت کے سمندر تو ہم ہیں، جو تقریریں ہم نے کر دی ہیں اب تم کیا کرو گے؟ جو ہم نے انبار لگا دیئے خطابتوں کے تو اب تم کیا خطابت کے ہنر دکھاؤ گے... یہ اس لئے کہا کہ خطابت وقتی ہے اور فضا میں لفظ اس کے تحلیل ہو کر فنا ہو جاتے ہیں... اگر ان کو کاغذ پر محفوظ کیا جائے، یہ بھی معجزہ ہے کہ دنیا میں نہ جانے کتنے خطیب گزرے ہوں گے اور نہ جانے کتنی تقریریں کی ہوں گی؟ لیکن یہ معجزہ ہے کہ آلِ محمدؐ کی زبان سے ایک لفظ بھی نکلا تو لکھا گیا... چودہ صدیوں کے بعد آج ہم ایک چھوٹا سا جملہ بھی علیؑ کا سنا دیتے ہیں، ایک چھوٹا سا جملہ رسولؐ اللہ کا آرام سے سنا دیتے ہیں.. اس لئے کہ تقریر انسان کرتا ہے مجمع میں... جہاں لوگ جمع ہوں، اہتمام ہو پھر تقریر کرنے والا آئے... آلِ محمدؐ سات پردوں میں بھی چھپ کر کوئی جملہ کہہ رہے ہیں تو مورّخ لکھ رہا ہے.. اچھا اب دیکھئے کہ جملہ پر گفتگو نکل آئی ہے تو تمہید بھی یہیں سے ہو جائے... یعنی ہم اگر کسی کے favour میں .. اور اچھی بات کہیں تو چلیئے ٹھیک ہے لیکن اگر کسی کی مخالفت میں بات کر رہے ہیں یا تو جھگڑا ہو جائے گا یا پھر آئندہ ہمیں تقریر کرنے ہی نہیں دیا جائے گا لیکن آلِ محمدؐ نے اگر دشمن کے عَیب بھی بیان کرتے ہیں تو مورّخ لکھتا ہے... کتنی عجیب بات ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی خطیب ہوتا ہے لیکن اس گھرانے میں ہم نے ایک وقت میں پانچ پانچ خطیب دیکھے ہیں اور مورّخ کا کمال یہ ہے کہ پانچ میں سے کسی ایک کے جملے کو ضائع نہیں ہونے دیتا، جب آیۂ تطہیر اتر رہی تھی تو چادر میں پانچ خطیب موجود تھے، جس نے جو کہا مورّخ نے لکھا۔

اچھا...! بات تھی گھر کی، دیکھئے! مورَخ ہمیں آس پاس نظر نہیں آسکتا، مورَخ

وہاں جا نہیں سکتا... کیوں کہ یہ مکان ہیں مسجد میں اور مسجد میں حجرۂ نبیؐ کے اندر حجرۂ زہراؑ...حجرۂ زہراؑ میں خاص ہے وہ حجرہ جس میں زہراؑ رہتی ہیں اس میں بنا ہے ایک خیمہ جو ہے چادرِ کساؑ کا خیمہ...اس ڈیوڑھی تک کوئی جا سکتا نہیں، لیکن مؤرخ...! اب آپ ہم سے نہ پوچھئے گا کہ مؤرخ کو سب کچھ کیسے پتہ چلا...؟

دیکھئے! اسلامی و مسلمان مؤرخ یوں لکھتا ہے...ہم نے سُنا ابوذر سے...اب اس کی ذمہ داری ختم، مؤرخ نے پوچھا ابوذر تم نے کس سے سُنا...انہوں نے کہا میں نے سُنا جابر ابن عبداللہ انصاری سے...جابرؓ نے کہا میں نے سُنا اُمِ سلمیٰؓ کے بیٹے علی سے...علی نے کہا میں نے اپنی ماں اُمِ سلمیٰؓ سے سُنا...اُمِ سلمیٰؓ نے کہا میں دیکھ رہی تھی...!

یہ اہتمام کائنات کے کسی خاندان کے لئے نہیں ہوا، آج لیٹسٹ Latest ترین دور ہے، آج جیتا جاگتا کمپیوٹر کا دور ہے لیکن اگر صحابی کسی فاحشہ کے پیچھے دوڑ رہے ہیں یا تو فاحشہ ماری جائے گی یا صحابی مریں گے...صرف اتنا سا پتہ لگانے کے لئے کہ کس کے ساتھ ہے؟ کہاں جارہی ہے...سواری کہاں جارہی ہے اس فاحشہ کی؟ مؤرخ پیچھے لگا ہوا ہے صرف یہ دیکھنے کے لئے...کس کے ساتھ نکلی ہے؟ بہت اخباروں نے لکھا اب جملہ لے لیجئے...ملکہ برطانیہ کی بہو ڈیانا۔

فاحشہ غیرت دار تھی کہ جان دے دی گھر واپس نہیں آئی...کاش تاریخ میں کچھ لاشیں اور پہلے آگئی ہوتیں تو آج یہ مؤرخانہ فساد تو نہ ہوتا..! لیکن کہاں تھیں وہ غیرتیں....کہاں تھیں ایسی غیرتیں..! غیرت کا تقاضہ یہ تھا کہ اپنے کردار کو سنوار لے...غیرت کہتے اس کو ہیں..کہ وہ کہیں کی بھی ہو لیکن مزاجِ خاندانِ نبوّت کو سمجھے... چادر اٹھا کر اُمِ سلمیٰؓ نے کہا میں آجاؤں....کہا! نہیں تم خیر پر ہو...خاتمہ بھی بالخیر ہوگا لیکن اس چادر میں تم نہیں آسکتیں۔

دیکھئے! ناراض ہو جاتیں... یہ واقعہ نہ بیان کرتیں، لیکن ذرا غور تو کیجئے کہ سب میں ایک تو ایسی ہے جس نے یہ اعزاز تو لے لیا کہ تم خیر پر ہو... مَیں کہہ رہا ہوں نا کہ ایک ایک جملہ مؤرخ محفوظ کرتا ہے... معجزہ ہے یہ لفظ کہ تم خیر پر ہو.. اب یہ کہ انہوں نے چادر چھوئی کیوں؟ مَیں تو یہی سمجھتا ہوں کہ کچھ چاہ رہی تھیں... دیکھئے! موجود تو اور بھی تھیں لیکن چادر ہر ایک نہیں چھو سکتی... چادر انہوں نے کیوں چھوئی...؟ یہ صرف اتنا سا صلہ چاہتی تھیں کہ پانچ برس سرپرستی کی ہے فاطمہؑ زہرا کے گھر میں رہ کر تو اب صلۂ خدمت چاہ رہی تھیں... بحیثیت ماں نہیں، بحیثیت دایہ یہ کہا کہ مَیں نے کِھلایا ہے تو مَیں آؤں... کہا! نہیں تم آ نہیں سکتیں، تم خیر پر ہو۔

پتہ یہ چلا کہ اگر اس گھرانے کے بچہ کو کوئی کِھلائے گود میں... تو وہ خیر پر ہو جاتی ہے۔ ارے! حسنؑ و حسینؑ کی نانیاں بہت تھیں لیکن کسی کی گود میں ہم نے بچوں کو نہیں دیکھا۔ ارے بھئی! اسلامی مؤرخ تو بڑا جیتا جاگتا ہے، ایک ایک سیکنڈ کی خبر رکھتا ہے.... اگر کسی نانی کی گود میں کبھی یہ بچے آ گئے ہوتے تو بھلا مؤرخ کا قلم رک جاتا... کہیں مؤرخ کا قلم رک جاتا، ایک بار بھی کوئی گود میں لے لیتا حسنؑ کو یا حسینؑ کو... تو کیا مؤرخ نہ لکھتا... ضرور لکھ دیتا لیکن مؤرخ کا نہ لکھنا، گود میں نہ اٹھانا یہ بتاتا ہے کہ کچھ شخصیتیں بچوں سے بیزار ہوتی ہیں۔

اب پھر جملہ... یعنی زہراؑ نے خطبۂ فدک میں یہ کہا تھا کہ کیا پھر ایامِ جاہلیت کی طرف تم واپس جانا چاہتے ہو.. جب تم گندے گڑھے کا پانی پیتے تھے، جب تم کُوڑا خانے سے مردہ جانور اٹھا کر کھاتے تھے، جب تم حلال و حرام نہیں جانتے تھے.. اس میں ایک جملہ رہ گیا ہے... اب ذرا غور کیجئے گا... اس جملے کو چھوڑ کر اگلا جملہ بتا رہا ہوں کہ تم اپنی اولاد کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے یعنی خون میں اثر آ رہا تھا... رسولؐ کے آنے

سے پہلے اپنے بچوں کو زندہ گاڑا کرتے تھے، کچھ اثر تھا، اثر کی وجہ تھی کہ ایک وقت میں پینتیس ہزار بچے کٹوا دیئے۔ ذرا سی ہمدردی نہیں...اور پھر.. باپ بہادر ہو، دادا بہادر ہو، کوئی بھائی بہادر ہو، خاندان میں سات پشتوں میں سے کسی ایک پشت میں کہیں شجاعت نظر آئی ہو...تو مرد ہو یا عورت خم ٹھونک کر آجائے...! کہاں... پشت ہا پشت میں مؤرخ لکھنے کو تیار نہیں کہ بیک گراؤنڈ Background میں کوئی بڑے سورما گزرے تھے، بڑے ساونت گزرے تھے، کون سی شجاعت کھینچ کر میدانِ جنگ میں لائی تھی۔ جملہ سنئے... میری تقریر کا کلیدی جملہ ہے... سمجھ لیجئے یہ کنجی ہے تقریر کی.... پتہ یہ چلا مورخ کسی چیز کو چھوڑتا نہیں ہے.. شجاعت کے لئے میدانِ جنگ کی ضرورت نہیں ہوتی، یا مرد ہو یا عورت... کیا شجاعت دکھانے کے لئے میدان میں عماری آئی ہے؟

۳۵ھ کا واقعہ وہ تھا... یہ ۶۱ھ ہے ایک عورت اٹھ کر بتاتی ہے کہ ہمیں نہ عماری کی ضرورت ہے، نہ لشکر کی ضرورت ہے مَیں دکھاؤں گی کہ ایک ملک کو فتح کیسے کیا جاتا ہے؟ بہت قیمتی جملے دے رہا ہوں جناب زینبؑ کی سوانح حیات میں، خدا کی قسم! یہ منظر جو مؤرخ نے لکھا کہ گیارہ محرم کو زینبؑ نے ٹوٹے ہوئے نیزے کو اٹھایا....اس کو کم نہ سمجھئے....دو لاکھ کے لشکر کو زینبؑ نے تنبیہ کی تھی... کیا تنبیہ تھی کہ آج کی رات مرد نہیں ہے سر پر، ایک مرد ہے تو سجدے میں ہے، ایسا نہ ہو کہ سرحدِ دائرۂ تطہیر کے پاس تم میں سے کوئی رات کو آنے کی بھی کوشش کرے تو یہ نیزہ ہے اور علیؑ کی بیٹی۔

یہ مت سمجھنا... اس رات زینبؑ نے بتا دیا... جو عورت کبھی گھر سے نہ نکلی ہو... جس نے کبھی شاہراہ نہ دیکھی ہو، جس کو کبھی مدینہ میں نکلتے نہیں دیکھا گیا، جس کو کوفہ کے بازار میں نہیں دیکھا گیا... بادشاہ کی بیٹی تھیں... زینبؑ کی شان ابھی مَیں بتاؤں گا... ارے بھئی! بادشاہِ دین و دنیا ہیں رسولؐ... اس گھرانے کی شاہزادی ہیں زینبؑ،

شاہزادی تھیں، ہیں اور رہیں گی۔ وہی ہیں شاہزادی اور جب شاہؑ کی بیٹی ہیں، بادشاہ کی نواسی ہیں، ملکہ کی بیٹی ہیں، شاہزادوں اور جنّت کے سرداروں کی بہن ہیں، سرداروں کی ماں ہیں، سردار کی پھوپھی ہیں، سردار کی بھتیجی ہیں...سرداروں کی دادی ہیں....ایسی بھی کوئی عورت کائنات میں گزری ہے جس کا گھرانہ ہی سرداروں کا ہو...؟ وہ ہے زینبؑ، تو وہ زینبؑ جو کبھی باہر نہیں نکلی ہیں اور اس شان سے مدینہ اور کوفہ میں رہی ہوں...اچانک ایک دم وہ عورت اتنی مظلوم ہو جائے کہ زیرِ آسمان کھڑی ہو...سر پر چادر نہ ہو...کہاں ہوش وحواس؟ لیکن اللہ اکبر...اسی وقت بتا دیا کہ مَیں علیؑ جیسے بہادر کی بیٹی ہوں، مَیں حسینؑ اور عباسؑ اور حسنؑ جیسے شجاع سورما کی بہن ہوں۔

سردار ہیں زینبؑ...سردار کیوں ہیں؟ کیسے ہیں...؟ اس لئے کہ اس وقت گیارہ محرّم ہے...زینبؑ سردار ہیں..اس لئے کہ اٹھارہ بھائی اور اٹھارہ بہنیں....سترہ بہنوں سے بڑی ہیں یعنی بہنوں میں سب سے بڑی ہیں... بھائیوں میں دو سے چھوٹی سولہ سے بڑی ہیں اور وہ جو دو بڑے ہیں وہ اب دنیا میں نہیں ہیں...اب اس وقت سولہ بھائیوں سے بڑی بہن کربلا میں بھائیوں کے لاشوں کے درمیان کھڑی ہے اب صرف دو بھائی زندہ ہیں اور دونوں مدینے میں ہیں، سترہ بہنوں سے بڑی ہیں بہنوں کی چادریں لوٹی جا چکی ہیں، سب کی سرپرست زینبؑ ہیں....اس وقت پورے خاندانِ رسولؐ میں سب سے بڑی زینبؑ... کچھ کہا ہے مَیں نے...کہا تھا کہ سردار ہیں زینبؑ۔ تو اپنی سرداری بتائیں گی...اور یہ سرداری سپرد کی ہے...یہ ایک پوری آلِ محمدؐ کے خاندان کی بصیرت ہے، اس کو سمجھنا بہت مشکل ہے...حسنؑ وحسینؑ کے بعد بچی پیدا ہوئی... یہ قدرت کا عطیہ ہے..زہراؑ کے یہاں مسلسل بیٹے بھی ہو سکتے تھے۔ دو بھائیوں پر بیٹی قدرت نے عطا کی، کوئی راز ہے...! یعنی یہ ہے کہ علماؑ نے کہا کہ اگر زہراؑ کے یہاں

پانچ بیٹے ہوتے تو سب امامؑ ہوتے...اس لئے کہ ماں بھی معصومہ... باپ بھی معصومؑ۔

جو بیٹا زہراؑ کے یہاں ہوتا وہ امامؑ ہوتا...لیکن دو بیٹوں کے بعد تیسرے کی شہادت ہوگی لیکن حسنؑ اور حسینؑ کے بعد ایک بیٹی عطا ہوئی... بیٹی اس وقت عطا ہوتی ہے کہ جب ابھی رسولؐ حیات ہیں، جس طرح دو بچے رسولؐ کی گود میں دیئے گئے ہیں اسی طرح زینبؑ کو بھی لاکر رسولؐ کی آغوش میں دیا گیا ہے... بچی کو دیکھا اور پہلا جملہ یہ کہا...زہراؑ تمہاری یہ بیٹی شبیہ خدیجہؑ ہے... یہ اپنی نانی کی شبیہہ ہے...غور فرمایا آپ نے...یعنی وہ وقار، وہ شان... کہتے یہ ہیں کہ چال ڈھال، چہرہ، سراپا، قد، سب خدیجہؑ والا تھا، آواز فاطمہ زہراؑ کی تھی اور لہجے کی تاثیر صرف علیؑ کی پائی تھی۔

یعنی ملیکۃ العرب کے بعد ایک اور ملکہ کو اللہ نے اس گھر میں پیدا فرمایا...ملکہ والی شان کی بی بی آئی اس لئے قدرت کا راز ہے، ضرورت ہے کہ ایسی بی بی آئے تو اب مَیں پوری تقریر تو نہیں کروں گا کہ خدیجہؑ کی شان کیا ہے؟ خدیجہؑ کا رعب کیا ہے؟ خدیجہؑ کا وقار کیا ہے؟ خدیجہؑ کا جاہ وحشم کیا ہے، خدیجہؑ کا دبدبہ کیا ہے...؟

یعنی جو کچھ ہے تاریخ میں خدیجہؑ کے لئے سب کچھ زینبؑ کو ملا ہے...اور علیؑ کی آواز وہ تھی کہ جس سے لوگ تھرّاتے تھے...یعنی قدرت کے راز تو دیکھیں کہ مَیں کیا آپ کو علیؑ کی آواز سناؤں...؟ ارے! حارث کا دم نکل گیا تھا...عنتر مر گیا تھا، مرحب کا دم فنا ہوگیا تھا، عمر ابنِ عبدِ ود موت سے پہلے ہی مردہ ہوگیا تھا علیؑ کا رجز سن کر....علیؑ کی آواز کا کیا کہنا...جب رجز پڑھتے تھے...مَیں شیرنی کا بیٹا ہوں، مَیں شیر ہوں...فاطمہؑ بنتِ اسد نے میرا حیدر نام رکھا ہے...قدرت نے وہ آواز، وہ لہجہ، وہ فصاحت وہ بلاغت جنابِ زینبؑ کو عطا کردی...وقار وتمکنت میں جنابِ خدیجہؑ کی شبیہ جناب زینبؑ۔

بعد دو بھائیوں کے آغوشِ رسولؐ میں اور فوراً کہا خدیجہؑ کی شبیہ..اور وہی بات علیؑ

نے کہی... کہا! نام تو آپ رکھتے ہیں... کہا میں نے حکمِ اللہ سے..... جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے... اس بچی کا نام میں نے زینِ اَب رکھا... باپ کی زینت... بیٹی باپ کی زینت ہوتی ہے، اب یہ زینبؑ اس پورے خاندان کے لئے ایک سرمایہ ہیں... باپ کی زینت بن گئی ہیں۔ اب رسولؐ کی نظر میں زینبؑ کا ایک وقار ہے..... حدیث میں بیان آیا... زینبؑ کا وقار بڑھا..... ماں سے قربت... بیٹی ماں کی رازدار.. جو جو ماں کو معلوم ہے، یعنی وقارِ تمکنت میں خدیجہؑ کی وارث... فصاحت و بلاغت میں علیؑ کی وارث... فضائل اور حدیثوں کے منبع کی حیثیت سے جو جو زہراؑ کے لئے رسولؐ کہہ گئے تو فضیلتوں میں وراثت مل رہی ہے... اب عصمت کے راز ہیں یعنی جو رسالتؐ، نبوتؐ اور امامتؑ کے راز ہیں وہ سب زہراؑ کو معلوم ہیں... اور زہراؑ کی نائبہ ہیں زینبؑ اور رازدار بیٹی ماں کی ہوتی ہے تو جتنے نبوتؐ، رسالتؐ، امامتؑ کے راز ہیں اس کی وراثت زینبؑ کو ملی..... اب ثانیٔ زہراؑ کا لقب ملا۔

حسنؑ امام ہیں، حسینؑ امام ہیں... قدرت کی طرف سے علم عطا ہوا ہے... زینبؑ نہ امام ہیں نہ رسول.. عہدہ تو نہیں ہے نا... منصب تو نہیں ہے زینبؑ کے پاس... نہ رسولؐ ہیں نہ امامؑ ہیں، ہم نے تو یہی سنا کہ رسولؐ نے اپنے تمام راز علیؑ کو دیئے، علیؑ نے اپنے تمام راز حسنؑ کو دیئے، حسنؑ نے تمام راز حسینؑ کو دیئے... یعنی تنہا تنہا راز کے مالک ہیں سب... رسولؐ اپنا راز علیؑ کو سنائیں تو تنہا علیؑ اس کے مالک... جب علیؑ رازِ امامت حسنؑ کو بتائیں تو تنہا وہ مالک... جب حسینؑ کو بتادیں تو تنہا وہ مالک.. لیکن زہراؑ رازِ نبیؐ بھی جانتی ہیں... رازِ علیؑ بھی جانتی ہیں، رازِ حسنؑ بھی... ساری وراثت زہراؑ کے پاس ہے... اب سمجھ میں آیا کہ زینبؑ نہ رسولؐ ہیں، نہ نبیؐ ہیں نہ امامؑ ہیں، عہدہ نہیں ہے، منصب نہیں ہے... پھر کیا بات ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ بڑے بھائی ہو کر... زینبؑ کی تعظیم یوں کر

رہے ہیں جیسے رسولؐ فاطمہؑ کی تعظیم کرتے ہیں۔

دیکھئے! اس میں راز ہے... حسنؑ اور حسینؑ کسی کی تعظیم کو نہیں اٹھیں گے... سوا اپنے بزرگوں کے، اپنے سے چھوٹے کی تعظیم کو نہ حسنؑ اٹھیں گے نہ حسینؑ اٹھیں گے، لیکن تاریخ میں یہ ہے کہ جب زہراؑ آتیں تو رسولؐ کھڑے ہو جاتے، بالکل اسی طرح جب زینبؑ آتیں تو حسنؑ کھڑے ہو جاتے، حسینؑ کھڑے ہو جاتے۔

اور صرف کھڑے نہ ہو جاتے... بات آگے بڑھتی ہے اس گھرانے میں، زہراؑ آئیں نبیؐ نے اپنی جگہ چھوڑ دی، مسند سے اُٹھ گئے، ہاتھوں کو بوسہ دیا... زہراؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا... جہاں بیٹھے تھے وہاں زہراؑ کو بیٹھا دیا... جب تک زہراؑ بیٹھی ہیں نبیؐ کھڑے ہیں، جب تک وہ بیٹھی ہیں... گفتگو ہو رہی ہے... نبیؐ کھڑے ہیں، اور جب نبیؐ زہراؑ کے پاس جائیں تو زہراؑ جہاں بیٹھی ہیں زہراؑ کھڑی ہو جائیں... جب تک نبیؐ بیٹھے ہیں زہراؑ کھڑی ہیں... یہ اس گھرانے کے شاہانہ آداب ہیں۔

اب اسے آپ شریعت کہئے.. اسے عبادت کہئے.. اسے رسالت کہئے... اسے نبوت کہئے... اسے امامت کہئے... مَیں یہ کہوں گا کہ اللہ بادشاہ اور اس کے گھرانے کے یہ شاہانہ آداب... اس کا گھرانہ ہے، اس کے آداب ہیں، اب وہاں کے کیا آداب ہیں یہ تو فرشتے ہی جانیں... ہم نے تو نہیں دیکھا ہم اگر یہ گھرانہ نہ دیکھتے تو ہماری سمجھ میں نہ آتا کہ اللہ تعالیٰ کا ادب فرشتے کیسے کرتے ہیں؟ ہمیں نہیں معلوم...! ہم نے یہ آداب دیکھے... عجیب بات یہ ہے کیا کریں ہم..؟ وہاں کہاں لطفِ زندگی جبریلؑ کو... وہاں کہاں میکائیلؑ کو مزہ آتا ہے، کہاں دل لگتا ہے، ارے! ان کا بھی دل چاہتا ہے کہ جھولا جھلائیں، چکی چلائیں.... وہاں نہ چکی ہے نہ جھولا ہے۔ آ رہے ہیں بار بار، آ رہے ہیں بار بار.... اس گھرانے میں دل لگا ہوا ہے... اب پھر جملہ دوں...!! وہ وہاں رہتا ہے،

ملک حیران ہیں... کہ تُو یہاں ہے..؟ گھرانہ تیرا وہاں ہے...! بھئی دل تو گھر میں لگتا ہے، عالمِ ہُو میں دل نہیں لگتا.... ہُو کا عالم ہے ہُو کا عالم، ہُو کے عالم میں کس کا دل لگتا ہے؟ رونقیں ہوں، چہل پہل ہو... ایسا گھرانہ ہم نے پہلے کہاں دیکھا... کہ ملائکہ بھی دربان بن کر آئیں... اس گھرانے کی شہزادی ہیں زینبؑ... کہ آئیں زینبؑ تو حسنؑ اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں... حسینؑ اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں.. نہیں. صرف تعظیم کے لئے اٹھ کر نہ کھڑے ہو جائیں بلکہ وہاں صرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نبیؐ تعظیم کر رہے ہیں، اس کے آگے ہمیں کچھ نظر نہیں آتا.. لیکن یہاں بات آگے بڑھ جاتی ہے۔

حسینؑ آئے... زینبؑ آرام کر رہی ہیں، سو رہی ہیں... اور سوئی ہیں کہ بس سورج کی کرنیں چہرے پر آ رہی ہیں... دوپہر کا وقت ہے... تھک گئی ہیں گھر کے کام کرتے کرتے.. تو وہیں لیٹ گئی ہیں فرشِ خاک پر.. اُدھر سے حسینؑ گزرے ہیں... نظر گئی کہ بہن کے چہرے پر دھوپ پڑ رہی ہے، چہرے پر دھوپ... فوراً رُک گئے، عبا اُتاری... عبا اُتار کر، دونوں ہاتھوں پر لے کر زینبؑ کے سامنے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے کہ سورج کی کرنیں بہن پر نہ پڑیں۔

اللہ...! چھوٹی بہن، بڑا بھائی.. لیکن یہ تعظیم کوئی راز بتا رہی ہے، سایہ پایا تو اُٹھ کر بیٹھ گئیں... اب جو دیکھا کہ امامِ معصوم چادر لئے ہوئے ہیں... کہا بھیا آپ تو امامؑ وقت ہیں اور یہ زحمت امام حسینؑ نے کہا زینبؑ ہم یہ کب سمجھتے ہیں کہ چھوٹی بہن گھر میں ہے... جب سے اماں اُٹھ گئیں ہم تمہیں ماں کی جگہ جانتے ہیں.. تم ہمارے گھر میں ثانیٔ زہراؑ ہو... یہ لقب حسینؑ و حسنؑ نے دیا ہے... ثانیٔ زہراؑ کا لقب بہن نے بھائیوں سے پایا.. تم ثانیٔ زہراؑ ہو"۔ کوئی بات اس گھر میں بغیر زینبؑ سے پوچھے نہیں ہوتی... یعنی حد یہ ہے کہ حسینؑ گھر سے باہر بھی جائیں... تو جب تک زینبؑ کو خبر نہ ہو، بھائی باہر نہیں

جاتے اطلاع کئے بغیر... کہ ہم سفر پر جائیں... یہ ہے زینبؑ کا ادب، یہ سب راز کربلا کے بعد پتہ چلے کہ زینبؑ کے لئے یہ اتنی فضیلتوں کے انبار کیوں ہیں، فضہؑ کہتی ہیں اُس دن سے میری شہزادی اُٹھتے بیٹھتے... فضہؑ سے یہ کہتیں... فضہؑ تو نے دیکھا...! اب ظاہر ہے کہ ابھی مَیں مصائب تو پڑھ نہیں رہا... شہزادیؑ کے فضائل، مصائب اور مصائب، فضائل ہیں... بیان آتا جائے گا، فضہؑ سے کہتیں اُٹھتے بیٹھتے کہتیں... دیکھا فضہؑ تو نے میرے بھائی نے اپنی عبا کا سایہ کیا اتنی دیر کھڑے رہے... احتراماً کہ مَیں سو رہی تھی کہ دھوپ نہ پڑے. کہا ہاں بی بی مَیں نے کسی بہن سے کسی بھائی کو اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا۔

کہا فضہؑ اس دن سے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ کاش کبھی ایسا ہو... کہ بھائی سو رہا ہو اور مَیں سر کی چادر اُتار کر سایہ کروں... آپ نے غور کیا، وہ بھائی کی محبت ہے، اب ظاہر ہے کہ بھائی کی محبت بہن کے دل میں موجزن ہے اس کے دل میں بھی یہ جذبہ ہے کہ مَیں اس محبت کا حق ادا کروں. اللہ اللہ وہ بھائی کی محبت... یہ زینبؑ کی محبت بھائی سے کہ یہ اظہار کیا لیکن عالم کیا ہے...؟

عالم یہ ہے کہ اُدھر حسینؑ کسی سفر پر چلے... اطلاع دی... زینبؑ ہم جانا چاہتے ہیں، مدینہ سے باہر جا رہے ہیں، یا اگر کوفہ میں قیام ہے تو کوفہ سے باہر جا رہے ہیں... بعدِ شہادتِ علیؑ اور فاطمہؑ، بعدِ شہادتِ امام حسنؑ یہ عالم ہو گیا تھا جناب زینبؑ کا کہ اگر کہیں یہ خبر بھی سُن لیتیں کہ حسینؑ کہیں جانے کو تیار ہیں... تو صرف اشاروں میں بچوں سے کہتی تھیں... زبان سے نہیں کہتی تھیں، اشاروں میں کہتی تھیں... اور بچے ماں کا اشارہ سمجھ جاتے کہ ساتھ جانا ہے تمہیں.... میرا بھائی اکیلے نہیں جائے گا... ذرا آپ آدابِ زینبؑ دیکھئے کبھی علی اکبرؑ سے نہیں کہا کہ تم جاؤ... کبھی قاسمؑ سے نہیں کہا کہ تم جاؤ... جان ہیں، دل و جان ہیں... قاسمؑ و علی اکبرؑ کو پالا ہے پھوپھی نے ماں بن کے... سایہ کرتی

ہیں... دُعائیں کرتی ہیں ان بچوں کے لئے... حد یہ ہے کہ عباسؑ کو بھی بیٹا بنا کر پالا ہے... تو کبھی عباسؑ سے بھی نہیں کہا... جبکہ فرائضِ عباسؑ میں ہے کہ حسینؑ کے پیچھے جائیں... لیکن زینبؑ نے اپنی عبادت بنالی تھی کہ اُدھر حسینؑ چلے اور عونؑ و محمدؑ کو دیکھا... یعنی تنہا نہیں جائیں گے.. اور یہ بھی نہ ہو کہ اطلاع کے ساتھ جاؤ۔ توجہ کیجئے گا... کبھی یہ نہیں کہا... یہ بے ادبی ہے کہ بھائی جارہا ہے اور کہیں میرے بچوں کو ساتھ لے جایئے یہ آپ کی خبر گیری کریں گے... نہیں... صرف اشارہ کرتیں، کیا اشارہ... کہ کہیں جارہا ہو بھائی، فاصلے سے جانا لیکن مجھے اطلاع رہے کہ بھائی کا رُخ کدھر ہے... کہاں تک پہنچے ہیں...؟ کس سے گفتگو ہوئی ہے؟ کون ملا ہے..؟ ایک ایک لمحے کی خبر زینبؑ کو رہے... بچوں کی ذّمے داریاں دیکھیں آپ نے... مدینہ سے باہر... حسینؑ جائیں گے تو زینبؑ کے اشارے پر عونؑ و محمدؑ جائیں گے اور اگر مل کر بھائی بہن سے رخصت ہو کر حسینؑ چلے تو پوچھا فوراً واپسی کب ہوگی بھیا...؟ کہا زینبؑ ہم فلاں وقت آجائیں گے، فلاں دن آجائیں گے... اطمینان ہوگیا بہن کو کہ واپسی کی تاریخ یا وقت بھائی نے مقرر کر دیا ہے.. اب جو تاریخ اور وقت مقرر ہے... اِدھر حسینؑ رخصت ہوئے اور فضہؑ کہتی ہیں شہزادی کا یہ عالم ہوتا کہ اُدھر حسینؑ روانہ ہوئے لیکن اب زینبؑ اپنے حُجرے میں نہیں ہیں... فضہؑ کہتی ہیں پھر مَیں نے شہزادیؑ کو آرام کرتے نہیں دیکھا، بس دن ہو یا رات شہزادی کا عالم یہ... کہ حُجرے کے صدر دروازے تک جاتیں... اور صحن میں ٹہل ٹہل کر وقت گزارتیں اور جب ایک دن گزر جاتا اور وہ وقت قریب آنے لگتا کہ جب بھائی کی واپسی ہوگی تو مسلسل فضہؑ سے کہتیں... فضہؑ باہر غلاموں سے پتہ لگاؤ... بھائی کی واپسی ہوئی...؟

بھائی کی واپسی ہوئی...؟ مجھے اطلاع ملنی چاہیئے جب بھائی واپس آجائیں تو مجھے

معلوم ہو جائے... ایک بار ایسا ہوا کہ بھائی رخصت ہو کر گیا... جو وقت مقرر تھا اس پر حسینؑ نہ آئے... زینبؑ نے پوری رات انتظار میں گزاری... اب حُجرے نہیں جاتیں، صدر دروازے کے پردے کو پکڑ کر وہیں بیٹھ گئیں... تین دن سے مسلسل صحنِ خانہ میں چہل قدمی کر رہی تھیں... انتظار میں تھک کر پردے کے پاس بیٹھیں... بہت تھک گئیں... تقریباً آدھی رات کا پہر گزرا... تو دروازے سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں اور غنودگی کا عالم تھا کہ دروازہ کُھلا... بھائی جو آیا تو اس نے دیکھا کہ بہن اس وقت جبکہ حجرے میں ہونا چاہئے... بستر پر ہونا چاہئے بہن یہاں بیٹھی ہے... قدموں کی چاپ سے، دستک سے آنکھیں جو کھولیں تو دیکھا بھائی ہے، اُٹھ کر کھڑی ہو گئیں، بے اختیار گلے میں بانہیں ڈال دیں... کہا زینبؑ! سوئیں نہیں... کہا بھیا تمہیں معلوم ہے جب تک تم واپس نہیں آجاتے نہ بہن کو نیند آتی ہے نہ پانی اچھا لگتا ہے نہ کھانا اچھا لگتا ہے... مَیں کیا سوؤں، کیا لیٹوں بستر پر... مَیں تو تمہارے انتظار میں تھی... لپٹا لیا بہن کو... شانے پر منہ کو رکھ دیا... آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے... بس اتنا کہا...! زینبؑ عادت توڑ الو اب بھائی سے جدا ہونے کی...!

دوسرا جملہ کہا... زینبؑ کیا ہو کہ کبھی بھائی جائے... اور جو زینبؑ تم انتظار کرتی رہو... اور بھائی واپس نہ آئے تو کیا کرو گی...؟ بس یہ سننا تھا کہ ایک چیخ ماری زینبؑ نے...

یقین کیجئے کہ... عام طور سے کچھ انجمنوں نے اعلان کیا ہے کہ سولہ ذی الحجہؒ کو شہادت ہے، کسی نے کہا کہ سولہ رجب کو ہے... مختلف کتابوں میں مختلف تاریخیں ہیں، حوالہ کوئی نہیں دیتا کہ کسی امامؑ کے حوالے سے ہو... کسی نے کہا کہ صاحب!!! ایسے ہی فلاں مہینے میں رکھ لو... اور ظاہر ہے کہ کتاب میں ابھی تک شہادت کی مستند تاریخ تلاش نہیں ہوئی... یہ ایک پریشانی ہے، لیکن مَیں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ جناب زینبؑ کا

شہادت کا یوم الگ سے منا کر آپ کو کوئی لطف نہیں آئے گا...اس لئے کہ بھائی اور بہن کا ذکر جب تک ساتھ نہ ہو تاریخوں میں کوئی لطف نہیں، آپ کر کے دیکھ لیں، جتنی چاہیں مجلسیں کروائیں، محرم سے ہٹ کر...آپ کو لطف نہیں آئے گا....اس کی وجہ کیا ہے؟ بہت قیمتی جملہ دے رہا ہوں...اس ہی سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ حضرت زینبؑ کا دن الگ سے ہٹ کر منانے کی قوم کو کوئی ضرورت نہیں ہے...نہ زنانی مجلس نہ مردانی مجلس۔

ایسے ذکر کرنے کو آپ کر لیں..کوئی تقریر آپ حضرت زینبؑ پر کروانا چاہیں، بچوں کو سُنوانا چاہیں تو دن رکھ لیں آپ...معلوماتی تقریر..تو رکھ لیں آپ...لیکن صرف یہ کہ آپؑ نے یوم رکھا اور ایک اونٹ کھڑا کر دیا اور شہادت پڑھ دی علی اصغرؑ کی...مَیں اس کے حق میں نہیں ہوں...مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں، اس لئے کہ دیکھیں مَیں جو یہاں تقریر کر رہا ہوں...حضرت زینبؑ سے الگ ہٹ کر کوئی جملہ آئے گا ہی نہیں...جو بات ہوگی وہ شہزادی کے موضوع سے متعلق ہوگی...یہ ہر مؤرخ کے بس کی تو بات ہے نہیں، ہر مقرر کے بس کی بات ہے نہیں، ہر خطیب یہ کر سکتا نہیں...جب کر نہیں سکتا تو آپؑ کا یوم رکھنا بے کار...شہادت منانا بے کار...کوئی بھی...کسی بھی خطیب کو آپ بلائیں گے وہ ایک گھنٹہ حضرت زینبؑ پر نہیں بول پائے گا...میری بات کا یقین کریں، ہندوستان و پاکستان...کہیں کا خطیب ہو...کر کے دیکھ لیجئے....کر کے دیکھ لیا لوگوں نے ... یوم زینبؑ مَیں نے شروع کرایا گیارہ محرم کو پاکستان میں... جب سے مَیں نے چھوڑا اس میدان کا یوم زینبؑ..اس کے بعد سے پھر کسی نے قسم کھا کر بتائے...اس یوم میں جناب زینبؑ پر تقریر سُنی...ایک سے ایک خطیب بدل گئے۔

ارے!اگر آپ شریک ہوئے ہیں تو بتایئے...اب کے نوٹ کر لیں اور گیارہ محرم کو

میدان میں آیئے گا... اور مجھے بتایئے گا کسی نے حضرت زینبؑ پر تقریر کی...؟ کوئی علی اصغرؑ کی شہادت پڑھ دے گا، کوئی کچھ پڑھ دے گا، کوئی کچھ پڑھ دے گا۔

اگر یوم منائیں تو پھر شان سے یوم منائیں اور وجہ بتادوں... لکھنؤ کے علمأ نے.. پہلے کا طریقہ یہ تھا کہ سال سے پہلے چارٹ تقسیم ہو جاتا تھا... کہ یہ ہیں تاریخیں اسے یاد کر لیجئے، غم کی تاریخوں پر شادی بیاہ نہ کریں... خوشی کی تاریخ پر غم نہ کریں... یہاں اُلٹا حساب ہے... جس دن امامؑ کی ولادت ہوگی اس دن سوئم چالیسواں ہو رہا ہوگا... جس دن آپ شہادت مقرر کریں گے، یہاں شادی ہو رہی ہوگی۔

یہاں تو اُلٹی گنگا بہتی ہے، اس جنگل میں کسی اہتمام کو جاری کرنا بڑا مشکل... مَیں نے اٹھارہ بیس سال میں جناب سیدہؑ کی مجالسِ شہادت کی بنیاد رکھ کر اتنا وَرک Work کیا... کہ اب کے اسلام آباد میں اُسی دن شہادت کانفرنس ہوئی اور ٹی وی نے شہادت کانفرنس دکھائی۔ یہ آپ کی کامیابی ہے یا نہیں۔

اگر اس طرح آپ وَرک کریں کہ پاکستان میں، ایک ایک قریہ میں، گاؤں میں شہادت رکھوا کر... تمام بین الاقوامی حیثیت سے لندن اور امریکہ تک تاریخ رکھوا دیں تو صحیح ہے... اب دیکھئے اس میں ہوتا کیا ہے...؟ ہر آدمی مورّخ بن جاتا ہے... یعنی وہ جو لوگ جنتریاں لکھتے ہیں وہ بھی مؤرخ بنے ہوئے ہیں، اب افتخار بک ڈپو سے امامیہ جنتری نکلتی ہے... جب مَیں جاتا ہوں تو وہ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں آغا صاحب لئے ہوئے کہ یہ لیجئے سُن لیجئے یہ یہ تاریخیں مَیں نے جنتری میں لکھ دی ہیں... اب وہ چاہتے ہیں کہ کوئی تاریخ خالی ہی نہ ہو... یعنی ہر تاریخ بھری ہوئی ہو... جنتری والوں کا کام ہے کہ ہر تاریخ ولادت شہادت سے بھری ہوئی ہو... تو اب امام تو ہیں کُل بارہ... اور ان کی ولادتیں ہیں بارہ لیکن شہادتیں ہیں گیارہ... اب ظاہر ہے کہ چوبیس دن بھریں گے نا...!

سال کے تین سو پینسٹھ دن بھرنے ہیں جنتری والے کو...کیا کریں گے؟ معین الدین چشتی اجمیری کی وفات...نظام الدین اولیا کی شہادت..لیاقت علی خاں کی وفات...اور فلانے کی شہادت اور اس کی ولادت اور اس کی شہادت... پوری جنتری بھری ہوئی ہے...آپ جنتری اٹھا کر دیکھیں..مطلب ان کوتو خانہ بھرنا ہے کہ آج کا دن آج کی تاریخ یہ ہے۔ایک ولادت،ایک شہادت،ایک ولادت ایک شہادت...جنتری دیکھ کر لوگ گھبراتے ہیں کہ ہم کوئی سالگرہ،شادی،منگنی کچھ کریں یا کچھ بھی نہ کریں...اسی میں ہو جاتا ہے کہ ایک کو کوئی تاریخ معلوم ہے تو وہ کہتا ہے کہ صاحب یہ ہے...یہ نہیں ہے، اس میں جھگڑا ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ہم یہ سب مانتے ہی نہیں...دین ایک تماشہ بن کر رہ جاتا ہے...اس میں جناب عالی! ہوا یہ کہ ایک سال انہوں نے لکھا جنتری میں،تین سال پہلے..کہ بائیس جمادی الثّانی...جو کہ اب تاریخ آئے گی حضرت زینبؑ کی شہادت ہے۔اب وہ کیسے لکھ دیا انہوں نے...؟ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ ایک سوانح حیات کھجوے سے چھپی جناب زینبؑ کی...وہ مستند ترین کتاب ہے،اس میں یہ لکھا ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو قافلہ واپس آیا اور آٹھ ربیع الاوّل کو واپسی کے بعد تین مہینے اور کوئی گیارہ بارہ دن حضرت زینبؑ زندہ رہیں...واپس مدینے آنے کے بعد تین مہینے گیارہ بارہ دن بعد آپؑ کی وفات ہوگئی...انہوں نے کچھ حساب جوڑا ہوگا...،ان کے حساب سے وہ آکر تاریخ پڑی...۲۱یا۲۲ جمادی الثّانی...انہوں نے اس میں لکھ دیا کہ صاحب ۲۱یا۲۲ جمادی الثّانی کو جناب زینبؑ کی شہادت ہے...اب یہاں ایک نکلتا ہے حسینی کلینڈر..ان کو بھی تاریخ بھرنا ہوتا ہے کیوں کہ کلینڈر انہوں نے بیچنا ہے...ان کو بھی ساری تاریخیں بھرنا ہوتی ہیں،لال کالی..لال ولادت،کالی شہادت...انہوں نے کہا کہ بھئی کلینڈر کا مقصد ہی یہی ہے،سادے خانے کس لئے ہوں..؟ انہوں نے اٹھائی

جنتری۔۔وہ ہر سال جنتری سے اٹھاتے ہیں امامیہ سے نقل کر کے جلدی سے کلینڈر جنوری سے پہلے بیچنا شروع کر دیا۔۔۔یہ واقعہ تو بعد میں مجھے پتہ چلا، اب آپ کو سُنا رہا ہوں، اب سنئے کہ ہوا کیا۔۔؟

مجھے پتہ چلا کہ صاحب! ۲۲ جمادی الثانی کو شہادت منائی جائے گی، دو سال پہلے پتہ چلا یہاں انچولی میں شہادت منائی گئی۔۔ پتہ چلا ایک اونٹ بھی آ گیا، عماری بھی آ گئی، زنجیر کا ماتم بھی ہوا۔۔۔ مجھے بڑا افسوس ہوا، اس لئے افسوس ہوا۔۔۔کہ عید کا دن ہے۔۔؟

۲۲ جمادی الثّانی عید کا دن ہے۔۔۔اس دن گھر گھر میں امام حسنؑ کا دسترخوان ہوتا ہے۔۔۔اب اس دن اگر شہادت کی مجلس ہو تو لوگ یا تو دسترخوان چھوڑیں۔۔اس کو کینسل کریں۔۔۔کہ جو امام صادقؑ کے دور سے ہو رہا ہے، جو حکمِ امامؑ سے دسترخوان ہو رہا ہے کہ میرے جد حسنؑ کا اس دن دسترخوان کرو۔۔اور وہ سبز دسترخوان گھروں میں ہوتے ہیں، کسی کی منت بیٹے کی ہوتی ہے، کسی کی رزق کی ہوتی ہے، سینکڑوں منتیں ہوتی ہیں، وہ چھوڑیں تو پھر شہادت منانا شروع کریں۔

تو یہ بھی نہیں کہ عید کے دن رکھ دیجئے آپ۔۔تاریخ کو دیکھے بغیر، چیک Check کئے بغیر۔۔مَیں نے ٹیلیفون کیا انہیں۔۔۔آغا صاحب کو۔۔بھئی یہ آپ نے جنتری میں کہاں سے چھاپ دیا۔۔۔کہنے لگے اس کی یہ وجہ ہے۔۔۔۔پھر مَیں نے کلینڈر والوں سے پوچھا۔۔آپ نے تاریخ کہاں سے لی۔۔؟انہوں نے کہا! ہم نے جنتری سے لی۔۔۔۔پھر مَیں نے منعقد کرنے والوں سے پوچھوایا۔۔۔انہوں نے کہا ہم نے حسینی کلینڈر دیکھا تھا۔۔۔ہم نے تاریخ رکھ دی، یعنی اب علماً سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔اب کلینڈر اور جنتری پر دین چلے گا!

یعنی جو جنتری نے چھاپ دیا، جو کلینڈر نے چھاپ دیا...تو شہادتیں، ولادتیں تو آپ منالیں گے جنتری اور کلینڈر دیکھ کے، قوم اس کو ماننے کو تیار نہیں، وہ کہتی ہے کہ صاحب! پانچ پانچ، چھ چھ تاریخیں لکھی ہیں، کتنی بار منائیں گے؟

اس کو طے کرنے والی بات ہے..دیکھئے مسئلہ کیا ہے..! ایک گروہ علما کا جو ہے وہ کہتا ہے یہ سب تاریخیں واریخیں سب بیکار چیزیں ہیں...بس کردار بنانے کی بات کیجئے..یہ کیا کہ فلاں شہادت وولادت کی تاریخ...اور دن اچھا نہیں...اور پیر کا نہیں، منگل کا یہ نہیں، آج شہادت ہے، آج ولادت ہے...تو ایک عالم کا گروہ ایسا ہے اور ایک گروہ یہ ہے جو کہتا ہے صاحب! ان چیزوں کا خیال رکھئے کہ شہادت کے دن کوئی ایسی بات نہ ہو کہ آپ خوش ہو جائیں اور خوشی کے دن آپ کو غم نہیں منانا چاہئے...اس لئے کہ حدیث یہ ہے کہ آلِ محمدؐ کی خوشی میں خوشی...اور غم میں غم کیا کرو۔

تو اب یہ نہیں ہے کہ جس دن آلِ محمدؑ عید منا رہے ہوں اس دن آپ غم کرنے بیٹھ جائیں، یعنی غدیرِ خم کو رسولؐ نے کہا کہ یہ سب سے بڑی عید ہے...تو اس دن آپ ماتم کرنے لگ جائیں...!

تو آپ حکمِ رسولؐ کے خلاف کریں گے، غدیر کے دن ماتم نہیں ہوتا، ۹ ربیع الاوّل کے دن ماتم نہیں ہوتا...جس دن سیّد سجادؑ مسکرائے ہوں اور زینبؑ نے سوگ بڑھایا ہو اس دن ماتم نہیں ہوتا...جو عید کا دن ہے وہ عید کا دن رہے گا۔

اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ ہم کو ان چیزوں پر قائم رکھ کہ ہم ائمہؑ کے گھرانے کی تاریخیں یاد رکھیں...اور بچوں کو یاد کرائیں کہ آج ولادت ہے، آج شہادت ہے...تا کہ اللہ ہم کو موت دے تو عید کے دن نہ دے...عاشور کے دن دے۔

یہ بھی دُعا کرنی چاہئے اور اسی سے انجام نظر آتا ہے..حضرت علیؑ نے کہا! آغاز نہ

دیکھو، انجام دیکھو۔ انجام بتادے گا کہ یہ کیا تھا....؟ اس لئے ان چیزوں میں بڑا خیال رکھنا چاہئے، عوام میں سے تمام مومنین کو بالکل برا نہیں ماننا چاہئے کہ ان چیزوں کے اثرات ہوتے ہیں، اگر دن خراب ہے، اگر تاریخ شہادت کی ہے اور آپ نے نیک کام کیا تو وہ کام کبھی باقی نہ رہے گا۔

ہیں...! آزمائی ہوئی چیزیں ہیں...، دیکھی ہوئی... اور اگر آپ نے آلِ محمدؐ کی خوشی میں غم شروع کردیا... عام طور سے پرانے علماً کہتے تھے کہ اگر شہزادیؑ کی ولادت ہے اور کوئی اُن کے یہاں مر بھی گیا ہے تو میلاد نہیں روکتے تھے۔ تو ان چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اب یہ بات جو مَیں نے تمہید میں کہی اس لئے کہا کہ جناب زینبؑ کے لئے... بہت عظیم جملہ کہہ رہا ہوں... سال کا کوئی دن، کسی دن، کسی مہینے کی جناب زینبؑ محتاج نہیں ہیں کہ الگ سے ان کا دن رکھا جائے... بڑا عظیم جملہ کہہ رہا ہوں... دو مہینے آٹھ دن کا غم ہے، پہلی محرم سے دس تک، حسینؑ کا دن ہے... گیارہ محرّم سے آٹھ ربیع الاوّل تک سارے دن زینبؑ کے ہیں... مَیں نے بہت بڑا جملہ کہا ہے... زینبؑ ایک دن کی محتاج نہیں ہیں... گیارہ سے جو شہزادی کا ذکر شروع ہوتا ہے تو آٹھ ربیع الاوّل تک ہر تاریخ پر زینبؑ کا ذکر ہوتا ہے، کائنات میں کسی شخصیت کو اتنے دن نہیں ملے... حسینؑ کو دس دن ملے... دس دن... پہلی سے ذکر ہوا... مدینہ سے سفر کیا، عاشور کو شہادت ہوئی... لیکن گیارہ آئی تو جب بہن کا ذکر شروع ہوا تو اب چہلم آجائے تو بہن کا ذکر، قید خانے کا ذکر آئے تو بہن کا ذکر... کوفہ و شام کا ذکر آجائے، آٹھ ربیع الاوّل مدینہ واپسی تک پوری کربلا کی داستان میں زینبؑ ہیں منظر نامے میں۔ اتنی عظیم ہستی کہاں ہے...؟ اب آپ بتایئے جس کا ذکر دو مہینے تک نہ ختم ہو اور کوئی کہے اس کی سوانح حیات نہیں ملتی...!

تو مَیں ایسے عالم کو جاہل کہوں گا...اس لئے کہ زینبؑ کی سوانح حیات پر انسان بولنا شروع کرے تو عشرے ختم ہو جائیں...لیکن حیات کامل نہ ہو۔ایک ایک زندگی کا رُخ ایسا ہے...ایک ایک رُخ ایسا ہے...قدرت نے گھرانہ چُنا کہ کس گھرانے میں زینبؑ جائیں...!تو علیؑ کے بڑے بھائی جعفرِ طیارؑ کے بیٹے عبداللہ کا انتخاب ہوا...۱۷ھ ہجری میں شادی ہوئی...جبکہ تیرہ برس کی تھیں حضرت زینبؑ اور بارہ برس کی اُمّ کلثومؑ...دو سگے بھائیوں سے دو سگی بہنوں کی شادی ہوئی...حضرت زینبؑ کی شادی عبداللہ ابن جعفرؑ سے ان کے چھوٹے بھائی عون بن جعفرؑ سے اُمّ کلثومؑ کی شادی...دونوں بہنیں رخصت ہو کر ایک ہی گھر میں گئیں۔

جب دولھا بن کر آئے عبداللہ ابن جعفر تو علیؑ کے سگے بھتیجے بھی ہیں اور آج داماد بھی بن رہے ہیں اور بھائی کے مرنے کے بعد بیٹے کی طرح پرورش بھی کیا...اور اتنے امیر ہیں عبداللہ ابن جعفرؑ..اتنے امیر ہیں کہ عرب میں کوئی بڑے سے بڑا رئیس ان کے مقابل نہیں ہے...یعنی ان کے جو کنوئیں تھے...ایک ایک کنواں کئی کئی لاکھ روپے کا آج کے حساب سے تھا..جس میں کا ایک ہی کنواں معاویہ آخری وقت تک چاہتا رہا کہ میرے ہاتھ بیچ دیں،لیکن آپ نے نہیں بیچا...بار بار مروان کو بھیجتا تھا...دو کنویں بیچ دیجئے...ایک کنواں بیچ دیجئے..مدینہ میں وہ کنویں تھے...بیرونِ مدینہ سینچائی کے کنویں تھے جس سے کھیت میں پانی جاتا تھا...اس کنویں کے مالک تھے جناب عبداللہ۔

یہ اتنے امیر کیسے بنے...؟ چھوٹے سے تھے،مٹی کے کھلونے بنا کر کھیل رہے تھے...اُدھر سے رسولؐ اللہ گزرے،کہا! عبداللہ کیا بناتے ہو؟ کہا تجارت کر رہا ہوں، مَیں نے دکان لگائی ہے...وہیں رُک گئے،کہا پروردگار اس کو بہت بڑا عرب کا تاجر بنادے اور اس کی تجارت میں اتنی برکت عطا کر کہ جب تک زندہ رہے اس کی تجارت

میں کبھی نقصان نہ ہو... رسولؐ جسے دُعادے دیں، وہ عرب کا کتنا بڑا تاجر ہوگا...؟

زینبؑ غریب گھرانے کی بہو نہیں تھی... مَیں نے شہزادی ایسے ہی نہیں کہا... گھر میں بھی شہزادی تھیں اور جہاں گئی تھیں وہاں بھی شہزادی بن کر گئیں .اور ایسا داماد جب علیؑ کو ملا تو بس اتنا کہا.. جب دولھا بن کر عبداللہ ابن جعفر طیارؑ آئے... کہا! تین باتیں کہنی ہیں تم سے اور اپنے چچا، اپنے امامؑ کی اس وصیت کو یاد رکھنا عبداللہ۔ کہا کہ عبداللہ...! پہلی بات تو یہ کہ زینبؑ جب سے پیدا ہوئی ہے مَیں نے اس کو اپنے سے جدا نہیں کیا... عقد مَیں نے کیا ہے، زینبؑ کو رخصت مَیں نے کیا ہے لیکن جب تک مَیں زندہ رہوں گا... زینبؑ بھی میرے ساتھ رہیں گی، تم بھی میرے ساتھ رہو گے۔

اس کے بعد تمہیں اختیار ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ زینبؑ حسینؑ سے بہت محبت کرتی ہے اور عبداللہ کبھی بھائی اور بہن کے درمیان دُوری نہ ہو...! خیال رکھنا ان محبتوں کا اور تیسری بات تم سے علیؑ یہ کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد زندگی میں کبھی اگر تم یہ سننا کہ حسینؑ کسی سفر پر جا رہا ہے اور زینبؑ تم سے آکر یہ کہے کہ مَیں اپنے بھائی کے ساتھ جانا چاہتی ہوں اَے عبداللہ! یہ علیؑ کی وصیت ہے، زینبؑ کو روکنا نہیں۔

دیکھئے یہ مَیں نے جملہ جو شروع میں کہا کہ کیا راز ہیں؟ زینبؑ کی ولادت میں کیا راز ہیں؟ زینبؑ کی زندگی میں کیا راز ہیں...؟ ...روکنا نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ یہ باتیں عبداللہ ابن جعفرؑ کو اپنے چچا کی یاد رہیں، جب بیاہ کر آئیں، تین دن عبداللہ کے گھر میں قیام کیا جناب زینبؑ نے لیکن جب اُٹھیں اور پہلا دن آیا تو زینبؑ مسلسل گریہ کرتی رہیں، تین دن تک روتی رہیں تو بیبیوں نے پوچھا... زینبؑ زمانے کا دستور ہے ہر بیٹی رخصت ہوکر اپنے شوہر کے گھر آتی ہے... وہ اس کا گھر ہوتا ہے جہاں وہ بیاہ کر آتی ہے لیکن یوں ہم نے کسی لڑکی کو روتے نہیں دیکھا... آج تیسرا دن ہے کہ تمہارے آنسو نہیں

رکتے تو...رو کر کہا کہ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ باپ کے گھر کے چھوٹنے کا غم ہے؟

نہیں ایسا نہیں ہے، تمہیں نہیں معلوم... کہ زینبؑ کے آنسو کیوں نکلے ہیں، کہا بتائیں اپنے دل کا حال بتائیں...کہا! آج تیسرا دن ہے کہ مَیں نے اپنے بھائی حسینؑ کو نہیں دیکھا...

دیکھیے! تقریر کا تسلسل کہیں پر ختم نہیں ہوا اور تقریر ختم ہو رہی ہے، بڑی آپ نے زحمت کی، یہ آپ کی محبت ہے شہزادی سے کہ اس دن کے اعلان کو آپ نے یاد رکھا... اور یہ جتنے لوگ بھی آئے، مَیں اسے غنیمت سمجھتا ہوں... کہ میری یہ تقریر جو ہو گئی کم از کم جنہوں نے سن لیا ہے وہ اپنے بچوں کو سنائیں گے۔ پیغام آگے بڑھے گا اور مَیں نے کوشش یہ کی کہ گفتگو صرف شہزادی کی حیات پر ہو... اور مَیں نے تھوڑا تھوڑا ہر گوشے کو پیش کر دیا آپ کے سامنے کہ جو تاریخ میں تشنہ ہے ورنہ خطبہ تو جناب زینبؑ کا تاریخ کی ہر کتاب میں مل جاتا ہے...کوفہ کا بھی، شام کا بھی۔ وہ واقعات دربار کے سارے مل جائیں گے۔

جو مَیں پڑھ رہا ہوں یہ کتابوں میں آپ کو بہت مشکل سے ملے گا... تلاش کرنا پڑے گا... یہ ریسرچ کا کام ہے، بہت ہی ریسرچ کے بعد ان چیزوں کا پتہ چلے گا، تو زینبؑ نے کہا آج تیسرا دن ہے کہ مَیں نے اپنے بھائی کو نہیں دیکھا...اطلاع ہوئی تو بھائی بہن کو لینے آیا اور یوں لپٹ کر حسینؑ سے روئیں کہ جیسے نہ معلوم کب کی بچھڑی ہوئی بہن... یہی وجہ ہے کہ ستائیس رجب ۶۱ ہجری کی شام کو سواری آ کر حضرت زینبؑ کی عبدؐاللہ کے گھر پر رکی اور کہا عبداللہ...! زینبؑ آپ سے کچھ کہنے آئی ہے... کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

کہا حکم کریں...عبداللہ ابن جعفر نے کہا شہزادی آپ حکم کریں، مَیں اس حکم پر عمل

کروں گا، کہا عبداللہ سن لیا آپ نے... میرا بھائی مدینہ سے جا رہا ہے، نانا کی قبر چھوٹ رہی ہے۔ کہا ہاں میں نے سُن لیا... سامانِ سفر کی تیاری ہے... کہا عبداللہ اجازت لینے آئی ہوں کہ بھائی کے ساتھ جانے دیں گے مجھے... تو ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے، کہا آپ کا حکم ہے۔

بس یہیں پر میں نے اپنے بیان کو ختم کیا، پھر کبھی موقعہ ملا اور زندگی رہی تو کبھی مہلت ملے اور قوم میں دلچسپی پیدا ہو تو خدا کی قسم پورا عشرہ جناب زینبؑ پر پڑھوں... دس تقریریں شروع سے آخر تک ایک ایک لمحہ ضائع کئے بغیر، ایک ایک لمحہ جناب زینبؑ پر بولوں اور سننے والے حیران رہ جائیں کہ کیا میرا ریسرچ ورک Research work ہے اور اس کی قدر کریں کہ آنے والے دور تک... میں سمجھتا ہوں کہ پچاس، سو برس تک آپ کو یہ چیزیں مل نہیں پائیں گی، قوم کی بدقسمتی ہے، ہم بھی یہ سوچتے ہیں کہ یہی ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری آواز پر سب آتے ہیں یوں سنتے ہیں... ہم اس کو لاکھوں سمجھتے ہیں۔

آپ یقین کیجئے... اس پرآشوب دور میں ہم اس کو لاکھ سمجھتے ہیں، ایک ایک ذہن جو ہمارے پاس سامنے ہے یہ دس دس ہزار پر ایک ایک دماغ بھاری ہے... میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کیا اہمیت ہے جو میں کہہ رہا ہوں... لیکن کہاں اتنی مہلت اور کہاں قوم کے پاس وقت... اور کہاں اتنا قوم کو شعور؟ کہ وہ یہ انتخاب کرے کہ دس دن بیٹھ کر عشرہ پورا... جناب زینبؑ کا سنے لیکن آج کی تقریر ختم ہو رہی ہے، بس یہی ایک لمحہ ذہن میں اگر آپ کے رہے اور یہیں پر آپ اپنے ذہن کو روک دیں اس تیاری کے ساتھ کہ پھر اس کے آگے سے کبھی سنیں گے... تو میں یہیں اس منظر کو روک رہا ہوں کہ عبداللہؑ کے گھر کے صحن کو پار کر کے دروازے تک زینبؑ کی سواری پہنچی... عبداللہ ابن جعفرؑ نے

جناب زینبؑ کو سوار کیا اور پھر حسینؑ کے گھر چلی گئیں...اور وہاں سے سواری چلی گئی۔

پھر زینبؑ واپس عبدؑاللہ کے گھر...یعنی اپنے گھر نہیں آئیں...بڑا سجا گھر تھا، بڑا ابھرا گھر تھا...امیر کا گھر تھا...رئیس کا گھر تھا...تقریر یہیں رک رہی ہے...عرب کے بہت بڑے تاجر کا گھر تھا، شہزادی کا گھر تھا اس گھر سے رخصت ہوئیں اور عرصے کے بعد واپس بھی آئیں تو جس گھر سے گئی تھیں وہیں اتریں اور یہ کہہ کر اتریں کہ اب اس گھر کو کیا چھوڑوں...؟ دنیا کہے گی کہ بھائی نہ رہا تو بہن اس گھر کو...ویران گھر کو چھوڑ کر چلی گئی! ارے! مَیں اپنے لعل سیّد سجادؑ کو تنہا کیسے چھوڑ دوں؟ کیسے چھوڑ دوں، عرصہ گذر گیا ایک دن عبداللہ ابن جعفرؑ آئے...سوگوار فضا تھی، اصحاب بیٹھے تھے سیّد الساجدینؑ کے پاس آئے...اور جب سیّد سجادؑ کے سامنے آتے تو عمامہ کو اتار کر سیّد سجادؑ کے سامنے عبدؑاللہ ابن جعفرؑ رکھ دیا کرتے تھے...رشتہ میں بڑے تھے، چچا بھی تھے اور پھوپھا بھی تھے لیکن اس کے باوجود...عمامے کو اتار کر رکھ دیتے تھے، سر برہنہ ہو جاتے تھے...اس دن بھی ایسا ہی ہوا، گفتگو جب تمام ہوئی...تو اتنا کہا کہ پھوپھا کیا کوئی خاص بات آپ کہنا چاہتے ہیں؟ آج بہت دیر آپ بیٹھے...! اتنی دیر تو آپ ہماری بزم میں نہیں بیٹھتے...کہا ہاں! ہم نے چاہا کہ سب جائیں تو ہم تم سے کوئی خاص بات کریں...کہا فرمایئے۔

کہا صرف یہ پوچھنا تھا کہ تمہاری پھوپھی کو واپس آئے عرصہ ہو گیا...کیا اپنے گھر زینبؑ نہیں آئیں گی؟ بس دو چار جملے اور پھر آپ کے لئے دُعا۔

طبقات ابنِ سعد تاریخ کی مشہور کتاب ہے، تیسری تاریخ کی کتاب ہے یہ طبری اور تاریخ ابنِ ہشام کے بعد...اس نے لکھا یہ...کیا اپنے گھر واپس نہیں آئیں گی؟ اس کے بعد کے جو جملے ہیں وہ مَیں کبھی نہیں پڑھتا...آج مَیں چاہ رہا ہوں چونکہ شہزادی کی

تقریر ہے اس لئے وہ بھی پڑھ دوں....اس روایت کے بعد کچھ جملے ایسے ہیں جو مَیں نے کبھی نہیں پڑھے...آج پڑھتا ہوں۔

کہا اچھا..مَیں پھوپھی سے عرض کرتا ہوں، عبداللہ ابن جعفرؓ چلے گئے، امامؑ آئے...گھر میں آئے۔ کہا پھوپھی اماں!! آج عبداللہ ابن جعفرؓ آئے ...کہا کیا کہتے تھے؟ کہا کہتے تھے کہ تمہاری پھوپھی کیا اپنے گھر نہیں آئیں گی؟

دیکھئے! یہ نہیں کہا کہ پھوپھی جایئے..مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ اس گھر کے آداب کیا ہیں...وہ یہ کہتے تھے کہ کیا تمہاری پھوپھی گھر نہ آئیں گی...اٹھ کر کھڑی ہوگئیں، کہا سیّد سجادؑ اگر تم کہتے ہو، تم ہو امامِ وقت...اگر تم کہتے ہو تو زینبؑ جائے گی...یعنی زینبؑ کے لئے قیامت ہے...یہ قیامت کا لمحہ ہے، بہت بڑا قیامت کا لمحہ ہے...جاؤں..سر پر چادر ڈالی...تیاری کی، فضہؓ ساتھ ساتھ چلی...دوپہر کا وقت تھا جب اپنے گھر پہنچیں...آپ سن چکے ہیں مجھ سے کہ زینبؑ وہ شجاع ترین بی بی تھیں کہ جب عونؑ و محمدؑ کے لاشے آئے تو کربلا کی واحد بی بی ہے کہ جس نے سب سے پہلے سجدہ کیا...شکرانے کا کہ پروردگار!! تو نے میری قربانیوں کو قبول کرلیا..تیری بارگاہ میں زینبؑ کا شکرانے کا سجدہ، کہ تو نے میرے نذرانے کو قبول کیا خاکِ کربلا پر زینبؑ نے سجدہ کیا، روئی نہیں تھیں...راستے میں عونؑ و محمدؑ کے سر دیکھے، نہیں روئیں..شام میں دربار میں کٹے سر دیکھے نہیں روئیں، سر واپس ملے...آئے لیکن گود میں لے کر روئیں نہیں سروں کو اٹھا کر، ہاں! حسینؑ کا غم کیا، بھائی کا سر گود میں رکھ کر ماتم کیا، کبھی کسی نے نہیں سنا کہ روئی ہوں...ہائے میرے لعل! عونؑ و محمدؑ کہہ کر....کبھی نہیں روئیں عونؑ و محمدؑ کا نام لے کر...

لیکن آج زینبؑ کے صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، وہ جملہ اگر آپ کو یاد ہے کہ جب رخصت ہوکر چلی تھیں ستائیس کو اپنے گھر سے وہاں مَیں نے تقریر روکی تھی...وہ

بھرا گھر جس گھر سے زینبؑ نکلی تھی کتنا بھرا گھر تھا؟ اور جب داخل ہوئیں تو عبدؑاللہ ابن جعفرؑ اس وقت گھر میں نہ تھے...بس جو گھر پر نظر پڑی تو جہاں صحنِ خانہ میں کھڑی تھیں اس سے آگے قدم نہیں بڑھ سکے۔

کمر پکڑ کر وہیں زمین پر بیٹھ گئیں...وہیں بیٹھ گئیں۔ اور زندگی میں پہلی بار فضہؑ کہتی ہے کہ ایک بار بی بی نے ان حجروں کو دیکھنا شروع کیا...اور فضہؑ ہی بیان کر سکتی ہے... کہتی ہے میری بی بی نے ایک بار دونوں ہاتھ حجروں کی طرف اٹھائے اور کہا عونؑ و محمدؑ...!! حجرے اجڑ گئے...اس سے بڑے مصائب نہیں ہیں میرے پاس شہزادی کے...عونؑ و محمدؑ حُجرے ویران ہیں، میرا گھر اجڑ گیا، میرا گھر لُٹ گیا اور اب جو روئیں تو تابِ ضبط نہ رہی بس کوثر و تسنیم کی لڑیاں تھیں جو آنکھ سے گرتی تھیں اور آواز بلند تھی... اتنی دیر گزری کہ گھر کا دروازہ کھُلا...اور عبداللہ ابنِ جعفرؑ آئے...اس کے بعد کے جملے مَیں نے کہا تھا کہ مَیں اسی پر تقریر ختم کروں گا جو مَیں کبھی نہیں پڑھتا آج پڑھ رہا ہوں...اور اسی پر دعا پر آپ کے لئے تقریر ختم ہو رہی ہے۔

آئے دیکھا ایک عورت بال بکھرائے ہوئے...کالی چادر اوڑھے ہوئے، چیخ چیخ کر روتی ہے، حجروں کو دیکھتی ہے۔ تو بس اتنا کہا! اَے خاتون یہ میرا گھر ہے، یہ عبدؑاللہ ابن جعفرؑ کا گھر ہے، یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ کا گھر ہے...کیوں روتی ہے چیخ کر، ارے کیوں بدشگونی اس گھر میں کرتی ہے؟ قریب جو آئے آواز زینبؑ نے پہچانی تو بال ہٹائے... اب جملہ سنئے گا...اب جو بے قراری میں زینبؑ روئی تھیں تو چادر شانوں سے گر گئی تھی...مَیں کچھ پڑھوں گا...آخری جملے ہیں ایک سیکنڈ کی زحمت ہے...سیاہ چادر گر گئی تھی، زینبؑ کے کاندھے سے رونے میں جو بے اختیاری کی منزل تھی، اب جو قریب آئے تو زینبؑ چہرے سے بال ہٹائے، کہا اچھا! اب یہ دن بھی آگئے کہ زینبؑ پر یہ

وقت پڑا کہ زینبؑ کو نہ پہچانیں گے...آخری جملے...بس وہیں بیٹھ گئے، کہا! آپ شہزادی ہیں؟ آپ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہیں، آپ حسینؑ کی بہن زینبؑ ہیں...کہا پہچانیں نا عبداللہ...کہا صورت پہچانی نہیں جاتی...ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ بازوؤں پر نظر گئی...بس جیسے ہی بازوؤں پر نظر گئی...زینبؑ نے دوڑ کر چادر اٹھائی اور چادر کو لپیٹا...اور اتنا کہا... ارے کیا پہچانو گے؟ جس کے گھر سے اٹھارہ جنازے نکلے ہوں اس کو کوئی کیا پہچانے...آخری جملہ سنئے گا بہت روئیں گے...

ارے! جس کا اکبرؑ مارا گیا اس کو کوئی کیا پہچانے؟ جس کا قاسمؑ مارا گیا اب اس کی صورت کیسے پہچانی جائے؟ ہاں زینبؑ کی مجلس ہے، بانیٔ گریہ ہیں، بانیٔ مجلس ہیں، یوں ہی رونا چاہئے اس لئے کہ زینبؑ نے بنیاد رکھی ہے اس آہ وشیون کی...اس ماتم کی بنیاد ہے اور یہ زینبؑ کی روح دیکھے کہ مجلس کی بانی مَیں ہوں تو رونے والے یوں روئیں مجھ کو...ایک دن میرا رکھ کر اور یوں روتے ہیں، آخری جملے...کہا کیسے پہچانیں گے زینبؑ کو جس کے بھائی کا جنازہ تیروں پر بلند تھا...جس کے لاشے کو زینبؑ نے ہاتھوں پر اٹھایا ہو...! کیسے پہچانیں گے؟

اچھا یہ بتائیں کیوں بلایا...! یہ پوچھنا چاہتے ہیں عونؑ ومحمدؑ کیسے لڑے...کہا آقا کے ذکر میں غلاموں کا کیا ذکر ہے...مَیں نے تو آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ جمل میں صفین میں ہم بھی لڑے تھے، محمد حنفیہؒ بھی لڑے تھے لیکن علیؑ یہ کہتے جاتے تھے...تم سب بہادر ہو لیکن میرے حسینؑ سے بہادر کوئی نہیں...اَے شہزادی میں نے اپنے بھائی کو لڑتے نہیں دیکھا، مَیں نے زحمت دی ہے کہ بتائیے کربلا میں میرا بھائی کیسے لڑا...؟

کہا ہاں! مَیں نے دیکھا خیمہ کا پردہ اٹھا کر بھائی کی لڑائی مَیں دیکھ رہی تھی...تقریر یہاں روک رہا ہوں، رمضان میں موقع ملے گا کہ لڑائی پڑھوں گا...کہ بہن نے بھائی کی

لڑائی کیسے سنائی...؟ زینبؑ واپس آ گئیں...دوسرا دن آیا تو ایک بار سیّدالسجادؑ کی خدمت میں عبداللہ آئے لیکن آج یہ دیکھا سیّد سجادؑ نے کہ عبداللہ ابن جعفرؑ عجیب انداز سے آئے عمامہ نہیں تھا سر پر، سر پر خود تھا...،عبا نہیں تھی زرہ تھی...کمر بندھی ہوئی اور تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے....ایک بار آ کر بیٹھ گئے اور تلوار کو زین العابدینؑ کے سامنے رکھ دیا...ایک بار سیّد سجادؑ کی آنکھ میں آنسو آ گئے...ارے واقعۂ کربلا کے بعد! ہتھیار میں پہلی بار خاندان کے کسی آدمی کو دیکھا ہے... یا تو رخصتِ آخر کے وقت حسینؑ کو دیکھا تھا... آخری جملہ ہے، میرے دوستوں مجھ سے پڑھا نہیں جاتا مگر کیا کروں؟ دل چاہتا ہے سنادوں۔

آج ہتھیار میں دیکھا...جملہ دوں...علی اکبرؑ یاد آئے ہوں گے...عباسؑ یاد آئے ہوں گے، زرہ بکتر، تلوار...کون کون سیّد سجادؑ کو یاد آیا ہوگا...ایک بار سیّد سجادؑ چہرے کو دیکھ کر سمجھ گئے، ایک بار عبداللہ ابنِ جعفرؑ نے خود کو اتارا اور اتار کر سامنے رکھا کہا سیّد سجادؑ ایک اجازت مجھے دے دو.... کہا کیا بات ہے؟ کس بات کی اجازت...؟ کہا اتنی اجازت دے دو کہ مَیں شام جانا چاہتا ہوں، مَیں دمشق جانا چاہتا ہوں...مَیں دمشق جانا چاہتا ہوں، کہا مَیں سمجھ گیا...اَے پھوپھا مَیں سمجھ گیا.... جملہ سنو...اَے پھوپھا اسی لئے تو پھوپھی گھر نہیں آ رہی تھیں۔

ارے! اسی لئے تو میری پھوپھی اپنے گھر نہیں آ رہی تھیں، اَے پھوپھا کیا پھوپھی اماں کی چادر شانوں سے ہٹ گئی تھی...؟ کیا بازو دیکھ لئے...؟ کہا ہاں بیٹا... یہ کہہ کر تلوار اٹھائی...کہا اجازت ہے تو ایک بار کہا ہاتھ جوڑ کر پھوپھا ارے! بابا کا سر تھا، پھوپھی کا سر کھلا تھا اور سیّد سجادؑ قیدی تھا، پھوپھی کے بازو بندھے تھے اور مَیں دیکھ رہا تھا...اَے پھوپھا تلوار نہ چلانا، دمشق نہ جانا۔

❁ ❁ ❁

ساتویں مجلس

شہزادی زینبؑ مالکِ کوفہ وشام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

''عظمتِ حضرت زینبؑ'' پر مجالس کا یہ سلسلہ ہے ثانی زہرا، عالمہ غیر معلّمہ راضیہ، مرضیہ، کربلا کی شیر دل خاتون حضرت زینب بنتِ علیؑ۔ اتوار تک ان مجالس کا سلسلہ انشاءاللہ اسی طرح چلے گا تقریر اس سلسلے کی آپ سماعت فرما رہے ہیں۔

طلبی تھی شام میں اور دو دن کے اندر تیاری کے بعد ہم دمشق میں تھے شہزادیؑ کے روضے پر میں پہلی بار اس سرزمین پر پہنچا چہاردہ معصومینؑ کی زیارتیں تو میری مکمل تھیں یہاں جانے میں کچھ دیر ہورہی تھی یعنی اس سے پہلے کیوں نہیں طلبی ہوئی..؟ اس سال کے یوم عزا کہ بعد ہمیں فوراً کیوں بلایا گیا..؟ کیوں ہم کو طلب کیا گیا تھا؟ اس کی وضاحت ہم کریں گے آج بھی اور آنے والی تقریروں میں بھی میرے لئے مشکل یہ ہے کہ موضوع کے اعتبار سے چار تقریریں ہوں یا پانچ مجھ کو نا کافی لگتی ہیں اس اعتبار سے ایک تقریر تو کچھ بھی نہیں ہے میرے لئے موضوع کے اعتبار سے آپ خود دیکھیں گے کہ چار دن گزر جائیں گے اور اس کہ بعد بھی بی بی کی زندگی کا احاطہ مشکل ہوگا۔

ابھی آپ سلام سن رہے تھے ماجد رضا عابدی صاحب سے ممتاز حسین صاحب سے۔

انھوں نے اپنے اپنے اشعار میں کہا کہ اگر زینبؑ شام میں نہ جاتیں تو شہادتِ حسینؑ پر پردہ پڑ جاتا مجھے اس موضوع کے لئے بھی کئی تقریریں چاہئیں اور آج میں اپنی تقریر کا آغاز اس موضوع سے کر رہا ہوں کہ زینبؑ نے شام جا کر کائنات میں حسینؑ کی شہادت کے واقعہ کو سب سے بڑا ثابت کر دیا کہ اس سے بڑا واقعہ تاریخِ انبیاء میں ہوا ہی نہیں اور جو کام کیا شہزادی نے وہ بہت کڑا اور مشکل تھا آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نبوتوں کے سارے کام یکجاء کئے جائیں اور پھر ترازو کے پلّے میں رکھے جائیں، اور زینبؑ کا کام ایک پلّے میں رکھا جائے، تو زینبؑ کا پلّہ بھاری ہے۔

صرف ایک ہی پہلو پر میں گفتگو کروں کہ شہزادی زینبؑ نے اتنے بہت سے کاموں میں ایک بڑا کام یہ کیا کہ اس ملک میں کہ جس ملک کی آبادی یہ جانتی ہی نہیں تھی کہ اہلِ بیتؑ بھی کوئی چیز ہیں جس ملک کے بچے، جوانوں اور بوڑھوں کو صرف اتنا معلوم تھا کہ رسول اللہ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور اولاد میں اگر کوئی بچا ہے تو صرف یزید ہے۔ صرف یزید رسولؐ کا وارث ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کوئی علیؑ، کوئی فاطمہؑ، کوئی حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ ان ناموں سے وہ ناواقف تھے اور اگر علیؑ کا نام جانتے تھے تو اس حیثیت سے کہ وہ اپنے بچوں کو یہ بتاتے تھے کہ عرب کا ایک مشہور ڈاکو تھا اور مائیں اپنے بچوں کو یہ کہہ کر سُلاتی تھیں جلدی سو جاؤ ورنہ وہ ڈاکو آ جائے گا۔ تو بچے اس نام سے ڈرتے تھے اور واجب تھا کہ ہر نماز کے بعد لعنت کی جائے اور اگر کوئی بھول جائے تو توبہ کرنا پڑتی تھی اور ایک شخص نماز جمعہ کے بعد لعنت کرنا بھول گیا تو اُس کو واپسی پر جس مقام پر یاد آیا اس مقام پر ایک مسجد بنوائی گئی کیونکہ یہ بھول گیا تھا علیؑ کو بُرا کہنا اس کو اس جگہ پر یاد آیا تو اس مقام پر ایک مسجد تعمیر کی جائے اس مسجد کا نام مسجدِ لعنت رکھا

گیا۔اس شام میں دنیا کا کوئی بشر اتنے مجمع میں یہ بات منوا سکتا تھا کہ نبیؐ کا وارث کون ہے؟ کسی مردِ میدان کی ضرورت تھی، کسی جنگ کی ضرورت تھی، تلوار کی ضرورت تھی۔ کیسے منوایا جائے، عرب کے ضدی لوگوں سے بُت پرستی چھڑوا کر لا الہ اللہ کہلانے کے لیئے رسولؐ کو ۸۷ لڑائیاں لڑنا پڑیں۔

جس ملک کے لوگ اتنے جاہل ہوں کہ انھیں یہ تو معلوم ہی نہیں تھا کہ کوئی لا الہ اللہ کے بعد محمد رّسول اللہ کے بعد بھی کسی کا نام ہے جب وہ واقف ہی نہیں تھے تو رسولؐ کی ۸۷ لڑائیوں کو زینبؑ کے ایک خطبے سے تول کر بتاؤ کے کیسے منوایا؟ کیا زینبؑ نے ۸۷ لڑائیاں لڑیں؟ اور ۸۷ لڑائیاں لڑنے کے لئے رسولؐ کو فاتحِ خیبر کی ضرورت تھی۔ مرحب وعنتر و حارث و ابوجرول کو مارنے کے لئے ذوالفقار کی ضرورت تھی، تو کیا زینبؑ میں وہی ہمت تھی جو شاہ مرداں میں تھی؟ کیا زینبؑ کے پاس کوئی ایسا ہتھیار تھا جس کا وزن ذوالفقار کے برابر تھا؟ یہ کیا تھا..؟

اس کا ایک رُخ یہ ہے کہ جہاں دنیا یہ جانتی ہو کہ حسینؑ صرف ایک خارجی تھے معاذ اللہ یزید کے خلاف بغاوت کی تھی، میدان میں آئے مارے گئے ان کا سر آیا تو اس خوشی اور مسرت میں عراق سے لے کر شام کی تمام منزلوں میں جن کا میں ذکر کروں گا جن کی میں نے زیارت کی، یہ سب وہ مقامات ہیں جہاں سے اسیر گزرے آج یہ شہر روشنیوں سے جگمگا رہے ہیں لیکن اِن جگمگاتے شہروں میں چپہ چپہ پر زینبؑ نے اپنے نقشِ قدم گاڑ دیئے دور دور سے لوگ چلے آ رہے ان جگہوں کو دیکھنے کے لئے یہاں سرِ حسینؑ رکھا گیا تھا، یہاں کارواں بِٹھایا گیا تھا، یہ درخت ہے، یہ دَیر ہے، یہ راہب کا گرجا ہے ایک ایک جگہ نقش چھوڑ دیا زینبؑ نے، پورا ملک شام زینبؑ کا گھوم کر دیکھا ہم نے، کام کیسا کیا دیکھا ہم نے یہ تو راستے کے کام ہیں پھر بازار، اس بازار

سے گزرے وہاں آئینہ بندی دیکھی چودہ سو برس گزر گئے اب تک بازار کی سجاوٹ نہیں مٹی، آج بھی ویسے ہی سجا ہوا ہے۔ دُکانیں ویسے ہی جگمگا رہی ہیں ویسے ہی لوگ بازاروں میں کھڑے ہوئے ہیں، اسی طرح ہنس رہے ہیں اسی طرح مذاق کر رہے ہیں، تو جا کر تو دیکھو کہ اس مجمع میں کیسے گزریں زینبؑ..؟ بازار طے کیا پھر وہ میدان آ گیا کہا اس میدان میں عیسائی، مجوسی، یہودی مسلمان، کرد، شام میں ایک اژدہام تھا، باب السّاعت کے میدان میں، لاکھوں کے مجمعے کے بیچ میں لا کر زینبؑ کو بٹھایا گیا چاروں طرف سے لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے آوازے کس رہے تھے، جملے پھینک رہے تھے، بُرا کہہ رہے تھے، پتھر چل رہے تھے۔

میں کیا کیا بتاؤں اوراس ماحول میں بی بیؑ شیر کی طرح باب السّاعت کوتک رہی تھیں اور سامنے مسجدِ اُمیہ کا بھرا صحن اور دربارِ یزید نظر آ رہا تھا دروازے سے گزر کے اس صحن میں آ جاؤ مسجد کا صحن دیکھو اس کی وسعت دیکھو اس کا مجمع دیکھو پھر منزلوں پر نظر ڈالو وہاں لوگ بیٹھ کر تماشہ دیکھ رہے تھے اور سب سے بڑا مینار جہاں کھڑے ہو کر یزید شام والوں کی خوشیوں کو دیکھ رہا تھا قافلے کو اندر آتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس کے بعد جب آ کر بٹھا دیئے گئے دس گھنٹے باب السّاعت کے سامنے..تو اب دربار سجا، اب تخت پر یزید آئے گا، تخت کے سامنے اسیروں کو پیش کیا جائے گا اور پھر وہ لمحہ آئے گا کہ جب زینبؑ خیبر کی لڑائی لڑیں گی خطبے کی تشریح کروں گا بتاؤں گا کہ خطبہ کے کتنے رُخ ہیں؟

آج میں آپ کو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ جہاں کسی کو کچھ معلوم ہی نہیں تھا وہاں زینبؑ نے وہ کام کیا کہ اس کام کی میں ایک جھلک سناتا ہوں ایک جھلک، آج کی تقریر میں اسی پر تمام کروں گا آج سے تقریباً ۱۸ برس پہلے انچولی کے گراؤنڈ میں جشنِ سوسالہ ولادت امام حسینؑ منعقد ہوا تھا علاّمہ نصیر الاجتہادی اعلی اللہ مقامہٗ کی صدارت میں

مرحوم علاّمہ عرفان حیدر عابدی بھی موجود تھے، بہت بڑا مجمع تھا، بہت بڑا جشن تھا ۱۸ سال ہو گئے اس جشن کو اس میں میری تقریر تھی وہ تقریر میں نے ۱۸ سال پہلے کی تھی اس کا کیسٹ نہیں مل رہا تھا بہت دنوں بعد ملا تو میں بھول گیا تھا کہ میں نے اس تقریر میں کیا کہا تھا تو میں نے اس کیسٹ سے اپنی ڈائری میں وہ باتیں نوٹ کیں، جو باتیں اس تقریر میں مَیں نے کی تھیں وہ آج میں آپ کو سُناتا ہوں کہ ۱۸ برس پہلے جو تقریر میں نے کی تھی وہ تقریر ۱۸ برس بعد کر رہا ہوں ۱۸ برس بعد اگر تقریر دُہرائی جائے تو اُس کو پرانا تو نہیں کہیں گے، لیکن میرا خیال ہے ۱۸ برس پہلے جو پیدا ہو وہ اب ۱۸ برس کا ہوگا اس کے لئے تو نئی ہوگی۔

پہلے میں نے اس تقریر میں یہ کہا تھا کہ جب کربلا کو حسینؑ نے سجایا، شمر نے صرف اتنا کہا، میں بتاؤں اسیر بیٹھے ہوئے ہیں شہزادی ہیں چوتھے امامؑ ہیں اور یزید پوچھ رہا ہے کہ کیا ہوا کربلا میں، کہا امیر تیری سلامتی تیرے اقبال سے دن چڑھے ہم نے لڑائی شروع کی دن ڈھلتے ڈھلتے فتح یاب ہو کر آئے تو وہ شیروں کی طرح تھے لیکن ہم نے اُن پر حملہ کر دیا جیسے شکرے نے کبوتر پر حملہ کیا ہو۔ حسینؑ کا لشکر ڈر ڈر کے کبوتروں کی طرح بھاگ گیا اور ہم نے اِن کو چھپنے نہیں دیا اور ڈھائی تین گھنٹے میں سب کو مار دیا اور تیرے اقبال کی فتح ہوئی اور ہم نے سب کے سر کاٹ لئے صرف ایک آدمی بچا ہے چند عورتیں ہیں اور اُنہیں پکڑ کے لے آئے ہیں۔

یہ ہے لڑائی کا حال اسے لکھنے والوں نے لکھ دیا تو کربلا کا چیپٹر (Chapter) تو ختم ہو گیا۔ کربلا تو اس میں نہیں ہے، جو شمر نے بیان کیا تو شہزادیؑ نے اٹھ کر جواب دیا تو جھوٹ بولتا ہے، وہ شیروں کی طرح آئے انہوں نے شیروں کی طرح حملہ کیا اور تم اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے گیدڑ بھاگتے ہیں اور تمہیں پناہ نہیں مل رہی تھی، میرے

بھائی کی تلوار کے سامنے، یزید اس سے پوچھ کہ میدان لشکروں سے بھرا ہوا تھا اور کتنے لاکھ کا لشکر تھا اور اس سے پوچھ لاکھوں کا لشکر گیارہ محرم کی صبح کو جب سورج نکلا ہے وہاں سے تو اُنگلیوں پر سپاہی گنے گئے تھے وہ لشکر کہاں ہے واپس کیوں نہیں آیا۔ اور اس کے بعد جو جملہ کہا یزید تُو دربار میں چھپا یہاں بیٹھا ہے ذرا باہر نکل ملک شام کی گلیوں میں دیکھ میں تو دیکھتی ہوئی آئی ہوں، ملک شام کا کوئی گھر ایسا نہیں جہاں سے رونے کی صدا نہیں آرہی ہو میرے بھائی نے اتنا مارا ہے کوفے میں صفِ ماتم بچھی ہے تیرے لشکر کی، جا دیکھ گھروں میں رونا پیٹنا مچا ہوا ہے اسی لئے تو پتھر پھینکے جارہے ہیں ہمارے اوپر، تیرا مستقبل بدبخت ہے۔

اگر زینبؑ نہ ہوتیں تو یہ کون بتاتا کہ حسینؑ نے کربلا کے میدان میں کیا کیا؟ کس دن آئے؟ کیا تاریخ تھی؟ تاریخ لکھی امام حسینؑ نے ۲محرم ۶۱ ہجری یکم اکتوبر ۶۸۰ عیسوی بروز جمعرات وارد کربلا ہوئے کس نے لکھی یہ تاریخ صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ زینبؑ نے جو کام کئے اس کا صرف ایک رخ سمجھ رہے ہیں نا آپ، ذہین مجمع ہے ہمارا اور ہماری باتوں کو آسانی سے سمجھے گا آپ نے ارادہ فرمایا کہ ساحل کی بستیوں نینوا، ماریہ، غاضریہ جس میں قبیلہ بنی اسد آباد تھا کے قریب خیمے لگائیں مگر کسی نے عرض کیا مولاؑ اس جگہ کا نام عقر بھی ہے۔ وہاں قیام فرمائیں آپ نے لفظ عقر کو اچھا نہیں سمجھا، سمجھ رہے ہیں آپ؟ دوررس امامؑ کی نگاہیں کہ اس خطے میں ہماری نسل کو تو قیامت تک جانا ہے آپ نے فرات کی شاخ علقمہ سے تین میل دور اپنے خیمے لگائے بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں یوں خیمے نصب ہوئے کے سب سے آگے خیمہ حضرت عباسؑ، زینبؑ نقشہ سمجھا رہی ہیں یہ جو زینبؑ نے مجلسیں پڑھیں ہیں شام میں جا کر میں نے سُنا کہ دوبارہ کیوں واپس آئیں، اتنی مجلسیں مدینے میں پڑھیں کہ گورنر مدینہ نے کہا زینبؑ

اگر مدینے میں رُک گئیں تو انقلاب آجائے گا عرب میں، حکم ملا شام بھیج دیا جائے تو وہاں روضہ پر یہ لکھا ہے اور زیارت میں یہ لکھا ہے کہ زینبؑ اب جو دوبارہ شام آئیں تو عجیب جملہ لکھا ہے کہ یہاں آکر زینبؑ نے علم کے دریا بہادیے۔

اب شام میں یزید کو کوئی نہیں جانتا ہر گلی میں لوگ کہتے ہیں سیدہ زینبؑ جانا ہے، کسٹم آفیسر کے سامنے پاسپورٹ یوں رکھا تھا ہمارا اور کاغذ پر لکھا تھا سیدہ زینبؑ جائیں گے، آپ ٹیکسی والے سے صرف اتنا کہہ دیں کہ آپ کو سیدہ زینبؑ جانا ہے، کسی شام کے کونے میں آپ ہوں اس سے کہہ دیجئے ہمیں سیدہ زینبؑ پہنچادو زینبؑ تک پہنچنے کا راستہ شام کے ایک ایک باشندے کو معلوم ہے کسی باشندے سے پوچھ لیں یزید کا گھر کہاں ہے، قبر کہاں ہے ارے یزید تو بہت دور ہے ملک شام کے کسی باشندے سے پوچھو یزید کے باپ کی قبر کہاں ہے؟

تو میں کہہ رہا تھا حسینؑ کربلا پہنچ گئے، خیمے لگ گئے، حضرت عباسؑ کے خیمے سے اندر ہو کر باہر سے نہیں خیمے کے اندر سے ہو کر جو راستہ جاتا ہے وہ امامؑ کے خیمے تک جاتا تھا یعنی حضرت امام حسینؑ کے خیمہ تک پہنچنے کے لئے حضرت عباسؑ کے روضے سے نکل کر جانا پڑتا ہے گویا عباسؑ دربانی کا کام کر رہے ہیں خیام امام حسینؑ اور اس کے بعد عزیز و اقارب خصوصاً بنی ہاشم کے خیام اور اس کے بعد دائرے کی شکل میں اصحاب کے خیام اس کے بعد دائرے کی شکل میں غلاموں کے خیمے ایک دوسرے سے ملا کر لگائے گئے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے ملنے میں آسانی ہو، سمت مخالف میں نہر علقمہ کے قریب حرؑ اور ان کے ہمراہیوں نے اپنے خیمے لگائے ہوئے تھے یہ تو کربلا حسینؑ نے یوں سجائی، اب اس کی یوں وضاحت کروں گا کہ اس طرح حسینؑ نے ترتیب کیوں رکھی تھی خیموں کی، حسینؑ کے ہر اقدام میں ایک تاریخ ہے اور ایک راز ہے، اقبال نے اس

تاریخ کو سمیٹا اور کہا ...!

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؑ
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

ایک انگریز برسوں کے بعد کتابیں پڑھتا ہے حیرت ہوتی ہے اس کو، ایک کتاب پڑھتا ہے پھر دوسری کتاب پڑھتا ہے اب اسے تجسس ہوتا ہے کہ میں حسینؑ کے بارے میں کچھ جاننا چاہتا ہوں ایک شخص جرمنی زبان میں امام حسینؑ پر ایک کتاب لکھتا ہے وہ بھی وہ کتاب پڑھتا ہے پھر جرمن زبان میں.......... مقتل کا ترجمہ ہوتا ہے وہ اس کو بھی پڑھتا ہے، پھر ایک جرمن کی خاتون جرمنی کی رہنے والی امام حسینؑ پر ایک کتاب لکھتی ہے وہ بھی وہ کتاب پڑھتا ہے اس کے بعد وہ ایک کتاب لکھتا ہے اس میں وہ امام حسینؑ کا حال لکھتا ہے وہ اس کتاب کو بھی دوبارہ پڑھتا ہے پھر اس کے بعد دنیا کی مشہور کتاب ..رومن امپائر جلد نمبر ۵ شہنشاہیت روم اور زوال کتاب لکھتا ہے، جس کا پہلا جملہ وہ یہ لکھتا ہے کہ یزید کے لشکر سے حرؑ آئے شہادت پانے کے لئے عظیم موت کے لئے لیکن ایک اچھا صلہ اس کو دیا، یہاں سے وہ شروع کرتا ہے کتابیں پڑھتے پڑھتے اس کی حیرانی بڑھتی ہے دنیا کی ساری زبانوں میں پڑھتے پڑھتے ایک بار اس کو یہ اطلاع ملتی ہے کہ تاریخ چائینا میں جیمز کارکون.

حسینؑ کا ذکر کرتا ہے اسے حیرانی ہوتی ہے کہ تاریخ چائینا سے حسینؑ کا کیا تعلق ہے Jams karkon نے چین کی تاریخ میں حسینؑ کا ذکر کیوں کیا وہ.............. کتاب کو خرید کر لے آیا مصنف کو ڈھونڈتا ہے کہاں ہیں حسینؑ تو وہ چیپٹر chapter پڑھتا ہے جس میں چائینا کے پہلوانوں کا ذکر ہے، بہادروں کا ذکر ہے، تو چیپٹر کو یہاں سے شروع کرتا ہے کہ ہمارے چائینا میں بڑے بڑے بہادر لوگ گزرے ہونگے ایران

وروم وعرب میں بڑے بڑے بہادر لوگ گزرے ہونگے۔لیکن میں قسم کھاتا ہوں،اس بات پر کہ دنیا کے تمام بہادر ایک طرف حسینؑ سے بڑا بہادر کوئی نہیں گزرا ہوگا۔اور پھر وہ Detail بتاتا ہے کہ وہ دنیا کے واحد بہادر کیوں ہیں،اور وہ اتنے شجاع انسان کیوں تھے؟

جب وہ یہ ساری باتیں پڑھ چکتا ہے اب وہ ریسرچ کرتا ہے،اور اپنی ریسرچ کرنے کے بعد اپنی ریسرچ ۹ پوائنٹس میں پیش کرتا ہے یعنی اتنا بڑا مطالعہ ۹ سطروں میں پیش کرتا ہے اس سے آپ اپنے یہاں کی خطابت کا اندازہ لگایا کیجئے کہ ایک گھنٹے کی تقریر آپ کے لئے کیسے کارآمد ہوتی ہے کہ ہزاروں کُتب خانوں کی سیر آپ ایک گھنٹے میں کرتے ہیں یہ مطالعہ کرنے والے کا کمال ہوا کرتا ہے کہ وہ زندگی کے اپنے سارے پھولوں کے نچوڑے ہوئے میٹھے رس کو شہد بنا کر صرف ایک قطرے میں کمپیوٹر کے چپس کی طرح ساری کائینات سمائی ہوئی ہے یہ ہے مطالعہ کا کمال،اس نے پڑھا اور پڑھنے کے بعد نتیجہ دیا،نتیجہ میں نے ۱۸ برس پہلے چودہ سو سالہ جشن میں پیش کیا تھا۔

کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ لکھتا ہے ہیڈنگ ہے اس کی حیرت انگیز تحقیقی اعداد وشمار سمجھ لیں ہیڈنگ کو،حیرت انگیز اعداد وشمار اس کے بعد وہ ہیڈنگ ڈالتا ہے جب تک آپ ہیڈنگ اور سرخی کو نہیں سمجھیں گے پوائنٹس آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گے،تقریر اُنہیں پوائنٹس پر ختم ہو رہی ہے میری ہیڈنگ کیا ہے وہ کہتا ہے''یہ ہے،یہ ہے شہادت امام حسینؑ انجام''ظاہر ہوتا ہے کہ ہیڈنگ ابھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئی ہوگی پھر میں ہیڈنگ دہراؤں گا 9 پوائنٹس پڑھنے کے بعد دُہراؤں گا،اب میں ہیڈنگ دہراؤں گا پوائنٹس پڑھنے کے بعد،پہلا پوائنٹ وہ دیتا ہے کہ دنیا کے اٹھارہ کروڑ انسانوں کے نام لفظ حسینؑ کے مرکّب ہیں حسین علی،محمد حسین،آغا حسین،دنیا کے اٹھارہ کروڑ انسانوں کے نام لفظ حسینؑ سے رکھے گئے ہیں۔

پوائنٹ ۲: ایک دن اور ایک رات میں لفظ حسینؑ تقریباً ۵۶ کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے، ابھی تو دوسرا پوائنٹ ہے کہ اس کا ایک دن اور ایک رات میں ایک دن اور ایک رات میں ایک رات یہ بھی تو ہے نہ، ایسی کئی راتیں ہر ملک ہر شہر ہر دیہات میں اس وقت ہونگی یا نہیں شب جمعہ ہے نا بھائی، روضہ حسینؑ، نجف، روضہ عباسؑ روضہ امام رضاؑ، سامرہ لاکھوں انسان ضریح کا طواف یا حسینؑ یا حسینؑ، کوئی حساب لگا سکتا ہے، ایک دن ایک رات میں حسینؑ کا لفظ ۵۶ کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے۔ اور ۵۳ کروڑ مرتبہ تحریر میں آتا ہے ارے بھئی جن کے نام حسینؑ پر ہیں ان کے نام اسکولوں میں بھرے جاتے ہونگے، شناختی کارڈ استعمال ہوتے ہونگے، وہ ایرپورٹ پر اُترتے ہونگے وہ جہاں جہاں جاتے ہونگے تو چوبیس گھنٹے میں حسینؑ حسینؑ حسینؑ لکھا اور بولا جارہا ہے۔ پہلی ہیڈنگ۔ اور پھر پڑھو حیرت انگیز اعداد و شمار، ہیڈنگ آخر میں۔

تیسرا پوائنٹ غور سے ایک ایک لفظ سُنیں گے تب ہی آپ کی سمجھ میں آئے گا تیسرا پوائینٹ ہر منٹ میں نام، حسینؑ پر ۹۳ ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھا جاتا ہے، چوتھا پوائنٹ، ہر سال میں ۸۰ لاکھ انسان قبر حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں ہر سال میں ۸۰ لاکھ انسان یہ ہے، ۴۰ سال پہلے کا معاملہ ارے آج تو کوئی کمپیوٹر پر بیٹھ کے ۴۰ سے آگے کا حساب لگائے... ہے کوئی جیالا جو سروے کرے، یہ تو چالیس سال پرانی بات ہے، جو اُس نے لکھا۔

پانچواں پوائنٹ: دنیا کی بیاسی رائج شدہ زبانوں میں ذکر شہادت امام حسینؑ ہوتا ہے، چھٹا پوائنٹ: دنیا کے ہر کسی نہ کسی گوشے میں تین مجالس ہوتی رہتی ہیں، ساتواں پوائنٹ: مسلمانون کی شخصیات کے بارے میں سب سے زیادہ لٹریچر امام حسینؑ پر لکھا گیا۔ آٹھواں پوائنٹ: دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد سب سے زیادہ لٹریچر امام حسینؑ پر

لکھا گیا۔نواں پوائنٹ:دنیامیں سب سے زیادہ اشعار ہر زبان میں امام حسینؑ پر لکھے گئے۔

پڑھو یہ ہے انجام شہادتِ امام حسینؑ اور یہ انجام زینبؑ نے لکھا، یہ جو کچھ آپ نے سُنا، یہی تو کارنامہ ہے امام حسینؑ کا۔ پانچ جمادی اوّل اور وہاں جمادی اوّل کو روضے زینبؑ کی ولادت مقرّر، ان کی تحقیق کے مطابق ایران، لبنان، شام، کویت، تو یہ سمجھئے تین تاریخ سے پڑھوں گا میں آنے والی تقریروں میں کہ شام کی سرحدیں چاروں طرف سے، ایک طرف سے ترکی سے ملتی ہیں، ایک طرف عرب سے ملتی ہیں، ایک طرف عراق سے ملتی ہیں، ایک طرف لبنان سے ملتی ہیں، ایک طرف فلسطین سے ملتی ہیں، ایک طرف کویت سے ملتی ہیں۔

آٹھ دس سرحدیں ملتی ہیں شام سے، بیچ میں شام ہے اور پانچ ملک ایسے ہیں، ان کے اپنے آپس میں جن کا پاسپورٹ نہیں ہے، لبنان کے لوگ۔کویت کے لوگ۔ عراق کے لوگ۔قافلے آنے شروع ہوئے شہزادی کی ولادت منانے کے لئے لبنانی، کویتی، مصری کیا خوب قصیدے پڑھے دف بجاتے ہوئے روضے میں قصیدے پڑھتے ہیں۔لگتا تھا کہ آج جشنِ ولادت ہے، اور اس مجمع میں کہ صحن میں چاروں طرف ایکو لگے ہوئے ہیں تو دالان کے آخری دَر میں ہندوستانی طلباء نے میرے لئے منبر رکھا سامنے دروازۂ زینبؑ تھا اور میں شہزادی پر تقریر کر رہا تھا تقریر کچھ یاد رہ گئی باقی اگر یاد آئی تو سناؤں گا اس میں میں نے ایک ہی بات کہی، کہ کتنی مشکل منزل تھی زینبؑ کے لئے...؟

یہ بڑی عجیب بات کہہ رہا ہوں تقریر کے آخر میں آپ غور کریں گے تو بہت خزانہ ملے گا یہ میں نے شہزادی کے روضے میں یہ جملے کہے شہزادی کو سُنا کے، آدمؑ نے اگر کوئی بڑا کام کیا تو کیا بڑی بات کی، نوحؑ نے اگر کوئی کام کیا اللہ کے لئے تو کیا بڑی بات

ہوئی، یہ میرے جملے کو ضائع نہ کیجئے گا، ابراہیمؑ، موسیٰؑ نے اگر کوئی بڑا کام کیا تو کیا بات کی حضورؐ، علیؑ نے امام حسینؑ نے امام حسنؑ نے اگر کوئی بڑا کام کیا تو کیا بڑی بات کی کیونکہ ان سب کو عہدہ بڑا دیا گیا، منصب دیا گیا کہ تمہیں یہ کام کرنا ہے، تم معصوم ہو تم نبی ہو، تم رسول ہو، تم امام ہو، زہراؑ تم معصومہ ہو بنتِ رسولؐ ہو سب کے پاس عہدہ ہے، منصب ہے، تو سب اپنے عہدے، شان کو برقرار رکھنے کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں زینبؑ امام نہیں ہیں اللہ کی طرف سے نہ نبی ہیں، نہ جدّ رسول ہیں، لیکن آدم سے لیکر حسینؑ تک محمدؐ تک سب سے بڑا کام زینبؑ نے بغیر اس کی پروا کئے کہ میرے پاس کوئی منصب نہیں ہے، یہ میں نے روضے میں کہا تھا یہ شہزادی کو سُنا کے کہا تھا، آپ تصدیق کریں گے نا میری اس بات کی؟'' وہ زائرین جو وہاں موجود تھے''۔

اب دوسری بات کہہ دوں یہ بات دنیا کی صرف دو ہستیوں میں پائی جاتی ہے دوسری کا نام میں نہیں لے رہا ہوں بعد میں لوں گا، دونوں باتیں دونوں ہستیوں میں دو باتیں پائی جاتی ہیں اور کسی میں نہیں، کوئی منصب نہیں کوئی عہدہ نہیں ہے، پورا قرآن پڑھ جائیں، آدم تمہیں یہ کام کرنا ہے، نوحؑ تمہیں کشتی بنانی ہے، صالحؑ تمہیں یہ کام کرنا ہے، حکم ہے وحی آئی ہے موسیٰؑ تمہیں یہ کام کرنا ہے، محمدؐ تمہیں یہ کام کرنا ہے، حسینؑ تک، حسینؑ سے بھی مخاطب سورۂ فجر میں ہو کہ یہ کام تمہیں کرنا ہے، قرآن میں یہ دِکھائے کہ کس سورہ میں ہے کہ زینبؑ یہ کام تمہیں کرنا ہے سمجھ رہے ہیں نا آپ، اب دوسری بات جتنے انبیاءؑ گزرے معہ سرکارِ دوعالم کے جب کام ختم ہوا تو کہا پروردگار کام ختم ہو گیا اب صلہ دے دے۔

سرکارِ دوعالمؐ رُتبے میں سب سے بڑھ گئے کیونکہ سب سے بڑا کام تھا اس لئے اجر سب سے بڑا محمدؐ کا تھا اس لئے اس کا اجر کام ہو گیا کچھ نہیں مانگ رہا ہوں میں تم سے

یعنی مانگ رہا ہوں نہیں سمجھ رہے ہیں آپ، کچھ نہیں مانگ رہا ہوں میں تم سے یعنی مانگ رہا ہوں کہ میرے اہلِ بیتؑ سے مودّت کرو، زینبؑ کے لئے، تو یہ بات بھی ختم ہوگئی۔ بچے تو کربلا ہی میں مرگئے تھے بچوں کو تو دولھا بنا کر بھیج دیا گیا کہ یہ ہی مانگ لیتی کہ میں مرجاؤں میرے بچوں سے مودّت کرتے رہنا صلہ کی پرواکئے بغیر بڑا کام کیا اور کہا کچھ نہیں چاہئے یہ باتیں دونوں کہ یہ سب سے بڑا کام بغیر عہدے کے بغیر منصب کے اور اجر نہ مانگنا ،صرف دو ہی ہستیوں میں پایا جاتا ہے، یا ابو طالبؑ میں یا زینبؑ میں، ایسے کام کر کے چلے گئے کہ جیسے کیا ہی نہیں اور سب سے بڑے کام...!

نہیں سمجھے آپ ،اب کہہ دوں تیسرا جملہ کہہ دوں کم از کم آپ یہ تو سوچ رہے ہونگے کہ دادا اور پوتی کا فخر برابر کیسے ہوگیا یہ دو پوائنٹ یہاں مل گئے ہیں، ابوطالبؑ کا سب سے بڑا کام کیا تھا ہزاروں کاموں میں ہزاروں کارناموں میں ،سب سے بڑا کام یہ تھا کہ ہر منزل پر محمدؐ کو بچالیں وارثِ اللہ کو بچالیں تو زینبؑ کا سب سے بڑا کام کیا ہے کہ ہر منزل پر امامِ وقت کو بچالیں قسم کھا کر بتاؤ ابو طالبؑ کامیاب ہوئے ہیں یا پھر زینبؑ کامیاب ہوئیں ہیں، تو فاتح کون ہے۔؟ عرب کے کافر فاتح ہیں یا ابوطالبؑ؟

شام کے کمینے فاتح ہیں، یزید فاتح ہے یا زینبؑ..؟ تو صلہ تو ہم دیتے ہیں، کہ یہی شام والے قیامت تک کہیں گے سیدہ زینبؑ۔ آپ نہیں کہتے آپ کہتے ہیں حضرت زینبؑ شام والے کہتے ہیں میری سردار زینبؑ، یزید تو سردار نہیں رہا، معاویہ تو سردار نہیں رہانا..اب اس ملک کی مالک زینبؑ ہیں۔ کیا ضریح ہے، کیا سونے کی ضریح ہے، کیا درخشاں درودیوار ہیں، کیا روشن ستون ہیں، اور ایک نظر بھر کر ضریح پر ڈالو یقیناً تابوت اندر رکھا ہے ضریح کے سارے در شیشے کے ہیں سرہانہ خواتین کی طرف ہے پائینتی مردوں کی طرف ہے، سرہانے کی خواتین زیارت کرتی ہیں اُدھر مردوں کے لئے

انتظام ہے۔

لیکن سرہانے کی طرف اوپر کے درکا آدھا جالی کا حصہ کُھلا ہوا ہے شیشے نہیں ہیں اس میں ذراسا قد کو بلند کرنا پڑتا ہے تابوت کو دیکھنے کے لئے، اگر دیکھنا چاہیں، زیارت کرنا چاہیں، ذرا اِدھر جا کر دیکھیں تو اوپر تابوت پر نظر ڈالیے تو ہم نے دیکھا سرہانے تاج کتنا بڑا رکھا ہے زینبؑ کے سر پر، اسی تاج پر تو اترا رہا تھا یزید میرا قیمتی جملہ مصائب کی نذر ہو گیا آج ملک شام میں اس تاج کی مالک علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہیں۔

بارِالٰہی شہزادی زینبؑ کے ذکر کے صلے میں ان سارے عزاداروں کو خوش رکھ کہ اس سرخ رو بی بیؑ کا ذکر کریں بی بیؑ کے بھائی کا ذکر کریں اور جب یہ ہاتھ اٹھائیں تو بی بیؑ ان کا دامن مرادوں سے بھر دیں شہزادی یہ آپ کا نظر کرم یہ آپ کے بھائی کے عزادار ہیں ایک آواز پر آپ کا ذکر سننے آئے ہیں آپ کا ذکر سن کر گھروں کو جائیں گے اُنہیں چین دیں انھیں آرام دیں پروردگار امام زمانہؑ کا ظہور فرما۔

❀ ❀ ❀

آٹھویں مجلس

تاریخوں کی اہمیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

سلسلۂ شہادتِ جنابِ زینبِ کبریٰ چار دن سے مسلسل جاری ہے، آپ حضرات تشریف لا رہے ہیں، چوتھی مجلس آج منعقد ہے۔ تین روز سے مسلسل ہم افکارِ جنابِ زینبؑ پر گفتگو کر رہے تھے...

شائد ہی دنیا میں کسی کی زندگی ایسی ہو کہ جس کو صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہو کہ وہ غم منائے.. دوسری کوئی ہستی ہمیں نظر نہیں آتی سوا حضرت زینبؑ کے۔ خوشی کا مقام تھا کہ جب اللہ نے نبیؐ کو دو نواسے عطا کئے تھے۔ اور واقعی بہت خوشیاں منائی گئی تھیں، امام حسنؑ کی آمد پر اور سال کے اندر جب امام حسینؑ کی آمد ہوئی تو اور خوشیاں دوبالا ہو گئیں لیکن ابھی حسینؑ دو برس کے تھے کہ حضرت زینبؑ کی آمد ہوئی... بھائی اور بہن میں دو برس کا فرق ہے... حسینؑ، زینبؑ سے دو برس بڑے تھے... تین ہجری میں امام حسینؑ کا ظہورِ نور ہے اور پانچ ہجری میں حضرت زینبؑ کا ظہورِ نور۔ عام طور سے متفق ہیں علماؑ اس بات پر کہ آپ کی آمد یکم شعبان کو ہوئی، لیکن شام میں آپ کے روضۂ مبارک پر جمادی الاوّل میں آپ کا جشنِ ظہور منایا جاتا ہے۔ شہادت کی تاریخوں میں بھی

مختلف لوگوں نے نظریات پیش کئے ہیں۔ بعض لوگ زور دیتے ہیں کہ رجب کی ۱۵ تاریخ کو جناب زینبؑ کی شہادت ہوئی۔ بعض لوگ ربیع الاوّل کی ۶ تاریخ کو تسلیم کرتے ہیں، بعض لوگ صفر کے مہینے میں ۲۴ تاریخ کو مانتے ہیں۔ بہت سے لوگ ذی الحجہ کی کسی تاریخ کو مانتے ہیں۔ لیکن میں نے کئی برس سے اس مہینے جمادی الاوّل میں جو یہ مجلسیں قائم کی ہیں...! اس کی آپ کو وجہ بتادوں...

اس کی وجہ یہ ہے کہ محققین، کہ جنہوں نے تحقیق کی، تلاش کیا کہ آپؑ کی شہادت کب ہوئی، کہتے ہیں کہ ۸ ربیع الاوّل کو قافلہ واپس آیا مدینہ... اور جمادی الاوّل میں آپؑ کی شہادت ہوئی۔ محقق اعظم، سرکارِ ناصر الملت کی تحقیق یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کُل تین مہینے حضرت زینبؑ زندہ رہیں، واپسی شام کے بعد اور تیسرا مہینہ جمادی الاوّل پڑتا ہے۔ اس لئے سب سے مستند تاریخ یہی ہے، مَیں نے علمأ کے فیصلوں کے بعد اس تاریخ کا انتخاب کیا۔ اب ظاہر ہے کہ جو ۱۵ کو منا رہا ہے وہ میری تقریر اس وقت نہیں سن رہا، جو ربیع الاوّل میں مانتا ہے وہ میری تقریر نہیں سن رہا۔ جو لوگ جنتریوں میں مختلف تاریخیں لکھ دیتے ہیں وہ اس وقت میری تقریر نہیں سن رہے۔ اب میں سب کو تو گھر پر جا جا کر نہیں کھٹکھٹا کے کہہ سکتا کہ تحقیق سے دیکھو، کتابوں میں کیا لکھا ہے...؟ کہ کیسے طے کیا جائے...؟ اور کوئی کسی کی سنتا نہیں ہے...

کوئی کسی کی سننے کو تیار نہیں ہے، ابھی آپ دیکھیں گے کہ جمادی الثانی کی ۲۱ تاریخ کو انچولی میں اونٹ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ آج ہے شہادت، زنجیر کا ماتم شروع ہو جائے گا۔ حالانکہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ جمادی الثانی کی سب کی عید کی تاریخیں ہیں، اس لئے کہ ۲۲ کو امام حسنؑ کا دسترخوان ہے، پندرہ رجب تو کسی عالم میں نہیں منانا چاہئے، اس لئے کہ پندرہ رجب کو حضرت سیدہؑ رخصت ہو کر علیؑ کے گھر میں آئی ہیں...

مولا علیؑ کا ولیمہ ہے، تو آپ بتائیں لوگوں کو، اگر یاد رہ جائے آپ کے ذہن میں اور کہیں تبصرہ ہو تو دلائل کے ساتھ بیٹھ کے بات کریں کسی تاریخ کے لئے کسی تاریخ کو قربان نہیں کرنا چاہئے۔ جب آپ کے پاس مستند حدیثیں موجود ہیں تو آپ کسی عید کے دن، خوشی کے دن شہادت کی تاریخ کو مقرر نہ کریں۔

اور دیکھئے... اصل میں ہوتا یہ ہے کہ اس طرح کے کام کرنے والے، جنتری میں جو سمجھ میں آیا لکھ دیا، ایک ہی معصوم کی کئی کئی تاریخیں جنتری میں لکھ دیں۔ جنتری پچاس لوگ بنا رہے ہوتے ہیں، جنتری والوں کا کام دوسرا ہے، ان کا کام یہ تاریخیں نہیں ہیں، ان کا کام ستارے اور برج، وغیرہ ہے۔ لیکن وہ اس میں بھی پڑے ہوئے ہیں۔ ہر آدمی ہر کام میں ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔ جب کہ یہ سبجیکٹ (Subject) اس کا نہیں ہے۔ اس لئے غلطیاں ہوتی ہیں، دیکھیں...! سوچنا یہ چاہئے کہ رجب یا ذی الحجہ یا صفر یا ربیع الاوّل.. اس میں مسند مقرّرہ تاریخیں موجود ہیں۔ دیکھیں! تاریخوں کا مطلب کیا ہے، کہ زیادہ سے زیادہ ذکرِ اہل بیتؑ ہو۔

اب محرم صفر تو ہمارے یہاں کوئی دن خالی نہیں ہوتا، ہر گھر میں مجلس ہو رہی ہوگی۔ وہ تو ہے ہی ذکرِ اہل بیتؑ، ربیع الاوّل کی ۸ تاریخ تک ہمارے پاس کئی تاریخیں یومِ غم ہیں۔ یا تو امام کی شہادت ہے، مدینے قافلے کی واپسی ہے۔ وہ بھی یومِ غم ہو گیا۔ اب اس کے بعد رسولؐ اللہ کی آمد کا مہینہ ہے۔ اور عید کا مہینہ ہے، یعنی رسولؐ اللہ کو سب پر افضلیت حاصل ہے، تمام ائمہؑ پر، تمام معصومینؑ پر.... تو اب اس مہینے میں ۸ ربیع الاوّل کے بعد پورا مہینہ خوشیاں منانی چاہئیں کہ ہمارے ہیں رسولؐ اور ان کا ہے یہ مہینہ۔ اس میں کوئی تاریخ نہیں لینی چاہئے۔ اب ربیع الثانی آیا، تو ربیع الثانی میں گیارہویں امام حضرت عسکری علیہ السّلام کی آمد ہے، تو ایک ذکر اس مہینے میں بھی ہو گیا اور اہلِ سنت

کے یہاں گیارہویں شریف ہے ... اب آ گیا جمادی الاوّل خالی پڑا ہوا ہے ذکرِ اہل بیتؑ کے لئے۔

اس لئے کیا اچھا ہے کہ سب لوگ اس ہی مہینے کو حضرت زینبؑ سے منسوب کر دیں. اس کے بعد والا مہینہ جمادی الثانی پورا جنابِ سیدؑہ کا ہے، شہادت بھی اسی مہینے میں ہے، ظہورِ نور بھی اسی مہینے میں ہے۔ پھر ۲۲ر جمادی الثانی کو امام حسنؑ کا دسترخوان بھی ہے تین تاریخیں تو جمادی الثانی میں ہوئیں۔ اب رجب میں تو مسلسل ... کوئی تاریخ خالی نہیں ہے، پہلی رجب کو پانچویں امام محمد باقر علیہ السّلام کی آمد، تیسری رجب کو دسویں امام کی شہادت ہے اور ۵ کو آمد ہے، دس کو نویں امام کی آمد ہے اور اسی دن حضرت علی اصغرؑ، ۱۳ کو مولا علیؑ کی آمد ہے، ۱۵ کو آپؑ کا ولیمہ ہے، ۱۷ کو حضرت زینبؑ کی شادی ہے۔ اس کے بعد ۲۷ر رجب کو شبِ معراج ہے پھر اس کے بعد فتحِ خیبر ہے، ۲۴ر رجب کو اور ۲۲ رجب کو کونڈے ہیں، کونڈے لوگوں کے یہاں کئی دن تک چلتے رہتے ہیں۔ ۱۹ کو بھی، ۲۱ کو بھی، ۲۲ کو بھی، ۲۳ کو بھی، ۲۴ر رجب تک تو لوگ کرتے رہتے ہیں۔ مہینہ خالی نہیں ہے، ذکر ہو رہا ہے.. ذکر ہو رہا ہے... ذکر ہو رہا ہے۔

شعبان آیا.. تو ظاہر ہے کہ ۲ شعبان کو حضرت زینبؑ کی اگر آپ آمد منائیں، ۳ شعبان کو امام حسینؑ، ۴ یا ۱۰ شعبان کو حضرت عباسؑ، پھر ۵ یا ۱۰ شعبان کو حضرت علی اکبرؑ، ۷ شعبان کو حضرت قاسمؑ، اس کے بعد پھر مسلسل امامِ زمانہ تک شعبان میں خالی نہیں ہے۔ رمضان آ گیا، ظاہر ہے روزے ہیں، لیکن اس میں بھی کوئی تاریخ خالی نہیں ہے، ۷ تاریخ کو فاطمہ بنت اسد کی وفات ہے، ۱۰ کو جنابِ خدیجہؑ کی وفات ہے، اسی مہینے میں عبدالمطلبؑ کی وفات بھی ہے۔ ۳ تاریخیں مولا علیؑ سے منسوب ہیں۔ ۱۹، ۲۰، ۲۱ اسی میں شبِ قدر بھی آ جاتی ہے ۲۳ تک اور اس کے بعد اسی میں توریت، انجیل، زبور،

قرآن...سب کچھ نازل ہوا۔ اور یہ سب عیدیں ہیں، ۲۷ تک عیدیں ہیں رمضان میں...۱۵ تو ہے ہی عید، اس لئے کہ امام حسنؑ کا ظہورِ نور ہے ۱۵ کو ۱۴، ۱۵ یہ دو خوشی کی تاریخیں ہیں۔

اس کے بعد شوال میں ۱۵ تاریخ کو امام صادقؑ کی شہادت ہے، اسی میں حضرت حمزہؑ کی شہادت ہے۔ اس کے بعد ذیقعد آ گیا امام رضا علیہ السلام کی آمد ہے۔ ذی الحجہ آ گیا اس میں حضرت مسلمؑ کی شہادت ہے ذی الحجہ ۹ تاریخ کو...یعنی ۵ سے اگر آگے چلیں، ۵ ذی الحجہ کو پانچویں امامؑ کی شہادت ہے، ۶ کو میثم تمار کی، ابو ذرؓ کی شہادت ہے۔ اس کے بعد ۸ ذی الحجہ امام حسینؑ کا مکے سے سفر ہے۔ ۹ کو حضرت مسلمؑ کی شہادت ہے۔ اور اس کے بعد حضرت مسلمؑ کے دن آ جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد بقرعید کے بعد ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم ہے، ۲۴ تاریخ کو مباہلہ ہے، اور لیجئے، پھر چار دن کے بعد محرّم کا چاند ہے۔ پھر محرّم آ گیا، پھر صفر آ گیا۔ یوں اگر کنٹینیو Continue اپنے پروگرام ذکرِ اہلِ بیتؑ کے بنالیں تو کیا ہرج ہے؟ تاریخوں سے تاریخوں کو ٹکرایا نہ کریں..

یہ جو معصومینؑ کا ذکر کیا اور اس گھرانے کا، ان کی ولادتیں اور شہادتیں آپ کو سنائیں۔ ورنہ اگر آپ کو تاریخیں سننی ہیں تو کسی مہینے کی کوئی تاریخ خالی ہی نہیں ہے۔ اگر غم منانے کا شوق ہے..اور جنتری چھاپنے کا، اور کلینڈر چھاپنے کا تو مجھ سے سنو میں ابھی سناتا ہوں۔

ایک ایک صحابیِ علیؑ کی وفات بتاؤں...ازواجِ علیؑ کی وفات بتاؤں، بیٹیوں کی بیٹوں کی سب کی تاریخ بتاؤں..ائمہ کی تمام اولادوں کی، امام زادوں کی بھی تاریخیں بتاؤں، پھر اس کے بعد علماٗ کی تاریخیں بتاؤں...شہیدِ اول کی وفات کب ہے، شہیدِ ثانی

کی وفات کب ہے،شہیدِ ثالث کی وفات کب ہے۔شہیدِ رابع کی وفات کب ہےاور یہاں تک بتاؤں کہ یہاں پر کراچی کے شہدأ کی تاریخیں کیا کیا ہیں؟

تاریخیں کہاں پڑھیں؟،اس لئے کہ ظاہر ہے آپ گھبرا جائیں گے،روز روز کہاں تک یوم منائیں گے...کبھی شادی کی تاریخیں رکھی جاتی ہیں تو لوگ الجھتے ہیں۔بھئی کب تک تحفۃ العوام سے چلتے رہیں۔؟

کون کہہ رہا ہے؟ کوئی کیا پابندی کرے گا تاریخوں کی، یہ تو ہم نے سنائیں جو محبت کرنے والے ہیں وہ تاریخیں یاد رکھتے ہیں... جو محبت کرنے والے ہیں وہ تاریخیں یاد رکھتے ہیں۔

ٹیلی ویژن پر ایک عالم آئے تو...ان سے پوچھا گیا؟ انہوں نے کہا دن اور تاریخ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔یعنی یہ علمأ کہتے ہیں..یہ عام فکر ہے،اب علمأ سے گھبرایئے گا نہیں...دنیا میں ہر طرح کے علما پائے جاتے ہیں۔قسمیں ہوتی ہیں۔

قرآن میں ہے،ولی دو طرح کے ہیں،ائمہؑ بھی دو طرح کے ہیں..اللہ نے کہا..! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں...کافروں کے بھی ائمہؑ ہیں مومنوں کے بھی ائمہؑ ہیں۔ شیطانوں کے بھی اولیأ ہیں اور اللہ کے بھی اولیأ ہیں...اس میں گھبرانے کی بات نہیں ہے،جب اولیأ کو اللہ نے کہا ہے کہ شیاطین کے بھی اولیأ ہیں،اور انبیأ کے بھی اولیأ ہیں۔

سب سے بڑا عالم تو شیطان تھا....اب اس سے بڑا کیا عالم ہوگا۔اور اب تک وہ عالم بنا ہوا ہے۔علمأ اس کے پیروکار ہیں،اس نے شاگرد بنائے ہوئے ہیں تو وہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔تاریخ کی کوئی اہمیت نہیں ہے،دین کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نہ ہو..اپنی شادی کی سالگرہ سب کو یاد رہتی ہے۔بیگم شکایت کریں گی...آج تو کیک لے کے جانا ہے..اور اپنے بیٹوں کی تاریخیں سب کو یاد رہتی ہیں سرٹیفکیٹ میں لکھاتے

وقت۔ ارے.. اونچ نیچ نہ ہو جائے... ذرا۔ اپنے معاملے جو ہیں سب تاریخ اور دن ضروری ہیں۔ ائمہ کا ذکر آیا... کوئی اہمیت نہیں ہے...! آپ دیکھیے، کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ کے یہاں دن کی بھی اہمیت ہے اور تاریخ کی بھی اہمیت ہے۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو کبھی اللہ سورۂ قدر نہ نازل کرتا..

انّا انزلناه فی لیلة القدر

ہم نے نازل کیا... کس نے نازل کیا؟ پورا قرآن اٹھا کے پڑھئے..

الیوم اکملت لکم دینکم

وہ دن... وہ دن... دن کی اہمیت ہے۔

پڑھئے سورۂ بنی اسرائیل۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱)

ہم لے گئے راتوں رات اپنے بندے کو.. آپ دن کی بات کر رہے ہیں، آپ تاریخ کی بات کر رہے ہیں...! اللہ کے یہاں رات کی بھی اہمیت ہے۔ اہمیت نہ ہوتی تو یہ لفظ کیوں آتے... شبِ معراج، شبِ ہجرت، شبِ عاشور...

اللہ کے یہاں شبوں کی بھی اہمیت ہے، یاد رکھئے! شبیں بھی ہیں، دن بھی ہیں، تاریخیں بھی ہیں۔ تاریخ کے بغیر آپ کو یاد کیسے رہے گا...؟ اچھا چلئے تاریخ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جائیے... اب کلینڈر نہ چھپیں، جنتریاں نہ چھپیں۔ ہمیں کوئی تاریخیں نہیں چاہئیں۔ کوئی کلینڈر گھر میں نہ لگ جائے۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ آج کیا تاریخ

ہے؟ تو آپ کہئے ..اجی، تاریخوں میں مت پڑیئے ہوگی کوئی تاریخ۔ اور جب چودہ اگست آئے اور کوئی پوچھے تو آپ کہئے ... کچھ نہیں ہے ہمیں نہیں معلوم آج کیا تاریخ ہے۔ اگر کوئی کہے آج پاکستان بنا تھا...تو آپ کہئے بنا ہوگا...ہم سے کیا مطلب۔ ہم تاریخ واریخ نہیں مانتے۔

انگلش کی ساری تاریخیں یاد ہیں، جنوری، فروری، مارچ اپریل میں کیا کیا ہوا سب کو یاد ہیں۔ شرم کریں مسلمان شیعہ اور سنی جو ایسی بے تکی باتیں کرتے ہیں۔ امریکہ نے پورے ورلڈ کو 9/11 زبانی یاد کروادیا...بھولنا نہیں۔ اب بتاؤ یہ تاریخ کوئی بھولے گا ..ادھر بھولے اور پھر وہ جہاد پھر یاد آجائے گا۔ بھئی دیکھیں 11 کیسے لکھا جاتا ہے..؟ WTC گیارہ تو بنا ہی ہوا تھا۔ 9 تو بنایا جہادیوں نے آکے۔

اب کون بھولے؟ تاریخیں بھولنے کی چیز نہیں ہوتیں، دن بھولنے کے نہیں ہوتے۔ اور جو پریشانیاں ہوتی ہیں لوگوں کو، لنگڑے، لولے، بہرے بچے پیدا ہوجاتے ہیں.. پولیو کے قطرے پلائے جا رہے ہیں، اتنے بچے پولیو میں ہو گئے؟ یرقان میں بچے کیوں ہو گئے؟ چیچک میں کیوں ہو گئے۔ ایسے کیوں پیدا ہوئے؟ اس لئے ایسے پیدا ہوئے کہ نہ تو تاریخ دیکھی تھی نہ دن دیکھا تھا۔

قدرت ایسے نہیں پیدا کرتی، وہ تو کہتی ہے کہ احسن الخالقین .. ہم نے بہترین خلقت بنا کر پیدا کیا۔ یہ خرابی تم نے خود ڈالی ہے۔ نہ دن دیکھا نہ تاریخ دیکھی نہ وقت دیکھا، آ گئے تقریر کرنے کے لئے۔ بھئی تخم ریزی کرنے کے لئے دن دیکھنا پڑتا ہے۔

اللہ نے آدمؑ کا پتلا بنایا اور کہا سجدہ ہو جائے، اس دن تاریخ تھی، اس دن آدمؑ کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ آدم خلیفہ بنے، اس دن ۱۸ ذی الحجہ کی تاریخ تھی۔ انگریزی حساب سے ۲۱ مارچ۔ عدد نہیں تھے لیکن کلینڈر تھا۔ جہاں تاریخ نہ ہو، دن نہ ہو وہاں پہ

کہتے ہیں نوری سال لائٹ ایئر year۔اسپیس کا ٹائم...!(Space Time)

ارے شکر کرو تمہارے پاس ٹائم ہے، زبانی اگر نکل جائیں زمین سے اسپیس کے باہر...تو وہاں بھی تاریخیں، تم گھبرا جاؤ گے۔ہارٹ فیل ہو جائے گا۔اللہ کہتا ہے..ہمارا ایک دن تمہارے پچاس ہزار برس کے برابر ہے۔ابھی اس کا ایک دن ہی نہیں گزرا ہے۔اسی ایک دن میں سب کچھ ہو گیا۔ایک لاکھ انبیاؑ بھی آئے، چلے بھی گئے۔ایک دن اس کا نہیں گزرا ہے، جب اس کا ایک دن ایسا ہے تو سوچو اس کا دوسرا دن کیسا ہوگا؟

دوسرا دن اس کا کیا ہوگا...؟ قیامت ہوگا...اکثر میں یہ بات کہتا ہوں کہ جو لوگ آخرت کے قائل نہیں ہیں، محشر کے قائل نہیں ہیں، رجعت کے قائل نہیں ہیں، ظہور کے قائل نہیں ہیں ان سے بڑا احمق کون ہوگا؟ احمق ترین لوگ، بیوقوف لوگ، کہ جو رجعت کے قائل نہیں۔انبیاؑ آئیں گے، واپس آئیں گے، ائمہؑ آئیں گے۔کیوں...! کیوں مانیں رجعت کو، کیوں مانیں ظہور کو؟

آپ اپنی جگہ پر بیٹھ کر سوچیں کہ کیا اس کی ساری آرزوئیں پوری ہو گئیں، کیا اس نے اپنے دشمنوں سے انتقام لے لیا۔جتنے لوگوں نے آپ کو تکلیفیں پہنچائیں، کیا ان سے بدلہ ہو گیا۔آپ کا ازالہ ہو گیا، آپ کی کچھ چیزیں کھو گئیں، کیا وہ واپس مل گئیں...؟ ہر انسان مرتا ہے کچھ آرزوئیں لے کر، یہ آرزوئیں لے کر میت کا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ دن ابھی ختم نہیں ہوا۔

اس دنیا سے معاملہ ختم نہیں ہوگا...اگر اللہ ہے تو پھر آخرت بھی ہے، اللہ انبیاؑ کو بھیج رہا ہے اپنا نمائندہ بنا کر، جب وہ زمین پر آتے ہیں ایک بھی نبیؑ حکومت نہیں کر پایا۔زمین پر قبضہ ہی نہیں کر پایا جس قوم کو سدھارنے آیا، قوم پتھر مار رہی ہے، پریشان کر رہی ہے، عاجز کر رہی ہے۔آخر کو مار دیا، ارث چھین لیا، زکریاؑ کا سر آرے سے چیر دیا

گیا، یحییٰؑ کا سر کاٹ ڈالا گیا، تو اللہ دیکھ رہا ہے کہ میں نے ان کو بھیجا کس کام سے؟ اور یہ سارے کام کر ہی نہیں پائے یہ لوگ۔ اس لئے تو نہیں بھیجا تھا کہ زکریاؑ کا سر چیر دیا جائے، اس لئے تو نہیں بھیجا تھا کہ یحییٰؑ کا سر کاٹا جائے، اس لئے تو نہیں بھیجا تھا کہ دانیال کو شیروں کے پنجرے میں ڈال دیا جائے۔ کیا اس لئے بھیجا تھا میں (اللہ) نے اپنے بندوں کو؟ کیا میں موت کا طلبگار ہوں، کیا میں موت کا خریدار ہوں، کیا میں موت کا اللہ ہوں، کیا میں زندگی کا اللہ نہیں ہوں...؟ کہ جس کو بھیجوں وہ ہلاک ہو رہا ہے۔ کٹ رہا ہے، لڑ رہا ہے، خون بہہ رہا ہے، کیا میں اسی کا نام رہ گیا۔ میں نے تو سجا کر بنا کر خوبصورت ہستیوں کو بھیجا، تم نے مارا، تم نے کاٹا۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ میں چپ کیوں ہوں...؟ میں چپ اس لئے ہوں کہ ابھی پہلا دن ہے، جب دوسرا دن آئے گا۔ اچھا قیامت آ گئی اور دنیا تباہ ہو گئی، ختم ہو گئی، چاند ستارے ختم ہو گئے۔ بس اتنے ہی دن کا وہ اللہ تھا۔ اتنی چھوٹی سی عمر ہے اللہ تیری...نہیں یہ تمہاری چھوٹی سی دنیا ہے، تمہارے سوچ کے مطابق اس کا ایک مقرّرہ وقت ہے اور پھر ٹوٹ پھوٹ ہے۔ ابھی تک تم ٹوٹ پھوٹ کر رہے تھے اب ہماری ٹوٹ پھوٹ دیکھو...

دیکھو یہ سورج ہے یہ بجھ گیا، یہ چاند ہے یہ بھی غرق ہوا، دیکھو یہ زمین کو لپیٹا ہم نے، لو دیکھو یہ پہاڑ روئی کے گالے بن گئے۔ دیکھا تم نے ہمارے اقتدار کو۔ ابھی تو رحمانیت دیکھ رہے تھے۔ رحیمیت دیکھ رہے تھے، اب دیکھو ہماری قہاریت......

اب دن شروع ہوگا تو وہ جو حرکتیں تم کر چکے...مردودو، کم بختو!! پہلی بار تمہیں ہم نے تو پیدا کیا تھا۔ بھوسا ہو گئے، پہلے کیا تھے...؟ ایک نجس قطرے سے ہی تو بنایا تھا۔ جب نجس قطرے سے پہلی بار تمہیں بنا سکتے ہیں تو دوسری بار مٹی سے تمہیں نہیں بنا سکتے۔ پھر ہم اٹھائیں گے تمہیں...اور اٹھا اٹھا کے کہیں گے، تم نے یہ کیا تھا...یہ کیا تھا...

اب کیا ہوگا؟ قومِ نوح اٹھائی جائے....اور نوحؑ سے کہا جائے، وہ تو پانی میں غرق ہو گئے تھے، اب انہیں آگ میں غرق کرو۔ نوحؑ! انہوں نے تمہارے پتھر مارے۔ اب دیکھو ہم ان کے گھر توڑیں گے تمہارے سامنے۔

۵ ہجری رسولؐ اللہ۔ اس مرتبہ زہراؑ کے یہاں ظہور ہوا بیٹی کا۔ حجرۂ زہراؑ میں پہنچے، کہا لاؤ بچی کو میری گود میں دو، طیب و طاہرہ کو میری گود میں دو...طیبہ ہے، طاہرہ ہے، مرضیہ ہے، راضیہ ہے، آمنہ ہے، زاہدہ ہے...لاؤ۔ بچی کو گود میں لیا...جیسے ہی پہلی نظر پڑی ایک بار زہراؑ کی طرف دیکھا۔ کہا زہراؑ یہ تو ہو بہو خدیجہؑ ہے۔ جبرئیل امیں آئے، کہا اللہ یہ کہتا ہے وحی کے ذریعے...کہ اس بچی کا نام ''زین''، ''اَب'' رکھیے۔ اس لئے کہ یہ بیٹی اپنے باپ کی زینت بن جائے گی۔

دیکھیے ''اَب'' میں رسولؐ و علیؑ دونوں آتے ہیں، زینبؑ نبوت و امامت دونوں کی زینت بن گئی۔ زینبؑ! آپؑ کے آنسو چلے۔ سب کچھ اسی وقت رسولؐ نے بتا دیا۔ زینبؑ کی پوری سوانحِ حیات بتا دی۔ ۵ ہجری کو پیدا ہوئیں، ۱۱ ہجری میں جب رسولؐ کی وفات ہوئی....۵ برس چند مہینوں کی تھیں۔ پورا منظر دیکھا۔ ماں کے پہلو میں ہیں، باپ کے ساتھ ہیں، پوری وفاتِ نبیؐ دیکھی۔ علیؑ کے زانو پر نانا کا سر دیکھا۔ ماں کو روتے ہوئے دیکھا۔ علیؑ کو قبر کھودتے ہوئے دیکھا۔ رسولؐ کو کفن پہناتے دیکھا۔

وفات سے چند لمحے پہلے علیؑ کو بلایا اور کہا! جبرئیل امیں ہیں..! یہ سب میرے لئے جنت کا کافور لائے ہیں۔ علیؑ...! اس کے چار ٹکڑے کر دو...علیؑ نے اس کے برابر برابر چار ٹکڑے کر دیئے۔ کہا یہ ایک حصّہ میرے ساتھ میرے کفن میں رکھنا۔ دوسرا حصّہ میری بیٹی فاطمہؑ کو دے دو۔ تیسرا حصہ یا علیؑ تمہارا ہے...چوتھا حصّہ حسنؑ کا ہے۔ حسینؑ آ گئے تھے زانو پر...کہا نانا...میرا حصّہ...؟

بہن نے دیکھا!، بہن نے سنا کہ نانا نے کیا جواب دیا۔ نماز جنازہ پڑھی۔ اور جب رسولؐ کی نمازِ جنازہ علیؑ نے پڑھائی، پہلو میں فاطمہؑ کھڑی تھیں، ایک طرف حسنؑ، حسینؑ، زینبؑ بھی کھڑی تھیں۔ اس جماعت میں یہ نہیں تھا کہ امام آگے ہو اور جماعت پیچھے ہو۔ سب ایک ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے کہ سب ولی تھے۔

نماز ختم ہوئی، قبر میں علیؑ اترے، زینبؑ نے نانا کی قبر بنتے ہوئے دیکھی۔ ماں کو روتے دیکھا۔ پھر دیکھا کہ ایک مجمع کے ساتھ ماں کہیں جا رہی ہیں۔ یہ ساتھ چلیں۔ بیٹی نے پہلی بار ماں کے ساتھ دربار دیکھا ہے۔ لیکن جو دربار دیکھا، یہ دیکھا کہ پردہ لگا تھا اور پردے کے پیچھے مادرِ گرامی تھیں۔ پردے کا بہت اہتمام تھا، ماں واپس آئی، دیکھا ماں آتے ہی بستر پر گر گئیں۔

فضّہ تھیں یا بیٹی تھی.. بیٹی ماں کے پیر دبانے لگی، سر دبانے لگی۔ پانی لا کر پلا رہی تھی۔ اور جس دن دربار سے آئیں زہراؑ........ مَیں انشاءاللہ جمادی الثانی میں تفصیل عرض کروں گا۔ جو کتابوں میں میں نے پڑھا... کہ جس دن سے دربار سے آئیں تھیں.. پھر کھڑی نہیں ہو پائیں۔ کھڑی ہوتی تھیں، چکر آتا تھا بے ہوش ہو کر گر جاتیں۔

یہ بیٹی ہی تھی جو ماں کی تیمارداری کرتی رہی۔ پچانوے روز ماں کی تیمارداری کی... پھر دیکھا ماں چپ ہو گئی... ماں خاموش ہو گئی۔ پھر دیکھا کہ علیؑ نے کفن پہنا دیا۔ آؤ زینبؑ ماں سے رخصت ہو لو۔ رخصت ہو لیں، جنازہ اٹھا تو جنازے کے پیچھے پیچھے دور تک روتی ہوئی چلیں، کہ اماں! گھر میرا سونا ہو گیا۔ شہادتِ زہراؑ کے بعد گھر کو خوب سنبھالا زینبؑ نے.... پانچ برس کی عمر میں سیدہؑ نے نبوت کا گھر سنبھالا تھا... زینبؑ نے ۵ برس کی عمر میں امامت کا گھر سنبھالا... بلکہ یہ گھر نبوت کا بھی ہے اور امامت کا بھی۔ ۵ برس کی عمر میں اتنی ذمہ داریاں۔ اور سب سے زیادہ محبت بھائیوں میں حسنؑ اور حسینؑ

سے ہے۔

۱۷ہجری آئی زینبؑ کی عمر ۱۳ اور ۱۴ کے درمیان ہوئی، بڑے لوگوں کے رشتے آنے شروع ہوئے۔ علیؑ نے سارے رشتے مسترد کردیئے۔ چونکہ رسولؐ کی حدیث تھی کہ عقیلؑ اور جعفرؑ کو دیکھ کر کہا تھا کہ "جعفرؑ اور عقیلؑ کے بیٹے علیؑ کی بیٹیوں کیلئے، علیؑ کی بیٹیاں عقیلؑ اور جعفرؑ کے بیٹوں کے لئے۔" یہ وصیت تھی کہ تم تینوں بھائی آپس میں شادیاں کرنا۔ جعفر طیارؑ کے بیٹے عبداللہ ابن جعفرؑ کا رشتہ حضرت زینبؑ کے لئے آیا تو ساتھ میں عون بن جعفرؑ کا رشتہ جناب اُمِّ کلثومؑ کے لئے آیا، دونوں بہنوں کی شادی ساتھ میں ہوئی۔ رجب کے مہینے میں ۱۷ رہجری میں رخصت ہوکر چچا کے گھر گئیں۔ زینبؑ بھی، اُمِّ کلثومؑ بھی۔ دونوں کے شوہر ۶۱ رہجری میں موجود تھے عون بن جعفرؑ کربلا گئے، اُمِّ کلثوم کے ساتھ گئے۔ عبداللہ ابن جعفر طیارؑ مدینے میں رہے۔ اُمِّ کلثومؑ بھی بیوہ نہیں تھیں۔ یہ سب تاریخ کے افسانے ہیں۔ زینبؑ معصومہ ہیں تو اُمِّ کلثومؑ بھی معصومہ ہیں۔ تو ان کی شادی ایسے کے ساتھ ہو جو معصوم کا ہم رُتبہ ہو۔ چونکہ موتہ کے شہید ہیں جعفرؑ اور شہید کا رتبہ انبیاءؑ سے افضل ہے۔ شہید کے دونوں بیٹے ہیں اس لئے دونوں ولی ہیں۔

زینبؑ بھی ولیہ، عبداللہؑ بھی ولی، اُمِّ کلثومؑ بھی ولیہ تو عون بن جعفرؑ بھی ولی۔ عبداللہ ابن جعفرؑ کی عمر امام حسنؑ کے برابر، عون بن جعفرؑ کی عمر امام حسینؑ کے برابر ہے۔ دو بھائیوں کے ہم سن ہیں دونوں چچازاد بھائی.... خوشی کا مقام ہے، بہت دھوم سے علیؑ نے دونوں بیٹیوں کو رخصت کیا اور کیوں نہ ہوتیں، نبیؐ کی نواسیاں تھیں، حسنؑ و حسینؑ کی بہنیں تھیں، حیدر کرّارؑ کی بیٹیاں تھیں، فاطمہ زہراؑ کی نورِ نظر، لختِ جگر تھیں۔

ان سے شادی ہوئی، دو دولھا آئے علیؑ کے گھر بارات لے کر، وہ تاروں کی چھاؤں

کی رات بھی آئی جب دونوں دُلہنیں رخصت ہوئیں۔ دامادوں کو سینے سے لگایا اور مخاطب کیا عبداللہ ابن جعفرؑ کو... کہا.. تین وصیتیں میری یاد رکھنا، یہ زینبؑ جسے میں رخصت کر رہا ہوں، میں اس بیٹی کو بہت چاہتا ہوں، جیسے نبیؐ اپنی بیٹی کو چاہتے تھے، اس لئے عبدؑاللہ جب تک میں زندہ ہوں، زینبؑ میرے پاس رہیں گی، تم بھی میرے ساتھ رہو گے، اُمّ کلثومؑ بھی میرے ہی ساتھ رہیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ زینبؑ اپنے بھائی کو بہت چاہتی ہیں۔ خیال رکھنا.. حسینؑ اور زینبؑ میں کبھی جدائی نہ ہو۔ کبھی کسی دور میں اگر حسینؑ کسی سفر پر جا رہا ہو، زینبؑ بھائی کے ساتھ جانا چاہے... تو روکنا نہیں۔ زینبؑ کو منع نہیں کرنا...

یہ بھتیجا بھی ہے، داماد بھی ہے، اور علیؑ نے بیٹے کی طرح پالا ہے، جعفر طیارؑ کی شہادت ۸ ہجری میں ہوگئی، اس کے بعد پرورش رسولؐ اللہ نے کی۔ ظاہر ہے کہ رسولؐ اللہ زیادہ دن تک حیات نہیں رہے علیؑ نے ہی تینوں بیٹوں کو پالا... یہ تین بھائی تھے، سب سے بڑے عبداللہ بن جعفر طیارؑ، پھر عون بن جعفر طیارؑ، پھر محمد بن جعفر طیارؑ...اور جعفرؑ کی شہادت کے بعد عبدؑاللہ ابن جعفر کو دیکھ کر رسولؐ نے گود میں اٹھا کر کہا تھا... یا علیؑ! عبداللہؑ سب سے زیادہ مشابہہ ہے شکل میں مجھ سے۔ پانچ ہم شکلِ نبیؐ تھے مدینے میں، جو بہت مشہور ہیں، حسنؑ، حسینؑ، عبداللہ ابن جعفرؑ، علی اکبرؑ، جناب سیدہؑ.... یہ پانچ شبیہیں ہیں رسولؐ کی۔

کیسا داماد ملا ہے علیؑ کو.... امیر گھرانہ تھا، تجارت کرتے تھے، فلسطین، شام، یمن تک۔ پھلوں کے باغات تھے جس میں سے ہر چیز کی تجارت کرتے تھے۔ اور اتنی دولت تھی عبداللہ کے پاس کہ جتنے عرب میں قرضدار ہوتے تھے، جن پہ قرضہ لد جاتا تھا، اور کبھی کسی چوک پر کسی قرضدار نے گریبان پکڑ لیا کہ میرا قرضہ دے دو۔ اگر وہ فوراً

یہ کہہ دے کہ عبداللہ ابن جعفرؑ سے دلوادوں گا...تو قرضدار فوراً گریبان چھوڑ دیتا تھا۔ اس کو یقین تھا کہ سنیں گے تو خود ہی قرضہ ادا کر دیں گے۔ ہزاروں لوگوں کے قرضے اتروا دیئے عبداللہ ابن جعفر طیارؑ نے۔ اتنے سخی تھے اور پھر واپسی کی بات نہیں کرتے تھے۔ سخی مشہور تھے۔ زینبؑ کا شوہر سخی...! سخی کی بیٹی سخی کی بہو، سخی کی زوجہ، سخی کی بہن...اب دیکھئے تاریخ.. فاطمہ بنتِ اسدؑ، دادی بھی سخی، ابو طالبؑ، دادا بھی سخی، نانی، خدیجہؑ سے بڑا سخی کون، سخاوت زینبؑ کے لہو میں ہے، جیسی سخاوت زینبؑ کے لہو میں ہے، ایسی ہی عصمت، شجاعت، عبادت اور علم زینبؑ کے لہو میں ہے۔

علم کی منزل یہ ہے کہ عرب یہ کہیں، عالمہ غیر معلّمہ، عقیلہ بنی ہاشم، عبداللہ ابن عباس کبھی نام نہیں لیتے تھے، زینبؑ نہیں کہتے تھے...کہتے ہماری عقیلہ بنی ہاشم، بنی ہاشم کی عقلمند ترین خاتون۔ ایک رعب، ایک دبدبہ مدینے میں تھا۔ اس لئے پردے کا اتنا اہتمام ہوتا تھا کہ لوگ زینبؑ کے پردے کے اہتمام سے حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ اتنی شہرت تھی شہزادی کے پردے کی پورے عرب میں اور وہ چادر جو رسولؐ نے اپنی بیٹی کے سر پر ڈالی تھی، جو نبوت کی چادر تھی، اس چادر کی وارث تھیں زینبؑ۔

اگر اس چادر پر ہی پڑھ دوں تو مجلس ختم ہو جائے، کہ چادر کیا تھی، کیسی تھی؟ اسی چادر سے عرب والے جلتے تھے۔ اس لئے کہ وہ چادر کسی کے پاس نہیں تھی، کسی عرب کی خاتون ویسی چادر پھر نہیں اوڑھ سکی۔ اور تہری چادریں اوڑھتی تھیں جناب زینبؑ، گھر میں دو چادریں، لیکن جب سفر ہوتا تھا تو وہ چادر رو چادروں پر اڑھائی جاتی تھی جو ماں کی چادر تھی، جس میں حدیثِ کسائ ترتیب پائی تھی۔ جو یمن کی چادر تھی۔ ۲۸ رجب کو وہی چادر اوڑھ کر زینبؑ عماری میں بیٹھیں۔

قدرت نے اولاد دی، تین بیٹے عطا کئے، لیکن سنتے آپ تین ہیں، تاریخ میں پانچ

بیٹے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام علیؑ تھا، باپ کے نام پر اپنے بڑے بیٹے کا نام رکھا۔ علی زینبی بہت بڑے عالم بھی تھے، ان کی نسل میں تین سو علما آئے ہیں، جن کی فہرست نجف میں موجود ہے۔ زینبؑ کی نسل میں علم چلا اور حسینی پیدا ہوئے۔ دوسرے بیٹے کا نام عباس ابنِ عبدؑاللہ، تیسرے بیٹے کا نام عونؑ، پھر محمدؑ پھر عبیدؑاللہ، تین بیٹے کربلا آئے، دو مدینے میں رہ گئے۔ تا کہ زینبؑ کی نسل قدرت چلانا چاہتی تھی۔ ایک بیٹی تھی جو سب سے چھوٹی تھیں، ان کا نام کلثومؑ تھا۔ ان کی شادی محمد بن جعفر طیارؑ کے بیٹے قاسم سے ذی الحجہ کے مہینے میں ہوئی۔

تین بیٹے کربلا میں شہید ہوئے، دو اس لئے مشہور ہیں کہ کیا خوب لڑے..؟ اس لئے مشہور ہیں۔ چار یا پانچ بند میں میر انیسؔ کے سنانا چاہتا ہوں آپ کو.... کیوں آلِ محمدؑ مشہور ہیں، یہ میر انیسؔ سے پوچھتے ہیں۔

جیسے حسنؑ اور حسینؑ مشہور ہوئے ویسے ہی علیؑ کے یہ دونوں نواسے عونؑ و محمدؑ مشہور ہوئے۔ زینبؑ ان سے بہت پیار کرتی تھیں، ماں کو چھوڑ نہیں سکتے تھے بچے، یہ دوسری بات ہے کہ عبداللہ ابن جعفرؑ نے ساتھ کر دیا تھا اور کہا کہ میں صدقے کے لئے بھیج رہا ہوں، جب حسینؑ پر کوئی بلا آئے تو اپنے دونوں بچوں کو صدقہ کر دیجئے گا۔ جب پیار بہت زیادہ ہوتا ہے تو پھر ماں یا باپ یہی چاہتے ہیں کہ ہم نے چونکہ محبت کی ہے.... اس کا جواب چاہئے، پھر کوئی ایسا کارنامہ دکھاؤ کہ قیامت تک ہمارا نام رہ جائے۔

زینبؑ نے چونکہ ان دونوں بچوں کو زیادہ چاہا، تو امید یہ کرتی تھیں کہ یہ بچے کارنامہ کریں تا کہ ان سے میرا نام سلامت رہے۔ علی زینبیؑ سے نام نہیں ہے زینبؑ کا۔ زینبؑ کا نام عونؑ و محمدؑ سے ہے۔ اور کیوں ہے نام...؟ اس لئے کہ جب وہ وقت آیا کہ مسلمؑ کے بچوں کے لاشے آئے اور بچے دونوں جانا چاہتے ہیں، اور ضد کر رہے ہیں تو اس

وقت ماں نے دونوں کی باتیں سنیں اور میر انیسؔ سے پڑھ رہا ہوں کہ ماں نے دونوں بچوں کو بلا کر کہا کہ میں فیصلہ کرتی ہوں کہ تمہیں کیسے رخصت ملے گی۔ رخصت میں تمہیں دلاتی ہوں، لیکن میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم لڑو گے کیسے...؟

دیکھئے..! زینبؑ کی ساری تمنا اس کی پرواہ نہیں ہے کہ لاشے آئیں گے، لاشیں آئیں لیکن لاشے دیکھنے سے پہلے یہ نہ ہو کہ تم ہماری اور جعفرِ طیارؓ کی شجاعت نہ دکھاؤ۔ یہ بند میں نے اس وقت پڑھے تھے جب میں دسویں کلاس میں تھا، یہ میرے کورس میں، اردو کی کتاب میں پڑھایا جاتا تھا۔ یہ بند میں نے بچپن سے پڑھے ہیں، اور مجھے اتنے پسند ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا...انیسؔ نے یہاں پر کہا کہ تمہیں لڑنا کیسے ہے..؟ اور بس یہیں تقریر ختم ہو جائے گی، چند جملے مصائب پڑھ کے بس ختم۔

آپس کی جدائی جو گوارا نہیں پیارو
جھگڑا میں چکا دیتی ہوں لو ساتھ سدھارو

بحث یہ تھی کہ پہلے کون جائے گا..؟

حضرت زینبؑ نے کہا اس پر بحث نہ کرو کہ بڑا پہلے جائے یا چھوٹا پہلے جائے، آؤ میں اس جھگڑے کو چکاتی ہوں، مَیں چاہتی ہوں کہ تم دونوں ساتھ جاؤ....اور میں درِ خیمہ سے تمہاری لڑائی دیکھوں، لہجہ انیسؔ کا دیکھئے گا اور انداز دیکھئے گا، یہ زبان کہاں ملے گی...! اور یہ بچوں تک کی سمجھ میں آجاتا ہے ان کا کلام یہ شاعری ایسی ہے کہ اس کی شرح کی ضرورت نہیں۔

آپس کی جدائی جو گوارا نہیں پیارو — جھگڑا مَیں چکا دیتی ہوں لو ساتھ سدھارو
ماموں کے جو دشمن ہیں انہیں گھیر کے مارو — سرداروں کے سر چوٹی سے تیغوں سے اُتارو
باندھی ہے کمر دونوں ستمگاروں نے شر پر

اگلا مصرعہ کیا ہوگا؟ ذرا بتلائیے... یعنی کس بات پر زینبؑ کو غصہ ہے؟ دو بدذات شقی ایسے ہیں جن پر زینبؑ کو غصہ ہے... اس لئے اپنے دوسپاہی زینبؑ نے بھیجے... اب بتاتی ہیں

باندھی ہے کمر دونوں ستمگاروں نے شر پر
اِک شمر پر حملہ کرے اور ایک عمر پر

حضرتِ زینبؑ اپنے نانا کے زمانے کی لڑائی کا حال بیان کر رہی ہیں

جاتے تھے مہم پر جو کبھی احمدِ مختارؐ
اور لشکرِ اسلام پر چڑھ آتے تھے کفار

کیا جذبہ ہے، حیدرِ کرار کی بیٹی بول رہی ہے...!

کرتے تھے وغا ایک طرف جعفرِ طیارؑ
لڑتے تھے علیؑ ایک طرف کھینچ کے تلوار

عونؑ ومحمدؑ کا ایک دادا ہے، ایک نانا ہے...!

مشکل نہیں کچھ فوجِ دغاباز سے لڑنا
صدقے گئی تم بھی اُسی انداز سے لڑنا

اب کمال دیکھئے، یہاں سے انیسؔ کا کمال شروع ہو رہا ہے...

اِک شیر سا تیروں کے نیستاں میں دَر آئے — اک برچھیوں والوں کے پرے خوں میں بھر آئے
جس شامی پہ تلوار پڑے دو نظر آئے — لڑتا ہوا اِک جائے اُدھر اِک اِدھر آئے

جب تم حملہ کر کے واپس آؤ تو دوسرا جا رہا ہو حملہ کرتا ہوا، situation دیکھئے کیسی میدانِ جنگ کی بتا رہی ہیں۔

انیسؔ کی روح کو داد دیں، مجھے دیکھ کے...!

لڑتا ہوا اِک جائے اُدھر اِک اِدھر آئے

میداں میں جری نام پہ دیتے ہیں سر اپنا
ایک ایک الگ لڑکے دکھادو ہُنر اپنا

اور اگر حلقوں میں پھنس جاؤ لشکر کے تو کیا ہو؟

حلقے میں اگر ایک کو لیں برچھیوں والے   اِک بھائی اُسے دوڑ کے نرغے سے نکالے
تم اُس کے مددگار ہو وہ تم کو بچالے   اِک دم لے تو اک بڑھ کے لڑائی کو سنبھالے

اور یہ بیت تو کمال کی ہے، جب میں پڑھتا تھا تو پانچ پانچ، دس دس بار اس بیت کو دہراتا جاتا تھا۔

شیرانہ رہے ایک دلیرانہ رہے ایک
جب بھیڑ پڑے ایک کا پروانہ رہے ایک

اب کہاں ایسی زبان نصیب ہوگی..!

جھپکے نہ پلک سر پہ جو شمشیرِ اجل آئے   چھاتی پہ لگے تیر تو ابرو پہ نہ بل آئے
قاصر ہو نہ ہمت نہ شجاعت میں خلل آئے   چھاتی نہ ہٹے سینے پہ برچھی کا جو پھل آئے
لوگ ایسے ہی جانبازوں کو روتے ہیں جہاں میں
شیروں کے پسر شیر ہی ہوتے ہیں جہاں میں

نعرے کرو ایسے کہ دلِ کوہ دہل جائے   جل جائے وہ صف وار جدھر تیغ کا چل جائے
رستم ہو تو گھبرا کے صفِ جنگ سے ٹل جائے   مچھلی کی طرح ایک سے ایک آگے نکل جائے

دیکھئے! کون کہے گا، علامہ اقبالؔ کا شاہین مشہور ہے۔ ایسا مصرعہ اقبالؔ کہہ کر دیکھتے تو دل وجگر لہو ہو جاتا۔

نعرے کرو ایسے کہ دلِ کوہ دہل جائے

چھٹا مصرعہ دیکھئے گا، منظر آپ کے سامنے آئے گا...!

لشکر پہ چپ و راس چڑھے جائیو واری
رولے ہوئے اعدا کو بڑھے جائیو واری

نانا کی طرح کون وغا کرتا ہے دیکھوں — سرکون ہزاروں کے جدا کرتا ہے دیکھوں
حق کون بہت ماں کا ادا کرتا ہے دیکھوں — ایک ایک صفِ جنگ میں کیا کرتا ہے دیکھوں

بیت دیکھئے گا کہ.....!

دکھلائیو ہاتھوں سے صفائی کا تماشا
میں پردے سے دیکھوں گی لڑائی کا تماشا

دیکھوں تو پرا زیر و زبر کر دیا کس نے — دو حملوں میں اس جنگ کو سَر کر دیا کس نے
خوں میں عمرِ سعد کو تر کر دیا کس نے — تلواروں میں سینے کو سپر کر دیا کس نے

سرتن سے بہت کون سے دلدار نے کاٹے
چار آئینے کس شیر کی تلوار نے کاٹے

نیزے کے ہلانے کا تو فن سیکھے ہو واری — اکبرؑ سے لڑائی کا چلن سیکھے ہو واری
تقریرِ شہنشاہِ زمن سیکھے ہو واری — عباسؑ سے اندازِ سخن سیکھے ہو واری

دیکھئے میدان جنگ میں خطرہ یہ ہوتا ہے، کہ دشمن اگر تعریف شروع کر دے تو پگھل جاتا ہے آدمی.....زینبؑ کی نظر اس بات پر بھی ہے کہ یہ حسینؑ کے دشمن مکار ہیں، یہ عیار ہیں، یہ حق کو بھلا چکے ہیں، حبیب کو لینے آئے تھے، باقی ہمارے آدمیوں کو توڑنا چاہتے ہیں، تو ان سے کوئی بعید نہیں۔ عباس سے اندازِ سخن.....جلال والی گفتگو...دبنا نہیں بات چیت میں...!

تعریف کریں ڈر کے تو خورسند نہ ہونا
اعدا سے کسی بات پہ تم بند نہ ہونا

پیاسے ہو بہت تم کو جو سمجھائیں ستمگر　　پانی تمہیں دیں شمر سے مل جاؤ جو آ کر
دیکھو یہ جواب ان کو کہ اَے قومِ بداختر　　اللہ نے بخشا ہے ہمیں چشمۂ کوثر

اور یہ چھٹا مصرعہ میں ادا کروں گا یہ پڑھنے کا مصرعہ ہے...اور جس وقت میں ادا کروں گا اس وقت ہی سمجھ میں آئے گا۔

سر کٹ کے تنوں سے قدمِ شہہؑ پہ گریں گے

یہ کہنا ان سے مَیں پانی نہیں پینا چاہتا....چشمۂ کوثر میرے پاس ہے..... ہاں میں کیا چاہتا ہوں یہ کہنا کہ!

سر کٹ کے تنوں سے قدمِ شہہؑ پہ گریں گے
پانی کے لئے قبلۂ عالمؑ سے پھریں گے!

غصے سے مَیں کہتی ہوں خبردار، خبردار　　پانی جو پیا دودھ نہ بخشوں گی میں زنہار
کیوں جاؤ اُدھر کیا تمہیں دریا سے سروکار　　وہ بولے کہ دریا کو جو دیکھیں تو گنہگار
دو روز کی جو تشنہ دہانی میں مزا ہے
نہ شہد میں لذّت ہے نہ پانی میں مزا ہے

دونوں نے جو کی جوڑ کے ہاتھوں کو یہ تقریر　　خوش ہو کے یہ فرمانے لگی شاہؑ کی ہمشیر
مَیں خوب سمجھتی ہوں کہ ہو عاشقِ شبیرؑ　　اللہ نے بخشی ہے تمہیں عزت و توقیر
جیتے نہ پھروگے یہ قسم کھاتی ہوں واری
کم سِن ہو بہت اس لئے سمجھاتی ہوں واری

مجھ کو یہ تمنا ہے کہ وہ کام ہو تم سے　　میدان میں عاجز سپہِ شام ہو تم سے
سرسبز زمانے میں مرا نام ہو تم سے　　حیدرؑ کی طرح رونقِ اسلام ہو تم سے

اور پھر کیا بیت ہے، عجیب رخ پیش کیا ہے.....!

پھر بیاہ ہو مہلت جو اجل اب کی برس دے
اللہ انہیں چھوٹی سی تلوارں میں جَس دے

فرما کے یہ ارشاد کیا اَے مرے پیارو! خلعت تو مَیں لے آؤں یہ ملبوس اتارو
عمامے رکھو فرق پہ زلفوں کو سنوارو دولھا سا یہ ماں تم کو بنالے تو سدھارو
غم خواریٔ فرزندِ یداللہ کا دن ہے
مہندی کی یہی شب ہے یہی بیاہ کا دن ہے

آخر انہیں زینبؑ نے وہ پوشاک پہنائی آگے ہی سے جو بیاہ کی خاطر تھی بنائی
منہ دوسرے بھائی کا لگا دیکھنے بھائی ماں گرد پھری اور سخن لب پہ یہ لائی
رؤوں گی مگر شاد بھی اس آن تو ہولوں
پروان چڑھے آؤ مَیں قربان تو ہولوں

چہروں کی بلائیں تو مجھے لینے دو واری پھر کاہے کو شکلیں نظر آئیں گی تمہاری
اُس وقت تو بیٹوں پہ بھی رقّت ہوئی طاری سر رکھ دیا مادر کے قدم پر کئی باری
ماں شاد تھی پر غم کے بھی پہلو نکل آئے
چاہا کہ نہ رؤوں مگر آنسو نکل آئے

اس شعر کا جواب نہیں ہے..!

ماں شاد تھی پر غم کے بھی پہلو نکل آئے
چاہا کہ نہ رؤوں مگر آنسو نکل آئے

یہ جو ماں بیٹے کی گفتگو ہے، تمام بیبیاں ایک جگہ جمع ہیں، عونؑ و محمدؑ کی کی رخصت ہے!

منہ پھیر کے اشک آنکھوں سے زینبؑ نے کیے پاک

ماں دولھا بناتی ہے اور آنسو نکلتے ہیں تو ماں چھپ کے آنسو پونچھتی ہے، کہ کوئی ماں

کی آنکھ میں آنسو نہ دیکھ لے۔

منہ پھیر کے اشک آنکھوں سے زینبؑ نے کئے پاک ۔ سب اہلِ حرم رونے لگے بادلِ غم ناک

فرمانے لگی خواہرِ سبطِ شہہِ لولاک ۔ بیٹے مرے پہنے ہوئے ہیں بیاہ کی پوشاک

سُن لیں نہ کہیں شاہؑ یہ کیا ہوتا ہے لوگو

شادی میں کسی کی بھی کوئی روتا ہے لوگو

وہ بیبیاں جو رخصت کے لئے ، زینبؑ کے پیچھے کھڑی تھیں کچھ وہ بھی تو بولیں گی...

مجرے کئے دونوں نے جو جھک جھک کے برابر ۔ سب بیبیاں کہنے لگیں اے شاہؑ کی خواہر

سہرے بھی ذرا باندھ دوان دونوں کے سر پر ۔ بیٹوں نے کہا شرم سے گردن کو جھکا کر

صندوق سے امّاں نہ ابھی لائیو سہرے

اب بیٹوں کے تابوت پہ بندھوائیو سہرے

سنتے یہ ہیں کہ جب اسیرانِ کربلا مدینے میں واپس آئے تو جتنے گھر سادات کے تھے، ہر گھر کے مرد مارے گئے تھے، عجیب جملہ لکھا ہے، کہ ہر مکان بیبیوں سے شکوہ کر رہا تھا کہ ہمارا مالک کہاں ہے....؟

عبداللہ ابن جعفرؑ نے کہا، سیّد سجادؑ کیا پھوپھی اپنے گھر نہیں آئیں گی...؟ سجادؑ پھوپھی سے جا کر کہو۔ عبداللہ ابن جعفرؑ آئے تھے.....جب بتایا گیا تو بولیں..اچھا وہ کہتے ہیں تو میں جاؤں گی...اب یہ بھی زینبؑ کا امتحان تھا، چادر اوڑھی اور اپنے آپ کو چھپا لیا، کوئی بازو نظر نہ آئے۔

اپنے گھر جا رہی ہے زینبؑ، دوپہر کا وقت تھا۔ گھر خالی تھا...حُجرے خالی تھے، آگے بڑھ کر آواز دی عونؑ و محمدؑ...بستر خالی ہیں، میرے لعل...آؤ میرے لعل۔ عونؑ و محمدؑ یاد آئیں گے، علم آ رہا ہے، علم کی زیارت کیجئے، علم دیکھ کے علی اکبرؑ یاد آئیں گے...

❁ ❁ ❁

نویں مجلس

شہزادی زینبؑ کی قبر پر تاج رکھا ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

سہ روزہ مجالس حضرت زینب کبریٰ صلواۃ اللہ علیہ اور تینوں مجلسوں میں انشاء اللہ شہزادی ہی کا ذکر ہوگا تسلسل کے ساتھ اور بعد مجلس تینوں دن نذر کا انتظام بھی یہیں ہے خصوصی طور پر وہ حضرات جو نماز پڑھنے کے بعد یہاں مجلس میں رک جاتے ہیں ان کی وجہ سے ان کے پیش نظر کہ وہ گھر جائیں کھانا کھائیں اور پھر آئیں تو اطمینان سے مجلس کر کے یہیں نذر کے بعد جائیں۔ پچھلے سال بھی یہ تینوں مجلسیں یہیں ہوئیں تھیں اس سے پہلے رضویہ میں ہوئی تھیں، کوشش یہی ہے کہ ان تمام ہستیوں کے بارے میں کچھ چیزیں ہم ریکارڈ کروادیں سننے کا ذوق تو اپنا اپنا، لوگوں کی اپنی مرضی کا ہوتا ہے کون کیا سننا چاہتا ہے؟ یہ مزاج تو شیعوں کا کبھی پتہ ہی نہ چلے گا کبھی نہیں معلوم ہوسکتا پھر یہ کہ شیعہ جو ہیں وہ خود مختار ہیں کسی کے پابند نہیں ہیں نہ انہیں پابند کیا جا سکتا ہے ہر دور میں انہوں نے اپنی مرضی پر امام کو مانا اپنی مرضی سے تاریخ بنائی تو ان کی مرضیوں پر زبردستی اور پہرے نہیں ہو سکتے ہمارا کام ہے جیسے کہ پہلے دور کے علماء دانشور شعراء نے اپنا کام جاری رکھا اس میں بریک نہ لگے اس میں ناغہ نہ ہو اپنی تاریخ

اپنا مہینہ اپنے اصول ہمارے اپنے اصول تو ہم ان کو مدِ نظر رکھ کہ اپنا کام کر رہے ہیں وہاں ہم سستی اور کاہلی نہیں چاہتے۔ اس لئے کہ ہم آرام سے اپنے جوابدہ ہو جائیں اور اس کی نوبت نہ آئے کہ محشر میں ہم سے پوچھا جائے کہ تم نے کچھ نہیں کیا بلکہ کوئی کہے ہی نہ خود ہی وہاں سب لکھا اندراج ہو کہ یہ سب کام کر کے آیا ہے اس کے فریضے میں کوئی کمی نہیں ہے اس لئے ہم نے اپنے فرائض میں کوئی کمی ہونے ہی نہیں دی کہیں سے بھی اور قوم کا کوئی فرد نہیں کہہ سکتا کہ کہیں پر بھی ہم نے اپنی پوری غلامی آل محمدؐ کی چھوڑ دی کوئی نہیں کہہ سکتا۔ جب فرشتے نہیں کہہ سکتے تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کوئی بھی نہیں کہہ سکتا اب رہ گیا یہ کہ اوروں کی سب کی کیا ذمہ داریاں ہیں وہ خود جانیں یہ ضرور ہے کہ ہمیں بعد میں کہیں... یہ افسوس کا مقام ہمارے لئے آتا ہے جب ہم کہیں انوکھی نئی جگہ بیٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں کچھ لوگ بات کر رہے ہوتے ہیں فلانی بات کیا ہے یہ ایسا ہے اس پر کتاب نہیں ملتی یہ واقعہ یہ شخصیت کے بارے میں ہم نے یہ نہیں سنا تو اس وقت ضرور خون جلتا ہے کہ ہم سب کچھ سنا چکے اور اس محفل کو کچھ نہیں معلوم۔ ہے نا یہ خون جلنے کا مقام ہے۔ تو اسی لئے ایسی محفلوں سے بھی ہم بچتے ہیں۔ کسی کے گھر نہیں جاتے، جب تک یہ یقین نہیں ہوتا کہ یہ مجلسی آدمی ہے آلِ محمدؐ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے ہماری مجلسیں پابندی سے سنتا ہے، اس وقت تک ہم اس کے گھر بالکل نہیں جاتے اس کی دعوت قبول نہیں کرتے، حد یہ ہے کہ اس کی مجلس ہی نہیں قبول کرتے آپ دیکھتے ہیں نا چہلم چالیسویں مَیں کم کیوں پڑھتا ہوں اس لئے کم پڑھتا ہوں کہ جانے کون سا یہ گروپ ہوگا۔ آیا یہ ہماری مجلسوں میں شریک ہوا ہے یا نہیں یہ بڑے مسئلے آتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگوں میں یہ بھی میں آپ کو بتا دوں اس میں بھی ایک طبقہ ایسا ہے کہ جو کچھ نہیں جانتا لیکن پڑھا لکھا مشہور ہے۔ ان پر بھی بڑا افسوس ہوتا ہے

کہ وہ کون لوگ ہیں وہ کون لوگ ہیں جنھیں ہم عراق میں شام میں دیکھ کر آرہے ہیں۔ اردن میں دیکھ کر آرہے ہیں روضوں پر وہ کیسے حاضری دینے والے ہیں؟

ہم یہ سمجھتے ہیں کراچی کے شیعہ کہ بس ہم شیعہ ہیں باہر جا کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ جو ہیں وہ کراچی میں نہیں ہیں کراچی میں شیعہ نہیں رہتے ہیں نا.... یہ مزے کی باتیں ذرا تھوڑی سی سن لیجئے تمہید میں تا کہ آپ کو مزا آئے۔ یہاں شیعہ نہیں رہتے ہمارے گواہ ضمیر عباس صاحب بیٹھے ہیں یہ گواہی دیں گے اور ہمارے بھائی جو ویڈیو بنا رہے ہیں یہ بھی ہمارے ساتھ وہاں زیارت پر تھے۔ بہت سے زائرین بھی بیٹھے ہوں گے وہ گواہی دیں گے کہ شیعہ اور ملکوں میں رہتے ہیں شیعہ کسے کہتے ہیں؟ شیعہ کہتے ہیں کہ جو ان روضوں پر حاضری دیتے ہیں ایک نہیں... ایک پر حاضری دینا آسان ہے کہ کراچی میں ایک عبداللہ شاہ غازی کا مزار ہے سارے فقیر چلے جاتے ہیں جمعرات کو وہاں مجمع ہو جاتا ہے ایک یہ حاضری دینا آسان ہے داتا گنج بخش کے مزار پر سب پہنچ جاتے ہیں سال میں ایک بار کتنے روضے ہیں میں گنواؤں آپ کو کتنے روضے ہیں؟ صرف عراق میں ہی کم از کم ۵۰ روضے ہیں عراق میں حلہ، کوفہ، نجف، کربلا، قاسمؑ، حمزہؑ مختلف جہاں تک دیہاتوں میں گاؤں میں قریوں میں راستوں میں دور دور قریب قریب سامرہ تک بغداد تک کی زمین تک، اس کے بعد شام میں ہیں زیارتیں ایران میں ہیں زیارتیں یہ کمال ہے ان لوگوں کا کہ کسی روضے پر سناٹا نہیں رہنے دیتے۔ یہ ہے شیعہ انہیں کہتے ہیں شیعہ... یہاں کے شیعوں کو یہ تو شوق تھا کہ ہر محلّے میں ایک امام باڑہ بنالیں بارہ چودہ لالوکھیت میں بنالئے ''ہوکا'' ہوگیا ہے امام باڑے بنانے کا... جب بنوایا تھا تو حاضری بھی دیتے عمارتیں بنالیں فریضہ ادا نہیں کیا وہ تو خیر ویران ہو ہی گئے۔ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد ہی دیکھ لیجئے۔ جو پڑھے لکھے

طبقوں کے محلّے ہیں انچولی ہے رضویہ ہے سب سے ویران امام باڑہ رضویہ کا ہے، سب سے ویران امام باڑہ.. پانچ آدمی چھ آدمی ہر امام کی محفل میں ہوتے ہیں اس لحاظ سے جو امام باڑے آباد ہیں جہاں میں دیکھتا ہوں کام ہو رہا ہے وہاں میں مدد ضرور کرتا ہوں اور جہاں دیکھ رہا ہوں نہیں ہو رہا۔ حالانکہ بار بار لوگ کہہ رہے ہیں مجھ سے آپ کیا سمجھتے ہیں کوئی امام باڑہ ایسا نہیں ہے جس کے ٹرسٹیز ہمارے پاس آ کر یہ نہ کہتے ہوں کہ یہ پروگرام ہمارے یہاں کیا کیجئے اس لئے کہ انہیں یہ یقین ہے کہ جتنے ہمارے یہاں آ جاتے ہیں اتنے کسی اور کے یہاں جمع ہو ہی نہیں سکتے سوائے محرّم کے یہ بھی ایک معجزہ ہے یعنی امام حسینؑ نے بہتر جمع کیے تو آپ کیا سمجھتے ہیں ۷۲ تھوڑے سے نہیں تھے اس دور میں کفرستان میں بہتر مومن نکال لینا حسینؑ کا آدمؑ سے لے کر محمدؐ تک سب سے بڑا کارنامہ تھا۔ یہ امام حسینؑ کا کارنامہ تھا تو جب ہم امام حسینؑ کی (تاسّی) کر رہے ہیں اور ہر امام باڑے کے ٹرسٹی کو امام حسین کی (تاسّی) کرنا چاہیے بد دل ہو کر کوئی کام چھوڑ دینا نہیں چاہیئے ہم نے چالیس برس میں ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ دوسرا کام کرنے لگتا دیکھئے وہ طریقہ اختیار کرتا جس میں زیادہ مجمع آ جائے آرام سے لیکن یہاں ہم نے مسئلہ مجمع کا رکھا ہی نہیں ہم نے مسئلہ وہ ہی رکھا کہ سلونی اگر علیؑ کہیں تو دو کروڑ کا مجمع نہ ہو بلکہ میثمؓ، کمیلؓ، قنبرؓ جیسے لوگ بیٹھے ہیں اور ویسے لوگ بنانے پڑتے ہیں بڑی محنت کرنا پڑتی ہے بہت محنت آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس میں کتنی محبتیں گوندھی جاتی ہیں؟ یہ دیکھیں ظفر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ کیا سمجھتے ہیں یہ فرسٹ انجینئر ہیں شپ پر دور دور لے کر جہاز جاتے ہیں ان کے اشاروں پر پانی کا جہاز چلتا ہے اتنے بڑے بڑے جہاز ان کے اشاروں پر چلتے ہیں بچپن سے اس وقت یہ ماشاءاللہ باپ ہیں ایک بیٹے کے لیکن جتنا بڑا ان کا بیٹا ہے اس سے کچھ بڑے سے

ہم انہیں دیکھ رہے ہیں کیا مجال ان کی یہ دیکھئے محبت شیعہ ہونا بتا رہا ہے کہ شپ ان کا رُکا کراچی میں یہ اترے سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں یہ کہ یہ پتہ لگاتے ہیں کہ اس وقت ضمیر اختر صاحب کا کوئی پروگرام ہو رہا ہے کہ نہیں ملنے آئیں گے گھر کسی سے نہیں ملیں گے اور انھیں پتہ چل جائے پروگرام ہے اب یہ سب سے بڑے اپنے گھر کے بیٹے ہیں سب سے بڑے بھائی ہیں ان کے اور بھائی بھی مجلسی ہیں کیوں اس لئے کہ ان کے والد میر انیس کا مرثیہ پڑھتے تھے۔ ان کی والدہ مومنہ تھیں تو چونکہ ایمان کی گود میں پلے تو ایمان کا پتہ پوچھتے پھرتے ہیں۔ اخبار میں دیکھ لیا کسی سے سن لیا یہ ضروری نہیں ہے کہ بڑی پبلسٹی (Publicity) ہو پروگرام بڑا پروگرام اچھا اس کے علاوہ پھر یہ آرام سے ہماری مجلس سننے کے بعد یہ اطمنان سے گھر میں سو جاتے ہیں پھر انھیں کسی پروگرام میں جانے کی ضرورت بھی نہیں یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں اسی طرح جیسے ظفر صاحب کا میں آپ کو تعارف کروا رہا ہوں اگر آپ کہیں تو میں اپنے تمام سامعین کا میں آپ کو تعارف کرواؤں۔ بہت سے لوگوں نے میرے بارے میں جو مضمون لکھا ہے اس میں یہ بات لکھی ہے کہ ذاکروں کو چند نام نہیں یاد رہتے ضمیر اختر کو اپنے تمام سامعین کے صرف نام نہیں گھر کے پتے بھی معلوم ہیں دیکھئے محبت کے معنی کچھ اور ہیں اس لئے کہ ہمارے آئمہؑ نے کھلے عام یہ بات کہی ہے تم جب آگئے ہماری بزم میں تو یہ سمجھ لو کہ ہم نے تمھیں پہچان لیا ہم تمھارے بارے میں ساری تفصیل جانتے ہیں تمھارے دل میں کیا ہے تمہاری کیا خواہش ہے تمہاری کیا حاجت ہے تم کہاں جارہے ہو کہاں سے آرہے ہو سب ہماری نگرانی میں ہو رہا ہے۔ تو جب ہم ان کی تاسّی کرتے ہیں تو ہمیں اپنے سامعین کی اسی طرح محبت کی نظر سے ایک ایک ان کی ادا کو محفوظ کرنا چاہیے تو اب آپ غور کیجئے کہ بھئی ہمارا آرام ہماری نیند ہمارا بستر وہ کون لوگ ہیں جو کہ

اپنے قریوں سے چل کہ روضے پر پہنچتے ہیں روضے جلدی بند ہو جاتے ہیں اور حضرت عباسؑ کے روضے کے سامنے امام حسینؑ کے روضے کے سامنے ایک چادر بچھائی اور پورا خاندان بیٹھ گیا باتیں کر رہے ہیں اگر نیند آ گئی نیند کا کیا سوال ہے اس لئے کہ روضے ساڑھے ۹، ۱۰ کے درمیان بند ہوئے تین ساڑھے تین چار بجے اذان ہوگئی تین چار گھنٹے گزارنے ہوتے ہیں کہ کب اذان ہو دروازہ کھلے اور ہم ضریح کا طواف کرنا شروع کر دیں تو یہ صرف کعبے کے لئے ہے کہ کعبہ کا طواف کبھی نہیں رُکا جب سے کعبہ بنا ہے تب سے اب تک کبھی کعبے کا طواف نہیں رُکا اور جب کبھی ایسا ہوا کہ شدید سیلاب آیا گھاٹی میں پانی پہاڑوں سے اُتر آیا اب تو خیر اتنا محفوظ بن گیا ہے کہ پانی آنے کا سوال ہی نہیں۔ لیکن اس وقت جبکہ کچّا بنا ہوا تھا بہہ گیا تو ایک آدمی اس لئے نکلا اپنے گھر سے اس پانی میں تیرتا ہوا کہ اب تو لوگوں کے گھر بھی بہہ گئے ہیں اور کعبہ خود بہہ گیا ہے اور حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ کعبے کا طواف کبھی رُکے گا نہیں تو اس پانی میں اتنے گہرے پانی میں اب کون کعبے کا طواف کر رہا ہوگا..؟ وہ دیکھنے کے لئے نکلا...تو اس نے جا کر دیکھا کہ ایک سانپ پانی میں تیر کر طواف کر رہا ہے۔

یہ شیعہ سنی دونوں نے کعبے کی تاریخ میں کعبے کا یہ واقعہ لکھا ہے۔ تو جس طرح کعبے کا طواف کبھی نہیں رُکا اسی طرح حسینؑ، علیؑ، عباسؑ کے روضوں کا طواف اب تک نہیں رُکا۔ اب تک نہیں رُکا۔ اور یہ میں آپ کو بتادوں کہ جو جتنا زیادہ شدت سے مجلس میں آئے گا تب اس میں زیارت کا ذوق پیدا ہوگا۔ اور جتنا وہ دور ہوتا جائے کا آلِ محمدؐ سے تو جو یہ کہتے ہیں کہ طلب تو وہاں سے ہوگی کہ وہ آپ کو دیکھ تو رہے ہوں کہ آپ ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے کتنے ہیں تو ذرا غور کیجئے کہ پریشانیاں، آفتیں، بلائیں کہہ کے نہیں آتی ہیں۔ اس وقت پوری اُمت پر تمام مسلمانوں پر آفتیں ٹوٹی ہوئی ہیں ایسا دور آیا

ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ اچانک عالم اسلام پر آفتیں آ گئی ہوں اور خطرات جو ہیں مزید گہرے ہوتے جا رہے ہوں تو ایسے میں کم از کم جو آل محمدؐ کے چاہنے والے ہیں وہ ان بلاؤں سے پناہ مانگیں کہ جب مسلمانوں پر ٹوٹ رہی ہیں تو کہیں ہم اس میں نہ مبتلا ہو جائیں تو اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے بچوں کو پناہ گاہ بتائیں یہ ذکر حسینؑ کا سایہ پناہ گاہ ہے اس سے بڑی کوئی پناہ گاہ نہیں جب یہاں آگئے آپ تو اس کا یہ اثر ایک معجزہ ہے یہ معجزہ ہے کہ چودہ سو سال سے جس کے ذکر کو دفن کیا جا رہا ہو مٹایا جا رہا ہو اور پھر سال بہ سال ہر مہینہ کسی نہ کسی بہانے سے کسی نہ کسی ہستی کا ذکر یہ ہے معجزہ اور جب اس معجزے میں آپ شریک ہوئے اور اس کے بعد آپ نے جا کے شام میں دمشق میں زیارت کی تو کہنے کو روضہ ہے عمارت ہے مگر عجائب ہے۔ چلئے آپ کربلا آیئے امام حسینؑ حضرت عباسؑ سب کی ضریح دیکھئے اس کے اندر ضریح کے اندر غور سے دیکھئے تابوت میں تابوت پہ کامدار چادریں بنی ہوئی ہیں سونے اور چاندی کے تاروں سے جس پہ کام بنا ہوا ہے ایک سے ایک چادر ہے حضرت علیؑ کے تابوت کی چادر دیکھئے تو حیران رہ جائیں گے، ایسا کام بنا ہوا ہے اور اُسی ضریح میں خود ضریح ایک عجوبہ ہے، سونے اور چاندی کی ضریح ،اب جب آپ حضرت علیؑ کے روضے میں داخل ہوں جو خاص دروازہ ہے سونے کا اوپر سے نیچے تک جب ادھر سے داخل ہوں گے آپ تو امیر المومنینؑ کی ضریح میں کچھ چیزیں رکھی ہوئی ہیں، غور سے اگر آپ دیکھیں خدام بتائے گا یا آپ کا گائڈ بتائے گا زیورات رکھے ہیں اور یہ زیورات کوئی چودہ سو برس سے شہزادیوں نے ،شہزادوں نے ملکاؤں نے بادشاہوں نے نذر کئے ہیں، ہوتا یہ تھا کہ جب امراء آتے تھے تو نجف میں جو چڑھائی شروع ہوتی ہے داخلے میں اوپر کی طرف کو راستہ اونچا ہوتا چلا جاتا ہے ڈھلان تو حرم کے حدود میں داخل ہونے سے پہلے تمام

بادشاہ سواریوں سے اُتر جاتے تھے گھوڑے پر ہیں تو اتر گئے گاڑی پر ہیں تو اُتر گئے تمام اپنے فوج والوں سے وزراء سے سب سے کہتے تھے پیدل ہو جاؤ، بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حاضری ہے اب یہ بادشاہ اعلان کر رہا ہے کہ بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حاضری ہے اپنے کمر سے تلوار، خنجر، اسلحہ اُتارو کمر کی پیٹیاں اُتاردو زرہ و پیٹیاں اتار دی جاتیں تلواریں اُتار کر رکھ دی جاتیں ہم اس کے دربار میں جا رہے ہیں جس سے بڑا شجاع، تلوار کا دھنی کوئی نہیں اور تمہاری تلوار کیا ہے خادم بن کے جائیں گے سر کو جھکا کے جائیں گے اور بعض بادشاہ تو گھٹنوں کے بل چلتے تھے اور بعض کا یہ ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے چلتے تھے۔ سجدہ کرتے جاتے جھک جھک کر بعض بادشاہ سجدے کرتے جاتے۔ اس طرح داخل ہوتے ان کے ساتھ ان کی ملکائیں ان کی بیٹیاں شہزادیاں شہزادے تو اس میں ہوتا کیا تھا کہ اس میں ایک ایسا سُرور اور سرشاری کی کیفیت ہوتی کہ جب ضریح کے قریب جاتے تو جسم پہ جو بھی شے قیمتی ہوتی اس میں زیورات جواہرات وہ توڑ توڑ کہ ضریح میں پھینک دیتے تو وہ ان چیزوں کو خدام اوراوقاف سجا دیتے تھے اس پر لکھا جاتا فلاں بادشاہ آیا تھا اس کی ملکہ نے اپنا نولکھا ہار ڈال دیا۔ یعنی ان جواہرات کی قیمت اگر اس وقت لگائی جائے تو جو ملکہ برطانیہ کے محل میں جواہرات ہیں وہ کچھ نہیں ہیں ان جواہرات کے سامنے اچھا ایک عجیب بات ہے دیکھیں کہ جہاں پر جواہرات ہوں گے سونا چاندی ہوگا تو وہ جب محلوں میں ہوگا تو اس پر پالش ہوتی ہوگی جواہرات سونا چاندی ہے اس پر اتنی دھول جمی ہوئی ہے اتنی دھول جمی ہوئی ہے مٹی جمی ہوئی ہے اس کی صفائی نہیں ہوتی، دیکھیئے کہ ضریح کی صفائی ہوتی ہے۔

دیکھیئے کہ آصف الدولہ کی والدہ بہو بیگم یہ برھان الملک کی بیٹی تھیں اور محمد علی شاہ جو

دہلی کا بادشاہ تھا اس نے ان کو بیٹی بنایا تھا اس لئے کہ وزیر اعظم برھان الملک ایران سے آئے تھے نیشا پور سے تو اکلوتی بیٹی تھی برھان الملک کی تو محمد علی شاہ کے کوئی اولاد نہیں تھی تو اس نے ان کو اپنی بیٹی بنالیا تھا تو بہو بیگم کا خطاب انھیں بعد میں ملا جب ان کی شادی شجاع الدولہ سے ہوئی تو سسرال سے خطاب ملا تھا بہو بیگم کا تو پوری یعنی اسٹیٹ میں پورے ملک میں وہ بہو بیگم ہو گئیں آج بھی بہو بیگم کا مقبرہ موجود ہے فیض آباد میں تو جب ان کو جہیز ملا تو اس میں بہت سے چھکڑے یعنی بیل گاڑیاں جواہرات بھر جہیز ملا تھا تو اتنے جواہرات تو ملکہ برطانیہ ملکہ ہالینڈ نے خواب میں بھی نہیں دیکھے ہوں گے اچھا یہ ہی لینے کہ لئے انگریز آئے تھے یہاں ہندوستان کو سونے کی چڑیا کہتے تھے یہ ہی سب سنا تھا کہ یہاں یہ سب کچھ ہے تو جو اتنے جواہرات کی مالک ہوں کہ جہیز میں بیل گاڑیاں مل جائیں تو یہ سوچئے کہ جو ان کے گلے کے زیور ہوں گے وہ کتنے قیمتی ہوں گے نہیں جبکہ بیل گاڑیوں میں جواہرات بھرے ہوئے ہیں تو جو وہ پہنیں گی وہ کتنا قیمتی ہوگا؟ تو نولکھا ہار جو تھا وہ جب بیٹھتی تھیں تو اُن کے زانو تک آتا تھا۔ نولکھے ہار میں نولڑیاں ہوتی ہیں اور جواہرات جڑے ہوتے ہیں اور بیچ میں ایک بڑا ہیرا ہوتا ہے ہر لڑی میں تو اس طرح نو نگ ہوتے ہیں جواہرات میں وہ سب بیچ میں بڑے جواہرات جب یہ آئیں نجف میں تو وہ نولکھا ہار نذرِ مولا کیا اور جو کان کا زیور ہے وہ دو بالشت کا ہے وہ بھی علیؑ کی ضریح کے پاس آپ دیکھیں گے اس میں نیلم جڑے ہوئے ہیں نیلم بہت قیمتی پتھر ہے اور بیچ کا نیلم جو ہے وہ سجدہ گاہ کے برابر ہے اتنا بڑا نیلم ابھی تک ہم نے نہیں دیکھا اب نہیں ہے مارکیٹ میں نہیں پایا جاتا چھوٹے چھوٹے نیلم پائے جاتے ہیں وہ بھی لاکھوں روپے ان کی گنتی ہوتی ہے۔ نوٹ گنے جاتے ہیں وہیں سے جب آگے بڑھیں گے آپ تو وہاں سے اوپر ذرا سا اوپر سر اُٹھا کر تابوت پر دیکھئے تو آپ دیکھیں گے کہ تاج

رکھا ہوا ہے اس تاج کی کیا قیمت ہے اس لئے کہ وہ نادرشاہ درانی کا تاج ہے۔ جب نادرشاہ درانی آیا تو اس نے تاج اتار دیا مولا علیؑ کے پیروں میں رکھ دیا اب وہ تاج تابوت پر رکھا ہوا ہے اور آگے بڑھیں گے تو ایک سونے کی زنجیر ہے جو کئی سیر کی ہے تابوت پر رکھی ہے بالکل مولا علیؑ کے پیروں میں، یہ وہ زنجیر ہے جو کہ گلے میں باندھ کر درانی نے کہا تھا کہ نادرشاہ درانی نے کہا مجھے کتا بنا کے کھینچ کر لے جاؤ تو وہ زنجیر اس کے گلے میں ڈال کے کتے کی طرح کھینچ کے لائے تھے، وہ چاہتا تھا کہ میں کتا بن کے جاؤں روضے میں تو وہ زنجیر پہلے جو خاص دروازہ ہے اس میں لٹکتی تھی اب وہ ضریح میں رکھ دی گئی ہے یہ تو سب اتنا سونا ہے یہ تو دیکھا نا آپ نے تاج آپ کو علیؑ کی قبر میں تابوت پر نظر آئے گا کہ تاج رکھا ہے سرہانے کی طرف اب آپ کربلا گئے امام حسینؑ کی تابوت پر تاج نہیں ہے حضرت عباسؑ کی ضریح پر تاج نہیں ہے اب جہاں بھی جائیں آپ تاج نہیں ہے سامرے میں تاج نہیں ہے اب آپ دمشق پہنچے حضرت زینبؑ کی ضریح میں آپ نے غور سے دیکھا تو حضرت زینبؑ کے سرہانے تاج رکھا ہے اب میں یہاں تک آپ کو لانا چاہتا ہوں سوال یہ ہے کہ مولائے کائنات کے ہاں تاج رکھا ہے یا ان کی بیٹی زینبؑ کبریٰ کے ہاں تاج رکھا ہے یہ تاج کی وارث علیؑ کے بعد زینبؑ کیسے ہوگئیں ہیں یعنی اور معصومینؑ کے ہاں تاج نہیں ہیں دیکھئے علیؑ کے ہاں کا تاج تو سمجھ میں آتا ہے اس لئے کے تاج دار تھے پوری مملکت کے خلیفۂ ظاہری بھی خلیفۂ باطنی بھی ہیں، غدیر میں تاجدار بنایا نبیؐ نے، رہے تاجدار مَن کنتُ کا تاج لگا ہوا تھا اس کہ بعد مسلمانوں نے بھی کہا کے چار سال کے لے ہمارے لئے بھی کرم فرمایئے۔ یہ والا تاج بھی ہے، مسلمانوں کی خلافت کا تاج بھی علیؑ کے پاس ہے، پھر سارے صوفیا یہاں سے لے کر وہاں تک مسند نشین، معین الدین چشتی اجمیری نظام دین اولیاء، بوعلی شاہ قلندر

یہ سب اور ان کے کاندھوں پر غوث الاعظم کے پاؤں ہیں، ذرا سوچئے آپ لیکن غوث الاعظم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے کاندھوں پہ علیؑ کے پیر ہیں تو اس کے معنی کہ ولایت کا تاج بھی علیؑ کے پاس، علم کا تاج علیؑ کے پاس، وصایت کا تاج علیؑ کے پاس، خلافت کا تاج علیؑ کے پاس، امامت کا تاج علیؑ کے پاس، اور یوں اتنے تاج ہیں۔ کہ میں گنواؤں پھر عبادت کا تاج علیؑ کے پاس، سخاوت کا تاج علیؑ کے پاس، اور یوں اتنے تاج علیؑ نے لئے ہیں تو ایک تاج نادر شاہ درانی کا تاج کیا ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ علیؑ کے پاس تو یہ سارے تاج اس لئے ہیں کہ ہر مملکت کے تاجدار علیؑ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مجھے کوئی یہ جواب دے کہ، زینبؑ کے تابوت پہ تاج کیوں رکھا ہے، کہیں سے آپ کو وہم و گمان تھا کہ میں اپنے موضوع پر واپس آجاؤں گا۔ تمہید تو آہستہ آہستہ چل رہی تھی، میں اپنے موضوع تک پہنچ گیا عظمتِ زینبؑ کے موضوع پر ہوں جہاں تک آپ کی فکر کو لے جانا تھا۔ تو بھائی بات یہ ہے کہ سب چھپ کے گھر میں بیٹھ گئے تھے کہ یزید سے ٹکر کون لے حضرت عمر کا بیٹا عبداللہ ابن عمر بھی تھا لیکن نہیں یہ بہت بڑی سلطنت ہے چپ چاپ بیٹھ جاؤ دیکھئے انھوں نے حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی۔ جب بیعت ہونے لگی تو عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ جب ہنگامی حالات ہوں تو گھر میں چھپ کے بیٹھ جاؤ تو علیؑ کی بیعت نہیں کی اور جب یزید کی خلافت کا اعلان ہوا تو بیعت کرنے پہنچ گئے یزید کی بیعت کرلی۔ ڈر کے مارے، خوف کے مارے، کوئی خلیفہ ایسا نہیں جس کی اولاد نے یزید کی بیعت نہیں کی ہو۔ اس لئے کہ اتنا ہنگامہ تھا اتنا خوف تھا یزید کا کہ یزید کے سامنے کوئی تیار ہی نہیں تھا بات کرنے کو سانس نہیں لے سکتا تھا دم نہیں مار سکتا تھا بڑے بڑے شجاع گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے بھئی یزید کا معاملہ ہے۔

اس کے پاس بڑی حکومت ہے، بڑی سلطنت ہے، بڑی فوج ہے، بڑی طاقت

ہے،اس کے گورنر کتنے ظالم ہیں! سخت ہیں عبداللہ ابن زیاد جیسے۔ہم اپنے ہاتھ پیر نہیں کٹوائیں گے یزید سے مقابلہ کر کے تو آپ اندازہ کیجئے کہ جہاں یزید جو ہے نمبر لے گیا نمرود سے فرعون سے شدداد سے ہاتھ پیر وہاں بھی کٹتے تھے لیکن اب زیادہ شدّت ہے نمرود سے بڑا ملک اسکے پاس ہے فرعون سے بڑا ملک اس کے پاس ہے اس کا رعب اس کا دبدبہ اتنا زیادہ ہے کہ کوئی سانس نہیں لے سکتا کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا اس کے محل میں،تو ایسے میں حسینؑ اٹھے ہر ایک نے سمجھایا یہ یزید ہے بہت مضبوط حکومت ہے مت جایئے قتل ہو جائیں گے۔حسینؑ نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے میں قتل ہو جاؤں گا مگر میرے نانا نے چاہا ہے اللہ نے حکم دیا ہے مجھے جانا ہے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں نکلوں میں جاؤں حسینؑ گئے اللہ کے گھر گئے وہاں سے راستہ کربلا کا تھا کربلا پہنچ گئے شہید ہو گئے امام حسینؑ شہید ہو گئے یزید تو بیٹھا رہا آرام سے اپنی جگہ اس کا تو تخت اتنا سا بھی نہیں ہلا کہاں ہلا؟ دیکھئے..!اس نے ترکیب سوچی ہوئی تھی،سیاست دان تھا اِسی لئے تو لوگ گھبرا رہے تھے یزید سے،سب کو معلوم تھا کہ یہ ایسی پٹخنی ہمیں دے گا اس کے پاس دھوبی پاٹ تھے اور وہی اسے استعمال کرتا تھے۔دیکھا آپ نے بڑے آرام سے اس نے حسینؑ کو قتل کروا دیا اور جیسے ہی خبر آئی سر آیا تو کیا کہتا ہے خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر جس نے حسینؑ کو قتل کر دیا اگر میرے پاس حسینؑ آتے تو میں کبھی بھی حسینؑ کو قتل نہ کرتا بلکہ میں فرزندِ رسولؐ سے اپنا معاملہ طے کر لیتا لیجئے سب نے کہا کہ یہ یزید تو بہت اچھا ہے یزید تو بہت اچھا ہے یہ تو تمام مظالم ابن زیاد نے کوفے والوں کے ساتھ مل کر کیئے یہ تو ابن زیاد کی شرارت ہے ابن زیاد تو بدنام تھا ہی حالانکہ یزید کا چچا زاد بھائی ہے،اور یزید اس سے ناراض ہو چکا تھا لیکن یہ کام اس سے کروانا تھا..اس لئے بصرہ سے بُلوا کر کوفے کا گورنر بنا دیا اور ابنِ زیاد سے کہا کہ..بصرہ میں تو

تم کسی اور کو حاکم بنادو اور تم کوفے آجاؤ اور نعمان کو ہٹادو جو کہ اس وقت وہاں کا گورنر تھا کمزور ہے اس کو ہٹادو۔ ابن زیاد آ گیا اس نے ہٹا دیا اسے خوشنودی چاہئے تھی یزید کی.. چاہے جو دنیا میں کام لے لیا جائے ہمیں کوئی پرواہ نہیں یزید کی خوشنودی چاہئے اب اس کو یزید کی خوشنودی کے لئے ایسا آدمی چاہیئے تھا جو یہ کام اس کے حکم سے کر ڈالے اس کے لئے اس نے تلاش کیا، لوگوں کو کیا یہ نہیں معلوم کہ ابن سعد کے علاوہ کوفے میں کوئی اور آدمی نہیں تھا جسے سپہ سالار بنایا جائے شمر اس سے زیادہ سازشی تھا کفر کی دنیا میں بھی منافقت ہوتی ہے، تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ ابن سعد کا انتخاب کیوں ہوا اس لئے کہ ابن سعد مفسر تھا محدّث تھا.. مجتہد تھا.. اس کو ہزاروں حدیثیں زبانی یاد تھیں اس لئے اس کو بھیجا تھا کہ وہ قریشی تھا، تقریریں کر لیتا تھا اس لئے اس کو کربلا بھیجا گیا کہ لشکر کو کمانڈ کرلے گا.. لیکن اس کے پاس تھا کیا؟ خاندان یا قبیلے کے ذریعہ تو اس کو نہیں پھانس سکتا تھا ابن زیاد اس کو معلوم تھا کہ اس کے باپ نے ایران کو فتح کیا سعد ابن ابی وقاص ابن سعد کا باپ ہمیشہ اس حسرت میں رہا کہ کبھی نہ کبھی خلافت میں ہمارا نمبر آئے۔ لیکن جب علیؑ کو خلافت مل گئی تو گوشہ نشین ہوگیا کوفے میں محل بنا کر رہنے لگا اور خلافت کی طرف مایوس ہوگیا اب نہیں ملے گی علیؑ کے بعد نہیں ملے گی اگر علیؑ سے پہلے مل جاتی تو مل جاتی وہ خواہش وراثتاً باپ سے بیٹے میں آئی تھی وہ کوئی اور ملک نہیں چاہتا تھا سعد ابن ابی وقاص یہ چاہتا تھا کہ ایران میں نے فتح کیا ہے تو اس پر میرا ہی قبضہ رہے۔ اس لئے کہ وہ دیکھ آیا تھا کہ ایران کی زمین سونا اگلتی ہے.. زعفران اگلتی ہے.. زرخیز ہے یہاں کی فضا، یہاں کی ہوا، یہاں کی سرسبزی وشادابی کا وہ دیوانہ تھا، اُس وقت اُسے ''رَے'' کہتے تھے تہران کا نام ''رَے'' تھا.. اب بیٹے میں وہ وراثت آئی ہے تو ابن زیاد کو معلوم تھا کہ اس کے دل میں یہ حسرت ہے لالچ ہے کہ کاش مجھے

''رَے'' مل جائے اور اُس وقت یزید عمر سعد سے بھی ناراض تھا ابن زیاد نے بلایا کہا حسینؑ کو قتل کرنا ہے عمر ابن سعد نے کہا کیا دے گا، ابن زیاد نے کہا ''رَے'' عمر ابن سعد نے جواب میں کہا ''رَے'' کی لالچ میں تم حسینؑ کیا اگر محمدؐ زندہ ہوتے اور تم کہتے کہ انہیں قتل کردو تو ہم محمدؐ کو قتل کردیتے ہمیں ''رَے'' چاہیئے ہمیں ''رَے'' چاہیئے کہا ٹھیک ہے ''رَے'' مل جائے گا کاغذ لکھ دیا کہا کہ دستخط ابھی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم کام نہیں کردو گے پروانے پر دستخط نہیں ہوں گے حاکم سے کہا کاغذ دے دو کاغذ لے کر گھر آیا سب کے بیٹوں بھائیوں کو جمع کیا کہا کہ ابن زیاد نے ہمیں ''رَے'' دے دیا ہے سب نے پوچھا کس سلسلہ میں، کہا کہ حسینؑ کو قتل کرنا ہے پورے کا پورا گھر اس کے خلاف ہوگیا، کیا فرزند رسولؐ کو قتل کرے گا ''رَے'' کے لئے کہا کچھ بھی کہو اگر آخرت ہے دیکھا جائے گا ہم وہاں تو کرلیں گے کچھ بھی کرلیں گے لیکن اس وقت ہم حسینؑ کو قتل کریں گے ہمیں رَے چاہیے ہے اور اس لالچ میں وہ آگیا کربلا میں وہ آگیا ابن زیاد نے اپنے سارے مہرے فٹ کرلئے۔ یہ سارے کام یزید کی سیاست سے ہورہے ہیں شطرنج وہ کھیل رہا ہے دیکھئے شطرنج کا بہت بڑا کھلاڑی تھا جس وقت سرِ حسینؑ پہنچا تو شطرنج کے مہرے چل رہا تھا شطرنج ایک ایسا کھیل ہے کہ جسے نہ آئے وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا اور جو کھلاڑی بڑا کھلاڑی ہوتا ہے وہ پورے مہرے کی بساط کو الٹ دیتا ہے..اتنے محاورے ہیں اس کے لئے کہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا جس وقت حسینؑ کا سر آیا، مہرے چل رہا تھا یہ کھیل اس وقت کھیلا جاتا ہے جب حاکم کو کوئی بڑی چال چلنا ہوتی ہے..مسلسل حاکم اس لئے کھیلتا ہے..یہ چال چل سکے..نہیں سمجھے آپ..!ایک مہرہ عبیداللہ ابن زیاد یہ مہرے چل چکے، یہ مات دے دی، اب یہ مجھے نہیں آتا با خدا مجھے شطرنج نہیں آتا، مجھے نہیں آتا نہ کبھی میں نے اس کی شکل دیکھی اس پر نظر ڈالنا بھی حرام

ہے۔نظر ڈالنا حرام ہے،شطرنج یا اس کو چھونا نجس ہے،مہرے بھی اس کے نجس ہیں، یہ میں نے مات دی یہ شہ دی یہ عمر سعد دفو سرا مہرا ''رُخ''..اب یہ کون سی چال باقی تھی کہ یہ سرِ حسینؑ آنے کے وقت بھی کھیل رہا تھا، آپ دیکھئے یہ ذہن اس کا کام کر رہا ہے گویا وہ پوری بساط کو فتح کر چکا تھا، یہ کہہ کر کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر یعنی اس نے آخری چال چل دی ابھی اس نے آخری چال چلی تھی کہ زینبؑ نے یزیدیت کو ٹھوکر مار کر پوری بساط الٹ دی۔ بساط کیا؟ حرام کام کر رہا ہے..تو جو اس کا بال بیکا نہ کر سکے تو تاج ہلانا کیا ہے کچھ موضوع یاد ہے کہ میں کہاں سے لے کر چلا ہوں آپ کو؟ تو اس کا تاج کون ہلا سکتا ہے؟ زینبؑ نے تخت و تاج الٹ دیا..تو شام والوں نے زینبؑ کی قبر پر تاج رکھ دیا۔ میرے جملوں پر غور کیجئے گا تاج اس لئے نہیں رکھا کہ زینبؑ صرف تاجدار ہیں تاج اس لئے رکھا ہے کہ زینبؑ نے اوّلین و آخرین کی کفر کی سلطنت کا تاج قدموں سے روند ڈالا۔ علاّمہ اقبال نے امام حسنؑ کے لئے کہا کہ امام حسنؑ نے تخت و تاج کو ٹھوکر مار دی یہ لوگ ٹھوکر مارتے ہیں تاج کو تاج کو اٹھا کر سر پر نہیں رکھا کرتے یہ تو عقیدت مندوں نے علیؑ کی بیٹی کے تابوت پر تاج سجایا ہے کہ یہ ہے جس نے عالم اسلام کے سب سے بڑے خلیفہ کے تاج کو روند ڈالا۔ ارے..! کس طرح روندا؟ یہ تو دیکھئے آپ بڑے بڑے مقابل آئے موسیٰؑ کے مقابل فرعون آیا لیکن بڑا مقابلہ فرعون سے کیا موسیٰؑ نے بڑا مقابلہ فرعون سے کیا لیکن نیست و نابود اس طرح سے نہ کر سکے کہ صدیوں کے بعد..میرا جملہ ضائع نہ ہو جائے..موسیٰؑ اور فرعون کے مقابلے کی بات ہو رہی ہے قرآن میں تین سو جگہ موسیٰؑ کا ذکر ہے۔ سب سے زیادہ قرآن میں جس پیغمبر کا ذکر ہے وہ موسیٰؑ ہیں بڑے پسندیدہ پیغمبر ہیں اللہ کے اس لئے کہ کارنامہ کیا فرعون کو غارت کر دیا آلِ فرعون کو غرق کر دیا فرعون کی سلطنت کو موسیٰؑ نے نیست و نابود

کر دیا محل کے نشانات مٹا دیئے لیکن واہ رے موسیٰ سب کچھ مٹایا لیکن احرام مصر میں فرعون کی لاش نکل آئی میں کچھ کہنا چاہ رہا ہوں ارے موسیٰ مٹایا مگر لاش مٹا نہ سکے ارے زینبؑ نے یزید کو اس طرح مٹایا کہ یزید کی ہڈیوں کا پتہ نہیں ہے فخرِ موسیٰ ہیں زینبؑ، ڈھونڈ وناں اسی دمشق میں تو محل ہے وہیں تو اس کا پایہ تخت تھا۔ وہیں تو اس کا وطن ہے وہیں تو پیدا ہوا تھا وہیں تو اس نے راج کیا تھا، ارے کسی گلی میں کوئی نشان مل جائے، کوئی نام لینے والا مل جائے سارے شہر ہیں.. دمشق ہے، قریے ہیں، گاؤں ہیں، شاہراہیں، سڑکیں ہیں، محل ہیں، قلعے ہیں، کسی سے تو پوچھو کہاں ہے وہ؟ کچھ نشان تو دو... یوں مٹاتے ہیں..! علیؑ کی بیٹی نے بتایا کہ تم شجاعت کے مفہوم کو قیامت تک نہیں سمجھ سکتے، میں سمجھا رہی ہوں۔ شجاعت کے لئے لشکر بنانا ضروری نہیں ہے۔ سپہ سالار بنانا ضروری نہیں ہے.. اونٹ کو لوہے میں غرق کر کے لوہے کی عماری مضبوط بنا کر مہار بنا کر دس ہزار اس کے باڈی گارڈ ۳۳ ہزار کا لشکر آگے چلے ۵۰ ہزار کا لشکر آگے چلے.. تب ایک عورت شجاع اعظم سے ٹکرائے۔ علیؑ سے جا کر ٹکرائے تو پھر ساری زندگی روئے شرمندگی میں اور آنسوؤں سے دوپٹہ تر ہو جائے یہ میں نے کیا کیا؟ کہ میدان میں گئی، عورت کا زیور تلوار نہیں ہے، عورت کا زیور زبان ہے تو محنت کی تھی۔ علیؑ نے کچھ محنت کی تھی اس پر کچھ غور کیا کہ کچھ محنت میثم پر کی تھی کچھ محنت کمیل پر کی کچھ محنت عمار پر کی کچھ محنت عبداللہ ابن عباس پہ کی کسی کو تفسیر قرآن دیا کسی کو حدیث کا علم دیا کسی کو دعا کا علم دیا، کسی کو صرف فقہ کا علم دیا، کسی کو غیب کا علم دیا، منایا و بلایا کا علم دیا، علوم بانٹ دیئے۔

تو جب یہ زینبؑ نے دربار میں بتایا کہ ایک خطبہ اور اس میں ہزاروں علوم ہیں علم توحید بھی علم نبوت بھی میں کل عرض کرونگا اس میں علم امامت، اس میں فروع دین بھی

ہیں، اصول دین بھی ہیں، اس میں ازل بھی، ابد بھی، ایک تقریر یہ طویل ترین تقریر ہے اور ختم کر دیا۔ علم کا ایک ایسا باب کھلا صاحبِ نہج البلاغہ کی بیٹی نے کیا علم بولا..! علم بول رہا تھا کے سر جھکائے چپ سن رہا ہے سناٹا چھا گیا تھا یاد رکھئے جب بیان میں چاشنی ہوتی ہے زبان و بیان میں خزانے لٹ رہے ہوتے ہیں، تھوڑا سا علم جاننے والا بھی متوجہ ہو جاتا ہے کون سا علم عیسائی بھی یہودی بھی، عیسائی پادری بھی علم جمع تھا مختلف کا اور سب کو حیران کر گیا زینبؑ کا ایک خطبہ جب چلی ہیں خانہ کعبہ سے ابھی سواری بڑھی تھی ابھی زینبؑ نے کوئی کام شروع ہی نہیں کیا اور وہیں ایک بڑا خطاب لے لیا وہیں پہ ایک بڑا خطاب لے لیا۔

عبداللہ ابن عباس مفسر قرآن ہیں علیؑ کے بہت مایہ ناز شاگرد ہیں اور بڑا فخر کرتے ہیں حالانکہ کسی نے پوچھا آپ کے علم میں اور علیؑ کے علم میں کیا فرق ہے؟ آپ کے علم میں اور علیؑ کے علم میں.. کہا آپ نے سمندر دیکھا ہے؟ کہا ہاں..! کہا اس میں سے ایک قطرہ لے علیؑ ''وہ سمندر تو میں قطرہ'' حالانکہ وہ قطرہ بھی کیا؟ اس قطرے کو سمندر میں ڈال دو تو پہچاننا مشکل، تو میرا اور علیؑ کا کیا مقابلہ اس کے بعد بھی تمام عالم اسلام جتنے فرقے ہیں جن جن کے پاس تفسیر قرآن ہے کس سے لیا ہے آپ کو پتہ ہے ابن عباس سے لیکن ان کا اپنا آدمی علیؑ کے قریب کوئی تھا ہی نہیں اور دوسروں کو تفسیر کرنا ہی نہیں آتی تھی اس لئے کے وہ ابھی پارے ڈھونڈ رہے تھے تو تفسیر آئی تو ابن عباس سے آئی اور سلسلہ جا کے سب کی تفسیر کا وہاں ختم ہوتا ہے تو جہاں ۷۲ فرقوں کے علم کا سلسلہ ختم ہو اسے کہتے ہیں ابن عباس.. اور وہ قطرہ ہے علیؑ کے سامنے اور اس نے کہا حسینؑ سے کہ آپ جا رہے ہیں تو عورتوں کو نہ لے جائیے۔ ابھی یہ کہا ہی تھا ابن عباس نے کہ عماری کا پردہ ہلا اور آواز آئی عبداللہ ابن عباس..! اچھا مشورہ میرے بھائی کو دے رہے ہو

جملہ سنئے گا.. اچھا مشورہ میرے بھائی کو دے رہے ہو ابن عباس بھائی اور بہن میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو، سنو ابن عباس یہ بہن بھائی کے ساتھ رہی ہے بھائی کے ساتھ ہی مرے گی، آپ کو پتہ ہے جواب میں ابن عباس نے کیا کہا؟ کہا.. خدا کی قسم آپ اب بھی عقیلہ بنی ہاشم ہیں اور عماری کے سامنے جھک کے سجدہ ریز ہو گئے.. کہا عقیلۂ بنی ہاشم، ابھی زینبؑ کا کام شروع نہیں ہوا اور عقیلہ کا خطاب لے لیا، جب واپس آئیں گی تو کتنے خطاب ملیں گے، کسی نے کہا عابدہ کسی نے کہا زاہدہ، کسی نے کہا عالمہ کسے نے کہا فاضلہ، کسی نے کہا اُم المصائب۔ واہ رے حسینؑ آپ نے کہا ثانی زہراؑ... ختم ہوگئی تقریر ہمارے لئے تو ایک خوشی کا مقام ہوتا ہے کہ ایک اور بارگاہ میں نذرانہ گزارا، پچھلے سال شام زیارت کے لئے گئے تھے تو بھی شہزادی کی ولادت کی تاریخ تھی اب بھی پہنچے تو ولادت کی تاریخ تھی، اِسی مہینے میں ولادت اسی مہینے میں شہادت یہی مہینہ شہزادی سے منسوب ہے اب ہم کیا کریں کہ مختلف تاریخیں کراچی میں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں، کسی نے ذیقعد میں مقرر کی ہے، کھارادر میں ذیقعد میں مقرر کی ہے ذی الحجہ میں کی ہے۔ رجب کی ۱۵ کسی میں ۱۶ کسی میں کوئی مہینہ مقرر نہیں.. تحقیق کے ساتھ کچھ کتابیں حضرت زینبؑ کی میرے پاس ہیں سب دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہی مہینہ جمادی الاوّل بیٹی کا ہے، جمادی الثانی ماں کا۔ اپنی اپنی تاریخوں پر میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں ماں کو بھی اور بیٹی کو بھی۔

یہ مجالس ختم ہونگی ۱۹ اگست سے حضرت فاطمہؑ کی شہادت کی مجلسیں شروع ہو جائینگی یہ ترتیب آپ نے دیکھی جمادی الاوّل زینبؑ جمادی الثانی فاطمہ زہراؑ اس میں ماں کی ولادت اور شہادت ایک مہینے میں یہاں بیٹی کی ولادت اور شہادت تو جب ولادت کی تاریخیں آتی ہیں روضے پہ پھر شہزادی نے دعوت نامہ دیا ہم پھر چلے سال کے اندر ہی

پہنچے تو یہ ڈاکٹر صاحب تو قافلہ لے کر جاتے ہیں ہمارا جانا زیادہ مشکل ہو گیا کیسے کیوں بلاوا آ گیا مجھے نہیں معلوم لیکن یہ اندازہ ہے کہ بلاوا کسی وجہ سے ہی ہو گا تو ظاہر ہے اس میں سب ہی شامل ہیں زہیر عباس صاحب بھی شامل ہیں۔ حضرت زینبؑ کے روضے کے سامنے صحن میں ہم مجلس پڑھ رہے تھے اب دیکھئے..! میں یہ سمجھتا ہوں کے جو روایت مصائب میں ہم نے بی بی کی قبر کے سامنے پڑھی وہ یہاں پڑھ دوں تا کہ یہاں اس سے بڑا تبرک زیارت سے اور کیا لاتا اور روضے میں میں نے وہ روایت پہلی بار پڑھی تھی اور اب کراچی میں پہلی بار پڑھ رہا ہوں۔ مقتل میں مَیں نے پڑھی مگر مجلس میں پڑھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی جب وہاں سے اذن مل گیا جناب زینبؑ کے روضے پر میں نے پڑھ دیا تو اب یہاں دہرا رہا ہوں جو لوگ وہاں تھے سن چکے تھے لیکن ظاہر ہے سب لوگ تو وہاں نہیں تھے ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی شریک ہو جائیں۔ روایت مجھے پسند آئی بہت ہی پسند آئی اور جب میں نے پڑھی تو مجھ پر بڑا گریہ ہوا اور ہو سکتا ہے پڑھتے پڑھتے اس وقت بھی مجھ پہ گریہ طاری ہو جائے روایت ہی ایسی ہے اور آپ نے نہیں سنی جتنے حضرات بیٹھے ہیں سب سے پہلے جب میں نے پڑھی تھی تو ماجد رضا کو سنائی تھی گھر میں پھر روضے میں پڑھی آج آپ کے سامنے پڑھ رہا ہوں پہلی بار اب کسی سے بھی نہیں سنی ہو گی غور سے سنیئے اور آپ اس منظر میں پہنچ جائیں گے جیسے آپ روضۂ زینبؑ میں پہنچ گئے بات ہے اس دور کی جب مدینے میں آرام سے علیؑ کی اولاد رہ رہی تھی حالانکہ آرام کہاں ملا لیکن یہ دور امام حسنؑ کی شہادت کے بعد کربلا کے واقعہ تک دس سال کا زمانہ امام حسینؑ کے لئے پرسکون ہے اس لئے کے کسی پریشانی میں امام حسینؑ مبتلا نہیں ہوئے۔۔۔۔اور جس طرح رہے ہیں کبھی اس کی تفصیل عرض کریں گے کہ کیا عالم تھا کتنے پہرے ہوتے تھے، کتنے خادم ہوتے تھے، کتنے ملازم، کتنے غلام،

کسی طرح سے امام حسینؑ کا پورا خاندان کس طرح باہر گھوڑے بندھے رہتے تھے کیسے خادم گھوڑے لاتے تھے کس طرح شاہانہ استقبال حضرت عباسؑ حضرت علی اکبرؑ کا ہوتا تھا، کل ہی میں جب بڑے عمادزادہ اصفہانی محقق ایران کے ہیں ان کی کتاب رات کو میں دیکھ رہا تھا تو وہ جملہ دیکھا کہ سب کے گھوڑوں کے نام انہوں نے لکھے ہیں، حضرت علی اکبرؑ کا گھوڑا عقاب تھا، حضرت عباسؑ کا گھوڑا امرتجز تھا، جب حضرت قاسمؑ کے گھوڑے کا ذکر کیا تو عجیب کیفیت تھی، بتادوں کبھی محرم میں موقع ملے گا تو حضرت قاسمؑ کے حال میں کچھ پڑھوں گا۔ جملہ یہ لکھا حضرت قاسمؑ کے حصہ کا جو گھوڑا رسولؐ اللہ چھوڑ گئے تھے اس کی نگہداشت حضرت امام حسینؑ اس طرح کرواتے تھے جیسے انسان کی، اب میں نہیں سمجھ سکتا ہوں کتنے لوگوں کے دل تک یہ جملہ پہنچا ہوگا. حضرت قاسمؑ کا جو گھوڑا تھا اس کی رکھوالی اس طرح ہوتی تھی جیسے کسی انسان کی رکھوالی ہو.. یہ عمادزادہ نے لکھا۔ کبھی عرض کریں گے تو یہ وہ دور ہے ایسے میں بصرے سے ایک عورت اس کا نام ناصرہ تھا، وہ بیوہ ہوگئی غریب عورت تھی اس کا ایک بیٹا تھا دس بارہ برس کا تھا اس کے ساتھ وہ اس غربت کی زندگی میں شوہر کے مرنے کے بعد وہ گھر سے نکلی لوگوں سے اس نے پوچھا کے میں کس شہر جاؤں کہ وہاں میری غربت دور ہو جائے تو لوگوں نے کہا اس وقت مدینہ جو ہے رسولؐ کے زمانے کے لوگ موجود ہیں اور وہ بڑے سخی ہیں، اگر تو مدینے چلی جائے گی تو تیری غربت دور ہو جائے گی۔ وہاں تجھے مہربان سخی لوگ مل جائیں گے۔ وہ بچے کو لئے خاک چھانتی ننگے پیر یتیم بچے کو لئے ہوئے مدینے پہنچی وہاں پہنچی مسجد نبوی میں پہنچی پوچھا یہاں کون ایسا رئیس اور امیر ہے کہ جس کے پاس میں جاؤں ہاتھ پھیلاؤں مدد کے لئے تو وہ مجھے واپس نہ کریں گے اپنے در سے، ورنہ میں شریف عورت ہوں اور اگر مجھے جھڑ کا گیا تو مجھے شرمندگی ہوگی، روایت میں یہ ہے کہ یک

زبان ہو کے تمام مجمع نے کہا تو کہیں نہ جا اس وقت مدینے میں حسینؑ سے زیادہ سخی کوئی نہیں بس تو چلی جا فرزندِ رسولؐ کے پاس تیرے ساری مصیبتیں دور ہو جائیں گی۔ وہ عورت بیٹے کو لئے ہوئے اب وہ خود بیان کرتی ہے کہتی ہے کہ جب میں پہنچی تو میں نے باہر دیکھا ایک بزرگ کرسی پر تشریف فرما تھے ان کے چہرے سے نور نکل رہا تھا اور ان کے چاروں طرف ایسا لگتا تھا کہ جیسے آفتاب ہے اور اس کے گرد ستارے بکھرے ہوئے ہیں تلواریں کمر میں لگائے ہوئے نوجوان کھڑے ہوئے ہیں اور ایک شیر سا بہادر نوجوان بھرے بھرے بازو، چوڑا سینہ اور عجیب انداز سے وہ ان کے سامنے موجود تھے۔ جب میں پہنچی تو خادم نے کہا ضرورت مند ہے..؟ میں نے کہا ہاں، تو خاتون سے کہا تو اندرون خانہ چلی جا بچے کو ہمارے سردار کے پاس بھیج دے یہ حضور بیٹھے ہیں حسینؑ ابن علیؑ یہ ان کا برادر ہے عباسؑ ابن علیؑ پہلو میں محمد حنیفہ ہیں اور دوسرے پہلو میں عبداللہ ابن جعفر ہیں اب تو پریشان نہ ہو اپنے بچے کو حسینؑ کے پاس بھیج دے بیٹا جا کے حسینؑ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور کہتی ہے میں گھر میں گئی میں نے صحن کو طے کیا دو کنیزوں نے مجھے ساتھ لیا اور لے کر ایک بڑے حجرے میں آئیں میں نے دیکھا وہاں فرش بچھا ہوا تھا اور بیچ صدر مقام پر ایک قالین بچھا تھا اس پر کچھ تکیے رکھے تھے ایک بار جو میری نظر اٹھی تو دیکھا ایک خوبصورت خاتون بہترین لباس پہنے.. جب پہلی نظر پڑی تو میں یہ سمجھی کے کوئی ملکہ بیٹھی ہو کوئی بادشاہ کی زوجہ بیٹھی ہو ایک پہلو میں ایک بی بی بیٹھی تھیں ان کے چہرے سے بھی نور مترشح تھا... وہ چادر اوڑھے ہوئے تھیں دونوں بیبیاں، تو کنیز جو میرے پاس بیٹھی تھی میں نے اس سے پوچھا خاموشی سے.. کہ یہ بی بی کون ہیں؟ کہا..! تو جن کو باہر دیکھ کر آئی ہے ہمارے سردار حسینؑ کی زوجہ اُمّ ربابؑ ہیں یہ جناب اُمّ ربابؑ ہیں، یہی تو اس گھر کی مالک ہیں اور یہ دوسری بی بی یہ حضرت زینبؑ یہ

علیؑ کی بڑی بیٹی کہا اور یہ دوسری بی بی کہا یہ علیؑ کی چھوٹی بیٹی اُمّ کلثوم ہیں، کہتی ہے، بہت کچھ دیا انہوں نے، مالا مال کر دیا جب میں باہر آئی (ابھی میں روایت کو دھراؤں گا) جب میں باہر آئی تو میں نے بیٹے کو بلایا میں نے کہا بیٹا تم نے اپنا دکھ درد آقا سے بتایا کہاں ہاں جب میں چلنے لگا تو دامن پھیلایا میں نے دامن پھیلایا تھوڑی سی مٹی اٹھا کے میرے دامن میں ڈال دی، اماں دیکھو میرا دامن زر و جواہر سے بھر گیا اماں یہ اٹھ نہیں رہا ہے اتنا وزن ہے یہ آقا نے دیا ہے کہا بیٹا مجھے بھی آقا کے گھر بیبیوں نے بہت کچھ دیا ہے اونٹوں پر لاد کے سامان چلیئے گا بیٹا شام آ گیا بازارِ شام میں اس نے سونے اور چاندی کی ایک دکان خریدی جواہرات کی دکان خریدی سنار مشہور ہوا زیورات بنانے لگا جو جواہرات لایا تھا اس کے زیورات بنا کے بیچتا تھا یہاں تک کہ دس برس گزر گئے ۲۲ برس کا جوان ہو گیا اور تجارت میں ترقی ہوئی عین بازار شام میں ایک محل خریدا اس محل میں اپنی ماں کو رکھا کچھ کنیزیں کچھ ملازم کچھ غلام رکھے وہ ہر وقت اس کی ماں کی خدمت کرتے تھے۔ اگر گرمی زیادہ ہوتی وہ کنیزیں پنکھا لے کر اس کی ماں کے ساتھ چلتیں پنکھا جھلتیں ایک کنیز اس کی ماں کی چادر کو اٹھاتی تو بیٹا کہتا ہے کہ ایک دن میں اپنی دوکان پر جانے کے لئے بازار میں نکلا آج میں نے رنگ ہی دوسرا دیکھا تو میں نے یہ دیکھا کے بازار میں بڑی چہل پہل ہے لوگ رنگین کپڑے پہنے ہیں عورتیں زیورات پہنے ہوئے ہیں آئینہ بندی کی گئی ہے میں نے ایک ایک سے پوچھا کیا آج کوئی عید ہے میں دس برس سے اس ملک میں ہوں لیکن ایسی عید میں نے کبھی نہیں دیکھی آج صفر کی پہلی تاریخ ہے، عید تو رمضان کے بعد ہوتی ہے یہ کون سی عید ہے؟ کہ سب ہنس رہے ہیں، نعرے لگا رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا بس عید کیا غم کی عید ہے اور سنا ہے کہ کسی شخص نے حاکم وقت پر خروج کیا تھا اس کے ملک پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ بغاوت

کی تھی اس کا سر کاٹ کر ابن مرجانہ نے کوفے سے بھیجا ہے۔ اس کے گھر کے قیدی باندھ کر لائے جا رہے ہیں۔ اس لئے آج یہ جشن ہے دارالحکومت دمشق میں آج یہ جشن ہے۔ بیٹا گھر آیا کہا اماں حاکم وقت پر خروج جس نے کیا تھا اس کا سر کاٹا گیا ہے اس کا سر آ رہا ہے سنا یہ ہے کہ اتنا مجمع ہے کہ صبح سے قافلہ چل رہا ہے اب تک بازار شام تک نہیں پہنچا مجرموں کو دھکا دیا جاتا ہے تو ایک ایک قدم اونٹ بڑھتے ہیں کہیں شام ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچے گا اگر آپ تماشہ دیکھنا چاہیں تو میں آپ کی کرسی سر بام رکھوا دوں۔ لب سڑک دالان کے پاس رکھوا دوں تا کہ آپ بھی دیکھیں لوگ بہت خوش ہیں تماشہ دیکھنے کے لئے بازار میں جمع ہیں..کہا اچھا بیٹا میری کرسی بھی رکھوا دو اس کی کرسی رکھی گئی دو عورتیں پنکھا لے کر کھڑی ہوئیں جو اسے پنکھا جھلتی تھیں کوئی پانی کا جام لے کر کھڑی ہوگئی اور کوئی چادر سنبھالتی تھی اور وہ انتظار میں تھی کہ قافلہ آیا چاہتا ہے اور اب وہ ناصرہ خود روایت کرتی ہے کہتی ہے کہ...!اتنی دیر میں مَیں نے دیکھا کہ باجے بجنے لگے مجمع کو دھکے دیتے تھے سپاہی، تب ایک ایک اونٹ آگے بڑھتا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ ایک اونٹ کو جو آدمی سنبھالے ہے وہ سیاہ کپڑے پہنے ہے لیکن اس کے گلے میں طوق ہے اور ہاتھ اس کے باندھے گئے ہیں تو میں نے ایک کنیز سے کہا کہ جلدی سے اس سوار کو روک تا کہ میں پوچھوں کہ قافلہ کس کا ہے؟ یہ کون لوگ ہیں؟.. ہیں کون لوگ؟ لیکن اتنی دیر میں ساربان نے اونٹ کو آگے بڑھا دیا اور وہ شخص آگے نکل گیا۔ کہا اچھا اب جو اونٹ آئے اسے ذرا روکنا تا کہ میں ان لوگوں سے خود تو پوچھوں کہ یہ لوگ کون ہیں اتنی دیر میں ایک ناقہ آیا اس پر ایک بی بی جن کے سر کے بال چہرے پہ پڑے تھے اور وہ کبھی اس طرف کی عماری کی لکڑی پر سر مارتیں اور کبھی اُس طرف کہنے لگی اس کو روکو ساربان سے کہو کہ درہم و دینار لے لے مگر ناقے تو روکے

کنیزوں نے کہا اس ناقے کو روک لو ہماری مالکہ اس عورت سے بات کرنا چاہتی ہیں ناقہ رُکا وہ عورت آگے بڑھی آگے بڑھ کر اس نے مخاطب کیا اس نے کہا کہاں کے رہنے والے ہو تم لوگ؟..تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو؟ آواز آئی ہم مدینے کے رہنے والے ہیں.. بہت روئیں گے آپ تقریر ختم ہوگئی چند جملے رہ گئے آواز آئی ہم مدینے کے رہنے والے ہیں کہا.تم نے نام لیا ہماری آنکھوں میں آنسو آئے۔کہا تجھے مدینے سے کیا کام؟..کہا زندگی میں ایک بار مدینے گئی ہوں اور بہت دل چاہتا ہے کہ پھر جاؤں..کہا مدینے سے تجھے کیا کام کہا وہاں میرا آقا حسینؑ رہتا ہے۔کہا اچھا۔آواز آئی اچھا تجھ پر کیا بیتی کہا سن لے بی بی میں حسینؑ کے گھر میں گئی تو ایسا لگا کسی بادشاہ کا گھر ہے میں نے ایک بی بی کو دیکھا بہت خوبصورت نورانی چہرہ ان کے گلے میں سچے موتیوں کا ہار تھا کان میں آویزے سچے موتی کے جواہرات جڑے تھے میں نے ان کی شان دیکھی جن کے اِدھر اُدھر ان کی دو بہنیں زینبؑ اور اُمّ کلثومؑ بیٹھی تھیں ان کا نام اُمِّ ربابؑ تھا میں نے اپنی غربت کا حال بیان کیا کہ اتنی دیر میں جن کا نام زینبؑ تھا وہ اٹھیں اور اٹھ کر انھوں نے اپنی کنیز فضّہ..اب روایت پوری کر رہا ہوں اس کی زبان سے اب آپ تڑپ جائیں گے روایت اب پوری ہو رہی ہے...اپنی کنیز فضّہ کو بلایا اور کہا میرے والی میرے وارث کو دروازے پر بلواؤ عبداللہ ابن جعفرؑ کو بلاؤ جعفر طیارؑ کے بیٹے کو بلاؤ کہ ایسے میں ایک عجیب بہادر انسان دروازے پر آیا وہ بی بی آگے بڑھی جن کا نام زینبؑ بنت علیؑ تھا انھوں نے آگے بڑھ کر کہا میرے والی آپ اکثر شام جاتے ہیں تجارت کا مال لاتے ہیں یہ بتایئے کہ کیا آپ یمن گئے تھے کہاں ہاں یمن گئے تھے کہا یمن سے کتنی چادریں لائے کہا دو سو چادریں لایا ہوں کہا میری خاطر علیؑ کی بیٹی کی خاطر وہ ساری چادریں بھیج دیجیے اتنی دیر میں خادم ساری چادریں یمن کی لے کر آئے

وہ بی بی میرے قریب آئیں کہا یہ ساری چادریں تیری نذر ہیں یہ یمن کی چادریں ہیں لے جا میں حیران ہوگئی کہ ایک چادر سر ڈھانپنے کو چاہئے تھی شہزادی نے مجھے اتنی چادریں دے دیں اتنی دیر میں چھوٹی شہزادی جن کا نام اُمّ کلثومؑ تھا وہ اٹھیں اور انھوں نے کہا کہ میرے بھائی عباسؑ کو تو بلاؤ تو عباسؑ آئے میں نے عباسؑ کی شان کو دیکھا جن کے لئے کہا جاتا تھا کہ ثانی علیؑ ہیں ایک بار بہن نے آگے بڑھ کر کہا عباسؑ مدینے کے بازار میں جتنے بھی لباس ہوں بچوں کے عورتوں کے سب خرید کر اُمّ کلثومؑ کے لئے لادو۔ لباس آئے وہ سارے لباس باندھ کر چھوٹی شہزادی میرے پاس آئیں اور کہا یہ تیرے لئے یہ سارے کپڑے تیرے بیٹے کے لئے.. تیرے لئے ساری عمر کے لئے کافی ہوں گے یہ سارے لباس ایسے میں میں نے دیکھا کہ وہ جب نذرانہ دے چکیں نذر گزار چکیں تو وہ بی بی جو ملکہ کی شان سے بیٹھی تھیں ایک بار وہ اُٹھیں اور اٹھ کر میرے قریب آئیں میرے شانے پر ہاتھ رکھا کہا میں حسینؑ کی زوجہ ہوں.. میں حسینؑ کی زوجہ ہوں میرا نام امِّ ربابؑ ہے۔ یہ علیؑ کی بیٹیاں تھیں یہ فاطمہؑ کی بیٹیاں تھیں ان کے پاس جو کچھ تھا تجھے دے دیا یہ بادشاہ کی بیٹیاں ہیں۔ مجھ پر کرم کر کہ جو دوں تو قبول کرے گی؟ تو وہ عورت کہتی ہے کہ بی بی نے سچے موتیوں کا ہار گلے سے اتارا کانوں سے آویزے اتارے اور میری گود میں ڈال کر کہا کہ یہ موتی تیرے لئے ہیں ۔...تو ایک بار آواز آئی زینبؑ کو پہچانتی ہے؟ ربابؑ کو پہچانتی ہے؟ کہا کہ ایک بار دیکھا ہے۔ اگر دیکھوں گی تو پہچان لوں گی تو ایک بار اُس بی بی نے کہا کہ ناصرہ میں زینبؑ ہوں وہ دیکھ وہ ناقے پر ربابؑ ہے ...وہ اس کی چھوٹی بچی جس کا گلہ.. بندھا ہے سکینہؑ ہے ارے اس کا گلا چھل رہا ہے۔ اَے بارالٰہ ...! ان آوازوں پر اپنا کرم فرما ان سب کو شہزادی زینبؑ کا روضہ دِکھا۔ بار بار زیارت کروا قافلے کی شکل میں ان کو بارگاہ جناب زینبؑ میں لے جا۔ آمین

❁ ❁ ❁

دسویں مجلس

مظلوم کی فتح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

اس سال ۲۰۰۱ء میں ہم زیارت سے سرفراز ہوئے ،ہمیں یہ شرف ملا کہ حضرت زینبؑ بنتِ علیؑ صلواۃ اللہ علیہا کی ضریح مبارک کو مسلسل آٹھ دن بوسے دیتے رہے.. زیارت پڑھنے کا موقع ملا.. حسینؑ کی مظلوم بچی حضرت سکینہؑ کے روضے پر حاضری دی۔اس کے علاوہ عمّار یاسر یہ وہ عظیم صحابی رسولؐ خدا کے بھی اور مولاؑئے کائنات کے بھی جو اس سرزمین پر آرام کر رہے ہیں۔جو ظلم کی تلوار سے اس سرزمین پر قتل کئے گئے۔ قاتل نہ رہے،ان کے مزار تعمیر ہو رہے ہیں فلک بوس گنبد ہیں،قبروں سے خوشبوئیں آرہی ہیں۔قتل کرنے والوں نے اس وقت سوچا بھی نہیں کہ ہم نہ رہیں گے جنھیں ہم کمزور سمجھ رہے ہیں یہ اس ملک پر حکومت کریں گے،اب وہ ہی اس سرزمین کے مالک ہیں ان ہی کی پکار ہے۔وہ دربار بھی دیکھا..،ظالم کا دربار..جس نے قیامت ڈھادی آلِ محمدؐ پر۔وہ محل بھی دیکھا جس کا مکین رہا نہ مکان رہا۔ٹوٹے پھوٹے چند پتھروں کے ستون رہ گئے۔کیا تیرے حصے میں آیا سوائے پتھر کے..؟ دیکھ تو سہی اس ٹوٹے محل کے پاس کتنی وسیع زمین پر حسینؑ کی چھوٹی سی بچی..اس لئے کہ اس کا باپ بھی بادشاہ تھا..اس

کا دادا بھی بادشاہ تھا اور نانا بھی بادشاہ تھا، تو حکومت تو اِس مظلومہؑ کی ہے ۔ وہاں عقیدتیں ہیں نمازیں ہیں سجدے ہیں مجلسیں ہیں ماتم ہیں، یہاں نہ کوئی نوحہ خواں ہے نہ کوئی فاتحہ پڑھنے والا اس لئے کہ قبر کا نشان ہی نہیں ہے ۔ یزید یہ سمجھا تھا کہ ہم بدر کا بدلہ لیں گے کہ سب کو اسیر کر کے دیار بہ دیار، شہر بہ شہر پھراتے ہوئے ایک مجمع میں لائیں گے ۔ رسوا کریں گے، مذاق اُڑائیں گے ۔ مَیں نے اپنی تقریروں میں ان چیزوں کی وضاحت کی ہے، کیسٹوں میں سب محفوظ ہے کہ کبھی بھی سچے اور حق پر چلنے والے اور حق پر قائم رہنے والوں کو کمزور نہ سمجھو اس لئے کہ ظلم ایک ایسی چیز ہے ۔ بے انصافی، عدل سے ہٹنا.. ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ کو پسند نہیں اور اللہ مظلوم کا رُتبہ بڑھاتا چلا جاتا ہے ۔ ظلم کسی بھی قسم کا ہو، زبان کا ہو، ہاتھ کا ہو یا خاموشی کا ظلم.. ظلم ہے اور ظالم انسان رُسوا ہو کر رہتا ہے ۔ یہ سمجھا کہ ہم لازوال ہیں.. اس کو یہ اندازہ نہیں تھا اس سے ہوگئی بے وقوفی.. تو کبھی کبھی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ذہانت کر رہے ہیں ان سے بے وقوفی ہو جاتی ہے اور یہ ایک ایسا اقدام ہے، ایک ایسا لمحہ ہوتا ہے کہ یہاں اگر سوچے سمجھے بغیر یہ اقدام ہو جائے تو پھر اس کا پچھتاوا تاریخ میں صدیوں باقی رہتا ہے اس لئے کسی ایسے عمل کو کرنے سے پہلے انسان یہ سوچ لے کہ اس کا اثر صدیوں پر تو نہیں پڑ جائے گا..؟ صدیوں میں کہیں ہم رُسوا تو نہیں ہو جائیں گے کچھ سوچیں یزید تنہا بادشاہ تو نہیں تھا کسی کا وارث تھا اب جملے کی وضاحت کر رہا ہوں کچھ لوگوں کا وارث تھا اب اس سے زیادہ میں کیا پڑھوں؟ سمجھنے والے بیٹھے ہیں.. علمأ بیٹھے ہیں.. مَیں شکر گزار ہوں آلِ عبا کے پیش نماز مولانا ناصر عباس صاحب بیٹھے ہیں.. رضویہ کے پیش نماز عابد قنبری صاحب تشریف فرما ہیں.. رضویہ ٹرسٹ کے تمام ٹرسٹیز حضرات، دلشاد صاحب ہمارے سامنے بیٹھے ہیں.. ڈاکٹر منظر کاظمی صاحب تشریف فرما ہیں، رسالت صاحب بیٹھے ہیں

اور ہمارے آلِ عبا کے ٹرسٹیز میں وزیر صاحب اور پروفیسر ظلِّ صادق صاحب ڈرگ روڈ سے تشریف لائے ہیں تو تمام دوست احباب، مومنین سب کے ہم شُکر گزار ہیں کہ آپ اس مجلس میں شریک ہوئے اور مَیں خوش قسمت ہوں کہ میں ایک حال سُنانا چاہتا ہوں۔ اپنا ایک تاثر۔۔کہ مَیں نے کیا دیکھا؟ مجھے سب نظر آیا۔۔دربار یزید میں مجھے سب نظر آیا۔۔اوراس کی یہ بزدلانہ حرکت ہمیں نظر آئی۔ جملہ کیا کہا تھا کہ کچھ لوگوں کا وارث تھا، کچھ لوگوں کا وارث، اُس کو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ ہم جن لوگوں کے وارث ہیں، اُنھوں نے یہ غلطی نہیں کی۔۔بس یہاں سے غلطی ہوگئی، غلطی انسان سے وہاں ہوتی ہے جہاں انسان بزرگوں کے راستے سے ہٹ کے کوئی اقدام کرتا ہے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا سمجھنا آپ کا کام ہے ذہین لوگ بیٹھے ہیں۔ ہم وہ کام کرتے ہیں جو ہمارے بُزرگوں نے کیا ہمارے بُزرگ میر انیسؔ کا مرثیہ پڑھتے تھے سُنتے تھے پسند کرتے تھے ہم کو یہ سمجھایا ہم کو اس سے بڑا علم ملا آج ہم جو بات کررہے ہیں اس کی دلیل ہم یہاں پر پاتے ہیں کیا غلطی ہوئی تھی یزید سے؟ غلطی یہ ہوئی کہ۔۔کربلا میں جولڑائی ہوئی تھی اگر صرف رپورٹرز اوراپنے لشکر کو بُلاتا تو یہ چرچا ہوتا کہ یزید کی فوجیں خوب لڑیں اورلڑنے کا ثبوت یہ ہے کہ حسینؑ کا کوئی سپاہی نہیں بچا سب مارے گئے فاتح یزید ہے غلطی یہ ہوئی کہ زینبؑ کو بُلا لیا۔ غلطی ہوگئی۔ فاتح مظلوم رہتا ہے یہی پیغام ہے آج کی مجلس کا صابر فاتح رہتا ہے تاریخ میں نام اسی کا رہ جاتا ہے، جس پر ظلم ڈھایا جائے ظلم ڈھانے والوں کا نام تاریخ میں نہیں رہتا ساری کائنات ساتھی ہوجاتی ہے اُس کی جس پر ظلم ہوجائے۔ میر انیسؔ ایک نشانی ہیں مظلوموں کے ساتھیوں میں۔ یہ بتانے کہ لئے اُردو ادب میں میر انیسؔ کو پیدا کیا گیا کہ یزید کی غلطیاں بتاؤ یزید کی غلطی تاریخ میں لکھی ہے ڈیڑھ سطر میں۔۔انیسؔ اب تم بتاؤ۔۔! ایک سودس بند میں بتاؤ۔ ادھر مت جایئے گا کہ میں

ایک سودس بند پڑھوں گا۔ میں بس دس بارہ بند پڑھوں گا اور تقریر ختم ہو جائے گی اس لئے کہ پورا مرثیہ نہیں پڑھوں گا..

جب قطع کی مسافتِ شب آفتاب نے　　جلوہ کیا سحر کے رخِ بے حجاب نے
مُڑ کر صدا رفیقوں کو دی اس جناب نے　　دیکھا سوئے فلک شہِ گردوں رکاب نے
آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو
اٹھو..! فریضۂ سحری کو ادا کرو

یہاں سے مرثیہ شروع ہوا، جس کی شرح میں کئی بار کر چکا رمضان میں..اب دیکھئے..!شمرؔ سے ہوئی لڑائی..تیرے اقبال سے اَے امیر..!دن چڑھے ہم نے حملہ کیا، سورج کو زوال نہیں تھا۔ کہا پھر کیا ہوا؟ کہا کہ ہم نے گھیر کر مارا..راستے ہم نے بند کر دیئے..چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے، حسینؑ کے سپاہی بھاگ رہے تھے۔ ہم حملے کر رہے تھے پھر بازوں نے کبوتروں پر حملہ کر دیا وہ پریشان تھے۔ وہ عاجز تھے ہم نے سب کو مار لیا۔ عصر کے ہنگام پر ہم نے سب کے سر کاٹ لئے حسینؑ کا سر حاضر ہے ہم فاتح ہیں۔ وہ جائے پناہ تلاش کر رہے تھے ہم نے سب کو گھیر کر قتل کر دیا۔ اب میری اس سپر کو سونے چاندی سے بھر دے سونے کے پھولوں سے بھر دے..اس کا سر کاٹا ہے جس کی ماں بھی افضل ہے...جس کا باپ بھی افضل...ہو گیا قصیدہ قاتل کی زبان سے ہو گیا۔ جس کی ماں بھی افضل تھی باپ بھی، اب جواب سنئے، کہا کیا..؟یزید نے کہا تیری سپر کو سونے چاندی سے بھر دوں۔ جب تجھ کو معلوم تھا کہ اس کی ماں اور باپ افضل ہیں تو اس کا سر کیوں کاٹا..؟ کیا ملا؟ کبھی کبھی افضل پر حملہ کرنے سے ساتھی ہی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں کہ افضل سے کیوں ٹکرائے..؟مشہور سے کیوں ٹکرائے..؟ ذہین سے کیوں ٹکرائے..؟ہنر مند سے کیوں ٹکرائے..؟ تعریف تو کرنا پڑتی ہے بُرائی کرتے

کرتے ایک ٹکڑا تعریف کا بھی آجاتا ہے۔ بس وہیں سے پکڑ ہو جاتی ہے۔ حدیثیں بھری پڑی ہیں صحیح بخاری، صحیح مسلم میں پڑھتے پڑھتے اگر آپ کہیں ارے بھئی یہ کیا؟ بھئی یہ تو اہلِ بیتؑ کے خلاف لکھا تھا..! ہوتا کیا ہے؟ شیطان کہتا ہے اہلِ بیتؑ کے خلاف لکھو.. لکھے جاؤ، لکھے جاؤ، لکھے جاؤ، کبھی تو شیطان تھکے گا کوئی اور بات یاد آئے گی، کہیں جائے گا، اِدھر ہٹا اِدھر ایک فرشتہ آیا وہ چپکے چپکے لکھوانے لگا۔ اب بیچ میں کیا ہوا کہ رسولؐ کہہ رہے ہیں علَم میں کل اُس کو دونگا.. ارے..! یہ کیسے لکھ دیا.. وہ ہٹ گیا تھا، یہ آ گیا لکھوا دیا بیچ میں.. وہ چلا گیا ایک ڈیڑھ سطر لکھوا کر وہ پھر آ گیا یہ کتاب بھر گئی۔ ہوتا کیا ہے؟ کبھی کہلوانے والا سب کچھ کہلواتا ہے تو کبھی تو تھکتا ہے، بیچ میں کوئی اچھا سا جملہ کہنے والا بھی... وہ انجانے میں بُری باتوں میں ایک اچھی بات بھی لکھ جاتا ہے۔ کہہ رہا تھا حسینؑ کے خلاف کہہ دیا یہ کہ ماں بھی افضل، باپ بھی افضل.. ہو گیا قصیدہ.. نہ کہتا تو کیا کرتا؟ اس لئے کہ حسینؑ کی ماں بھی افضل باپ بھی افضل۔ کہتا کیا؟ یہاں گنجائش کیا تھی؟ لیکن لڑائی کا احوال غلط سُنایا۔ اسیروں میں سے آواز آئی جھوٹا ہے، شمر تو یزید کو کیا سُنائے گا لڑائی کا حال؟ کیونکہ تُو تو خود چھپا بیٹھا تھا۔ میرا بھائی لڑ رہا تھا۔ یہ لڑائی کب دیکھ رہا تھا یہ تو بھاگ رہا تھا.. لڑائی تو حسینؑ نے لڑی.. تو یہاں بیٹھا ہے محل میں باہر نکل جا..! مَیں پورا ملک پار کر کے آ رہی ہوں.. سارے شہروں، قریوں، دیہاتوں سے نکل کر پہنچی ہوں یہاں.. ایک ایک گھر سے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ کوئی گھر شام میں ایسا نہیں جس کے ایک آدمی کو میرے بھائی نے نہ مارا ہو..! پورے ملک میں صفِ ماتم بچھی ہوئی۔ باتیں کرتا ہے کہ ہم فاتح ہو گئے.. پتہ ہے یزید؟ تو نے لاکھوں کا لشکر بھجوایا تھا۔ میدان پورا بھرا پڑا تھا نینوا کا.. لیکن اس سے یہ پوچھ.. جو تیرے سامنے یہ بیان دے رہا تھا اس سے یہ پوچھ لے.. گیارہ محرم کی صبح کو لشکر واپس لے کر

چلا تو وہ لشکر جو دومحرم سے آرہا تھا تو گنا نہیں جارہا تھا گیارہ کو اُنگلیوں پر گنا...ایک دو تین...تھوڑی سی فوج بچی جو واپس لے کر آیا۔ پھٹکار ہے تیرے چہرے پر کہاں ہیں تیرے وہ شامی و رومی پہلوان..؟ بُلا کر دیکھ ان کو تو میرے اکبرؑ نے مارلیا، ان کو تو میرے قاسمؑ نے مارلیا، ان کو تو میرے عونؑ ومحمدؑ نے مارلیا۔ میں نہیں ذکر کرتی کسی کا اس لئے کہ یوں لڑا میرا بھائی جیسے کہ خیبر میں میرا باپ علیؑ لڑا...

لو پڑھ کہ چند شعرِ رجز شاہ دیںؑ بڑھے
گیتی کو تھام لینے کو روح الامیں بڑھے
مانند شیرِ نر کہیں ٹھہرے، کہیں بڑھے

بھئی چوتھا مصرعہ..انیسؔ کے یہاں ایک کمال آپ کو بتاؤں..!خصوصاً بچوں اور جوانوں کو..انیسؔ کے یہاں چوتھا مصرعہ اتنی قوت کے ساتھ، اتنی طاقت کے ساتھ آتا ہے کہ اس کا جواب نہیں ہوتا۔ جو ادب والا ہے وہ ٹھٹک جاتا ہے چوتھے مصرعہ پر کہ بھئی چار کے بعد بیت ہوتی ہے۔اب انیسؔ چھٹے مصرعہ میں کیا کریں گے؟ لیکن کیا معجزہ انیسؔ کے ساتھ ہوتا ہے کہ..اتفاق سے میرے کتب خانے میں شاہکار انیسؔ ہے جو ۱۹۳۲ء میں چھپا تھا۔ اس وقت رنگین کتابیں ہندوستان میں نہیں چھپتی تھیں تو اس کے حاشیے اٹلی سے بنوا کر منگوائے گئے تھے۔ حاشیے جو بنے ہیں وہ ہندوستان میں نہیں بن پائے تھے۔ سونے کا پانی ہے اور اس میں امام حسینؑ کی شبیہ ہے رجز پڑھتے ہوئے کربلا میں۔ اس میں تصویریں دی ہوئی ہیں تقریباً سات یا آٹھ تصویریں۔ انیسؔ کے مرثیہ کی شرح میں پورا مرثیہ اسی طرح ہے حاشیے کے ساتھ اور ایک ایک صفحے پر ایک بند ہے اُس وقت کتاب شاہکار انیسؔ سو روپے کی تھی، یہ مجموعہ اب آنکھ سے لگانے کو نہیں ملتا پرانی کتابوں میں اگر مل جائے تو ایک ہزار کا ملتا ہے تقریباً تیس برس سے وہ میرے

پاس ہے اور اس کو میں نے نظامی پریس کے مالک جناب عارف صاحب سے خریدا تھا، چوتھا مصرعہ یاد ہے نا آپ کو...!

لو پڑھ کے چند شعرِ رجز شاہ دیںؑ بڑھے　　گیتی کو تھام لینے کو روح الامیں بڑھے
مانندِ شیرِ نر کہیں ٹھہرے، کہیں بڑھے　　گویا..! علیؑ اُلٹتے ہوئے آستیں بڑھے
جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو
مشکل کُشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

چھٹا مصرعہ آپ کے ذہن میں رہے گا نا..اب دیکھئے، علیؑ کا ذکر چوتھے مصرعہ میں آ گیا، چھٹے میں کیا ہوگا؟..گویا علیؑ اُلٹتے ہوئے آستیں بڑھے..اب جب آستیں اُلٹی جائے گی تو نیام سے تلوار نکلے گی یہ ذہن میں رہے کہ تلوار علیؑ کی ہے۔اب دیکھیں چوتھے مصرعہ کے بعد انیسؔ بیت کیسے بنائیں گے۔

گویا علیؑ اُلٹتے ہوئے آستیں بڑھے
جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو
مشکل کُشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

اب انیسؔ کا کمال یہ ہے کہ مرثیہ میں میدان جنگ میں بڑے بڑے تنقید نگاروں نے یہ لکھا ہے کہ میدان جنگ.. جہاں لڑائی ہوتی ہے..وہاں غزل نہیں ہوسکتی۔یہ انیسؔ کا کمال ہے کہ میدانِ جنگ اور وہاں غزل۔غزل تو بزم کی چیز ہے..غزل پردے میں کہی جاتی ہے...انیسؔ میدانِ جنگ میں غزل کہتے ہیں..تلوار نکل آئی، دیکھئے خاکہ مرثیے کا ذہن میں رکھئے گا..اب انیسؔ کہتے ہیں...

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خُو جُدا　　جیسے کنارِ شوق سے ہو خوبرو جُدا
مہتاب سے شعاعِ گُل سے بو جُدا　　سینے سے دم جُدا رگِ جاں سے لہو جُدا

گرجا جو رعد، ابر سے بجلی نکل پڑی
محمل میں دم جو گھٹ گیا لیلی نکل پڑی

بس یہ بند سنیے گا... یہ انیسؔ کا شاہکار بند ہے اس وقت ہوائی جہاز نہیں بنا تھا اور جن لوگوں کو معلوم ہے کہ طیارہ کس طرح سے ائرپورٹ پر اُترتا ہے؟ اس کی آہستہ روی کو یعنی آل رضا صاحب مجبور ہو گئے مرثیے میں یہ کہنے کہ لئے کہ جس طرح طیارہ اُترتا ہے وہ ایک ایسا لمحہ ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے اس وقت انیسؔ کے دور میں طیارہ اُترنے کا منظر نہیں تھا لیکن میں اگر یہ کہہ دوں کہ سائنس دانوں نے میر انیسؔ کا یہ بند پڑھ کر طیارے کو یوں اُتارنے کی ترکیب سوچی۔ گھبرا نہ جایئے گا.. یہ ہے عالمی شاعر کی تعریف ہوسکتا ہے۔ سائنس دانوں نے نہ اُردو پڑھی ہو نہ یہ بند لیکن کوئی ضروری نہیں کہ بات کہیں پہنچے نہ۔ لندن یونیورسٹی میں اس مرثیے کا ترجمہ ہو چکا ہے، کیلیفورنیا میں اس مرثیے کا ترجمہ ہو چکا ہے، کیلیفورنیا یونیورسٹی میں بھی یہ مرثیہ انگریزی میں پڑھا جا چکا ہے اس سے پہلے دو سو برس پہلے انیسؔ کے عہد میں پیرس یونیورسٹی انیسؔ کو اس وقت پڑھ رہی تھی جب انیسؔ زندہ تھے۔ یہ سب باتیں مَیں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں ڈاکٹر منظر صاحب موجود ہیں اُنھوں نے بھی میر انیسؔ پر بڑا کام کیا ہے کئی کتابیں لکھ چکے ہیں، میر انیسؔ کا غیر مطبوعہ مرثیہ چھاپ چکے ہیں یہ سب مطالعہ کی چیزیں ہیں بہر حال بتا رہا ہوں.. یہ بند سنئے گا۔ تلوار نکل چکی ہے اب حسینؑ آگے بڑھے، حملہ کیا، حسینؑ آ رہے ہیں سنئے، کیسے آئے؟

آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح

بات ہی ختم ہو گئی اس لئے کہ عقاب کا آنا جو ہے اب آج کل کوئی ایسی چیز ہے جو چھپی ہے آپ نے عقاب کو شکار کی طرف جاتے ہوئے نہیں دیکھا... یوں نہیں جاتا

ایسے آتا ہے۔ ذہین لوگ بیٹھے ہیں سامنے میرے تو بات ہی ختم ہوگئی اب دوسرے میں کیا کہا؟ تیسرے مصرعہ میں کیا کہا؟ چوتھے مصرعہ میں کیا کہیں گے؟ چوتھا مصرعہ کمال ہے مشاہدہ نہ ہو تو کہہ نہیں سکتا..

آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح
کافر پہ کبریا کا عتاب آئے جس طرح
تابندہ برق سوئے سحاب آئے جس طرح

ابھی گھوڑا ابھی تو ہے نا..! گھوڑا آ رہا ہے۔

دوڑا فرس نشیب میں آب آئے جس طرح

اب جس نے چشمہ بہتے دیکھا ہے، سیلاب کے پانی کو بہتے دیکھا ہے..

دوڑا فرس نشیب میں آب آئے جس طرح
یوں تیغ تیز کوند گئی اس گروہ پر
بجلی تڑپ کے گرتی ہے جس طرح کوہ پر

گرمی میں برقِ تیز جو چمکی شرر اُڑے　　جھونکا چلا ہوا کا جوشن سے تو سر اُڑے
پر کالۂ سپر جو اِدھر اور اُدھر اُڑے　　روح الامیں نے صاف یہ جانا کہ پر اُڑے

ایسا مرثیہ آپ سُن رہے ہیں..! ایسے میں مَیں تقریر کرتا ہی نہیں ہوں میں صرف مرثیہ پڑھتا ہوں یہ ہے آپ کا کمال، یہ ہے ہمارے سامعین کا کمال کہ روح الامین نے صاف یہ جانا کہ پر اُڑے۔ بھئی پھر کیا کہیے گا؟ کیا کمال بیت کہی ہے۔

ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوئے
جن پر علیؑ لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے

جس پر چلی وہ تیغ، دوپارہ کیا اُسے　　کھنچتے ہی چار ٹکڑے دوبارہ کیا اُسے

واں تھی، جدھر اجل نے اشارہ کیا اُسے سختی بھی کچھ پڑی، تو گوارا کیا اُسے
نہ زین تھا فرس پہ، نہ اسوار زین پر
کڑیاں زرہ کی بکھری ہوئی تھیں زمین پر

آئی چمک کے غول پہ جب، سر گرا گئی سیل آئی زور شور سے جب، گھر گرا گئی
ایک ایک قصرِ تن کو زمیں پر گرا گئی دم میں جمی صفوں کو برابر گرا گئی
آ پہنچا اس کے گھاٹ پہ جو، مر کے رہ گیا
دریا لہو کا تیغ کے پانی سے بہہ گیا

پھر ایک سائنسی بند آ گیا اس دور کے لحاظ سے اس آگ پہ یہ شعلہ فشانی دیکھیے، تلوار میں آگ ہوتی ہے جب آپ آب رکھتے ہیں خنجر پر، چھری پر تلوار پر، تو اسے آب کہتے ہیں۔ اب اس سے شاعر فائدہ اٹھاتا ہے جب آب ہے تو آب معنی پانی. تلوار میں پانی..

اس آب پہ یہ شعلہ فشانی خدا کی شان
پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان

پانی سے بجلی تو اب بنی ہے نا.. انیسؔ کے دور میں نہیں بنی تھی ..

پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
خاموش اور یہ تیز زبانی خدا کی شان

اور اب یہ چوتھا مصرعہ کمال ہی کر دیا، رُکا ہوا پانی. رُکے ہوئے پانی میں روانی

استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان

لہرائی جب اُتر گیا دریا چڑھا ہوا نیزوں تھا ذوالفقار کا پانی بڑھا ہوا

یہ بند جو پڑھنے جا رہا ہوں، اس سے پہلے تھوڑی سی شرح کروں گا۔ بڑے لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ اس لڑائی میں جو حسینؑ نے لڑی تو اتنی دیر کی لڑائی کیسے ہوئی ؟

بھائی بات یہ ہے کہ صرف لشکر ہی نہیں تھا یزید کا لشکر نہیں تھا۔ بلکہ جب لشکر چلتا ہے آج بھی یہ طریقہ ہے۔ جبوتی پر فرانس کا قبضہ تھا فرانس کا لشکر اُترا ابھی تو ..تین چار سال پہلے وہاں سے فرانس ہٹا...تو اتنا سامان چھوڑا لشکر نے کہ برسوں وہاں والے اس کو کھاتے رہے۔

خیمے، چھولداریاں ، بستر بند نہ جانے کیا کیا، ! کیا مطلب ؟ جتنا بھی فوجیوں کا سامان تھا فوجی اکیلا نہیں جار ہا اس کے باورچی بھی ساتھ ہوتے ہیں اس زمانے میں گھوڑا تھا گھوڑے کا علاج کرنے والے، گھوڑے کا خیال رکھنے والے پانی پلانے والے تھے، تلواروں پر دھار رکھنے والے بھئی شعبے یاد رکھئے گا...! یزید کا لشکر چاہے دس ہزار کر لیجئے آپ، کم از کم، حالانکہ لاکھوں میں ہے تو اس کو اتنا ہی لاکھ گنا کرتے جائیں ۔ جتنے شعبے فوج میں چلتے ہیں، صرف لشکر نہیں ہوتا بلکہ پورا شہر آباد ہوتا ہے۔ خیمے لگتے ہیں، ان میں بازار ہوتا ہے فوج کا سودا لینا ہوتا ہے ..کھانا لینا ہوتا ہے ..ایک طرف بازار ہوتا ہے.. ایک طرف غلاموں کا سلسلہ ہوتا ہے.. ایک طرف تلواروں پر دھار رکھنے والے ہوتے ہیں.. ایک طرف زرہ کی کڑیاں جوڑنے والے ہوتے ہیں.. ایک طرف زخمی ہوتے ہیں گھوڑے کو مرہم لگانے والے ہوتے ہیں ..اس طرح ایک پورا شہر آباد ہو جاتا تھا ویران صحراؤں میں ۔ لیکن لڑائی صرف میدانوں میں، فوج میں ہوتی تھی ۔ جب فوج ہی غائب ہو جائے تو لڑنے والا کہاں تک جائے گا ؟ پھر وہ تو اُس شہر میں دَر آئے گا۔ جبکہ فوج تین حصوں میں بٹی ہوتی ہے ..ایک میمنہ ہوتا تھا، ایک میسرہ ہوتا تھا۔ پہلے حصار پر حسینؑ نے حملہ کیا میمنہ کو تباہ کیا، میسرے کو تباہ کیا..قلبِ لشکر کو تباہ کیا..لیکن جملہ یہاں پہ ہدیہ کرتا ہوں..بڑا قیمتی ہمارا یہ تھیسس (Thesis) ہے کہ جب تاریخ سے پوچھا گیا کہ لیڈر کا انتخاب کیسے ہوتا ہے؟ تو انھوں نے چار اصول

بتائے۔ پہلا یہ کہ اجماع سے بنایا جائے، ووٹنگ(Voting) سے.. دوسرا یہ کہ وصیت سے بنایا جائے، کوئی وصیت کردے کہ یہ ہے میرے بعد جانشین تیسرا شوریٰ کمیٹی سے بنایا جائے۔

میسرے پر حملہ کیا لو اجماع کا خاتمہ ہوا، پھر میمنے پر حملہ کیا، کہا اب وصیت ختم ہوئی، پھر قلبِ لشکر پر حملہ کیا کہا لو شوریٰ کمیٹی ختم ہوئی اور پھر اُتر آئے شہر فوج میں کہا لو قلبِ لشکر ختم..اب حسینؑ ہی حسینؑ ہیں..ساری خدائی اب پکارے..حسینؑ حسینؑ...بڑھے حسینؑ، کیا ہوا؟ جب تلوار چلی قلب و جناں و میمنہ ومیسرہ تباہ کیا، تفسیر میں نے پہلے کردی۔

قلب و جناں و میمنہ و میسرہ تباہ　　گردن کشانِ اُمّتِ خیرالورا تباہ
جنیاں، زمیں، صفیں تہہ و بالا، پرا تباہ　　بے جان جسم، روح، مسافر، سرا تباہ
بازار بند ہو گئے جھنڈے اُکھڑ گئے
فوجیں ہوئیں تباہ، محلّے اُجڑ گئے

ادب میں مَیں نے یہ جو شرح کی تھی..ان دو مصروں کی کی تھی، ورنہ بہت مشکل تھا پانچواں چھٹا مصرعہ سمجھنا، بازار بند ہو گئے..!

بجھ بجھ گئیں صفوں پہ صفیں، وہ جہاں چلی　　چمکی تو اس طرف، اِدھر آئی، وہاں چلی
دونوں طرف کی فوج پکاری ''کہاں چلی؟''　　اس نے کہا ''یہاں'' وہ پکارا ''یہاں چلی''
منھ کس طرف ہے، تیغ زنوں کو خبر نہ تھی
سر گر رہے تھے، اور تنوں کو خبر نہ تھی

دشمن جو گھاٹ پر تھے، وہ دھوئے تھے جاں سے ہاتھ　　گردن سے سر الگ تھا، جدا تھے عناں سے ہاتھ
توڑا کبھی جگر، کبھی چھیدا سناں سے ہاتھ　　جب کٹ کے گر پڑیں تو پھر آئیں کہاں سے ہاتھ
اب ہاتھ دست یاب نہیں منھ چھپانے کو

ہاں، پاؤں رہ گئے ہیں فقط بھاگ جانے کو

اللہ رے خوف تیغِ شہِ کائنات کا　　زہرہ تھا آب، خوف کے مارے فرات کا
دریا پہ تھا یہ حال ہر اک بدصفات کا　　چارہ فرار کا تھا نہ یارا ثبات کا
غل تھا کہ ''برق گرتی ہے ہر درع پوش پر
بھاگو، خدا کے قہر کا دریا ہے جوش پر''

آیا خدا کا قہر، جدھر سن سے آگئی　　کانوں میں ''الاماں'' کی صدا رن سے آگئی
دو کر کے خود، زین پہ جوشن سے گئی　　کھنچتی ہوئی زمین پہ توسن سے آگئی
بجلی گری جو خاک پہ تیغِ جناب کی
آئی صدا زمین سے ''یابوتراب'' کی

پس پس کے کش مکش میں کماں دار مر گئے　　چلّے تو سب چڑھے رہے، بازو اتر گئے
گوشے کٹے کمانوں کے، تیروں کے پر گئے　　مقتل میں ہو سکا نہ گزارا، گزر گئے
دہشت سے ہوش اڑے ہوئے تھے مرغِ وہم کے
سو فار کھول دیتے تھے منھ سہم سہم کے

صف پر صفیں، پروں پہ پرے پیش و پس گرے　　اسوار پر سوار، فرس پر فرس گرے
اُٹھ کر زمیں سے پانچ جو بھاگے، تو دس گرے　　مجر پہ پیک، پیک پہ مرکر عسس گرے
ٹوٹے پرے، شکست بنائے ستم ہوئی
دنیا میں اس طرح کی بھی افتاد کم ہوئی

غصے تھا شیرِ شرزۂ صحرائے کربلا　　چھوڑے تھے گرگ منزل و مادائے کربلا
تیغِ علیؑ تھی معرکہ آرائے کربلا　　خالی نہ تھی سروں سے کہیں جائے کربلا
بستی بسی تھی مُردوں کی، قریے اُجاڑ تھے

لاشوں کی تھی زمین، سروں کے پہاڑ تھے

غازی نے رکھ لیا تھا جو شمشیر کے تلے　　تھی طرفہ کش مکش فلکِ پیر کے تلے
چلّے سمٹ کے جاتے تھے زہ گیر کے تلے　　چھپتی تھی سر جھکا کے کماں تیر کے تلے

اس تیغِ بے دریغ کا جلوہ کہاں نہ تھا
سہمے تھے سب، پہ گوشۂ امن و اماں نہ تھا

اللہ رے لڑائی میں شوکت جناب کی!　　سونلائے رنگ میں تھی ضیا آفتاب کی
سوکھے وہ لب، کہ پنکھڑیاں تھیں گلاب کی　　تصویر ذوالجناح پہ تھی بوترابؑ کی

ہوتا تھا غل جو کرتے تھے نعرے لڑائی میں
''بھاگو، کہ شیر گونج رہا ہے ترائی میں''!

پھر تو یہ غل ہوا کہ دہائی حسینؑ کی　　اللہ کا غضب ہے لڑائی حسینؑ کی
دریا حسینؑ کا ہے، ترائی حسینؑ کی　　دنیا حسینؑ کی ہے، خدائی حسینؑ کی

بیڑا بچایا آپ نے طوفاں سے نوح کا
اب رحم، واسطہ علی اکبرؑ کی روح کا

اکبرؑ کا نام سن کے جگر پر لگی سناں　　آنسو بھر آئے روک لی رہوار کی عناں
مڑ کر پکارے لاشِ پسر کو شہِ زماں　　''تم نے نہ دیکھی جنگِ پدر، اے پدر کی جاں!

قسمیں تمہاری روح کی یہ لوگ دیتے ہیں
لو، اب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں

آئی ندائے غیب کہ ''شبیرؑ، مرحبا!　　اس ہاتھ کے لیے تھی یہ شمشیر، مرحبا!
یہ آبرو، یہ جنگ، یہ توقیر، مرحبا!　　دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر، مرحبا!

غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر

بس، خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

بس، اب نہ کرو غا کی ہوس، اے حسینؑ، بس! دم لے ہوا میں چند نفس، اے حسینؑ، بس!

گرمی سے ہانپتا ہے فرس، اے حسینؑ، بس! وقتِ نمازِ عصر ہے، بس، اے حسینؑ، بس!

پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اژدہام میں

اب اہتمام چاہیے اُمت کے کام میں

"لبیک" کہہ کے تیغ رکھی شہ نے میان میں پلٹی سپاہ، آئی قیامت جہان میں

پھر سرکشوں نے تیر ملائے کمان میں پھر کھل گئے لپٹ کے پھریرے نشان میں

بے کس حسینؑ ظلم شعاروں میں گھر گئے

مولا تمہارے ، لاکھ سواروں میں گھر گئے

بیٹھ گئے عبداللہ ابن جعفرؑ زمین پر اور کہنے لگے شہزادی اس لئے زحمت دی ہے کہ ..کہا ہم سمجھ گئے تم نے کیوں بُلایا ہے کہ تمہارے دونوں بیٹے عونؑ محمدؑ کربلا میں کیسے لڑے، بیٹوں کی لڑائی سُننا چاہتے ہیں؟...کہا نہیں شہزادی آقا کے ذکر میں غلاموں کا کیا ذکر؟ ہم نے تو آپ کو اس لئے زحمت دی ہے جمل اور صفّین میں ہم لڑ رہے تھے، سب ہی لڑ رہے تھے لیکن جب ہم لوگ لڑ کر آتے تو علیؑ کہتے تم لوگ خوب لڑے، لیکن یاد رکھنا میرے حسینؑ سے بہادر کوئی نہیں..اے شہزادی..! چچا کا فرمان..دل میں تمنا رہ گئی کے کاش ہم بھائی حسینؑ کو لڑتے دیکھتے۔ہم تو نہ دیکھ سکے۔شہزادی..!زحمت اس لئے دی ہے کہ آپ بتائیں کربلا میں میرا بھائی حسینؑ کس طرح لڑا؟ کہا عبداللہ ابن جعفرؑ پردہ اُلٹ کے خیمے سے اپنے بھائی کی لڑائی دیکھی... پوری لڑائی وہی میں نے سُنائی...جو میں سُنا چکی اور اس کے بعد عبداللہ ابن جعفرؑ نے دیکھا کہ جیسے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے ہوں پہلے تو شجاعت چہرے پر نظر آ رہی تھی...ایک دفعہ دیکھا عبداللہ ابن جعفرؑ نے

جوش تو وہی ہے آنکھیں بھیگتی جارہی ہیں...کہا پھر کیا شہزادی؟ کہا تلوار کھینچ کر..لشکر کو بھگا کر آگے بڑھے تو یہ کہتے جاتے تھے...جس کے جوان لعل کو مارا اُس کی لڑائی دیکھو ..جس کے ۳۲ برس کے بھائی کو مارا اس کی لڑائی دیکھو..جس کے ۱۴ سال کے بھتیجے قاسمؑ کو مارا اب اس کی لڑائی دیکھو...اب آنکھیں بھیگنے لگیں۔عبداللہ کا تجسّس بڑھنے لگا کہا شہزادی کیا کہیں تھمے بھی تھے حسینؑ لڑتے لڑتے؟ کہا ہاں..! میں نے دیکھا لڑتے لڑتے ایک بار ایک جگہ رُکے اور فرات کا رخ کیا اور آواز دی ااور کہا..عباس لڑتے ہوئے بھائی کو نہیں دیکھا نا تم نے...؟ کہا پھر کیا ہوا؟ کہا پھر حملہ کر دیا،ایک بار پھر رُکے گھوڑے سے گرنے سے پہلے۔کہا وہ کیا مقام تھا؟ کہا وہ مقام...علی اکبرؑ کے لاشے پہ رُکے۔رُک کر یہ کہا...

تم نے نہ دیکھی جنگِ پدر اے پدر کی جاں

علی اکبرؑ..!تمہارا بابا لڑ رہا ہے،علی اکبرؑ تم نے اپنے بابا کی لڑائی نہیں دیکھی۔کہا پھر کیا ہوا؟ پھر تو شہزادی کے بال کُھل گئے..ہچکیاں بندھ گئیں۔کہا پھر سُنا دیجئے پھر کیا ہوا؟ اب میں کیا سُناؤں میرے پاس کہاں لفظ ہیں پھر جو شہزادی سُنانے لگیں تو وہ یہی حال تھا...

جنگل سے آئی فاطمہؑ زہرا کی یہ صدا　　امّت نے مجھ کو لوٹ لیا ، وا محمداً
اس وقت کون حقِّ رفاقت کرے ادا؟　　ہے ہے یہ ظلم اور دو عالم کا مقتدا
انّیس سو ہیں زخم تنِ چاک چاک پر
زینبؑ نکل حسینؑ تڑپتا ہے خاک پر

پردہ اُلٹ کے بنتِ علیؑ نکلی ننگے سر　　لرزاں قدم،خمیدہ کمر،غرقِ خوں جگر
چاروں طرف پکارتی تھی سر کو پیٹ کر　　"اے کربلا، ترا مہمان ہے کدھر!
اماں، قدم اب اُٹھتے نہیں تشنہ کام کے

پہنچا دو لاش پر مرے بازو کو تھام کے

ہوگئی تقریر..ہوگئی تقریر. مرنے والے کے ایصال ثواب کے لئے یہی ذکر آلِ محمدؐ، یہی آنسو ہیں اور کیا ہے جو ہم بھیج سکیں لو تقریر کے آخری جملے.. ہاں ماں کی صدا سُن کے زینبؑ پھر نکل پڑیں۔ کچھ یاد ہے آپ کو جب علی اکبرؑ کے لاشے پر آئی تھیں تو کیا ہوا تھا؟ لاشہ رکھ کر زمین پر مُڑے تھے دوش کی عبا اُتار کے بہن کے گرد پردہ کیا کہا زینبؑ بھائی ابھی زندہ ہے اور..اب کیا ہو..؟ اب تو کوئی مدد کرنے والا بھی نہ تھا اب جو زینبؑ چلیں کچھ دور چلی تھیں کہ دیکھا زمین ہلنے لگی تھوڑی دور اور چلیں کہ گھوڑے کو آتا دیکھا مگر اس عالم میں کہ زین ڈھلکا ہوا ہے.. باگیں کٹی ہوئی ہیں..گردن جُھکائے ہوئے..زینبؑ نے دیکھ کر آواز دی بس اتنا کہا جا..! جا سکینہؑ کو بتادے میں سمجھ گئی تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ ذوالجناح خیمے کی طرف چلا، زینبؑ بلندی پر آئیں اور جب دیکھا تو بھائی نظر نہیں آیا۔ پھر دوسری جانب گئیں...پھر تیسری جانب گئیں...ارے، یہی وہ عالم تھا جو صفا اور مروہ کے درمیان ہاجرہ دوڑ رہی تھیں.. یہاں زینبؑ دوڑ رہی تھیں۔ زینبؑ کا عالم اگر دیکھنا ہو تو ابھی علم آئے گا کربلا کا منظر دیکھنا، پھر روضۂ زینبؑ کی پٹکے پر شبیہ دیکھنا نیچے پر..سیدہ زینبؑ لکھا ہے۔ بس یہ بتانے کے لئے کہ زینبؑ کیسے چلیں مقتل کی طرف، میرا بھائی..میرا بھائی، میرا ماں جایا...حسینؑ حسینؑ۔

❀ ❀ ❀

گیارھویں مجلس

شہزادی زینبؑ اور پردہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

زینبِ کبریٰ صلواۃ اللہ علیہا (صلوٰۃ)، کئی برس سے یہ مجلسیں ہو رہی ہیں اور ظاہر ہے کہ موضوع ایک ہی ہوتا ہے لیکن ایسے موضوعات جو پیشِ نظر ہوتے ہیں تو حالاتِ حاضرہ بھی ذہن میں موجود ہوتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ موضوعات کہ جو پورے ورلڈ میں مذاکرات کا موضوع بنے ہوئے ہیں اور خصوصاً اقوامِ متحدہ، اقوامِ عالم کا موضوع ہے یہ.. کہ عورت کی آزادی.. اس پر تقریباً دو سو اجلاس ہو چکے ہیں، دنیا کی کوئی قوم اور کوئی ملک اس وقت ایسا نہیں کہ جس نے اپنے یہاں بڑی بڑی کانفرنسیں اس موضوع پر نہ کرائی ہوں، چین، روس، یورپ کے تمام ممالک، فرانس میں، ہندوستان، پاکستان میں.. عورت کے مسئلے پر بڑے بڑے اجلاس ہوئے ہیں اور چین کے جو اجلاس ہوئے اس میں ملک کی وزیرِ اعظم نے نمائندگی بھی کی تھی، عورت ہونے کی وجہ سے، اور یہ پہلا اسلامی ملک ہے پاکستان کہ جس میں عورت وزیرِ اعظم بھی ہو چکی ہے اور سفیر بھی ہو چکی ہے۔ اور کسی اسلامی ملک میں ابھی تک کوئی وزیرِ اعظم یا کوئی سفیر عورت نہیں ہوئی.. یہ واحد ملک ہے۔ جو بین الاقوامی منشور اس سلسلے میں پاس ہوئے

اور اسلام کو مخاطب ہو کر خصوصاً یہ بات کہی گئی کہ عورت کو آزادی نہیں ہے اسلامی ملکوں میں، وہ ملنا چاہئے اور اب اس برس زیادہ یہ موضوع ہے کہ دہشت گردی کے ذیل میں اب اس بات کو دوسرے طریقے سے تمام قومیں کہہ رہی ہیں کہ مسلمان عورتوں پر بے انتہا ظلم کرتے ہیں اور یہ بات . .افغانستان میں جو سزائیں دی گئیں عورتوں کو.. گولیاں ماری گئیں..اور جو عورتوں پر انہوں نے سختیاں کیں، اس بناء پر سارے ملک اس لپیٹ میں آگئے کہ کسی بھی اسلامی ملک میں عورت کو آزادی نہیں ہے۔ مساوات نہیں ہے.. ان کو مردوں کی برابری نہیں دی جارہی..قید کر کے عورت کو رکھا گیا ہے اور تمام اسلامی لوگ، مسلمان لوگ عورتوں پر بے انتہا ظلم کرتے ہیں۔ اس کے تحت دستخط کرائے گئے تمام اسلامی ملکوں سے، سب کو دستخط کرنے پڑے کہ..ہم عورت کو آزادی دیں گے..

ایک طرف تو یہ عورت کی آزادی دوسری طرف ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ بنیاد پرستی یہ عورت کا مسئلہ بھی بنیاد پرستی میں آجاتا ہے، ملائیت میں آجاتا ہے، اور دوسری طرف بنیاد پرستی کا ترجمہ ملائیت ہے، بنیاد پرستی کے تحت، یعنی مذہبی جنونیت کے تحت دوسرا مسئلہ جو اٹھا ہوا ہے اس وقت وہ یہ ہے کہ اسلام سیکولر نہیں ہے۔ اور کسی کو برداشت نہیں کرتا، کسی دوسرے مذہب والے کو، کسی کی تہذیب کو، کسی کی ثقافت کو اسلام برداشت نہیں کرتا۔ انتہائی تعصب کا مظاہرہ کرتا ہے، اس لئے پاکستان میں اس سال صدرِ پاکستان کے بیانات کے مطابق کھلی آزادی دی گئی ہے کہ ہم بنیاد پرست نہیں ہیں، یہ ہم امریکہ پر، یورپ پر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم بنیاد پرست نہیں ہیں۔ اس لئے ٹی وی اور دیگر فنونِ لطیفہ کے شعبوں کو کھلی آزادی دی گئی ہے، گانے کی، بجانے کی، اور جو یورپ میں ہو رہا ہے وہ سب کچھ مسلمان پردے پر کریں۔ تاکہ امریکہ پر یہ ظاہر ہو کہ مسلمان لوگ مُلّا نہیں ہیں، مسلمان لوگ ناچتے بھی ہیں، گاتے بھی ہیں، عورتوں کے

پوسٹر چھاپے جائیں، عورت کو پبلسٹی میں استعمال کیا جائے اور اس کے تحت اور بھی بڑے مسائل ہیں جس کو میں تمہید کے طور پر عرض کر دوں گا کہ مثلاً جو فیملی پلاننگ ہے اس کا تعلق بھی عورت سے ہے، دوسرے کچھ مسائل ہیں، بیماریاں ہیں جن کو پورے ورلڈ (World) میں کنٹرول (Control) کیا جا رہا ہے اس کا بنیادی نکتہ بھی عورت ہے، عورت کو ہر طریقہ سے پورا ورلڈ پبلسٹی (Publicity) کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ اسلام اس کو کہتا ہے کہ.. یہ عورت کا مذاق اڑانا ہے۔ یہ ٹکراؤ ہے، اس ٹکراؤ میں جو واقعی بنیاد پرست تھے، جو تعصبی تھے کہ جو شیعوں کو بھی کافر کہتے تھے ان کو ہندوستان بھیج کر، ہندوستان کے جو بنیاد پرست ہندو ہیں ان سے ملوا کر یہ کہا گیا ہے کہ مسلمان بنیاد پرست نہیں ہیں۔ یعنی مسلمان ماڈرن ہیں۔ تو اس ماڈرن (madren) سوچ کو دکھانے کے لئے گویا یہ ایک طرح کا تقیہ ہو رہا ہے۔ اندر کچھ ہے باہر کچھ ہے۔ چاہے اسے آپ جو بھی نام دے لیں، فی الحال مسلمان اس وقت اپنی باتوں کو چھپا رہے ہیں۔ آج آپ نے ایک بیان دیکھا ہوگا کہ ہندوستان کا دورہ کرنے والے ایک سیکولر مولانا..! کے فیور favour میں ایک عورت کا بیان آیا ہے، اور وہ عورت مولانا کی پسندیدہ عورت ہے۔ وہ ان کی طرف سے الیکشن میں بھی کھڑی ہوئی تھی، اور اس نے ان کے فیور میں آج بیان دیا یعنی ہم بہت آزاد خیال ہیں۔ یہ سب باتیں اخباری دنیا کی ہیں۔ ان پر آپ غور کریں یہ دلچسپ باتیں ہیں۔ انہی باتوں کو جب آپ پڑھتے ہیں تو وہ اتنی دلچسپ نہیں لگتیں... لیکن اگر میں ان کو بیان کر دوں... تو آپ کو زیادہ دلچسپ لگیں گی، اس لئے کہ میں سب کو اکٹھی کر کے آپ کو اس کے نتائج سنا دوں۔ ان باتوں میں ایک طرف تو یہ بحث چل رہی ہے اور کئی مذاکروں میں میں خود شریک ہوا، جنگ فورم میں عورت موضوع تھا.. اس میں عورتیں بھی بیٹھی تھیں اور مولانا لوگ بھی تھے، میں بھی

تھا۔ برابر کی جنگ ہو رہی تھی یعنی..عورتیں جو بیٹھی تھیں، وہ دبنے کو تیار نہیں تھیں جبکہ ادھر سے مجمع سے مولانا لوگوں کا اس دن بہت زیادہ مجمع تھا، کافی مجمع بڑھ گیا تھا اس فورم میں۔ وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ جس لباس میں خواتین بیٹھی ہیں، یہ لباس اگر پاکستان میں چلا تو پھر دیکھ لیجئے گا ہم کیا کرتے ہیں، اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ یعنی بڑی کھل کر گفتگو ہوئی تھی۔ ادھر وہ بھی تیار نہیں تھیں کہ ہم یہ لباس بدلیں گے یا... بلکہ باقاعدہ کہا خواتین نے کہ ..ہم پردہ آپ کے کہنے سے نہیں کریں گے..! اور بھی انہوں نے بڑے دلائل دیئے، اور کہا کہ کیا اگر ہم پردہ کرلیں گے تو کیا آپ عورت کی عزت کرنے لگیں گے؟

وہاں برقعہ پوش خواتین بھی تھیں۔ بہر حال میں نے بیچ کا راستہ نکالا کہ دونوں گروپوں کو کچھ قریب کروں، دونوں کو سمجھاؤں۔ جیوٹی وی پر یہ بھی موضوع تھا اور وہاں بھی جو بات میں نے کہی کہ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے، دیکھیں نا...! جو مجلس میں بیٹھے ہوں گے، آپ کو تو عادت ہے نا..! لیکن اگر آپ شہر کی ہر مسجد کی تقریر جا کر سننے لگیں تب آپ کو ہماری تقریر کی قدر معلوم ہوگی۔ آپ سارے مذاکروں میں جائیں، ہر سیاسی لیڈر کی تقریر سنیں، چھوٹے بڑے سب..آپ یہ دیکھیں کہ کوئی ایسا نام سیاسی لیڈر یا مذہبی لیڈر کا نام جلدی سے لیجئے کہ جو..آں..آں..آں کے بغیر بولتا ہو۔ ایک آدمی کا نام بتا دیجئے، نیوز رپورٹر سے لے کر، نیوز (News) پڑھنے والے تک، بیوروکریٹ، (Bureaucrat) سفرا، منسٹر (Minister)..ایں..ایں..آں.. آں..اوں اوں..! کرے بغیر گیپ (Gap) پورا لفظ نہیں کہہ پاتے۔ ایسا لگتا ہے ہکلے لوگ آگئے ہیں، گونگے لوگ آگئے ہیں، اور یہ سب اپنی اپنی قوم کے لیڈر ہیں، بڑی بڑی پارٹیوں کے لیڈر ہیں، بڑے لوگ ہیں..اس کے ساتھ یہ ایں ایں اور آں آں..

ہکلاہٹ اور لکنت کے ساتھ سب میں پائیں گے آپ۔سیاسی لیڈر، منسٹر، سفیر اور باہر کے بھی یعنی امریکہ کے بھی جو انگریزی بولتے ہیں وہ بھی ایں، ایں، آں آں کے بغیر اگلا لفظ بولتے ہی نہیں۔ تو اس منزل پر آپ کا ذاکر لفظ ٹوٹے بغیر.. ایک گھنٹے.. دو گھنٹے بولتا ہے، اس کو آپ معجزہ سمجھیئے۔ یہ لفظ آتے کہاں سے ہیں کہ ہمیں بیچ میں گیپ دے کے ہکلاہٹ نہیں کرنا پڑتی اور جتنا چاہیں ٹیمپو (Tempo) اونچا کریں جتنا چاہیں ہلکا کرلیں.. کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی.. یہ حسینؑ کی مجلس کا صدقہ ہے۔ (صلوٰۃ) اب دوسرا مسئلہ یہ کہ جتنے ٹیلیویژن پر بول رہے ہیں.. جتنا پی ایچ ڈی (Ph.D) ہو، ایم اے ہو، سی ایس پی آفیسر ہو، بیوروکریٹ ہو کوئی بھی ہو، کسی ایک کا تلفظ بتایئے.. جو صحیح ہو.. جس کا شین قاف درست ہو.. جو اردو صحیح بول سکے یا انگریزی صحیح بول سکے۔ اس نظریے سے اپنی ان مجلسوں کو دیکھئے کہ ایک ایک لفظ کا زیر وزبر اور پیش کس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ جس کا دل چاہے یہاں آ کر تلفظ درست کرے کہ صحیح لفظ کیا ہے؟ تو ہم نے اپنی ان مجالس کی، تقریروں کی قدر ہی نہیں کی.. اس لئے کہ یہ خطابت دنیا میں کسی قوم کے پاس نہیں ہے۔ کہیں نہیں ہے... کہیں نہیں ہے... اس وقت دنیا کے.. ورلڈ کے بڑے خطیب کا آپ نام نہیں لے سکتے.. کہ جس میں خطابت کے تمام ہنر موجود ہوں۔ چاہے وہ امریکہ کا پریزیڈنٹ ہو یا وہ برطانیہ کا وزیراعظم ہو.. کوئی بھی ہو.. اپنے ملک کا تو آپ ذکر ہی نہیں کریں... یہ دو چیزیں تو میں نے پیش کردیں، ایک تو یہ کہ روانی اور دوسرے یہ کہ.. تلفظ۔ اس میں آپ یہ دیکھیں کہ یہ ہم کو کہاں سے ملا..؟ اس لئے کہ ہم جن لوگوں کا ذکر کرتے ہیں دنیا میں ان سے بڑا خطیب کوئی نہیں تھا۔ وہ مرد ہو یا عورت.. جیسی تقریریں اور خطبے ان کے ہوگئے.. پوری دنیا نہج البلاغہ کا جواب پیش نہیں کرسکتی.. کہ کوئی دنیا کا بڑا خطیب اپنی تقریروں کا مجموعہ لا کر سامنے رکھ دے۔ چودہ سو برس سے جس کی

تقریروں کے ایک ایک لفظ پر ریسرچ ہو رہی ہو... پھر صرف علیؑ کی تقریریں نہیں.. اسی طرح زہراؑ کی تقریریں اسی طرح زینبؑ کے خطبے۔ کوئی لکھتا ہی نہیں اس کے بغیر کہ کیا فصاحت تھی.. کیا بلاغت تھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ آج کے خطیبوں کو چاہے وہ ملک کے سربراہ ہوں یا سیاسی لیڈر ہوں. تقریر لکھنی پڑتی ہے ان کو... کہ یہ ہماری تقریر ہے.. اگر دورہ ہوتا ہے غیر ملکی تو پورا سکریٹریٹ (Secretariat) کئی مہینے پہلے تقریر کی کانٹ چھانٹ اور لکھائی شروع کر دیتا ہے.. اور اس کی پریکٹس (Practice) شروع ہو جاتی ہے کہ وہاں بولنا کیسے ہے..؟ اقوامِ عالم میں .. یہ واحد ہماری ملت جعفریہ ہے کہ جہاں رسولؐ سے لے کر علیؑ اور زہراؑ اور جناب زینبؑ اور آخری امامؑ تک کسی نے لکھ کر تقریر نہیں کی۔ اسی لئے کہتے ہیں، قرآن نے کہا تھا.. اچھے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ، سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ.. یہ مجلسیں دعوت دیتی ہیں، کہاں بیٹھے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ کیا سن رہے ہو؟ کیا پڑھ رہے ہو؟ خلاء میں ہو.. بے بنیاد ہو.. جڑ نہیں ہے۔ تو درخت کیسے پھلے پھولے گا۔ وہاں آؤ جہاں جڑ ہے، جہاں اصول ہے تب..... سمجھ میں آئے گی۔ تب شاخیں سمجھ میں آئیں گی۔ یہ صدیوں سے صدیوں تک ایک علمی سفر ہے، یہ آپ گھر سے نکل کر، مجلس میں آ کر فریضہ نہیں ادا کر رہے ہیں کہ ہمیں مجلس میں جانا ہے علیؑ والے پیغمبرانہ عمل کر رہے ہیں۔ یہ کارواں ہے، اس کارواں میں جو بات کی جائے گی۔ وہ بات دنیا میں اولیٰ رہتی ہے۔ یہ سوچ یہ فکر نہ کہیں پائی جاتی ہے نہ وجود میں آسکتی ہے۔ اس لئے کہ ہم نے جن کا دامن تھاما ہے وہ ہیلپ (Help) کرتے ہیں، مدد کرتے ہیں.. یوں کہو.. یہ بولو..! جب موضوع آپ کے پاس اعلیٰ ہے تو بولنا کیا مشکل ہے..؟ ورلڈ میں کسی قوم کے پاس موضوع کہاں ہے..؟ کل کچھ موضوع تھا.. آج کچھ موضوع ہے۔ کل عراق پر حملہ جائز تھا، آج ناجائز ہو گیا۔ کئی کئی مہینے میں

موضوع بدل جاتے ہیں، واقعۂ کربلا نہ بدلا ہے، نہ واقعہ بدلا ہے نہ بدلے گا۔ اس میں یہ ردوبدل نہیں ہوگی کہ ہم نے چھ مہینے بعد، سال بعد کہیں گے کہ.. ہاں صاحب.. کل تک تو ہم ابنِ زیاد اور یزید اور سب کو ظالم کہہ رہے تھے اب تھوڑا تھوڑا گھٹا لیجئے۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے... اول روز جو منشور جناب زینبؑ نے دیا تھا۔ اس کا ایک لفظ بدلا نہیں جا سکا۔ کچھ ہم نے بدلا نہیں.. تو آج یہ مسئلہ درپیش ہے اور خود آپ کے ملک میں، کہ پردہ کتنا ہو؟ یہ بحث کی جا رہی ہے، ٹی وی، اخبارات، سیمینار (Seminar) میں... لوگ پوچھتے ہیں، گھونگھٹ ہو، چہرے کا پردہ ہو یا چہرہ کھلا ہو..؟ بالوں کا پردہ ہے.. یعنی اس سے کیا ثابت ہوتا ہے، جب کوئی اسلامی اصول جو آسمانی اصول ہو حکمِ الٰہی ہو اور اس میں مسلمان ایک دوسرے سے پوچھیں کہ یہ صحیح ہے..؟ یہ صحیح ہے..؟ یہ صحیح ہے..؟ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اصول کو ماننا نہیں ہے...! سمجھ رہے ہیں نا آپ..؟ کل کے اخبار میں مضمون ہے... ولی کے لفظ پر.. چوہدری جاوید کا مضمون ہے.. وہ مذہبی لکھتا رہتا ہے.. ولی..؟ ولی کے معنی قرآن میں حاکم کے نہیں ہیں.. اور پھر آگے لکھا ہے ولی کے معنی پڑوسی ہیں، ولی کے معنی دوست ہیں، ولی کے معنی چچازاد بھائی ہے... وہی جو لفظِ مولا کے لئے کہتے ہیں وہی اب ولی کے لئے بحث شروع ہوگئی۔ اس کے معنی ہیں کہ آپ کو ولی کو ماننا نہیں ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ آپ میننگ Meaning میں الجھا کر عوام کو غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں یعنی آپ کو ولایت کو ماننا نہیں ہے ورنہ آپ کہتے.. یہ ایک معنی ہے۔ اسی طرح پردہ کا مسئلہ ہے.. پردہ کیسے ہو، کیا ہو؟ تو آپ یہ سوچئے کہ پہلے تو یہ بتایا جائے تمام اقوامِ عالم کو کہ آپ آغاز ہی کیوں بھول گئے..؟ کہ پردہ دنیا کی ہر قوم میں موجود تھا.. اور سخت پردہ ہوتا تھا۔ روم میں پردہ تھا. مصر میں پردہ تھا.. یونان میں سخت ترین پردہ تھا. عورت باہر نہیں آسکتی تھی، عورت کی تصویر نہیں چھپ سکتی تھی یونان

میں۔ دنیا کی سب تہذیبوں میں پردہ موجود تھا.. ہندوستان میں پردہ تھا اور راجپوتوں میں اتنا اچھا پردہ تھا کہ اگر عورت کی جھلک نظر آجائے تو زندہ گاڑ دیتے تھے.. یہ راجپوتوں کا پردہ تھا۔ ہندوستان میں تھا۔ عرب میں بھی پردہ تھا..اور پردے میں پردہ.. بنی ہاشم کا پردہ سب میں اولیٰ پردہ تھا۔ یہ تو عورتوں کا پردہ ہے.. دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی پردہ کرتے تھے۔ بنی عباس، تمام خلفاؑ پردہ کرتے تھے، ہمیشہ پردے سے بات کرتے تھے۔ پردہ پڑا ہوتا تھا دربار میں بھی، شہزادے بھی پردہ کرتے تھے اور اس سے پیچھے چلے جایئے ...اسلام میں تمام بنی ہاشم کے شہزادے پردہ کرتے تھے..سب کے چہروں پر نقاب ہوتی تھی..رسولؐ اللہ جب تک نبوت کا اعلان نہیں کر رہے ہیں تب تک چہرے پر نقاب ہے.. مولا علیؑ کے چہرے پر بھی نقاب ہے جوانی تک.. حضرت علی اکبرؑ کے چہرے پر بھی نقاب ہے،ان کے نام کے ساتھ نقاب کا ذکر مرثیوں، مصائب، تاریخ سب میں آتا ہے۔ ارے سادات بچے پردہ کرتے تھے اور ایک سید تو ایسا ہے جس کا نام ہی پردہ پڑ گیا...موسیٰ... آگے آپ نام لیجئے تاکہ مجھے معلوم ہو کہ آپ جانتے ہیں..! موسیٰ مبرقع..یعنی برقعہ والا..وہ برقعہ اوڑھتے تھے اس لئے ان کا نام ہی مبرقع پڑ گیا..جو برقعہ اوڑھ کے نکلتے تھے ان کے لئے تو یہ لکھا ہے کہ ایسا حُسن تھا کہ جن کی اولاد میں رضوی اور تقوی سادات ہیں، جن کی قبر آپ کو معلوم ہے..ایران میں ہے، روضہ کی سب زیارت کرتے ہیں نیشا پور میں..ان کا عالم یہ تھا کہ چہرے سے شعائیں نکلتی تھیں، اگر پردہ نہ کرتے تو لوگ اندھے ہو جاتے، اتنا حُسن تھا کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں، ایسے شہزادے تھے۔ ایک وجہ یہ اور دوسری وجہ کہ نظر نہ لگے..تیسری وجہ اس سے اچھی بتا دوں جو سب سے اولیٰ ہے۔ مَیں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کعبہ کو پردہ کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن کو پردہ کی کیا ضرورت ہے؟ یعنی ہر اعلیٰ چیز پردہ میں

رکھی جاتی ہے اور جتنی چیز اعلیٰ ہوتی جائے گی پردہ بڑھتا جائے گا.. جملہ سنئے گا... قرآن، کعبہ پردے میں اور پردہ بڑھا.. اب کعبہ سے بھی کوئی بلند ہے.. قرآن سے بھی کوئی بلند ہے.. تو اللہ بھی پردہ میں ... قرآن تو کبھی کبھی غلاف سے نکل آتا ہے، کعبہ کا پردہ کبھی کبھی اٹھ جاتا ہے، اللہ کا پردہ ایک بار اٹھا تھا اور اس لئے اٹھا تھا.. وہ اِن کو دیکھے، یہ اُن کو دیکھیں۔ بھائی مسلمانو..! عورت ہو یا مرد، معراج کے پردہ کا ذکر.. معراج سے پردے کو ہٹاؤ، بیچ میں اٹکا ہوا ہے پردہ.. مَیں ہوں.. مَیں ہوں۔ پردہ اپنے وجود کو منوا رہا ہے۔ بعدِ کربلا پردہ کی عظمت اس لئے بڑھ گئی تاکہ دنیا کو یہ بتایا جاسکے کہ کیا پردہ ایسی چیز تھی کہ علاوہ خلافت کی دشمنی کے، فدک کی دشمنی کے، نسلی دشمنی کے.. یہ پردے سے کیا دشمنی تھی؟ یہ ہے ایک سوالیہ نشان.. جواب تک زینبؑ اقوامِ عالم سے پوچھ رہی ہیں.. یعنی اس لئے پردہ کرو.. کہ زینبؑ چاہتی تھیں کہ پردہ کرو.. فاطمہؑ زہرا چاہتی تھیں کہ پردہ کرو.. خدیجہؑ چاہتی تھیں، بنی ہاشم کی بیبیاں چاہتی تھیں۔ کیا کوئی کام رک گیا تھا؟ بی بی زہراؑ کا پردہ کیسا تھا؟ یہ بتادیجئے کہ امامت کا کوئی کام رکا ہو، عصمت کا کوئی کام رکا ہو، نبوت کا کوئی کام رکا ہو، رسالت کا کوئی کام رکا ہو۔ بچوں کی پرورش نہ رکی.. اقوال نہ رکے.. نمازیں نہ رکیں.. عبادتیں نہ رکیں.. خدمتیں نہ رکیں، پردہ رہا.. خطبہ بھی دے دیا.. تقریر بھی کردی.. مزدوری بھی کرلی.. چکی بھی چلالی.. آٹا بھی پیس لیا۔ کوئی ایسا دینی کام ہے جو فاطمہ زہراؑ نے چار دیواری میں رہ کر چھوڑ دیا ہو... انہوں نے یہ بتایا کہ یہ ہے طریقہ.. اس طرح عورت کو جینا چاہئے.. اگر پاکستان کی یا یورپ کی عورت یہ کہتی ہے کہ ہم سروس (Service) کرنا چاہتے ہیں، ہم نوکری کرنا چاہتے ہیں.. ہم آفس میں رہنا چاہتے ہیں.. تو وہ عورت یہ بتادے کہ گھر میں کون رہے گا..؟ جو عورت اس کی طلب گار ہے کہ آزادی کے معنی یہ ہیں کہ وہ لڑکوں کی طرح کالجوں اور اسکولوں میں تعلیم

حاصل کریں..اور وہ نوکریاں بھی کریں، وہ پائلٹ(Pilat) بھی ہوں، ہم فوج میں بھی ہوں.. ہر جگہ ہوں..وہ ہر جگہ ہوں.. یہ بتائیے..گھر میں کون ہو..؟ آپ کی جگہ پوری دنیا میں ہر جگہ ہے یا گھر میں ہے۔اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے، آپ کروڑوں کما لیجئے، پائلٹ بن جائیں،فوج میں جائیں، پولیس میں جائیں، آفس میں بیٹھیں کام جو مرد کر رہے ہیں، ٹی وی، ریڈیو میں جائیں، دورے کریں...ساری دنیا کا کام کر کے آئیں گی..گھر میں جو وقت نکل گیا بچوں کی پرورش کا اس نے پورے معاشرے کو بگاڑ دیا..اس لئے کہ ماں بچہ کے لئے کتنی ضروری تھی؟ ماں اور بچہ جدا ہوئے اسی دن سے بچہ چڑ چڑا ہوا۔جب بچہ چڑ چڑا ہوا تو بدتمیز ہوا..جب بدتمیز ہوا تو علم سے دور ہٹا۔کرپشن ذہن میں بڑھنے لگا..اس لئے کہ ماں کا آنچل سر سے ہٹ گیا۔

ایک طرف آپ معاشرے کا حصہ بن گئیں اور دوسری طرف اسی عورت نے معاشرے میں دہشت گردی کو پروان چڑھا دیا۔خطا کار مرد ہے یا عورت؟ دنیا کی تمام خرابیوں کی جڑ عورت ہے..! اور دنیا کی تمام اچھائیوں کی جڑ عورت ہے..! کائنات میں جتنی خوبیاں ہیں وہ ساری مرکزی حیثیت میں عورت کی طرف سے ہیں دنیا میں جتنی خرابیاں ہیں معاشرے میں اس کی جڑ عورت ہے! اس لئے قرآن نے اپنی آیات میں دو طرح کی عورتیں پیش کی ہیں۔ یہ خراب عورتیں ہیں..یہ اچھی عورتیں ہیں..اچھی عورتیں اچھے مردوں کے لئے..خراب عورتیں خراب مردوں کے لئے..اور اس کے بعد نام لے لے کر بتا دیا..یہ تھیں خراب عورتیں اور یہ تھیں اچھی عورتیں۔اس کے بعد جب پیغمبرؐ کا دور آیا تو ان کے دور کی عورتوں کو مخاطب کر کے اللہ نے کہا..! سورۂ تحریم میں..تم لوگ آسیہ کیوں نہیں بنتیں..اور مریمؑ کیوں نہیں بنتیں..اتنی بات کہہ دیتا کافی تھا..بات اس نے پوری کی..تم لوگ، یعنی عالمِ اسلام کی عورتوں، پیغمبرؐ کی عہد کی عورتو!..تم آسیہ اور

مریم جیسی کیوں نہیں بنتیں۔تم نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں جیسی کیوں بننا چاہ رہی ہو..؟ دیکھا آپ نے..اللہ تعالیٰ کی گفتگو کا انداز سب سے بڑے خطیب تو وہ ہیں..ان سے بڑا خطیب کون ہے؟ بات یہاں پر آ کر ختم ہو جانی چاہئے تھی، کہ آپ نے پارٹیشن کر دیا، عورت کو بتا دیا، اچھی عورتوں کی مثال دے دی کہ ایسی بنیں آپ لوگ..اور نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں جیسی آپ نہ بنیں۔ہو گیا نا.. پارٹیشن، (Partition) دو گروپ ہو گئے... نہیں..! بات آگے بڑھی۔آپ لوگ آسیہؑ اور مریمؑ جیسی بنئے، کیوں نہیں بنتیں، آپ لوگ لوطؑ اور نوحؑ کی بیویوں جیسی نہ بنیں جن کے دل ٹیڑھے ہو گئے تھے۔اب بات مکمل ہوئی۔کیا خیانت..؟ یعنی شوہر کا راز باہر پہنچا دیا..شوہر کا راز جو گھر میں رہنا چاہئے تھا وہ باہر والوں کو پہنچا دیا..جلدی آؤ..جلدی آؤ دیر نہ ہو جائے، جلدی آؤ..گھر کی بات ہے کہ نبیؐ کی حالت کیا ہے؟ آپ کو باہر یہ خبر کیا پہنچانی تھی کہ اب وفات ہوئی.. اب دم نکلا..جلدی آؤ۔یعنی دل ٹیڑھے ہیں..!اللہ اکبر..دیکھئے نام حواؑ بھی ہے، ہاجرہؑ بھی ہے، سارہ بھی ہیں قرآن کی عورتیں، قرآن کی خواتین..لیکن سورۃ تحریم میں دو نام لئے..آسیہؑ اور مریمؑ..چونکہ آیت میں نام آیا اس لئے حضورؐ نے حدیث پیش کی..! کہا پوری کائنات میں چار عورتیں افضل ہیں..ایک آسیہ، ایک مریمؑ ایک خدیجہؑ ایک میری بیٹی فاطمہؑ زہرا۔شیعہ سنی دونوں اس حدیث پر متفق ہیں۔تمام محدثین، تمام حدیثوں کی کتابیں، اہل سنت کی، شیعہ کی..حد یہ ہے کہ بہشتی زیور..تھانوی صاحب کی..اس میں بھی عورتوں کو سکھایا جاتا ہے کہ یہ چار عورتیں کائنات میں افضل ہیں۔اب اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا..ان چاروں میں سب سے افضل میری بیٹی..اس لئے کہ یہ اوّلین و آخرین کی خواتین کی سردار ہے..لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ مریمؑ بھی سردار تھیں..کہا اپنے عہد کے عورتوں کی سردار تھیں..میری بیٹی ازل سے لے کر، قیامت تک جتنی

عورتیں آئیں..سب کی سردار ہے۔نساًالعالمین..عالمین کی عورتوں کی سردار۔کیابزرگی ملی؟اس میں دیکھئے گا...میں کل اور پرسوں بھی عرض کروں گا اور اس کے بعد شہادتِ شہزادی فاطمہ زہرؑا کی مجالس ہیں پانچ چھ دن اس میں بھی یہی موضوع رہے گا۔گویا آٹھ تقریریں اسی موضوع پر رہیں گی۔یعنی عورت اور اسلام..چونکہ یہ عشرہ میں نے رضویہ میں پڑھا تھا..''عورت اور اسلام'' اس کو پڑھے ہوئے اب پندرہ برس ہو گئے..لوگ بھول چکے..حالانکہ سی ڈی میں بھی آ گیا ہے..لیکن چونکہ اب پندرہ برس میں اقوامِ عالم میں عورت کے مسئلے پر کافی چینج change آ چکی ہے،ان کو پیش کر کے ہم قرآن اور حدیث اور افکارِ آلِ محمدؐ سے آپ کے سامنے ایک مسئلہ رکھتے ہیں تا کہ آپ فکر کریں۔ہم کسی موضوع میں پیچھے نہیں ہیں، دنیا کیا سوچ رہی ہے؟ ہم سے آ کر پوچھو ہم بھی وہی سوچ رہے ہیں لیکن تم سے بہتر سوچ رہے ہیں۔تم اس سے روشنی لے سکتے ہو، ریکارڈنگ (Recording) کا مطلب یہ ہے کہ ریکارڈ ہے..ترجمہ ہو.. اچنبھے میں پڑ جائیں وہ لوگ کہ جو مسائل کو دنیا کے حل کرنا چاہتے ہیں، اگر وہ آپ کی مجلسیں سننے لگیں..تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں، کان کے پردے پھٹ جائیں، دل پانی ہو کر بہہ جائے، پانی ہو کر پتہ بہہ جائے۔دل خون ہو جائے، پھیپھڑے ختم، سینہ تنگی کرنے لگے۔اس لئے کہ امام صادقؑ نے کہا..یہ جو تم بیٹھ کر ہماری باتیں کرتے ہو یہ کائنات کے لئے راز ہے..اور اس راز کا وزن سوا مومنِ کامل اور ملکِ مقرب کے کوئی اٹھا نہیں سکتا..اس لئے اللہ نے پوری کائنات کو اس راز سے روکا ہے.. کہ اگر یہ وزن اٹھا لے بغیر کلمہ پڑھے، بغیر معرفتِ الٰہی، بغیر معرفتِ رسولؐ تو وہ فنا ہو جائے۔جل کر خاک ہو جائے اگر یہ مجلسیں سن لے۔جو لوگ ریسرچ کرنے آتے ہیں، امریکہ یا یورپ کے اسکالرز(Scholars).. جب وہ یہاں بیٹھتے ہیں تو

بھونچکے ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پوچھتے ہیں، یہ کیا ہے، یہ کیا ہے؟ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سب معجزات ہیں، اس لئے کہ آپ اس میں رچے بسے ہوئے ہیں..
اس لئے مساوات ہے، مجلس میں گئے گئے نہیں گئے. لیکن ایک مجلس آپ کو کیا پتہ کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ اس کا وزن کیا ہے؟ اور اس کے ایک ایک لفظ میں کیا راز چھپے ہیں؟ جب آپ لفظ کے سینے میں اتریں گے تب آپ کو راز پتہ چلیں گے، جوشؔ نے کہا ہے کہ لفظ کے سر پہ معنی نہیں اڑا کرتے.. لفظ کے سینے میں معانی ہوتے ہیں. تو جب تک آپ لفظ کے سینے میں نہیں اتریں گے... آپ کو معنی کیا معلوم؟ اور سوا مجلسِ حسینؑ کے لفظ کو کھول کھول کر اس کے سینے تک کوئی پہنچایا نہیں کرتا۔ پردہ کیا ہے..؟ پردہ کی اہمیت کیا ہے؟ پردہ کو سمجھایا.. چار بیبیوں کا نام لیا.. آسیہ، مریمؑ، خدیجہؑ اور فاطمہؑ زہرا.. اب یہ دیکھئے کہ یہ چاروں تمام کائنات کی عورتوں سے اولیٰ ہوگئیں۔ کیا وجہ ہوگی کہ ان کو اللہ نے افضل کر دیا؟ کیا وجہ ہے؟ اگر ہم ایک ایک صفت بھی بیان کر دیں تو ان کی افضلیت سامنے آجائے گی.. اگر پوری لائف (Life) پڑھیں تو کیا کہنا..! سن کر حیرانی ہوگی..
لیکن یہ کہ صرف ایک ایک صفت.. یعنی آسیہؑ کی صفت یہ ہے کہ انھوں نے توحید کو سینے میں چھپا کر رکھا عورت راز کو راز نہیں رکھ سکتی.. بڑا مشکل ہے.. مطلب گھر میں ہی راز ہو تو گھر میں ہی کسی سے کہہ دے گی۔ اس لئے کہ اس کے یہاں راز سینے میں رک نہیں سکتا۔ آسیہؑ وہ باکمال عورت تھیں کہ برسوں ایمان کو سینے میں راز رکھا اور یہ راز کسی کو نہ بتایا کہ میرے دل میں ایمان ہے۔ یہ کام عورت کا نہیں ہے.. یہ کام تو ابو طالبؑ نے کیا تھا، یہ مردوں کا کام ہے، یہ شجاعوں کا کام ہے۔ لیکن آسیہ نے یہ کام پہلے کیا۔ سنگِ میل قائم کیا۔ اس لئے کہ ایک نبیؑ کو پالنا تھا، نکتہ ایک ہی ہے.. وہاں بھی اور یہاں بھی۔ ایمان کو جب راز رکھا جائے سمجھئے کسی چیز کی پرورش ہو رہی ہے۔ اگر یہاں امام

صادقؑ کہیں کہ مجلس راز ہے تو اس راز کا معنی یہ ہیں کہ یہاں نبوت کے افکار کی پرورش ہے..جو کہیں نہیں ہے۔راز ہے تو پھر پرورش ہے..نبوت ہے..نہیں بتایا...پھر اس سے بڑھ کر راز تھا...کہ یہ جان گئیں کہ موسیٰؑ کون ہے..اپنا بیٹا نہیں تھا اپنا خون نہیں تھا.. پالا تھا، لے کے پالا تھا، گود میں پالا تھا..لیکن کیا مجال؟ موقع بھی اگر آ رہا ہے کہ موسیٰؑ پہچان لئے جائیں تو وہاں بھی ماں بن کر کہتی ہیں..ارے ایسا ہوتا ہے..فرعون غصہ میں ہے کہ داڑھی نوچی ہے..آسیہ کہہ رہی ہیں بچہ ہے. دیکھئے بچہ ہے کے محاورے میں آسیہ نے سب چھپا دیا۔ یعنی موسیٰؑ کی جان بچانا چاہتی تھیں..ماں نہیں ہیں آسیہؑ، ماں موجود ہے۔یہ کتنا بڑا کمال ہے کہ جس کے پاس ممتا ہے وہ ماں موسیٰؑ کی موجود ہے۔ اللہ نے دکھایا کہ اگر تم سے جدا کیا تھا تو تم سے کم ممتا والی ماں نہیں دی ہے۔صرف فرق یہ ہے کہ وہ دودھ نہیں پلا سکتی۔اس لئے ہم تمہیں بھجوا دیں گے یہ کام تم کر لینا۔تم دودھ پلانا، پالے گی وہ..تو اب صلہ کیا ہو..؟ کیا صلہ ہو؟ اور پھر جب موسیٰؑ جوان ہو گئے تو یہ راز کھل گیا.. جب موسیٰؑ ہی کا راز کھل گیا پتہ چل گیا کہ یہ نبی ہیں..تو اب پورا ماضی فرعون کو یاد آیا ہوگا۔آسیہؑ نے کیا کیا چھپایا..؟ پالا تو انہوں نے تھا...کچھ نہیں بتایا، جب جوان ہوئے تو پتا چلا..آسیہؑ نے ہمیں بتایا کیوں نہیں کہ یہی نبی ہیں؟ یہی موسیٰؑ ہیں. اس لئے اس کا غصہ بڑھتا گیا، بڑھتا گیا..تو اب جب غصہ بڑھتا ہے دشمن کا اور ایمان پر اترتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ موت..!قتل..اس کے سوا دشمن کے پاس کیا ہے..؟ بیوی سہی لیکن دشمنِ ایمان..اور باطل اور کفر کی دشمنی..اس لئے دھوپ میں زمین پر لٹا کر ہاتھوں اور پیروں میں میخیں گاڑ دیں..ایسا ظلم نہیں ہوا.قرآن میں کہا گیا.فرعون کے لئے اللہ نے نام ہی رکھ دیا.میخوں والا فرعون۔**فرعون ذی الاوتاد** ..اوتاد کے معنی ہیں میخوں والا...میخوں والا فرعون..یعنی اس کا نام ہی پڑ گیا جس نے آسیہؑ کے ہاتھوں

پیروں میں لوہے کی میخیں، کیلیں گاڑ دی تھیں۔ اور اب اللہ قرآن میں اس منظر کو کھینچتا ہے.. اس منظر کو دنیا میں کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا.. اس لئے کہ کون دیکھ رہا تھا؟ سوا اللہ کے.. اور اللہ ہی بیان کرتا ہے ایسے مناظر۔ دیکھئے..! کسی عظیم بندے کا سفر، دنیا سے جنّت کی طرف، ملک بھی نہیں بیان کر سکتا، ملک الموت بھی نہیں بیان کر سکتا... اللہ بیان کرے تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے، بیچ میں ملک نہیں ہے... اگر وہ منظر کھینچ دے، "ارْجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً" اے میرے نفسِ مطمئنہ آجا.. تیرا رب تجھ سے راضی. تو اپنے رب سے راضی۔ یعنی منظر کھینچ رہا ہے نفسِ مطمئنہ کا.. اور قرآن میں اس کو بیان کر رہا ہے.. میں دیکھ رہا ہوں اور اس کو آتا ہوا دیکھ رہا ہوں.. اب آسیہؑ کا سفر ہے، تو اللہ کہتا ہے..! کہ اس سے پہلے کہ آسیہؑ کو موت کی تکلیف ہوتی اور تڑپ ہوتی، اک بار ہم نے.. آسیہؑ کو جنّت میں ان کا قصر دکھایا۔ وہ موتیوں سے بنا ہوا حسین قصر دکھایا.. کہ تم وہاں سے چلیں اور یہاں آئیں۔ جیسے ہی قصر پر آسیہؑ کی نظر پڑی.. آسیہؑ مسکرائیں..! ہنستے سب نے دیکھا لیکن سمجھ نہ سکے کہ یہ ہنسی کیسی تھی..؟ جو دنیا آسیہ کی ہنسی نہ سمجھ سکی.. وہ علی اصغرؑ کی ہنسی کیسے سمجھے گی..؟ مصائب نہیں پڑھ رہا میں... جملہ دے دوں.. آسیہ اپنا قصر دیکھ رہی تھیں.. اصغرؑ اپنے رونے والوں کا قصر دیکھ رہے تھے۔ اللہ نے اس منظر کو محفوظ کر لیا.. تم آسیہؑ جیسی کیوں نہیں بنتیں..؟ جس نے ایمان کے لئے اپنی جان دے دی۔ جو ایمان پر قربان ہوگئی تو قرآن کی جان بن گئی.. اور اللہ نے اس کو بیان بنا کر اپنے نبی پر اتار دیا کہ یہ ایمان کی روح تھی۔ یہ ایمان کے صدقے ہوئی اور جو کلِّ ایمان کو ہی نہ سمجھے.. تو ایمان کی کیا بات ہے؟ تو.. تم ایسی کیوں نہ بنیں، ویسی کیوں بنیں...! یہ سورۂ تحریم میں گفتگو کی... ہاں..! خط لکھا اُمّ سلمہ کو آجاؤ بھئی پارٹی میں آجاؤ.. کہا کہاں جا رہی ہو..؟ کہا علیؑ سے لڑنے.. کہا میں، مجھ سے کہہ رہی ہو کہ علیؑ

سے لڑنے چلوں..! قرآن کی آیتیں لکھی ہیں اُمّ سلمہ نے، سورۂ احزاب میں ہے کہ.. کیا نبیؐ نے یہ نہیں کہا تھا، کیا اللہ نے یہ نہیں کہا تھا. گھر سے نہ نکلنا. اس میں کچھ بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے.. اب مجھے یہ بتادیجئے کہ آج اگر اسلام قرآن کی یہ آیتیں پڑھ کر کہ گھر میں بیٹھو.. کیوں بیٹھے اسلامی عورت..؟ اس لئے کے اس کے سامنے آپ جو آئیڈیل (Ideal) پیش کر رہے ہیں وہ گھر میں نہیں بیٹھی.. منوالیں آپ.. کروالیں پردہ.. اسلامی ملکوں میں عورت سے تو میں جانوں..! اور ضد کا یہ عالم ہے، پانچ پی ایچ ڈی ہو چکے ہیں پاکستان میں عورت کے موضوع پر.. کراچی یونیورسٹی میں ہوا، پنجاب یونیورسٹی میں ہوا، کتابیں چھپ گئیں، اور ایک بار نہیں کئی کئی بار.. یہ موٹی موٹی کتابیں.. ''عورت اور اسلام''، ''عورت اور قرآن''، ''عورت اور حدیث''، ''عورت کی عظمت'' اور عورت کا مقام اور ڈھیروں کتابیں۔ ساری کتابیں خرید کر لائیے.. ہزار روپے کی کتابیں ہیں، پوری پڑھ جائیے.. سب عورتیں ہیں نہیں ہیں تو جنابِ فاطمہؑ نہیں ہیں.. پڑھ لو کتابیں. کرلو آئیڈیل۔ کراچی یونیورسٹی کی خاتون سے شکایت کی گئی کہ بھئی آپ نے اس میں جنابِ فاطمہؑ کا ذکر نہیں کیا.. کہا، نہیں مَیں نے اس آئیڈیے سے کتاب ہی نہیں لکھی کہ میں ان کا ذکر کرتی.. مطلب کہ آپ نے اسلام کی صحیح روح کو سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی اس لئے آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔ اچھا..! یہ تو ہوگئی بین الاقوامی بات کہ یونیورسٹی میں یہ ہورہا ہے۔ شیعہ کتابیں آرہی ہیں.. ایک مولانا کی کتاب آئی ہے ''خواتین اور اسلام''. حوّا سے شروع ہوئی ہے کتاب اور تمام صحابیات تک آئی.. سب عورتیں ہیں جناب فاطمہؑ نہیں ہیں... یہ شیعہ علماء ہیں، یہ کیا ہے؟ جب میں کہتا ہوں اپنے تمام موضوعات بیان کر کے یہ کہہ دیتا ہوں تو کچھ لوگ ... کہتے ہیں فلانے پر اعتراض۔ ارے بھئی..! آپ ان کو جانتے ہی نہیں ہیں جن کے مَیں نام لے رہا ہوں،

کوئی جھگڑا نہیں ہے، یہ تو ایک بین الاقوامی تبصرہ ہے کہ یہ ہو رہا ہے، آپ کو خبر نہیں، مَیں بتا رہا ہوں۔ یہ کوشش کیا ہے.. کیا کوشش ہے یہ..؟ اس کے پیچھے کون سی کارفرمائی ہے۔ صرف یہی ہے کہ کہیں پر اہل بیتؑ کا ذکر نہ ہونے پائے، جہاں پوری دنیا اس بات میں لگی ہوئی ہو کہ کہیں اہلِ بیتؑ کا نام نہ آنے پائے. تو اب آپ خود سوچئے۔ جنگ فورم میں مَیں نے کہا کہ بھئی.. عورت کا اسلام میں اتنا احترام ہے کہ رسولؐ اللہ اپنی بیٹی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، یہ اسلام کی عظمت کی بات تھی، تعظیم کی بات تھی۔ وہ جملہ چھوٹا سا، اتنی باریکی سے.. پورے صفحے کا فورم اور باریکی سے وہ چھوٹا سا جملہ کاٹ دیا گیا۔ اتنی باریکی سے کام ہو رہا ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام نہ آنے پائے عورت اور اسلام کے سیمینار میں۔ اور مَیں ہر جگہ نام لے رہا ہوں، مجھے کیا پروا ہے، اس لئے کہ کوئی احساس کمتری تو نہیں ہے، کیوں نہ نام لوں؟ اگر اسلام میں بی بیؑ سے عظیم کوئی عورت ہوتی تو مَیں دَب جاتا.. جب امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک.. چاروں امام ہیں فقہوں کے اور سارے محدثین سب کو یہاں لایئے اور ایک ایک صفحہ نمبر میں بتا تا جاتا ہوں... الٹ کر پڑھ لیجئے۔ سب نے یہ لکھا کہ عالمِ اسلام میں فاطمہؑ سے افضل کوئی عورت نہیں ہے.. یہ تو ہو گئیں حدیثیں، یہ تو ہو گیا قرآن، اب شاعروں کو لے لیجئے.. علامہ اقبال بانیٔ پاکستان ہیں، اور چھ دیوان کلیات چھپا ہوا موجود ہے اردو اور فارسی کا.. سارا کلام اقبالؔ کا چھپ گیا، مع باقیات مع غیر مطبوعہ.. پورے کلام میں کسی اسلامی عورت کا نام اقبالؔ نے نہیں لیا.. سوا جناب فاطمہؑ کے۔ تو مجھے کیا احساس کمتری ہو سکتا ہے، مجھے کیا پریشانی ہوگی، آپ بتایئے۔ قائدِ اعظم کے والد اپنی بیٹی کا نام.. فاطمہؑ جناح کے بجائے کوئی اور جناح بھی رکھ سکتے تھے۔ فخر کیا مسلمانوں نے اپنی بیٹیوں کا یہ نام رکھ کر اور جس کا نام یہ ہو جاتا ہے اس عورت کا وقار

بڑھ جاتا ہے بہ نسبت دوسرے نام کے۔اس لئے کہ نام میں ایک بلاغت، ایک نور ہے۔اللہ اکبر۔ حدیث ہے، اگر بیٹی نام رکھ دیا تم نے فاطمہؑ..اب اسے ڈانٹنا نہیں، اب اسے برا نہیں کہنا..دیکھیں کیسے احترام کرایا دنیا کے ہر باپ سے اپنی بیٹی کا احترام کرایا۔اگر نام رکھ دیا..تو کیا عظمت ہے اسلام میں عورت کی۔حضرت فاطمہ زہراؑ آ رہی ہیں تو رسالت بذاتِ خود اٹھ رہی ہے، کیا تعظیم ہے، اللہ اکبر..وزن دیکھئے.. چودہ معصوموں میں ایک بی بیؑ تیرہ مرد۔تیرہ مردوں کے باپ رسولؐ افضل ترین رسولؐ، جب وہی اٹھ گئے..ایک بی بی تھی۔یہ نہیں کہ اس پلّے میں یا اس پلّے میں..محاورہ بول رہا ہوں مَیں۔ اس لئے کہ سمجھنے والے لوگ ہیں..یہ نہیں کہ فاطمہؑ کو اس پلّے میں تولا جاتا یا اس پلّے میں..فاطمہؑ کو ترازو بنا دیا رسالتؐ اور امامت کا۔اس کا کوئی مول ہی نہیں ہے، اس کا کوئی تول ہی نہیں ہے۔یہ تو میزان ہے سورۂ رحمٰن میں کہا..فاطمہؑ میزان ہیں۔عالمِ وقت کہتے ہیں، مولا علیؑ کے عہد کا عالم یحییٰ مازنی عالم کا نام ہے..کہتا ہے کہ مَیں اسی محلّہ میں رہتا تھا کہ جہاں پڑوس میں مولا علیؑ کا گھر تھا۔اس نے دو روایتیں لکھی ہیں۔ایک کہتا ہے کہ برسہا برس میں رہا لیکن مَیں نے کبھی علیؑ کی بیٹی زینبؑ کی نہ آواز سنی..نہ مَیں نے کبھی برقعے اور پردے میں انہیں دیکھا۔میرے کانوں میں نہ آواز آئی اور نہ کبھی مَیں نے انہیں دیکھا۔مدینہ کا کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا تھا کہ مَیں نے علیؑ کی بیٹیوں کو کبھی پردے میں چلتے ہوئے بھی دیکھا..اس لئے کہ جس دن بیٹیاں نکلتی تھیں، اس دن پورے مدینہ کے بازار بند ہو جاتے تھے...یہ تھی بعدِ رسولؐ اہلِ بیتؑ کی حکومت مدینہ میں..بازار بند ہو جاتے تھے، لوگ گھروں سے نہیں نکلتے تھے کہ آج علیؑ کی بیٹیاں اپنے نانا کی قبر پر جا رہی ہیں۔جس کے اٹھارہ بھائی ہوں..تو کس کی شہر میں مجال ہے کہ اپنی گردن کٹوانے کے لئے گھر سے باہر آ جائے..ایسا ہوتا نہیں لیکن یہ ایک علمی، ادبی،

آدابی خوف تھا کہ یہ کس کی بیٹیاں ہیں..کہ جس کا پردہ مشہور ہے، یہ کس کی نواسیاں ہیں کہ جو ملیکۃ العرب ہے۔جن کا پردہ مشہور ہے۔دوسری روایت جو انہوں نے لکھی کہ.. مَیں نے سنا معصومینؑ کی زبان سے کہ... حسینؑ یہ کہا کرتے تھے کہ مَیں اپنی بہن زینبؑ کو بعدِ فاطمہؑ گھر میں ماں سمجھتا ہوں...اس حدیث کی وجہ سے بی بی کا لقب ثانیٔ زہراؑ مشہور ہوا۔اب اس کے بعد یہ امام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جو تعظیم رسولؐ اللہ جناب فاطمہؑ کی کرتے تھے وہی تعظیم امام حسینؑ حضرت زینبؑ کی کرتے تھے.. اور اسی واقعہ پر میں تقریر کو ختم کر رہا ہوں.کل انشاٗ اللہ اسی تسلسل سے گفتگو ہوگی۔جس وقت سے میں نے کتاب میں یہ واقعہ پڑھا۔ کچھ بھی زیادہ مصائب پڑھنے کی کوشش نہیں کروں گا..اسی پر تقریر ختم کروں گا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن امام حسینؑ مُصلّے پر بیٹھے ہوئے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ اتنی دیر میں پتہ چلا کہ جناب زینبؑ آ رہی ہیں۔جیسے ہی امام حسینؑ کو پتہ چلا..کہ جناب زینبؑ آ رہی ہیں، قرآن کو بند کیا، مُصلّے پر رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے بہن کے استقبال کے لئے..اب کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں اسی پر تبصرہ کر کے ختم کر رہا ہوں اس لئے کہ.مَیں نے صرف روایت نہیں پڑھی.علماٗ کے اس روایت پر مَیں نے اقوال پڑھے، جو تبصرہ اس روایت پر ایران اور عراق کے بڑے بڑے علماٗ نے کیا ہے۔ان سارے تبصروں کو پڑھ کر میرا دل قابو میں نہیں۔کہنے کو بس یہ اتنی بات ہے..لیکن جو علماٗ نے لکھ دیا..اللہ اکبر،بس میں سوچ رہا ہوں، لفظ نہیں ہیں کہ آپ کو بتاؤں..ذرا غور کیجئے، قرآن اور زینبؑ..کہا نبیؐ نے.مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں..قرآن اور اہل بیتؑ..ثقلین..دو وزن برابر تو اب قرآن اور اہلِ بیتؑ وزن میں برابر ہیں۔اہلِ بیتؑ میں کون کون آ رہا ہے؟ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، بارہ امام اور قرآن۔اب وزن برابر ہوا نا۔یہاں قرآن اور زینبؑ...!مَیں تشریح نہیں کر رہا ہوں

صرف آپ کے ذہن کو دعوت دے رہا ہوں کہ یہ کیا ہے؟..قرآن بند کیا، مُصلّے پر رکھ دیا..زینبؑ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔قرآن ایک ہمارا آپ کا پڑھنا ہے..اور ایک وہ ہے کہ معصومؑ پڑھ رہا ہے..قرآن ہو امام کے ہاتھ میں اور زینبؑ آ رہی ہوں.. دیکھئے..! قرآن ہے معصوم، حسینؑ ہیں معصوم، اس وقت دو چیزوں نے زینبؑ کی تعظیم کی ہے..اور دونوں معصوم ہیں۔حسینؑ بھی اور قرآن بھی۔زینبؑ چودہ معصوم میں نہیں ہیں نا..اور قرآن اور حسینؑ..قرآن رحل پر رکھا ہے..حسینؑ اٹھ گئے۔تلاوت موقوف ہوگئی.. کیا مطلب ہے؟حسینؑ کیا کر رہے تھے؟حسینؑ عبادت کر رہے تھے۔دیکھئے ہمیشہ یاد رکھئے..لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں، قرآن سے موازنہ..نماز سے موازنہ...نہیں.. یہ نبیؐ نے جو کچھ کیا..یہ پورا عالمِ اسلام قیامت تک اللہ کو سب کچھ سمجھے گا اور عبادت کو سب کچھ سمجھے گا۔یہ معلوم تھی اللہ کو سب بات کہ عالمِ اسلام میں بات پھیلے گی اور سوا عبادت اور اللہ کے کسی چیز کا نام نہیں لیا جائے گا..تو جب بھی اللہ نے ان کا موازنہ کیا.. تو اپنے سے کیا یا قرآن سے کیا تا کہ جب تک تمہارا یہ مشن رہے تو یہ اقوال بھی زندہ رہیں، یہ روایتیں بھی زندہ رہیں۔اس لئے کہ اگر کسی کمتر چیز سے ان کا موازنہ کر دیتا تو یہی عالمِ اسلام عبادت کو اونچی کر کے اہل بیتؑ کو اتنا گھٹاتا، اتنا گھٹاتا..اب کچھ کر نہیں سکتے تھے۔اس لئے جب حسینؑ کی محبت کو اللہ نے تولنا چاہا..تو کہا..! پشتِ نبیؐ پر آؤ۔ حسینؑ اور عبادت اور نماز تُلے گی..دیکھئے..! روایت اپنی جگہ سولڈ solid ہے..پشتِ رسولؐ پر نماز میں حسینؑ آ گئے، نماز رک گئی۔اب پوری دنیا یہ کہتی رہے..نماز افضل ہے..نماز افضل ہے..نماز افضل ہے...رٹتے رہو..جتنا رٹو گے..اتنا حسینؑ اوپر جائیں گے۔حسینؑ کی عظمت بڑھ رہی ہے۔تم نے کہا نماز افضل تو حسینؑ اور اوپر گئے۔آپ کہیں گے کیسے اوپر گئے؟ارے..! اس کی پشت پر ہیں جو اوپر جا رہا ہے اور یہ پہلے پہنچا

ہے..یہ اوّل ہے، نماز دوم ہے۔ معراج میں تو ملی ہے، جو سجدہ کیا، جو رکوع کیا..اللہ نے کہا یہ ہمیں پسند آیا... ہم نے اسے نماز بنا دیا..اب واپس جاؤ، نماز دے دو امت کو۔ نماز پہلی بار معراج میں بنی..نماز بعد میں اتری، یہ سدرہ پہ پہلے اترے...اور جو سدرہ پر اترا اس کی پشت پر حسینؑ اترے۔ اب دیکھئے..!یہ گئی نماز...اور یہ گئے حسینؑ۔ کچھ کہنا تھا... یہ نہیں پڑھنا تھا...اگلے جملے پڑھنے تھے، تھک آپ گئے اس میں...جو جملے میں کہنے جا رہا تھا..حسینؑ کھیلتے تھے تو باہر آتے تھے، اس لئے مسجد میں آسکتے تھے۔ اس لئے ان کی محبت کو عبادت میں تولا جاسکتا تھا...زینبؑ باہر آ نہیں سکتی تھیں تو زینبؑ کی محبت کا پتہ کیسے چلتا..؟ تو قرآن سے حسینؑ نے..موازنہ کر کے بتا دیا۔ زینبؑ مسجد میں تو آئیں گی نہیں، تو قرآن رکھ کر بتایا اور پوری امت کو دعوت دی اگر کسی کو معرفت نہیں ہے.. میری بہن زینبؑ کی معرفت نہیں تو قرآن نہ پڑھنا..ضائع ہو جائے گا۔ جس کو زینبؑ کی معرفت نہیں ہے، بند کر کے اس لئے رکھا ہے رحل پر کہ سمجھو..!یہ قرآن ہے، آج یہ نظر آرہا ہے اگر یہ نہیں ہوگی..تو تم اسے دیکھ بھی نہیں پاؤ گے۔ تم سنا کرو گے کہانی میں کہ کوئی کتاب اتری تھی محمدؐ پر اس کا نام قرآن تھا...اوراق کا پتہ نہیں چلے گا۔ یہ ہے حافظِ قرآن، سینوں میں ہم نے اتار دیا، اگر مدینہ میں کتابیں جلا بھی دی جائیں..تو زینبؑ کے سینے میں قرآن ہے۔ یزید ایک آیت پڑھے گا... یہ مسلسل تیرہ آیتیں پڑھیں گی۔ یہ آیتیں پڑھتی ہوئی بازار میں دربار میں آئیں گی۔ قرآن ان کے سینے میں ہے۔ عالمِ وقت کہتے ہیں گھر میں ایک مخصوص جگہ تھی، نشست تھی جہاں مسند لگی تھی جناب زینبؑ کی... جہاں آپ تشریف فرما ہوتیں..اور شام کو تمام عورتیں آتی تھیں اور جنابِ زینبؑ سے قرآن کا درس لیتی تھیں۔

دنیا کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ کربلا میں کون آیا تھا، کس نے بلایا تھا۔ کن لوگوں نے

حسینؑ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ کیوں گھیر لیا کس کے حکم سے ایسا ہوا، قاتلِ حسینؑ کی کیا خواہش تھی۔

یہ حقیقت دنیا نہ سمجھ سکتی اگر امام کی بہن حضرت زینبؑ اُمِّ کلثومؑ رسن بستہ بے کجاوہ اونٹوں پر سوار اور ان کے فرزند بیمار امام زین العابدین علیہ السّلام طوق وسلاسل میں اسیر ہوکر اونٹوں کی مہار ہاتھ میں لے کر کوفہ وشام کی راہیں طے نہ کرتے اور بازاروں اور درباروں میں شہزادیاں اور بیمار قیدی اپنے مرثیوں اور دل ہلا دینے والے خطبوں اور برجستہ جوابات سے اس حقیقت کو آشکار نہ کر دیتیں اور زلزلہ انگیز تقریریں کر کے عراق سے لے کر شام تک بلکہ سارے عرب میں بلکہ دنیائے انسانیت میں انقلاب نہ پیدا کر دیتیں۔ سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السّلام کا بہنوں بیٹیوں اور اہلِ حرم کو اس جانکاہ سفر میں اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہونا کوئی معنی رکھتا ہے جبکہ انھیں مسلسل وحی ربانی اور ناناؐ اور باباؑ کے ارشادات سے یہ حکم بھی تھا کہ وہ کربلا کے بن میں ظالموں کے ہاتھوں شہید کر دیئے جائیں گے۔ انھیں دشمنوں کی عداوت کی حد اور خباثتِ نفس کی انتہا معلوم تھی۔ انھیں معلوم تھا کہ دشمن کے دل میرے قتل سے ٹھنڈے نہ ہوں گے جب تک ہماری برہنہ لاشیں صحرا میں اور اہلِ حرم اسیر ہوکر بازاروں میں نہ پھرائے جائیں وہ اپنے خیال میں آلِ رسولؐ کو رسوا کر کے اپنی عزت واقتدار کے متمنی ہوں گے مگر ہماری قربانیاں اور ان کے مقصد کی نشر واشاعت کا یہ ذریعہ قرار پا جائے گا۔ وہ جس قدر ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس قدر وہ رسوا ہو جائیں گے۔ اور مظلوموں کی حقانیت آشکار ہوتی جائے گی آخر وہ وقت آ جائے گا کہ حکومتوں کی قوتیں بھی اس پر پردہ ڈالنے سے عاجز ہو جائیں گی۔ باطل ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اور حق کا چہرہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا۔ لیکن یہ اس وقت ہو سکا جب

جناب امام حسین علیہ السّلام کو اپنی بہنوں کے علم و عمل، رفتار و گفتار عزم و استقلال اور ہمت و کردار کو دیکھ کر پورا یقین تھا کہ جب میں نہ ہوں گا اور نہ بھائی بھتیجے اور انصار، حزن و غم کی فوجیں ہوں گی یا دشمن کے لشکروں کا محاصرہ بھوک اور پیاس اور پھٹے ہوئے کپڑوں کے ساتھ سفر ہوگا۔ اور قدم قدم پر دشمنوں کی ایذا رسانی اس کے باوجود میری بہن اس حسینی عزم و ارادے سے کام لیں گی جو اگر میں ہوتا تو کرتا۔

اس لئے حسینیت کی بقاو حیاتِ حسینؑ کی پہلی عزادار ثانیٔ زہراؑ حضرت زینبؑ کی اس عدیم المثال قربانی اور تبلیغ کا اثر ہے جس کی نظیر حضرت آدمؑ سے لے کہ آج تک نہیں ملتی۔ اور نہ آئندہ مل سکتی ہے۔ اور نہ امام حسین علیہ السّلام جیسے مظلوم پھر پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور نہ زینب طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی قربانیاں دہرائی جا سکتی ہیں۔

نویں محرّم کا دن گزر چکا تھا آفتاب ڈوب رہا ہے۔ امام حسین علیہ السّلام درِ خیمہ پر اپنی تلوار لئے رونق افروز ہیں کچھ سوچتے ہوئے غنودگی سی آ گئی ہے سر پٹ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز خیموں کی جانب بڑھتے ہوئے، حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے کانوں میں جو آئی تو دوڑ کر بھائی کے پاس پہنچ گئیں، اور بھائی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کرنے لگیں، بھیّا آپ سوتے ہیں اور دشمن کی فوجیں سامنے آ گئی ہیں۔ امام نے آنکھ کھول کر بہن کی طرف دیکھا اور فرمایا! ابھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے نانا اور پدرِ بزرگوار اور مادرِ گرامی اور بھائی حسنؑ آئے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں حسینؑ تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو۔ یہ سن کر شہزادی اس قدر روئیں کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑیں۔ پانی تو ممکن نہ تھا۔ امام کے آنسوؤں کے قطرے جو چہرہ اطہر پر ٹپکے تو بہن نے آنکھیں کھول دیں۔ اور امام نے ان الفاظ میں بہن کو تسلی دی، کہ میرے جد میرے ماں باپ اور بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ مگر وہ نہ رہے اور پھر میرے نہ رہنے سے

اس قدر پریشانی کیسی دیکھو گھبرانا نہیں نصف شب گزر چکی ہے امام نے پردہ شب میں خیمہ سے برآمد ہو کر صحرائے کربلا میں نشیبی زمین کا رخ کیا۔ تو ہلال بن نافع امام کا فدائی دیکھتے ہی پیچھے آہستہ آہستہ روانہ ہو گیا۔ راہ میں دیکھا کہ آپ ایک ایک مقام کی طرف تلوار سے اشارہ کرتے اور فرماتے ہیں۔ **اِیْ واللّٰہ اِیْ واللّٰہ**، اتنے میں آپ کی نظر ہلال پر پڑ گئی۔ ہلال نے عرض کی مولا آپ یہ کیا فرما رہے ہیں، فرمایا! بتا رہا ہوں کہ میرا کون سا لخت جگر اور قوت بازو کہاں کل شہید ہوگا۔

جب امام واپس پلٹے تو ہلال نے در خیمہ تک پہنچایا اور کچھ دیر تک در خیمہ پر کھڑے رہے صرف اس خیال سے کہ شائد کوئی ضرورت ہو کہ یکا یک ان کے کان میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی یہ آواز آئی کہ بھیا کل آلِ محمدؐ کی قربانی کا دن ہے آپ نے اپنے اصحاب کا امتحان لے لیا۔ ایسا تو نہیں کہ یہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ سنتے ہی ہلال ٹھہر نہ سکے۔ دوڑ کر حبیب بن مظاہر کے خیمہ میں پہنچے اور کہنے لگے تم کیا خاموش بیٹھے ہو۔ نبیؐ زادی کو ہم پر اعتماد نہیں ہے۔ حبیب نے فوراً اصحاب کو جمع کیا۔ اور در خیمہ پر حاضر ہو کر سروں سے عمامے پھینک دیئے اور برہنہ تلواریں لے کر آواز دی۔ اے نبیؐ زادی غلام حاضر ہیں برہنہ تلواریں اور نیزے ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور اس وقت تک نیام میں نہیں جائیں گے جب تک آپ کے دشمنوں کا خون نہ پی لیں۔ آپ یقیں رکھیں کہ مرتے دم تک امام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے آپ حکم دیجئے تو ہم یہ نیزے اپنے سینوں میں اُتار لیں۔ یہ سن کر شہزادی نے اصحاب باوفا کو دعائیں دیں اور اپنے بھائی حسینؑ سے کہا ان سے کہہ دیجئے ہم اپنے جد کے پاس حاضر ہو کر تمہاری قربانیوں کی گواہی دیں گے۔

رات گزر رہی ہے سپیدۂ سحر چمکنے والا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے

ہیں کہ میری پھوپھی میری تیمارداری میں مصروف تھیں اور جون غلامِ ابوذر تلوار پر صیقل کر رہا تھا۔ کہ امام نے چند شعر پڑھے جن کے لفظ لفظ سے آنے والے واقعات نمایاں تھے اور انھیں بار بار دہرایا میں ان کا مطلب سمجھ رہا تھا۔ مگر خاموش رہا۔ میری پھوپھی جناب زینبؑ نے جو یہ الفاظ سنے تو نہ بیٹھ سکیں اور امام کے قریب آ کر عرض کرنے لگیں بھیّا آپ نے مرنے کے لئے بالکل کمر باندھ لی۔ یہ کہہ کر منھ لپیٹ لیا اور روتے روتے غش کھا کر زمین پر گر پڑیں بھائی نے بیدار کر کے بہن کو اس طرح تسلی دی بہن! زمین و آسمان میں کوئی بھی نہیں جو ہمیشہ زندہ رہے ایک دن سب کو مرنا ضرور ہے دیکھو جب میں نہ رہوں تو صبر سے کام لینا گھبرا نہ جانا۔ صبح عاشور نمودار ہوئی تو زینبؑ دیکھ رہی تھیں اور ایک ایک کر کے انصار جاں نثار راہی ملک بقا ہو رہے ہیں کبھی بھانجے رخصت ہوئے کبھی بھتیجے جن بھائیوں پر سہارا تھا وہ بھی نہ رہے اپنے فرزند عونؑ و محمدؑ بھی چل بسے پھر بھی ظہر کے وقت تک دل کو کچھ نہ کچھ تسلی تھی کہ سرمایہ دنیا و آخرت بھائی حسینؑ تو موجود ہیں۔ مگر جب ذوالجناح نے در خیمہ تک یہ خبر پہنچائی اور زینبؑ بے تحاشا خیمہ سے نکل کر وہاں تک پہنچیں۔ جسے اب تک مقامِ زینبیہ کہتے ہیں بھائی کو دشمنوں کے ہجوم اور نیزوں اور تلواروں کے سایہ میں خاک پر دیکھا تو ابن سعد سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں۔ ''کیوں ابنِ سعد میرا بھائی حسینؑ شہید ہو رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے'' اور جب شمر کو شمشیر آبدار لے کر آتے دیکھا تو بیقرار ہو کر ایک مرثیہ پڑھا ہے جس کا خلاصہ ہے۔ ''اے شمر! اتنا صبر کر کہ میں بھائی پر چادر کا سایہ کر لوں، اے شمر اتنا ٹھہر جا کہ نہر فرات سے پانی لا کر بھائی پر چھڑک دوں، شائد غش سے ہوشیار ہو جائیں۔

امام کی شہادت کے بعد یہ لاوارث قافلہ تھا اور حضرت زینبؑ، سر سے چادریں بھی چھن رہی تھیں۔ زیور کھینچ کر اتارے جا رہے تھے خیموں میں آگ لگ رہی تھی۔

اہلِ حرم خیموں سے نکل رہے تھے بچے اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے کسی کے کُرتے میں آگ لگی ہوئی تھی کوئی نجف کی راہ دریافت کر رہا تھا، ایسے وقت میں ان سب کی فریادرسی اور نگرانی اہل حرم کو آگ سے بچانا بیمار بھتیجے کو جلتے خیمے سے نکال کر باہر لانا، بچوں کو جنگل سے ڈھونڈھ کر لانا اور جمع کرنا حضرت زینبؑ اور اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کا کام تھا۔ لاوارثوں کو تسلی دینا اور ایک جگہ بٹھانا رات بھر پہرہ دینا ۱۱ محرّم کو اہلِ حرم اور بچوں کو شتران بے کجاوہ پر سوار کرنا کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام سولہ سو میل تک ہر جگہ اور ہر حالت میں بیبیوں اور بچوں کی حفاظت و نگرانی اور فریادرسی کرنا حضرت زینبؑ اور اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا کا کام تھا۔ ایک نیلی آنکھوں والا خیموں کو لوٹ رہا تھا حدیہ ہے کہ امام زین العابدینؑ غش میں ہیں اور وہ نیچے سے مصلیٰ کھینچ رہا ہے شہزادی سکینہؑ کے کانوں سے زیور کھینچتا جاتا ہے اور روتا جاتا ہے یہ دیکھ حضرت زینبؑ فرماتی ہیں روتا کیوں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ۔ اے اہلِ بیتؑ آپ کے سامان کی لوٹ پر۔

حضرت زینبؑ نے فرمایا ”خدا تیرے ہاتھ پیر قطع کرے اور آخرت کی آگ سے پہلے آتش دنیا کا مزہ چکھائے“۔ جب امیر مختار اس ملعون کو گرفتار کرتے ہیں اور حضرت زینبؑ کی بددعا کا علم ہوتا ہے تو کہتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ثانیٔ زہراؑ کی دعا قبول نہ ہو، اس کے ہاتھ اور پیر کاٹ کر اسے آگ میں جلا دیتے ہیں۔ قافلہ روانہ ہو رہا ہے اونٹوں کی باگ اس طرف موڑی گئی ہے جہاں شہیدانِ راہ خدا سر کٹائے پڑے ہیں، امام زین العابدینؑ کی نظر جب ان سر بریدہ لاشوں پر پڑی تو ان کا دم گھٹنے لگا۔ حضرت زینبؑ دیکھتے ہی سمجھ گئیں اور فرمانے لگیں۔ ”میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری روح نکل جائے گی۔ اے میرے نانا اور بابا بھائی کی یادگار۔“ پھوپھی کے یہ الفاظ سن کر بیمار امام نے یہ جواب دیا۔ ”میرا یہ حال اس لئے ہے کہ میں اپنے سردار باپ اور بھائیوں

اور چچاؤں اور چچا کی اولاد اور اہل کو اس حالت صحرا میں خون آلود پڑا ہوا دیکھ رہا ہوں جن کے بدن کے کپڑے لوٹ لئے گئے نہ انھیں کوئی کفن دینے والا نہ دفن کرنے والا نہ کوئی لاش کی خبر لینے والا جیسے وہ ترک و دیلم کے غلام ہوں۔ یہ سن کر حضرت زینبؑ نے اپنے آپ کو اونٹ پر سے گرا دیا اور سب بیبیاں اونٹوں سے زمین پر آ گئیں کوئی بی بی اپنے وارث کی لاش پر گریہ کوئی اپنے باپ بھائی کی لاش پر پہنچ کر بین جگر خراش کر رہی تھی اس وقت حضرت زینبؑ نے امام حسین علیہ السّلام کی لاش پر جو ماتم کیا ہے جسے فوج اشقیا بھی سن رہی تھی وہ مقتل تبلیغ ہونے کے علاوہ سب سے پہلی مجلسِ عزا ہے۔ جو قتلِ حسینؑ کے بعد ثانیٔ زہراؑ نے خاک و خون میں غلطیدہ لاشوں کے سامنے میدانِ کربلا میں منعقد کی ہے جسے سن کر مقتل میں وہ کہرام برپا تھا کہ زور زور سے گریہ و بکا اور فریاد واحسینا کی آوازیں آ رہی تھیں۔

''اے محمدؐ! آپ پر ملائکہ وسماوات کا درود ہو یہ حسینؑ ہے خون میں آلودہ اعضا کٹے ہوئے اور آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔ خدا کے سامنے فریاد ہے اور محمد مصطفیٰ اور علیؑ مرتضیٰ اور میرے جد حمزہ سیّد الشہداء کی طرف۔ اے ناناؐ یہ حسینؑ صحرا میں پڑے ہیں جس پر صبا چل رہی ہے۔ زنا زادوں نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ ہائے افسوس ہائے مصیبت آج میرے نانا رسولؐ خدا نے رحلت کی، میرے ناناؐ کے اصحاب یہ رسولؐ کی اولاد ہے۔ جنھیں قیدیوں کی طرح کھینچا جا رہا ہے۔

''اے ناناؐ! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور اولاد ذبح ہو کر خاک پر پڑی ہے جن پر ہوائیں چل رہی ہیں اور حسینؑ ہے جس کا سر پس گردن سے جدا کیا گیا ہے عمامہ اور ردا لوٹ لی ہے میرے باپ قربان اس پر جس کا لشکر کربلا میں لوٹا گیا اور جس کے خیمہ کی طنابیں کاٹی گئیں، میرے ماں باپ قربان اس پر جو غائب نہیں ہوا کہ آنے کی اُمید ہو

اور نہ صرف زخمی ہے کہ اس کا علاج کیا جائے، میرے ماں باپ قربان اس پر جو حزن و غم میں رہ کر رخصت ہوگیا، میرے ماں باپ قربان اس پر جو آخری سانس تک پیاسا رہا، میرے ماں باپ قربان اس پر جس کا خون فرقِ اقدس سے زمین پر بہتا رہا، میرے ماں باپ فدا اس پر جس کے جد رسولؐ خدا اور نانی خدیجہ الکبریٰؑ اور باپ علیؑ مرتضیٰ اور ماں فاطمہ الزہرا سیّدہ خاتونِ جنّت ہیں، میرے ماں باپ قربان اس پر جس کے لئے آفتاب واپس ہوا۔ پھر اس نے نماز ادا کی۔

ثانیٔ زہراؑ کے بین کربلا کے بن میں گونج رہے تھے۔ جسے سن کر جلتے ہوئے خیموں سے لے کر مقتل تک کہرام بپا تھا اور زمینِ کربلا زلزلے میں تھی۔

❁ ❁ ❁

بارھویں مجلس

حقوقِ نسواں اور شہزادی زینبؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ وَّبِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ (سورۂ نساء آیت ۳۴)

مرد عورتوں پر قوّام ہیں اسی بناء پر اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس بناء پر کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

مردوں کو قوّام کہا گیا ہے کیونکہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت اور نگرانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمّہ دار ہے مردوں کو معاشی معاملات کا ذمّہ دار بنایا گیا ہے وہ عورت کے منتظم اور نگراں ہیں اس لحاظ سے انھیں فضیلت دی گئی۔ یہاں فضیلت بمعنی شرف، کرامت اور عزت نہیں ہے بلکہ یہاں یہ لفظ اس معنی میں ہے کہ ان میں سے ایک صنف یعنی مرد کو اللہ نے طبعاً بعض ایسی خصوصیات اور قوتیں عطا کی ہیں جو دوسرے صنف یعنی عورت کو نہیں دیں اس سے کم دی ہیں اس بناء پر خاندانی نظام میں مرد ہی قوّام ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔ عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے خاندانی زندگی میں مرد کی حفاظت اور خبر گیری کے تحت رہنا چاہیئے۔

انسان کے لیے سب سے اہم ضروری چیز جس کی بدولت انسان کی تمدّن میں

منزلت ہوتی ہے اور جس کے ذریعہ وہ اپنی منزلت کو برقرار رکھ سکتا ہے وہ اس کی معاشی حیثیت کی مضبوطی ہے۔ اسلام نے نہایت وسیع حقوق دے کر عورت کی اس حیثیت کو مضبوط کیا ہے۔

حضرت خدیجہؑ یہ جانتی تھیں کہ میرا شوہر کیسے پسند کرے گا کہ اپنی اولاد پر میری دولت خرچ کرے، مزاجِ نبوّت تو سمجھ گئی تھیں نا خدیجہؑ اس لئے نہیں بچایا اولاد کے لئے، کہ جو اولاد پیدا ہوگی وہ محمدؐ کے مزاج پر ہوگی۔ واہ رے خدیجہؑ..! ورنہ یہ کہہ کر محفوظ کر دیتیں کہ بھئی آپ کو نہیں چاہئے۔ آپ سیر ہیں، آپ بڑے خاندان کے ہیں، آپ دولت پسند نہیں ہیں، مَیں اس کو محفوظ کر رہی ہوں اپنے بچوں کے لئے۔ کیا کچھ کہتے؟ کہتے ہاں..! کرلو محفوظ اولاد کے لئے، لیکن خدیجہؑ نے اس لئے ذخیرہ نہیں کیا، خدیجہؑ کو یہ معلوم ہے کہ اسلام کے اصول کیا ہیں۔ جب کہ ابھی قرآن نے آن کر یہ اعلان نہیں کیا کہ ذخیرہ اندوزی اسلام میں حرام ہے۔ خدیجہؑ نے پہلے سے عادت بنائی۔ اشرفیاں ذخیرہ نہیں ہوں گی، اناج ذخیرہ نہیں ہوگا... لے جاؤ.. بانٹو، تقسیم کرو۔ جوان کی مرضی..! یہ خوش ہو جائیں، یہ مسکرا دیں۔ دولت لٹ چکی تھی جب پیدا ہوئیں فاطمہؑ... بس پھر قصے ہی سنے ماں کے کہ ملیکۃ العرب تھیں.. قصر تھا، دولت لٹتی تھی، کنیزیں اور غلام خدمت کے لئے تھے.. یہ شان، یہ جاہ و حشم.. جو ایسی ماں کی بیٹی ہو آج اگر کسی امیر عورت کی غریب شوہر سے شادی ہو جائے... کچھ کہہ رہا ہوں، یہ سب نفسیاتی مسئلے ہوتے ہیں تمام علوم کے درمیان رکھ کر بات کرتا ہوں.. آج اگر کوئی ارب پتی عورت کسی غریب سے شادی کر لے اور وہ دیوالیہ ہو جائے، اس عورت کا پورا ذخیرہ ختم ہو جائے.. جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو... وہ باپ سے باغی ہو جاتے ہیں، ماں کی طرف ہو جاتے ہیں.. کچھ کہا ہے مَیں نے، پورے ورلڈ (World) کو دیکھ کر کہہ رہا ہوں.. کہ

میری دولت ختم ہوگئی اور باپ بیٹھا رہا اس نے کچھ نہیں کیا۔ اللہ نے بیٹی ایسی دی کہ جو سمجھ رہی تھی ماں کی دولت دولت نہیں ہے، میرے لئے یہ فخر نہیں ہے کہ میں ملکہ کی بیٹی ہوں، میرے لئے فخر یہ ہے کہ میں سردارِ انبیاؑ کی بیٹی ہوں۔ سمجھئے.. مزاج آلِ محمدؑ کا سمجھئے..! بھئی، فاطمہؑ زہرا فاقہ کر رہی ہیں، کر رہی ہیں، ماں بھی غریب تھی اور باپ بھی غریب تھا، غربت تو ان کے یہاں پشتینی چلی آرہی ہے۔ کوئی بات ہی نہیں ہے، آدمی نے سنا اور چلا گیا... نہیں اب فاقہ جو ہے وہ منشور بنے گا۔ کیوں..! ماں ملیکۃ العرب تھی، بنی ہاشم کی روٹیوں پر عرب پلتا تھا، یہ عبدالمطلبؑ کی پوتی ہے، یہ ہاشمؑ جیسے بادشاہ کی پروتی ہے، جس نے پورے عرب کو روٹیاں بانٹیں... روٹیاں کھلائیں، اس کی ماں کے یہاں غریب پلتے تھے... غریب بیٹیوں کی شادیاں.. اور ایسے ماں باپ کی بیٹی اور آدھی روٹی رکھی ہے.. وہ بھی فقیر کو جا رہی ہے۔ حیرت کا مقام ہے..! اب حیرت کا مقام ہے۔ خدا کی قسم.. اگر خدیجہ غریب ہوتیں اور بنی ہاشم غریب ہوتے یہ ہمارے نبیؐ، یہ آتے ہوئے اگر بچپن میں عبداللہ کا انتقال نہ ہو جاتا، تو کیا نبیؐ کے گھر میں غربت آتی؟ تھوڑی دور پیچھے چلے جایئے، کون غریب ہے؟ عبدالمطلبؑ.. بارہ بیٹے ہیں۔ غریب آدمیوں کے بارہ بیٹے نہیں ہوتے ہیں، جہاں خوش حالی ہوتی ہے وہاں ایسی اولادیں پروان چڑھتی ہیں۔ پھر ہاشم کی طرف چلے جایئے، قرآن میں ''سورۂ قریش'' میں قسم کھالی کہ ہاشمؑ جیسا امیر تو کوئی پچاس ملکوں میں نہیں تھا قریب قریب عرب کے دور میں، شاہِ روم مقابلہ کرتا تھا اپنا ہاشمؑ سے جو سب سے دولت مند حکومت روم کی تھی اس دور میں۔

رومی بادشاہ پیغام بھیجتا تھا، میری بیٹی سے شادی کر لیجئے... ہاشمؑ سے کہتا تھا۔ یعنی ٹکر کا دولت مند خاندان تھا ہاشم کا۔ تو کیا پورے عرب کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ

فاطمہ زہراؑ کا خاندانی ورثہ دولت مندی ہے۔۔مختصر کر لیجئے اسے۔۔ہاشمؑ،عبدالمطلبؑ، قُصیؑ،عبدِ منافؑ۔۔جتنے تھے سب امیر ترین لوگ تھے،عرب کے بادشاہ تھے۔جنہوں نے حکومت کی بنیاد رکھی تھی،وہی حاکم تھے مکہ کو فتح کیا تھا یمن سے آکر۔عرب والوں کے سردار یہی لوگ ہوتے تھے،یعنی بھوکے،پیاسے،ننگوں کو کپڑے پہنانا،کھانا کھلانا سب ان کے ذمہ تھا۔پوری عرب رعایا تھی اور یہ حاکم خاندان تھا،اس سے ہسٹری (History) کوکوئی انکار نہیں ہے۔یعنی جتنے عرب تھے وہ ان کے غلام تھے۔ان کی روٹیوں پر پلے تھے۔اور ایسے ہاشمؑ کی پوتی تھیں حضرت فاطمہؑ۔۔!سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ ماں بھی ملیکۃ العرب آئی،یعنی ہاشمیوں نے برابر کا رشتہ کیا۔زہراؑ کا ننھیال بھی امیر ترین تھا۔۔ددھیال بھی امیر ترین تھا اور ایک غلام سے کہہ رہی تھیں۔۔!فدک دے دو۔۔کیا غریب تھیں؟تب کہتے تم کہ دولت دیکھی ہی نہیں تھی،یہی لکھا ہے راشد الخیری نے اور خواجہ حسن نظامی نے۔۔۔بھئی رسولؐ کی بیٹی تھی،مانگ رہی تھی دے دیتے۔۔سب اہلسنت نے،جو حضرت سیّدہؑ سے محبت کرتے ہیں یہی کہتے ہیں۔۔کیا تھا؟ کچھ مانگا تھا؟جس نے کبھی امت سے کچھ نہیں مانگا۔۔اگر مانگا تھا تو یہ سوچ کر دیتے کہ کبھی نہیں مانگا۔۔۔اب مانگ رہی ہیں دے دو۔نہ دے کر یہ بتاؤ اس تجارت میں خلافت کا نقصان ہوا کہ زہراؑ کا۔۔۔!ان کی تو تجارت ہی یہی ہے کہ جتنی آئے وہ لٹادو۔۔۔اور دنیا کی تجارت یہ ہے کہ گھر بھرلو۔۔تو پھر غلط طریقہ سے بھی بھرلو،ہوا نا نقصان تجارت میں۔کہ اگر نیکی سے بھی تجارت کر رہے تھے،اگر خلافت کی تجارت نیکیوں پر مبنی تھی تو رہ جاتا پردہ۔۔۔اگر دے دیتے وراثتِ زہراؑ تو بچ جاتے۔۔۔جتنا مال تھا سب نجس ہوا،سب غصب شدہ ہوا۔ایک فدک کی وجہ سے۔نقصان ہوا نا۔۔؟اور زہراؑ کو نقصان نہیں ہوا۔۔۔ظاہر ہے کہ ملتا تو کیا کرتیں؟جس کی ماں کو کبھی دولت کی پرواہ نہ رہی ہو۔۔اس کے لئے جاگیر کیا چیز

ہے؟ بات کی بات تھی..اور بات کیا تھی؟ بات یہ تھی کہ آیت یہ پڑھی تھی کہ رسولؐ اگر مار ڈالے جائیں یا اپنی موت مر جائیں تو کیا تم لوگ الٹے قدم اپنے پرانے مذہب پر چلے جاؤ گے..؟ آیت تو یہی تھی نا..؟ فاطمہ زہراؑ نے یہ آیت پڑھ دی، مسئلہ آیت کا تھا، فدک کا نہیں تھا۔ مطلب الٹے قدم پرانے مذہب پر چلے جاؤ گے... کیا سمجھ رہے ہیں آپ اس سے..یعنی اللہ جو بات کہہ رہا ہے، کیا مطلب ہے کہ بت پرستی کی طرف لوٹ جاؤ گے...؟ یہ کب کہا آیت نے کہ تم بت پرستی کی طرف لوٹ جاؤ گے؟..نہیں..! اس نے کہا تم اپنے پرانے مذہب پر چلے جاؤ گے، مذہب میں جو جو کچھ ہے تم اس کی طرف چلے جاؤ گے۔ تو مذہب میں بیٹیوں کو زندہ گاڑنا بھی تو تھا..بیٹیوں کی بے عزتی بھی تو تھی۔ زہراؑ نے کہا کیا واپس چلے گئے..؟ کہ بیٹی کا حق باپ سے جو ملنے والا ہے وہ نہیں دے رہے ہو، بیٹی کو محروم کر رہے ہو، یعنی جاہلیت پر گئے۔ جاہلیت پر گئے... اسلام نے سب سے بڑا کارنامہ کیا تھا عورت کے حقوق کو بچا کر۔ نبیؐ کے مرتے ہی سب سے پہلے ڈاکہ ڈالا گیا حقوقِ نسواں پر..تو سب سے پہلے کون مقابل آیا ہے؟ علیؑ یا زہراؑ..؟ مسئلہ تو ہے اب حقوقِ نسواں کا..زہراؑ اٹھ گئیں، کہا مسئلہ فدک کا نہیں ہے، آج اگر میں خاموش رہ گئی تو قیامت تک ہر باپ کی بیٹی مظلوم رہے گی۔ اور جب معاشرے کو موقعہ ملے گا ڈاکوؤں کو جب موقع ملے گا ہر بیٹی کو اپنے باپ کی وراثت سے محروم کر دیں گے۔ اس لئے مَیں اٹھتی ہوں، کم از کم اسلامی عورت کا مستقبل تو محفوظ ہو جائے۔ دیکھو..! مَیں جس نے فاقوں میں زندگی گزاری ہے، مَیں زندگی میں پہلے بار گھر سے نکل رہی ہوں... اس لئے نہیں کہ مجھے کچھ چھین لینا ہے..حقوقِ نسواں کے لئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اکیلی جاتیں، بنی ہاشم کی عورتوں نے اور انصار کی عورتوں نے چاروں طرف جلو میں پردے تان لئے۔ گویا مسئلہ تمام عورتوں کا تھا۔ اس طرح کس نے فدک سمجھایا ہے

بھائی..؟ مجھے بتاؤ کئی سو عورتیں سیدہؑ کے ساتھ کیوں گئیں؟ انہیں کیا دلچسپی تھی فدک سے، کہ اگر فدک زہراؑ کو مل جائے گا ان عورتوں کو کیا دلچسپی..نہیں..رسولؐ کی زندگی میں تمام اسلامی عورتوں کے وظیفہ کا انتظام سیدہؑ کرتی تھیں، سب کو معلوم تھا اسلامی وظیفہ جو بیواؤں کو مل رہا ہے وہ بند ہو جائے گا اگر زہراؑ کو حقوق نہیں ملے۔حکومت ظالم ہے..یہ پرانے دین پر چلی گئی۔یہ عورتوں کو بے عزت کرے گی۔اس لئے ساری کی ساری عرب کی عورتیں زہراؑ کی طرف ہو گئیں۔اچھا..! ساری عورتیں زہراؑ کی طرف اس بات پر ہوئی ہیں کہ نبیؐ کی بیٹی ہیں اور فتح پائیں گی۔حقوق انہیں مل جائیں گے لیکن جیسے ہی واپس ہوئیں تو کیا عورتوں سے آنکھیں ملیں زہراؑ کی..! عورتیں تو یہ سوچ رہی تھیں حقوق ہمارے مل جائیں گے، بی بیؑ کو فدک ملے گا ہمارے وظیفے بھی جاری رہیں گے ...بچے پل جائیں گے۔...میں فدک تو پورا پڑھوں گا ہی نہیں اس موضوع پر عشرے پڑھ چکا ہوں، وہ موضوع ہی الگ ہے۔مجھے تو ایک منزل پر پہنچنا ہے لیکن اب یہ کہ کتاب کھلنے لگتی ہے تو میرے لئے پریشانی بڑھتی جاتی ہے کہ میں کیسے واپس آؤں..؟ اور پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ موضوع چھوڑ کیسے دوں، کیا کروں میں۔صلوٰۃ۔۸۷ لڑائیاں ہوئی تھیں اسلام میں...ان میں کتنے لوگ مارے گئے تھے؟ بیٹھ کر کوئی سروے کرے اسلام کی تاریخ کا اور پھر مجھے بتائے کتنے بچے یتیم ہوئے..؟ کتنی عورتیں بیوائیں ہوئیں..؟ کون پال رہا تھا..؟ اوقاف بنا کر فاطمہؑ زہرا کو محمدؐ نے دیا تھا کہ تیرہ معصوم مرد اور ایک عورت اس لئے اللہ نے ایک عورت رکھی تھی کہ پورے اسلام کی تاریخ میں سارے کام نبیؐ کریں گے لیکن یہ کام عورت کرے گی۔یہ ڈیپارٹمنٹ (Department) تھا..کہ یہ بیوائیں کیا بھیک مانگیں گی؟ یتیم بچے کیا بھیک مانگیں گے؟ کوئی بتا دے کہ جنگوں میں جتنے لوگ مارے گئے، ان کی بیواؤں اور یتیموں نے

کسی کے در پر جا کر کبھی بھیک مانگی ہو..گھر پر وظیفہ پہنچ جاتا تھا، روٹی پہنچ جاتی تھی۔کون پہنچاتا تھا..؟اس کا حساب تاریخِ اسلام نے نہیں لگایا..اس ڈیپارٹمنٹ کو چھپادیا گیا۔اور اسلام کا اصول کہ گھر بیٹھے کھانے کو نہیں ملے گا..!انڈسٹریل ہوم(Industrial Home) قائم کیا زہراؑ نے، آؤ یہاں سوت کاتو...آؤ میرے ساتھ بیٹھ کر جَو پیسو..چکیاں تھوڑی تھیں کہ پسا پسایا آٹا مل جائے۔اپنے ہاتھ سے آٹا پیسنا پڑتا تھا۔ایک ڈیپارٹمنٹ بنا دیا فاطمہ زہراؑ نے کہ آٹا پیس کر بھجوادو، مارکٹ میں، منڈی میں، تجارت دیکھی..!وظیفہ تو تمہیں ملے گا ہی..یہ الگ سے تمہارا ایک اوور ٹائم (Over Time) ہے۔وظیفہ اپنی جگہ، خالی نہ بیٹھو، اسلام نہیں کہتا کہ خالی بیٹھو...تو عمارتیں لے لی گئیں، یہودیوں سے قلعے خرید لئے گئے مدینہ میں اور چرخے رکھ دیئے گئے، سوت کاتا جارہا ہے، کپڑا بنا جارہا ہے...!کیا ملیں لگی ہوئی تھیں جو اسلامی لوگ، کئی لاکھ لوگ کپڑے پہنتے تھے۔ کہاں سے کپڑا آتا تھا؟نہیں سمجھے آپ..جب انگریزوں کا راج تھا تو یورپ سے کپڑا آتا تھا، جب گاندھی آئے تو کہا باہر سے کپڑا نہیں آئے گا، بند ہو جائے گا خود اپنا کھدر بناؤ۔گاندھی نے کہاں سے سیکھا؟جب اسلام آیا محمدؐ نے کہا..!کپڑا روم سے نہیں آئے گا..یمن سے نہیں آئے گا..اب ریشمی کپڑا حرام ہے۔سوت پہنو..!کھدر پہنو..!اس لئے بیٹی کے جہیز میں ۲ ہجری میں چرخہ دیا تھا..دکھانے کو نہیں دیا تھا۔چکی جہیز میں دی تھی..دکھانے کو نہیں دی تھی۔مَیں اسلام کا بادشاہ، بیٹی کو چکی اور چرخہ دے رہا ہے تاکہ ہر گھر میں چکی اور چرخہ ہو۔دکھانے کے لئے نہیں ہے، محنت کے لئے ہے۔ بیٹی بھی چکی پیسے گی اور چرخہ چلائے گی۔تمام عورتوں کو یہ کام کرنا ہے، گھر بیٹھ کر عورت یہ کام کرسکتی ہے، زہراؑ نے سکھایا...اور یہ بھی نہیں، پیسہ بڑھتا جاتا ہے، بڑھتا جاتا ہے، اس پیسہ سے زمین خریدی جاتی ہے۔سات باغ خریدے فاطمہ زہراؑ نے... باغ

بہتوں کے ہوں گے....لاکھوں لوگوں کے باغ ہوں گے، کسی کا باغ نام بتا دیجئے تو مَیں جانوں...! چیز ایسے زندہ رہتی ہے، باغات ہمارے باپ دادا کے پاس بھی تھے، ہم نام نہیں بتا سکتے ہیں...کہاں کا باغ، گاؤں دیہات کے تھے، گاؤں دیہات کے نام بدل جاتے ہیں۔فلاں جگہ کا باغ، فلاں جگہ کا باغ، جگہ کا نام بدل گیا، باغ بھی نہ رہا... دوسروں کو قبضہ ہو گیا، باغ کہاں رہ گئے؟ باغ پر قبضہ ہو جائے آلِ محمدؐ کے لیکن نام رہ جاتا ہے...اس لئے ہر چیز کا نام رکھ دیتے تھے، گھوڑے پر قبضہ کرو گے نام کے ساتھ ہمارا رہے گا...اونٹ پر قبضہ کرو گے نام کے ساتھ ہمارا رہے گا۔تلوار کا نام ہے، لے جاؤ تلوار لوٹ کر۔ہر چیز کا نام رکھ دیتے تھے۔سات باغ خریدے جناب فاطمہؑ نے، ساتوں کے نام رکھ دیئے۔ساتوں کے نام موجود ہیں، یہ باغ نہیں چھین سکی حکومت.. فدک چھینا، اس کا بھی نام تھا، نام صحیح پکارا جا رہا ہے۔آج بھی نام سے پکارا جا رہا ہے، چونکہ اوقاف میں تھے وہ ساتوں باغ اس لئے حکومت قبضہ کیسے کرتی؟ اسٹرائیک ہو جاتی، ہڑتال ہو جاتی، اوقاف کے تھے نا..! وہ باغ تنہا اوقاف میں نہیں دیا تھا محمدؐ نے، وہ سرنامہ زہراؑ کے نام لکھا تھا، یعنی اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے۔اس پر قبضہ ہو گیا، وہ وراثت تھی یعنی اولاد بزرگ سے وراثت پاتی ہے، یعنی بیٹا جس گھر میں رہ رہا ہے... جب باپ مرے گا تو گھر بیٹے کو ہی ملے گا۔اس میں ایک نکتہ یہ ہے کہ وارث کو وراثت سے کوئی خارج نہیں کر سکتا۔وراثت چھین سکتے ہیں آپ..! نہیں سمجھ رہے ہیں آپ... تھک گئے آپ...ابھی مَیں جناب زینبؑ کے موضوع پر آیا نہیں، آپ تھک چکے..تو ابھی کیا ہو گا جو اصل موضوع ہے...یہ تو سب تمہید ہے۔کیا ہو گا آگے؟ یا مَیں یہاں پر تقریر روکوں اور موضوع پر آ جاؤں..؟ ایک بیٹا اپنے باپ کا وارث ہے، طے شدہ بات ہے۔اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا تو اپنے باپ کا بیٹا ہے یا نہیں...؟ ..ہے..کوئی

عدالت نہیں پوچھتی، ہاں اس کے مکان پر قبضہ کر لیجئے کہ بھئی تمہارے باپ کا مکان ہے چھین لیا گیا تمہیں نہیں ملے گا۔اب وہ لڑتا رہے مقدمہ، لیکن اس بات پر مقدمہ نہیں لڑے گا کہ مَیں اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہوں..یا..ہوں۔ایسا دنیا میں کہیں نہیں ہوتا...ایسا کوئی مقدمہ نہیں ہوتا۔تو وراثت تو اس کی ثابت ہے نا..؟ مادی وراثت چھنی ہے نا..وارث تو وہ اپنے باپ کا ہے۔تو اب فدک چھنا تھا نا..! زہراؑ وارث تو تھیں نا رسالتؐ کی؟ وراثت تو نہیں چھینی تھی اور کوئی چھین بھی نہیں سکتا۔چونکہ اپنا ذاتی تھا، اگر اوقاف کا ہوتا تو پھر لے کر بھی دکھا دیتیں۔اپنا ذاتی تھا چھوڑ دیا..اور یہ نبیؐ کو معلوم تھا کہ رہے گا تو زہراؑ رکھیں گی نہیں، داخلِ دفتر کر دیں گی اوقاف میں..پھر پہلے ہی کہہ دیتے کہ مَیں اوقاف میں داخل کر رہا ہوں، چھنتا نہ۔بیٹی کو الگ سے کیوں دے کر گئے؟ بہت بدعقل ہو تم لوگ...اس کی ماں کا قرضدار جا رہا ہوں...اس کی ماں کا قرضدار جا رہا ہوں، زہراؑ تو محشر میں مجھ سے یہ نہیں کہے گی کہ کم از کم ماں کا قرضہ تو دے دیتے بیٹی کو، مگر قیامت تک آنے والی اولاد نے اگر مجھ سے محشر میں پوچھا کہ ہماری نانی خدیجہؑ تھیں آپ کچھ ہمیں دے کر کیوں نہ گئے؟ تو مَیں کہوں گا دیا تو تھا..انہوں نے چھینا ہے۔یہ کھڑے ہیں انہوں نے چھینا ہے۔کیا صرف زہراؑ دشمنی ہے فدک..؟ فدک تو یہ مجلس دشمنی ہے۔حکومت کی باتیں تو چھوڑیں، تو کیا..وہ عورتیں جو یہ سمجھ رہی تھیں کہ مل جائے گا اور ساتھ گئی تھیں اور نہیں ملا تو کیا اب وہ عورتیں شکوہ کریں گی؟ نہیں وہ بات سمجھ گئیں، جب زہراؑ واپس آئیں تو عورتیں سمجھ گئیں، معرفتِ زہراؑ رکھتی تھیں کہ زہراؑ کیوں گئی تھیں۔انہوں نے پوچھا نہیں کہ بی بی آپ کیوں گئی تھیں؟ جب فدک نہیں ملا تو بات سمجھ گئیں۔حق کا مطالبہ ضروری ہے چاہے ملے یا نہ ملے۔مانگ لینا..آج اسی اصول پر پوری دنیا چل رہی ہے، کوئی فلسطین کے حقوق

مانگ رہا ہے، کوئی کشمیر کے حقوق مانگ رہا ہے...ملے یا نہ ملے..مانگتے رہو نہیں ملے گا نہیں مانگیں گے... کیوں مانگ رہے ہو جب نہیں ملے گا؟ مانگ کیوں رہے ہو؟ آپ کو معلوم نہیں کہ حقوق کیوں مانگے جاتے ہیں؟ تا کہ تاریخ میں یہ لکھوایا جائے کہ حق ہمارا ہی ہے...!اب سمجھے..؟ مجلسیں کیوں ہو رہی ہیں،ان کے کیا فوائد ہیں؟ تاریخ میں لکھوار ہے ہیں حقوق ہمارے تھے،نہیں ملے...!نہیں ملے۔اعلان تو کرنے دو۔اعلان کرنے دو اور یہی اعلان ، یہ حقوقِ نسواں چھین لئے گئے۔اب بات کرتے رہو قرآن اور حدیث سے تو میں جانوں..!وہ مشرک اور کافر پلٹ کر یہ پوچھے گا..! عورت کی عزت ہے اسلام میں..؟ ہے کسی میں دم، کہے ہاں بہت ہے۔تو پھر آپ نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا عزت کی؟ اب سمجھے کیوں الزام لگا رہے ہیں مشرک اور کافر مسلمانوں پہ...انہیں معلوم ہے ان کے پاس جواب نہیں ہے..اس لئے دبائے چلے جا رہے ہیں، دبائے چلے جا رہے ہیں۔جس دن یہ کہیں گے عورت کو ہم نے بہت آزادی دی..ہم عورت کا بہت احترام کرتے ہیں..تو پلٹ کر پوچھے گا..؟ کس کا گھر جلایا تھا تم نے مدینہ میں؟ کس کا گھر جلایا تھا؟ ہاں..!وہ سمجھے کہ ہم نے مدینہ میں ظلم کر لیا، بنی ہاشم کے محلے سے بات آگے بھی نہیں نکلی۔کسی کو پتہ بھی نہیں چلا، ہم نے کیا کیا؟ پورے عرب کو نہیں معلوم ہوا کہ کیا ہوا؟ بچ گئے، بچ گئے۔ظلم بھی کر لیا اور طشت از بام بھی نہیں ہوا ظلم کہ کیا..؟ کیا کیا؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں چلا۔چونکہ پتہ نہیں چلا اس لئے سب یہ سمجھتے رہے یہی حق ہے...! نبیؐ یہی بنا کر گئے تھے، یہی دین، یہی مذہب ہے۔آلِ محمدؐ کا نام بھی سب نے بھلا دیا اور کوشش بھی یہی کی گئی..بھئی کوئی ان کی بات ہی نہیں کرو، یہ تو ایک بیٹی نہیں تھی، بیٹی وارث تھوڑی ہوتی ہے۔اولا د تھی ہی نہیں نبیؐ کے..وارث تو بیٹا ہوتا ہے، پروپیگنڈا یہاں سے شام تک، فلسطین تک، پوری دنیا

میں بس یہی تھا۔ بیٹا تھا ہی نہیں بس ہم ہی لوگ وارث ہیں۔ ہم ہی لوگوں کو وارث بنا گئے۔ یزید وارث ہے، بس یہی خاندان، بنی اُمیّہ وارث ہیں اصل میں، چونکہ ددھیالی رشتہ دار یہی لوگ تھے۔ محمدؐ کی اولاد میں کوئی تھا ہی نہیں۔ یہ چچا زاد لوگ ہیں یہ سب رسولؐ اللہ کے بھتیجے ہیں، بھانجے ہیں... یہی لوگ وارث ہیں۔ یہ پوری تاریخ میں پروپیگنڈہ کر دیا۔ لوگ.. عوام.. آرام سے بیٹھ گئے کہ یہی وارث ہیں اور اسی کی حکومت کو چلنا ہے، ہمیشہ ان کی ہی بیعت کرتے رہنا ہے ہم کو اور اسی طرح اسلام چلتا رہے گا.. ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ علیؑ کون ہے، فاطمہؑ کون تھیں؟ اسی طرح سے ساٹھ برس گزر گئے آرام سے کہ بہت اچھی حکومت چل رہی ہے۔ شیطان بھی بہت خوش تھا۔ ہم جو چاہتے تھے وہ ہو گیا۔ نبوتوں کی وراثت ختم ہوئی فرعونیوں اور نمرودیوں پر۔ دیکھا شیطان کتنا خوش ہے؟ اور اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ اب کوئی نبی بھی نہیں آئے گا.. نبوت ختم ہو چکی۔ انتقال ہو چکا نبوتوں کا۔ فرعونیت زندہ ہے، نمرودیت زندہ ہے۔ یہ کھایا غچہ شیطان نے...! کھایا غچہ اور کھاتا رہا ہے۔ بنتا بہت ذہین عقل مند ہے اپنے علم سے کہتا ہے میں بہت بڑا عالم ہوں۔ پہلا دھوکا تو اس وقت کھایا جب آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا.. وہیں دھوکا کھا گیا۔ اب اس کو نبھا رہا ہے.. نبھائے جا رہا ہے اور اپنی غلطیوں پر اتنا غرہ ہوا کہ یزیدیت کے دور میں آ کر خوش ہو گیا کہ مَیں نے وہ غلطی نہیں کی تھی، آدمؑ کو سجدہ کر کے۔ میں فتح پا گیا... دیکھ تجھے ہرا دیا۔ کہ ایک دفعہ پھر کھا گیا غچہ.. اور یزید کے کان میں پھر سے کہہ دیا.. حسینؑ سے بیعت لے لو..! یہی شیطان کی ہار تھی۔ مَیں اپنے موضوع پر آ گیا۔ بس یہاں سے شیطان کی شکست شروع ہو گئی۔ مدینہ میں گھر جلا لیا تھا چپکے سے.. حسینؑ سے بیعت مانگ لی۔ حسینؑ نے کہا کیا مطلب ہے..؟ کیا مطلب ہے تمہارا...؟ پھر گھر جلوا دوں، جیسے ماں کا گھر جلا تھا۔ پھر مدینہ میں خاموشی سے واقعہ

ہو جائے اور باہر والوں کو پتہ ہی نہ چلے۔آؤ میدان میں بات ہوگی..! ایسے ہی نہیں یہ جملہ کہا ہے، جان لگائی ہے تو کہا ہے..اب گلی میں بات نہیں ہوگی، اگر گھر بھی جلانا ہے تو میدان میں جلاؤ...آؤ، آؤ۔ چلے، اتنا بڑا میدان ہے عرفات کا؟ کتنے لاکھ حاجی آجاتے ہیں؟ بیس لاکھ حاجی عرفات میں آجاتے ہیں۔کیا میدان چھوٹا ہے؟ کتنا بڑا میدان ہے؟ حسینؑ نے پورے میدان کو دیکھا...! کہا..حسینیت کے لئے چھوٹا ہے، آگے بڑھ گئے۔خیمے لگے، ٹھہرے، تیئیس میدان آئے ہیں راستے میں، گنتے جایئے..سفرِ حسینؑ میں..میدان کو دیکھا چھوٹا ہے۔کوئی ان سے پوچھے، کتنا بڑا میدان چاہئے؟...اتنا بڑا میدان چاہئے کہ محشر کا میدان اس میں سما جائے۔کہا تو ایسے میدان کا پتہ تو آپ کو ہی معلوم ہوگا۔کیا وہ روئے زمین پر ہے؟ کہا ہے۔کہا جہاں مَیں ٹھہر جاؤں۔جہاں مَیں رک جاؤں۔عبداللہ ابن عباس عالم تھے، مفسر تھے، کہا ٹھیک ہے..! آپ جا رہے ہیں. جایئے۔عورتوں کو کیوں لے جا رہے ہیں؟ کہا..اللہ نے چاہا ہے اس کے معنی جو کام ہو رہا ہے وہ اللہ نے چاہا ہے۔حسینؑ نے ایک جواب دیا اللہ نے چاہا ہے...کیا مطلب؟ یہاں پر مَیں آپ سے کیا کہوں اس جملہ پر، کون سی دلیل دوں؟ فرشتوں نے کہا، ہم تیرے عبادت گزار ہیں عالم ہیں، جاننے والے ہیں، ہم کو بنا دے۔اس کو مٹی والے کو کیوں بنا رہا ہے؟ کہا جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے۔یہ کوئی جواب ہے؟..نہیں، یہ خدائی جواب ہے۔حسینؑ کہیں..جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے، بس ہم لے جا رہے ہیں عورتوں کو۔جو خدا نے جواب دیا فرشتوں کو، وہ حسینؑ نے جواب دیا اپنے دور کے عالموں کو۔کہا ہم جانتے ہیں، ہم لے جا رہے ہیں۔یہ حسینؑ کا جواب تھا۔ایک جواب اِدھر سے آیا، دیکھئے..! فرق دیکھئے گا جواب کا..حسینؑ کا جواب قرآنی جواب تھا، آسمانی جواب تھا۔جوابِ اول تھا..، وہ جواب جو فرشتوں کو دیا گیا تھا۔اب دوسرے

جواب کا فرق دیکھئے گا... اس میں ممتا ہو گی اس میں محبت ہو گی۔ حسینؑ دونوں چیزیں ساتھ لے کر چلے ہیں۔ محبت بھی ساتھ لے کر چلے ہیں، علم بھی۔ ایسا کسی نبی نے نہیں کیا۔ سارے انبیاؑ اپنی قوموں پر عذاب لا دتے رہے، اگر کسی کے پاس محبت ہوتی تو قومیں تباہ نہ ہوتیں، عذاب نہ آتا۔ حسینؑ نے کربلا میں عذاب کیوں نہیں طلب کیا..؟ اس لئے کہ محبتوں کا سایہ تھا۔ عذاب آ ہی نہیں سکتا تھا۔ اگر محبت کا وجود ہوتا تو ناقۂ صالح قتل نہ ہوتا۔ محبت کا وجود ہی نہیں تھا۔ یہ قومیں پتھروں سے مار مار کر نہ تباہ کی جاتیں، محبت ابھی آئی ہی نہیں تھی۔ محبت ابھی آسمان سے اتری ہی نہیں تھی۔ مودّت کی آیت ابھی آئی نہیں تھی۔ اس لئے انبیاؑ اپنا اپنا کام کر کے چلے گئے۔ اسی لئے کسی نے اجر بھی نہیں مانگا۔ محبت آئی تو آخری نبیؐ نے اجر مانگا۔ اجر کا رشتہ محبت سے ہے۔ اجر کا رشتہ محبت سے ہے۔ کہا ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے، اللہ نے چاہا ہے کہ عورتوں کو بھی ساتھ لے جاؤ، بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ عماری کا پردہ ہلا.. کسی نے چوبِ عماری پر ہاتھ رکھا۔ اور آواز آئی۔ ابنِ عباس کیا میرے بھائی سے کہہ رہے ہو کہ عورتوں کو کیوں لے جا رہے ہو، کیا ابنِ عباس تم بھائی اور بہن میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو۔ جواب دیکھا۔ اب اس پر ابن عباس کیا جواب دیں گے کہ بھائی اور بہن میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو... جملہ ابھی مکمل نہیں ہوا۔ سنو ابنِ عباس..! بہن بھائی کے ساتھ جی ہے، بھائی کے ساتھ مرے گی۔ یہ ہے محبت۔ محبت کی نگاہیں ہوتیں تو حسینؑ سے کوئی نہیں یہ پوچھتا.. کہ عورتوں کو کیوں لے جا رہے ہو۔ جلا دیا خیمہ، زہراؑ کا گھر جلا، دیکھنے والے گواہ تھے ہی نہیں۔ گلی میں سقیفہ والوں نے پہرہ لگوایا، اندر کسی کو آنے نہیں دیا، حکومت کے بارہ تیرہ آدمی گئے، تلواریں اور تازیانے لے کر اور گھر کو گھیر کر جلا دیا۔ انصار کو نہیں پتہ چلا اندر کیا ہوا؟ کس کے تازیانہ لگا؟ کس کے کان کے آویزے گر گئے؟ کس کا

معصوم بچہ قتل ہوا؟ کسی کو کچھ نہیں معلوم ہوا۔ چھپا دیا سب۔ اب کہاں سے چھپاؤ گے۔ یہ سامنے خیمہ لگے ہیں، تو کام تو وہی کرنا ہے، اور جلا دیا...! جلا دیا.. زمانے نے دیکھ لیا۔ تو سیّدہؑ بی بی آپ کا گھر جو جلا تھا.. ایک دروازہ جلا تھا، دالان باقی تھا.. سایہ تھا۔ وہیں تو بیٹھیں نا آپ..؟ بی بی آپ کی بیٹی زینبؑ کا گھر تو یوں جلا کہ بیٹھنے کی جگہ ہی نہ رہی.. اب یہ جملے فضائل کے سمجھئے یا مصائب کے... جس کا گھر ہی جل جائے تو پھر وہ کہیں بیٹھتا نہیں ہے، وہ تو در بدر ہو جاتا ہے، اس لئے کہ کوئی جگہ ہی نہیں، کہاں بیٹھیں۔ کہیں سایہ ہی نہیں ہے۔

حضرت زینبؑ شامِ غریباں میں پکار رہی تھیں:-

دنیا تمام اجڑ گئی، ویرانہ ہوگیا
بیٹھوں کہاں کہ گھر تو عزا خانہ ہوگیا

اب یہاں پورے سفر میں ایک جملہ کہا..! کہ بھائی اور بہن میں جدائی ڈالنا چاہتا ہے۔ تو ابنِ عباس جیسا عالم وقت اس دن سے کہنے لگا.. یہ عقیلۂ بنی ہاشم ہیں۔ اور اس دن سے روایت کرنے لگے حضرت زینبؑ کو اپنا استاد کہنے لگے کہ میں فدک کا خطبہ جناب زینبؑ سے لکھ رہا ہوں اور ان سے سیکھ رہا ہوں کہ خطبہ سیّدہؑ نے کیسے پڑھا؟ چھ سال کی تھیں زینبؑ.. جب حضرت سیّدہؑ نے فدک کا خطبہ دیا، بیٹی ماں کے ساتھ کھڑی ہوئی پورا خطبہ سن رہی تھی اور اسی وقت حفظ ہوگیا۔ اور جب کوفہ میں پچیس برس کے بعد علیؑ نے خطبۂ شقشقیہ دیا...! زینبؑ وہ خطبہ بھی سن رہی تھیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب آخری حج ہوا تو حضرتِ سیّدہؑ آخری حج میں بھی تھیں اور جب رسولؐ نے غدیرِ خم کا خطبہ دیا تو وہ خطبہ بھی پورا حضرت زینبؑ نے سنا۔ اس وقت بھی چھ سال کی تھیں، تو نانا کا پورا خطبہ یاد تھا، ماں کا پورا خطبہ یاد تھا، باپ کے سارے خطبے یاد تھے، یعنی تین

معصوموں کے خطبے...وہ جو آسمان سے اترے تھے..جن کا لفظ لفظ آسمانی تھا، وہ زینبؑ کو یاد تھا۔کیا تھا ان ہی خطبوں میں سے کچھ ٹکڑے لے کر زینبؑ سنا دیتیں کہ میرے ماں اور باپ اور نانا کے خطبات ہیں اس میں سے ٹکڑے سنا رہی ہوں۔بالکل اس کے مقابل ایک خطبہ دیا اور دنیا کو دعوت دی کہ آسمانی خطبوں سے زینبؑ کا خطبہ ملا کر دیکھنا۔یہ وزن دیکھو..! ایسے ہی نہیں عالمۂ غیر معلّمہ ہیں، عقیلۂ بنی ہاشم..اللہ اکبر۔ معلوم ہے۔یہ خیمے ابھی جل جائیں گے...اب بتانا تو یہ ہے زمانے کو، امام کو ہاتھ پر اٹھا کر، بلند کر کے امت سے کہا جاتا ہے...یہ تمہارا امامؑ ہے، یا مسجد میں کہا جاتا ہے بیعت کرو، حسنؑ اور حسینؑ تمہارے امام ہیں۔تعارف تو ہوتا ہے امام کا..تعارف کا وقت اب یہ ہے..عصرِ عاشور۔اب سیّد سجادؑ امام بنے ہیں۔امام کا بیٹا، امام بن گیا۔ادھر حسینؑ کا سر کٹا، ادھر چوتھے امام، امام بن گئے۔یہ تاجپوشی ہے۔اب کیسے تاجپوشی ہے؟ خیمہ میں بے ہوش پڑے ہیں چمڑے کے بستر پر، یہاں غدیر کا میدان کیسے لایا جائے، یہاں مسجدِ نبوی کہاں سے لائی جائے حسنؑ اور حسینؑ کی طرح، امامت کا اعلان تو ابھی کرنا ہے، یہ واجب ہے کہ ایک امام شہادت پائے تو دوسرے امام کا فوراً اعلان کیا جائے۔ اگر وقت ہوتا تو ہر امام کی امامت بتاتے کہ کیسے ایک امام نے دوسرے امام کو امام بنایا، یہ ہے نازک گھڑی، ہر ایک کے امامت کے اعلان کی گھڑی الگ الگ آئے گی۔الگ الگ آئے گی۔سب اماموں کی گھڑی الگ الگ ہے۔غدیر سے لے کر مہدیؑ کے اعلانِ امامت تک۔ایک پورا میدان ہے غدیر کا۔اب کربلا میں یہ ہے میدان... میدان نہیں خیمہ ہے..یہ چمڑے کا بستر ہے..اسی میں میدان بنانا ہے..اسی میں غدیر بنانا ہے..اسی میں مسجدِ نبویؐ بنانا ہے۔اعلان کیسے ہو کہ یہی ہے امامؑ۔تو امام کی پہچان یہ ہے کہ جو نبوتوں اور اماموں کے برابر افضل ہو۔جو سب سے بڑا ہو خاندان میں ہو، وہ

آگے بڑھ کر فتویٰ پوچھے امام سے۔ یعنی عمر میں جو بزرگ ہو وہ چھوٹے سے پوچھے۔ زینبؑ چھپن سال کی... سیّدالساجدینؑ چوبیس سال کے... ایک زمانہ دیکھا تھا زینبؑ نے سقیفہ سے لے کر کربلا تک۔ تجربہ زینبؑ کا زیادہ تھا لیکن اب بتائیں گی، مجھے کچھ نہیں معلوم۔ مَیں امام سے پوچھوں گی۔ تو آگے بڑھیں۔ بازو ہلایا... کہا اب تم بتاؤ...! عورت کا مقام اسلام میں کیا ہے؟ پردہ واجب ہے؟ پردہ اسلام میں واجب ہے، ہم سب پردہ میں ہیں، خیمہ جل رہے ہیں، اب بتاؤ.. جل کے مر جائیں..! جل کے مر جائیں۔ تم اگر کہہ دو تو سب عورتیں جل کر مر جائیں۔ پردے پر قربان ہو جائیں۔ جواب آیا، امام کے علاوہ کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔ کہا پھوپھی اماں جان بچانا واجب ہے۔ امامت کے علاوہ کوئی اور بول سکتا تھا؟ ویسے ہی جواب دیا سیّدالساجدینؑ نے جان بچانا واجب ہے پھوپھی اماں، بچوں سے کہئے میدان میں بھاگیں۔ بیبیوں سے کہئے باہر نکل جائیں۔ کب پوچھا ہے یہ فتویٰ..؟ اس وقت نہیں پوچھا، جب اپنا خیمہ جلا۔ ایک خیمہ جل چکا، سب کو جمع کیا دوسرے خیمہ میں چلی گئیں، اب آگ اس میں بھی آ گئی، سب کو لیا تیسرے میں چلی گئیں۔ دیکھئے..! پردہ کی حد ہے، پردہ کی حد ہے۔ ابھی اقدام زینبؑ کا ہے، جب آخری خیمہ بھی جل گیا تب بازو ہلایا۔ تھکا ہوا ہے، پیاسا ہے، لیکن اب تو مسئلہ پوچھنا ہی ہے۔ زیرِ آسمان آئیں کیسے؟ کبھی آئے ہی نہیں۔ تم بتاؤ..! تم امامِ وقت ہو بیٹا، حجت خدا ہو.. اعلان کیا یہ ہیں حجت خدا، یہ ہیں امام۔ پھوپھی اماں سب باہر نکل جائیں، بچوں سے کہیں بھاگیں، جس کو جہاں پناہ ملے، پہاڑیوں کے پیچھے، بچوں سے کہئے دوڑیں جائیں، نکل جائیں اور تمام بیبیوں کو لے کر باہر نکلئے۔ جان بچانا واجب ہے۔ اب سمجھے کیا ہے چوتھے امام کی امامت..؟ یہاں پر غور کیجئے، اگر سب جل کر مر جاتے اور امام سے نہ پوچھا جاتا۔ بیبیاں تو کبھی بھی

نہ نکلتیں۔ جل کر مر جانا گوارہ کرتیں، باہر نہ نکلتیں۔ امام نے اجازت دے دی، باہر نکلئے...! اب آپ کا جہاد شروع ہو چکا۔ اب بچوں اور عورتوں کا جہاد شروع ہو چکا، امام نے فتویٰ دے دیا۔ اب الزام ان پر نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ باہر نکل کر... اذن تھا کہ باہر نکلئے.. اس اذن میں یہ تھا۔ اذن ملا امامت کا کہ باہر نکلئے۔ اذن مل چکا...! امامت نے اذن دے دیا۔ رسولؐ کہیں باہر نہ نکلے اور نکل جائے عورت اور میدان میں جنگ کے لئے پہنچ جائے، ایک منزل وہ ہے۔ یہاں اللہ اور رسولؐ کا اذن ہے۔ تو اب زینبؑ پر کسی طرح شریعت کی کوئی شرط جاری نہیں ہوگی۔ تلوار اٹھائیں عباسؑ کی اور ایک ایک تلوار تمام بیبیوں کو دیں...! کہیں.. آؤ جہاد کے میدان میں، امامؑ نے اجازت دے دی، ہمیں اس کی حفاظت کرنی ہے، علیؑ کی بیٹی ہے یہ جملہ ایسے نہیں سنیں گے آپ.. آج ہی ابھی مقتل میں پڑھ کر یہ جملہ آرہا ہوں، عونؑ و محمدؑ کو جب لے کر آئیں کہا بھیا.. اگر عورت پر جہاد ساقط نہ ہوتا، اور واجب ہوتا تو بھیا آج مَیں میدانِ جنگ میں لڑتی اور تمہاری نصرت کرتی، تلوار چلاتی۔ عورت کے اسلامی حقوق کا اعلان کیا کہ عورت کا جہاد نہیں ہے۔ میدانِ جنگ کا کوئی جہاد عورت نہیں کر سکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو مَیں جاتی، لیکن چونکہ مجھ پر جہاد نہیں ہے اس لئے میرے دونوں بچوں کو جانے دو۔ کہوں کہ یہ عونؑ و محمدؑ نہیں لڑ رہے۔ زینبؑ کا جذبہ جہاد بچوں میں سرائیت کر گیا تھا۔ فاتح خیبر کی بیٹی کا لہو بچوں میں جوش کھا رہا تھا، بچے نہیں لڑ رہے تھے زینبؑ کا جذبۂ جہاد لڑ رہا تھا، کہ عونؑ و محمدؑ کی لڑائی اتنی مشہور ہے۔ اس کے معنی زینبؑ میں شجاعت موجود تھی علیؑ والی شجاعت موجود تھی، ابو طالبؑ والی شجاعت موجود تھی۔ زینبؑ کی دادی علیؑ کی سگی پھوپھی... صفیہ نے تلوار لے کر خندق میں حملہ کیا یہودی پر اور مار دیا، سر پھاڑ دیا... بہت بہادر تھیں بنی ہاشم کی عورتیں۔ اور زینبؑ تو علیؑ کی بیٹی تھی اور جہاں میدان میں عورتیں آئی ہیں، ان

کا شجاعت کا کوئی بیک گراونڈ نہیں مگر آ گئیں۔ کیسے.. بات کو آپ ایسے سمجھتے ہیں..! بزدل کی بیٹیاں میدان میں آئیں۔ زینبؑ کو تو حق تھا آنے کا مگر نہیں آئیں۔ اسلام کی لاج رکھی کہ عورت کا مقام گھر ہے۔ مرد کا مقام میدان ہے۔ حقوقِ نسواں پہ تقریر ہے نا میری..اور زینبؑ کے حوالے سے ہے۔ تو اب کیا کریں؟ حضرت اُمّ ربابؑ اتنی ماہر تیر انداز تھیں، اتنی ماہر تیر انداز کہ نشانے پر... تیر چلائیں تو نشانے پر لگے..اور پردے سے۔ دیکھئے..! تیر اور کمان چلا لینا کمال نہیں ہے، دوسرا کوئی تیر چلائے تو یہ عرب کا فن تھا۔ حضرت ربابؑ جاتے ہوئے تیر کا وزن بتا دیتی تھیں... کچھ کہا مَیں نے.. کچھ کہا مَیں نے..! سمجھے آپ۔ جب بیبیاں باہر نکلیں تو حضرت ربابؑ نے آگے بڑھ کر کہا..! شہزادی اگر آپ اذن دیں، جتنے تیر اور کمان ہمارے شہدأ کے ہیں، ہر بی بی کو تیر اور کمان دے دیا جائے۔ تا کہ یہ اشقیأ جو آگے بڑھ رہے ہیں، ہم ان کا مقابلہ کر سکیں۔ کیا جواب دیا حضرت زینبؑ نے..؟ کہا..تم میرے گھر کی بہو ہو، اس گھر کی بیٹی میں ہوں، مجھ پر واجب ہے تم سب کی حفاظت۔ تم بیٹھو..زینبؑ محافظ ہے۔ کتنا اطمینان اور کتنی ڈھارس بیبیوں کو ہے..؟ کتنا اطمینان ہے؟ چونکہ وعدہ تھا زینبؑ کا، اس لئے جب بھی کسی کی طرف تازیانہ لے کر کوئی بڑھا..اس بی بی پر چھا جاتیں زینبؑ، تازیانہ زینبؑ کی پشت پر۔ یہ شام تک کیا ہے بی بیؑ نے۔

حدیثِ رسولؐ، اقوالِ رسولؐ...ایک قول ہے رسولؐ اللہ کا...مر جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے..اسے کہتے ہیں اختیاری موت، یعنی زندگی میں آپ اختیاری موت لے لیں۔ اور وہ ہیں چار موتیں۔ اگر وہ چاروں موتیں کوئی اختیاری لے لے تو وہ اپنی زندگی میں مر جاتا ہے موت سے پہلے اور اس کا مرتبہ قربِ الٰہی میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔

ہر نبی کو یہ کہ دعوت دی گئی کہ تم اپنی زندگی میں چاروں موتیں اختیار کرو تا کہ قربِ الٰہی میں قریب ہو جاؤ...لیکن دو موتوں سے زیادہ کوئی نبی برداشت نہیں کر سکا۔ میں چاروں موتوں کے نام بتاتا ہوں جو اختیاری موتیں ہیں اور نبیؐ نے بتائیں۔ موتِ احمر، موتِ ابیض، موتِ اخضر، موتِ اسود...موتِ احمر کیا ہے؟ اپنے نفس سے جہاد کرنا، یہ ہے موتِ احمر، جس نے اپنے نفس سے جہاد کیا اس نے اپنے نفس کو مار دیا، دنیا کی ہر خواہش کو قربان کیا اپنے نفس پر. یہ مولا علیؑ نے کیا۔ موتِ احمر آلِ محمدؐ نے لے لی۔ موتِ ابیض کیا ہے..؟..بھوک..! یعنی کھانے کو موجود ہو، اختیار میں ہو لیکن اچھا کھانا نہ کھائے فاقے کرے، دوسروں کو کھلا دے اور پوری لائف (Life) میں یہ کرے۔ جس نے یہ کیا اس نے موتِ ابیض لے لیا۔ آلِ محمدؐ نے سورۂ دہر کو گواہ بنا کر...اپنے حصہ کا کھانا کھلا کر موتِ ابیض لے لی۔ موتِ اخضر یہ ہے کہ لباس کبھی نہ بدلا جائے، جو لباس پہنے ہوئے ہو، اس میں پیوند پر پیوند لگتے رہیں، کھجور کی چھال کے پیوند لگتے رہیں۔ ایک چادر میں بہتر پیوند لگ جائیں، مگر چادر وہی جسم پر رہے۔ نیا لباس کبھی نہ پہنا جائے یہ ہے موتِ اخضر...! آخری مرتبہ ہے موتِ اسود...کہ پوری دنیا ملامت کرے، پتھر مارے، گالیاں دے، برا کہے لیکن صبر پہ صبر، صبر پہ صبر، صبر پہ صبر...! یہ ہے موتِ اسود...یہ چاروں موتیں صرف زینبؑ لے سکیں۔ یہ علماء نے لکھا ہے میرے بھائی..! میں نہیں کہہ رہا۔ بڑے بڑے علماء نے لکھا۔ اختیاری موت، جو پیغمبروں سے نہ ہو سکا...اور یہ آخری منزل، موتِ احمر، زینبؑ نے اپنے نفس پر جہاد کیا، شوہر سے کہا..! گھر چھوڑ رہی ہوں، جانے دیں گے آپ مجھے حسینؑ کے ساتھ؟ میں کون ہوں؟ سفر اختیار کیا، یہ نفس کا اختیار، بہن تھیں رک جاتیں، بچوں کو بھی ساتھ لے لیا۔ اب جتنی مصیبتیں قافلے پر ہوئی ہیں سب زینبؑ پر گزر گئیں۔ اور بھوک..! اللہ اکبر،

چوتھے امام کہتے ہیں کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میری پھوپھی کی نمازِ شب رہ گئی ہو، شام کے قید خانے میں، کیوں؟ چلتے وقت حسینؑ نے کہا تھا زینبؑ نمازِ شب میں بھائی کو نہیں بھولنا...اب بہن نمازِ شب کیسے چھوڑ دے گی۔ یہ بھی کہا۔کھڑے ہوکر پڑھتی تھیں، کہا پھوپھی اماں کئی دن سے دیکھ رہا ہوں بیٹھ کر پڑھ رہی ہیں نماز... بیٹا تین دن کے بعد تو کھانا آتا ہے، تین دن چھوڑ کر تو یزید کھانا بھجواتا ہے اور وہ بھی اتنا کم ہوتا ہے کہ بچوں کو ہی پورا نہیں پڑتا...میں اپنے حصّہ کا بچوں کو کھلاتی ہوں۔اب مجھ میں دم کہاں ہے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھوں۔بھوک کی موت... موتِ ابیض۔خرمے آرہے ہیں، لوگ پھینک رہے ہیں...شرم کرو، آلِ محمد پر صدقہ حرام ہے، ہم پر صدقے کی کھجوریں پھینک رہے ہو..اللہ اکبر..اور لباس...اللہ اکبر، سنیں تو سہی۔بعدِ کربلا زینبؑ نے پھر نیا لباس کبھی نہیں بدلا...! کسی کے لئے لکھ سکتی ہے تاریخ اس طرح کہ بعدِ کربلا زینبؑ نے نیا لباس نہیں بدلا...موتِ اخضر، موتِ اسود..پتھر آرہے ہیں، شام کا بازار ہے، ملامتیں، باغی کی بہن ہے...معاذ اللہ...استغفر اللہ۔یہ موت آسان تھی زینبؑ کے لئے...اختیار کی۔اب یہاں پر میں ایک بات کہوں گا اور اکثر کہی ہے کہ اتنے مصائب آپ برسہا برس سے سن رہے ہیں اور سنتے رہیں گے...جب مصائب اس طرح کے سنیں تو گھر جا کر کچھ سوچا کریں...کیا آج کا کوئی انسان اتنے مصائب برداشت کرسکتا ہے؟ امکان میں ہے؟ نہیں ہے امکان میں، نہیں کرسکتا۔گھبرا جائے گا...کہے گا موت آجائے تو بہتر ہے۔کوئی بہت سخت بیمار پڑتا ہے تو لوگ کہتے ہیں...یا اللہ..مشکل آسان کردے، تکلیف نہیں اٹھائی جارہی۔لوگ جو دیکھتے ہیں وہ برداشت نہیں کرپاتے۔کہتے ہیں موت آجائے تو اچھا ہے۔موت کی دعا کرتے ہیں...تو زینبؑ نے یہ سب کچھ کیوں اختیار کرلیا..جب آج کا کوئی انسان اختیار نہیں کرسکتا..! اختیار کیا نا زینبؑ نے؟ جب

زینبؑ نے یہ سب اختیار کیا تو کیا زینبؑ کو کچھ اختیار ملا ہے یا نہیں ملا؟ بھئی مصائب کیوں سنتے ہو؟ اس لئے سنا کرو کہ زینبؑ نے اتنے مصائب اٹھائے ہیں تو اپنے رب سے کچھ انعام لیا ہے یا نہیں لیا؟ اگر لیا ہے تو ہم سے یہ کیا سوال ہے کہ یہ عمل کرو..وہ عمل کرو..سب سے بڑا عمل ہے زینبؑ کی دی ہوئی عزاداری۔اب بھی نہیں سمجھے...!اختیار زینبؑ کا ہے یا نہیں ہے؟ اس اختیار میں سے اپنے چاہنے والوں کو زینبؑ ثواب دے رہی ہیں یا نہیں..؟ جب ثواب دے رہی ہیں تو ہم سے بے تکے سوالات نہیں کرنا؟ اس وقت جو یہ کام ہو رہا ہے، جس بی بیؑ کا ذکر آپ اس شان سے سن رہے ہیں، تو کیا بی بی یہ نہیں دیکھ رہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ اور زینبؑ اپنے اختیار سے کیا کچھ نہیں دیں گی آپ کو؟ اختیار تو ہے نا..ان کے پاس..!اس کا ذکر ہو رہا ہے جس نے وہ کام کیا جو ایک لاکھ انبیاءؑ نہیں کر سکے اور اب کوئی نہیں کر سکے گا۔ تو انبیاءؑ کو بھی تو کچھ ملا ہے، تو زینبؑ کو تو سب سے زیادہ ملا... انبیاءؑ کو بھی وہ نہیں ملا جو زینبؑ کو اختیار ملا۔ اسی اختیار کا نام تو عزاداری ہے، ماتم ہے، اسی کا نام آنسو ہے اسی کا نام یہ فرش ہے۔ دیکھو زینبؑ کا اختیار... ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ پوری کائنات سے اپنا غم نہیں منوا سکے۔ زینبؑ نے اپنی نفی کر کے بھائی کا غم کائنات سے منوالیا۔ یہ ہے نبی سے بڑا کام یا نہیں۔ ہاں..! محمدؐ اپنا غم اپنی امت سے نہیں منوا سکے، جو نبیؐ اپنا جنازہ نہ اٹھوا سکے امت سے، اس کی نواسی نے اپنے بھائی کا ماتم دارالخلافتِ یزیدیت میں کروالیا۔ یہ ہے اختیارِ زینبؑ۔ بڑی اچھی تھی اُمت، وصیّت کر جاتے میرا جنازہ تو اٹھالینا دھوم سے... معلوم تھا نہیں کریں گے، اس لئے نہیں کی وصیّت۔ زینبؑ نے کوئی وصیّت نہیں کی... کہا میں کہہ رہی ہوں ماتم ہوگا..تو ماتم ہوگا۔ بدل دو عماریوں کو، چادریں اور پردے بدل دو۔ مکان لو ہفتہ بھر یہاں ماتم کروں گی۔ اختیارِ زینبؑ ہے۔ فرعون سے ڈر کر موسیٰؑ بھاگ گئے،

آگ میں پھینکا نمرود نے ابراہیمؑ کو۔ دوسرے دن ہجرت کر کے نکل آئے عراق سے۔ انبیاؑ خوف کے عالم میں راستے بدل دیتے ہیں۔ قرآن کے مطابق۔ زینبؑ نے راستہ نہیں بدلا۔۔ کچھ کہہ رہا ہوں۔۔۔ آسان نہیں ہے زینبؑ کی مجلس سننا۔۔۔ اور یہ جو اتنے جملے کہہ رہا ہوں ایک جملے کے لئے وہ جملہ سنانا تھا جو تقریر کا آخری جملہ ہے۔۔ زینبؑ کا قول سنو۔۔ جس کے لئے اتنی محنت کی۔۔۔ اتنا صبر کروں گی، اتنا صبر کروں گی کہ صبر بھی صبر سے گھبرا جائے گا۔ پھر پڑھوں قولِ زینبؑ۔۔؟ اتنا صبر کروں گی، اتنا صبر کروں گی کہ صبر بھی عاجز آ جائے گا۔۔! ہاتھ جوڑ لئے صبر نے زینبؑ کے سامنے، آج تک صبر ہاتھ جوڑے ہوئے ہے زینبؑ کے سامنے۔ وہ صبر جو ایوبؑ سے کہہ رہا تھا، گلے لگالو۔۔ وہ صبر جو عیسیٰؑ سے کہہ رہا تھا مجھے گلے لگالو۔۔۔ وہ صبر جو یحییٰؑ سے کہہ رہا تھا گلے لگالو۔۔۔ وہ صبر جو زکریاؑ سے کہہ رہا تھا مجھے گلے لگالو۔ سب گھبرا گئے اور صبر کے ہاتھ جوڑ لئے۔ اس زینبؑ نے صبر کے ہاتھ جڑوا لئے۔۔! زینبؑ نے ہاتھ جڑوائے ہیں۔۔ اتنا صبر کروں گی، اتنا صبر کروں گی کہ صبر بھی صبر سے عاجز آ جائے گا۔ تقریر ختم ہوئی۔۔ مرزا محمد حسن شیرازی آیت اللہ لکھتے ہیں کہ میرے دور میں بہت بڑے سیّد، جلیل القدر روضہ میں آئے امام حسینؑ کے۔ دیکھا کہ ایک ترک کا باشندہ امام حسینؑ کے سرہانے بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے۔۔ انہوں نے دیکھا روز آتا ہے پابندی سے تلاوت کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ سے کہنے لگے کہ۔۔ دیکھو میں سیّد ہو کر یہ کام نہیں کر پاتا، ترک و دیلم یہ کام کر رہے ہیں کہ روز حسینؑ کے سرہانے بیٹھ کر قرآن پڑھتے ہیں، اس دن سے انہوں نے کہا میں نے عہد کیا، میں بھی روز امام حسینؑ کے سرہانے بیٹھ کر قرآن پڑھوں گا۔ پھر تو اتنی عبادت کی کہ آیت اللہ میرزا محمد حسن شیرازی کے درس میں شریک ہونے لگے، لوگ کہنے لگے کہ یہ بھی مجتہد ہیں۔ اتنا مرتبہ ان کا۔۔۔! وہ لکھ گئے اپنی کتاب۔۔ پہلے میں نے ماحول بتایا، راوی بتایا۔۔

عہد بتایا..اب وہ کہتے ہیں ایک دن میں سو رہا تھا میں نے خواب میں حضرت حجتؑ کو دیکھا۔امامِ آخرؑ کو دیکھا.میں نے دیکھا کہ سر پر خاک پڑی ہے اور امام وقت رو رہے ہیں،میں نے ہاتھ باندھ کر کہا امام..!ایسا لگتا ہے کہ آپ کہیں سے آ رہے ہیں۔..کہا ہاں!میں ایک مجلس سے آ رہا ہوں۔کہاں کی مجلس سے آ رہے ہیں۔تو امام نے فرمایا..! سیّد تمہیں معلوم نہیں،آج میری دادی زینبؑ کی شہادت کی تاریخ ہے۔میں امام ہوں، میں تمہیں بتا رہا ہوں،سب کو بتا دو.جس دن سے میری دادی زینبؑ کا انتقال ہوا،دنیا سے گئیں..اس دن سے آسمان کے ملائکہ نے یہ قسم کھائی تھی کہ آج کے دن پورے آسمانوں پر مجلس ہوگی زینبؑ کی۔ہر سال اس تاریخ کو ملائکہ روتے ہیں،اتنا روتے ہیں...جب تک میں جا کر چپ نہ کراؤں،ملائکہ چپ نہیں ہوتے زینبؑ کی یاد میں۔ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔میں شہزادی زینبؑ کی مجلس سے آ رہا ہوں۔سر پر خاک دیکھو، وہیں سے رو کر آ رہا ہوں۔اس کے بعد کہا کہ زینبؑ کی مجلس ضرور کیا کرو..!تمام سادات کو بتاؤ،سب کو اطلاع کرو کہ ہماری دادی زینبؑ بہت مظلوم تھیں،ام المصائب..مظلومہ، بلکہ مظلومہ بنتِ مظلومہ..!اب سمجھے آپ...آسمان پر ملائکہ اس کی مجلس کرتے ہیں جو غمِ حسینؑ کی بانی ہے۔آج یہ ثوابِ غمِ حسینؑ کا کہاں نصیب ہوتا اگر اس عزاداری کی بنیاد زینبؑ نہ رکھتیں اور زمانے کو یہ نہ بتاتیں کہ کربلا میں کیا ہوا؟ بڑا مرتبہ ہے بی بی کا،کیا کہنا..!کل عرض کروں گا کہ کون سی وہ منزلیں تھیں جہاں زینبؑ امتحان کی منزلوں سے گذریں۔کیا مرتبہ پوچھتے ہو؟ یہ تو امام زمانہؑ ہیں اور خود زینبؑ کے باپ مولا علیؑ..! ضریح پر ہاتھ رکھا ایک عرب نے آ کر اور کہا...علیؑ..!کب سے دعا مانگتا ہوں،تم تو میری سنتے ہی نہیں..تم کو اپنی بیٹی زینبؑ کا واسطہ..!خواب میں آئے..جلال کے عالم میں، خداموں سے کہا،اعلان کر دو،دعا علیؑ سے مانگو،علیؑ کی قبر پر کبھی زینبؑ کا نام نہ لینا۔

میری بیٹی بڑی مظلوم ہے۔ارے..! مجھے تڑپا کر رکھ دیا۔میری مظلومہ بیٹی کا نام میری قبر پر لیا...اللہ اکبر۔کیا مرتبہ ہے بی بی کا؟ بڑے احترام سے نام لیں، شہزادی کہا کریں...معصومہ کہا کریں...صدیقہ بی بی کہا کریں..ولیہّ(ولی) بی بی کہا کریں..راضیہ بی بی کہا کریں...مرضیہ بی بی کہا کریں..حجت خدا کہا کریں..آیت اللہ کہا کریں... اللہ اکبر، کیا ہے بی بیؑ کا مرتبہ۔آپ کو معلوم ہے..؟ یہ سارے کام ایک طرف، عزاداری کی بنیاد ایک طرف..برسہا برس کبھی چوتھے امام نے مدینہ میں مسئلے نہیں بیان کیے۔ جان کا خوف تھا، جس دن یہ پتہ چلتا کہ امامت کا تصرف کر رہے ہیں، ظالم حکومت قتل کر دیتی... پتا ہے کیا ہوتا تھا..؟ چاہنے والے پوچھیں گے نا مسئلہ... امام ہیں..تو دروازے پر زینبؑ آتی تھیں، کیا پوچھنا ہے؟ کیا پوچھنے آئے ہو؟ کس کو خمس دینے آئے ہو؟ جب مسئلہ پوچھنے والا باہر نکلتا..تو لوگ پوچھتے کس سے یہ مسئلہ سنا..؟ ہر ایک کہتا.. عقیلۂ بنی ہاشم سے سنا، بی بی نے اپنے آواز کے پردے میں امامت کو چھپا لیا۔جب تک وہ دور ظالموں کا گزر نہ گیا کہ سیّد سجّادؑ خود مسندِ امامت پر بیٹھ کر فتوے دیں جب تک بی بی دروازے تک آ جاتیں۔مَیں کہتا ہوں کہ اس میں مرضیٔ الٰہی تو شامل ہے ہی، اس میں ممتا بھی تو شامل ہے، کیوں آ جاتی تھیں پردہ کے پاس؟ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ شائد یہ وہ جذبہ کہلواتا تھا کہ اگر کوئی پوچھتا کہ بی بیؑ آپ کیوں آ جاتی ہیں پردہ کے پاس؟ امام کو کیوں نہیں آنے دیتیں۔تو شائد زینبؑ یہ جواب دیتیں..تمہیں کیا پتہ، کتنی مشکل سے بچا کر لائی ہوں.....جزاک اللہ، جزاک اللہ۔دربار میں ابنِ زیاد پوچھ رہا ہے یہ لڑکا جو قیدی ہے اس کا نام کیا ہے؟ امام چپ ہیں..! تم کیوں نہیں بولتے تمہارا نام کیا ہے؟ یہاں پر بڑے علمی مسائل ہیں کہ امام نے ابن زیاد اور یزید کے جوابات اس لئے نہیں دیئے کہ بلا کو ٹالنا چاہتے ہیں۔جواب امامت کا ہوتا اور اشتعال بڑھتا..اس لئے

خاموش امامت.. جو علیؑ نے خلافت کے پچیس برس کے دور میں مدینہ میں کئے۔تم جواب کیوں نہیں دیتے..؟ کہا میرا نام علیؑ ہے..علی ابن الحسینؑ، بات ختم ہوگئی۔ادھر سے اشتعال ہے، تاکہ اشتعال بڑھے تو مجھے بہانہ ملے کہ مَیں قتل کرسکوں، باطل کی سازش تو یہ ہے نا..! امام فرماتے ہیں میرا نام علی ابن الحسینؑ ہے ظالم کہتا ہے کیا علی ابن الحسینؑ کو اللہ نے قتل نہیں کیا؟ دیکھئے اُس طرف سے اشتعال ...! اب امامت کی ذمہ داری بڑھ گئی، اب واجب ہوگیا نا جواب..؟ سمجھ رہے ہیں نا آپ.. یہ منزل ہے مصائب کی..دربار کا حال پڑھ رہا ہوں ابنِ زیاد شقی کہتا ہے کیا اللہ نے علی ابن الحسینؑ کو قتل نہیں کیا، امام نے فرمایا علی ابن الحسینؑ کو لوگوں نے قتل کردیا۔کون اس منزل پر ایسا جواب دیگا کہ لوگوں نے علی ابن الحسینؑ کو قتل کردیا۔ظالم نے کہا نہیں خدا نے قتل کیا... دیکھئے، پھر اشتعال۔اب اگر آپ اس علم کی منزل پر ہوتے جہاں میں نے ٹی وی پر یہ جملہ کہا تھا کتاب کے سلسلے میں کہ جبر واختیار کے فلسفہ پر یہ کتاب لکھی گئی، آپ نے وہ فلسفہ نہیں پیش کیا۔یہ ایک بحث ہے، شیعہ اور سنی میں، سنی مذہب کہتا ہے کہ اللہ جابر ہے اور پوری کائنات جبر سے چل رہی ہے، ہر کام..گناہ بھی اللہ کراتا ہے، ثواب بھی اللہ کراتا ہے...! اور شیعہ کہتے ہیں کہ اختیار بشر کو دیا گیا ہے جبر صرف موت میں ہے، موت اللہ کے اختیار میں ہے اور سب بشر کے اختیار میں ہے۔گناہ بشر خود کرتا اللہ اس کا ذمہ دار نہیں، یہ ہے فلسفۂ جبر و اختیار...اس پر کتابیں لکھیں امام صادقؑ نے..ابھی کتابیں تو امام صادقؑ کی نہیں آئی ہیں، لیکن سیّد سجادؑ امام صادقؑ کے دادا ہیں، ..! یہ فلسفہ بنی اُمیہ نے دیا تھا دنیا کو کہ سارے گناہ جو انسان کرتا ہے وہ اللہ کراتا ہے۔یعنی جو کوئی شراب پی رہا ہے، زنا کررہا ہے سب اللہ کرارہا ہے۔یزید نے حسینؑ سے یہی منوانے کے لئے بیعت مانگی تھی، پھر وہیں مسئلہ آگیا...! اگر زین العابدینؑ یہ کہہ دیں

کہ ہاں! اللہ نے مارا تو کربلا کا واقعہ ختم...اور اگر جواب دے دیں کہ نہیں ایسا نہیں ہے، اللہ جابر نہیں ہے، ظالم نہیں ہے تو ابھی قتل کا فتویٰ، اور ہونا یہی تھا۔ لیکن ایسی مشکل منزل پر بات رکے گی کیسے؟ اگر زینبؑ نہ ہوں...وہی جملہ..کہ اتنی مشکل سے تو بچا کر لائی ہوں۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (سورۂ زُمر آیت ۴۲)

خدا ہی لوگوں کے مرنے کے وقت اُن کی روحیں اپنی طرف کھینچ بلاتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۴۵)

بغیر حکم خدا کے تو کوئی مر ہی نہیں سکتا۔

امام نے یہ روادارانہ پہلو نکالا تھا جس سے اس شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔ یعنی اگر تمہارے کہنے کا مقصد علی بن حسین کو اللہ نے قتل کیا یہ ہے کہ موت اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے تو تم ٹھیک کہتے ہو خبیث ابنِ زیاد امام کی اس احتیاط کی قدر نہیں کرتا وہ تو آمریت واستبداد کا شیطان ہے وہ اپنی مرضی کو سب کچھ سمجھتا تھا حق وصداقت ایمان و عقیدے کی اس کے دل میں جگہ نہ تھی۔ اس نے امام کے اس عمل کو بھی جرأتِ بیجا قرار دیا اور کہا کہ ابھی تم میں میرے جواب دینے کا دم ہے۔ جلّاد کو بلایا کہ ان کی گردن اڑا دے۔ جنابِ زینبؑ نے جب یہ سنا تو بیمار بھتیجے سے لپٹ گئیں اور فرمایا کہ اگر سیّد سجادؑ کو قتل کرنا ہے تو پہلے مجھے قتل کر دے۔ امام نے فرمایا۔ پھوپھی آپ خاموش رہیں میں اسے جواب دیتا ہوں امام نے اس وقت ابنِ زیاد کو جو جواب دیا اُسے دنیا کی ہر شریف قوم، کرۂ خاکی کے ہر متنفس کو سنا دینا چاہئے۔ امام نے فرمایا، ابن زیاد تو مجھے موت سے دھمکاتا ہے۔ تجھے خبر نہیں کہ قتل ہو جانا ہماری عادت ہے اور شہادت ہمارا شرف ہے۔ اور ابن زیاد کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔ حضرت زینبؑ بیمار امام کو بچانا چاہتی

تھیں۔ بھتیجے کے جواب سے مطمئن ہو گئیں۔ گویا میں نے امانتِ الٰہی کو بچالیا ہے۔

تقریر اختتام پر پہنچی مصائب کی ایک روایت یاد آئی ہے۔

وفاتِ رسولؐ سے پہلے جبکہ سرکارؐ کے آخری لمحات تھے جناب زینبؑ جو ابھی بہت ہی کم سن تھیں اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ عرض کیا کہ نانا جان میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک بہت سیاہ و تند و تیز آندھی آئی ہے جس سے سارا عالم سیاہ ہو گیا اور میں آندھی کی شدّت سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگردان و پریشان ہوں اور دور دور کوئی نظر نہیں آتا کہ وقعتاً میری نظر ایک بڑے درخت پر پڑی میں اس سے جا کر چمٹ گئی لیکن آندھی کی تیزی نے درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اب میں نے درخت کی ایک مضبوط ڈال کو پکڑ لیا لیکن وہ ڈال ٹوٹ گئی میں نے دوسری شاخ کو پکڑ لیا وہ بھی ٹوٹ گئی پھر میں نے تیسری شاخ کو پکڑ لیا وہ بھی ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گئی۔ یہ سن کر رسولؐ خدا رونے لگے۔ اور اسی گریہ کی حالت میں فرمایا، بیٹا وہ درخت تمہارا جد میں ہوں اور پہلی شاخ جس کو تم نے پکڑا تھا وہ تمہاری ماں فاطمہؑ ہیں اور دوسری شاخ تمہارا باپ علیؑ اور بعد کی دونوں شاخیں تمہارے بھائی حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ دنیا ان سب کے اٹھ جانے سے تاریک ہو جائے گی اور ان کے غم میں مبتلا ہو کر تم گرفتارِ مصیبت و آلام ہو گی میری بیٹی زینبؑ تمہارے خیمے جلا دیئے جائیں گے، تم کو اسیر کیا جائے گا سر سے تمہاری چادر چھین لی جائے گی تم کو قیدی بنا کر دربدر پھرایا جائے گا۔ بھرے دربار میں کھلے سر اور ہاتھ بندھے حاکم کے سامنے پیش کریں گے۔

رسولؐ خدا بے اختیار رو رہے تھے اور مصائبِ زینبؑ پڑھ رہے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

تیرھویں مجلس

انبیاؑ اور شہزادی زینبؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عظمتِ زینبؑ کے سلسلۂ عزا کی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں...گذشتہ تقریروں میں عرض کیا گیا کہ آج تمام دنیا میں یہ موضوع سب سے اولیٰ ہے کہ عورت کو معاشرے میں کیا رتبہ ملنا چاہئے..؟ اس کے کیا حقوق ہیں..؟ واقعہ کربلا ان تمام حقوق پر بات کر چکا.. اور بہت تفصیل کے ساتھ صرف مسلمانوں کو نہیں.. اپنے عہد کے انسانوں کو نہیں.. پوری کائنات کے انسانوں کو سمجھا چکا۔ اب یہ بالکل قرآن کی آیات کی طرح ہے کہ جس طرح اللہ اپنی آیتوں میں کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں برا بھلا سمجھا دیا۔

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰهَا (سورۂ شمس آیت ۸)

اب تمہارا کام ہے کہ تم اس میں سے کیا پسند کرتے ہو۔ اسی طرح اہلبیتؑ کا پیغام بھی ہے۔ انہوں نے پیغام پہنچا دیا.. اچھا برا سمجھا دیا، اب یہ انسانوں کا کام ہے کہ وہ کیا پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے ہر پیغمبر پیغام کو پہنچا کر یہ کہتا تھا..

وما علینا الّا البلاغ المبین

...ہمیں جو کہنا تھا، جو پہنچانا تھا وہ پہنچا دیا..اب تم مانو یا نہ مانو، تمہاری مرضی... سمجھو یا نہ سمجھو، ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ واقعہ کربلا نے بھی اپنا فرض ادا کر دیا۔ فرق یہ ہے کہ پیغام کو پُر اثر بنا دینا..کہ جہاں بلا جبر کہ جب انسان میں انسانیت پیدا ہو...اس طرف مائل ہو جائے۔ اور اس میں کوئی اگر میں یہ بار بار کہوں کہ کربلا والوں نے وہ کام کیا جو ایک لاکھ پیغمبر نہ کر سکے تو اس میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی ہم سے یہ کہے کہ آپ نے مبالغہ کیا یا کوئی دلیل دیجئے یا قرآنی آیت پڑھئے یا حدیث پڑھئے۔ صرف ایک بات یاد رکھئے..! بعض چیزیں عقلی دلائل سے بھی سمجھ میں آجاتی ہیں کہ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کو ہی اللہ کا کام کرنا تھا تو پھر واقعۂ کربلا کو ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنا بڑا واقعہ ہونا اس بات کی دلیل ہے..اسی جملے کو دوسرے طریقے سے بیان کر دوں...گویا سب اپنا کام ادھورا چھوڑ کر گئے تھے..تکمیل یہاں ہے۔ اور اب یہاں پر کوئی دوسرا سوال کر دے کہ چلئے مان لیا کہ ان کا ادھورا کام تھا...انہوں نے مکمل کر دیا لیکن آپ تکمیل کیوں کہہ رہے ہیں؟ ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ تو اب اس کا جواب یہ کہ تکمیل ہوگئی..تکمیل کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد چودہ سو برس گزر گئے اب تک تو دوسرا واقعہ ایسا نہیں ہوا۔ اب کس بات کا انتظار ہے؟ یعنی انبیاؑ میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا؟ ایک واقعہ کے بعد دوسرا واقعہ ہونے تک کتنی دیر لگتی تھی؟ پے در پے بہت فاصلہ ہوا تو عیسیٰ کے بعد ہمارے نبیؐ میں ساڑھے پانچ سو سال، چھ سو سال کا فاصلہ ہے...اب تو چودہ سو برس ہو گئے۔ عیسیٰؑ اور ہمارے نبیؐ کے فاصلے کا دونا فاصلہ ہو چکا تو ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا اس کے معنی..قیامت تک اب آئیڈیل Ideal ہدایت کے لئے یہی مقام رہے گا۔ اب کسی کو نہیں آنا۔ اب یہ اللہ کی مصلحت تھی کہ نبی والا کام حسینؑ سے لیا..اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے کہ حسینؑ نے وہ کام کیا جو نبیؐ کا کام تھا..اسی لئے نبیؐ

نے کہہ دیا تھا کہ اچنبھے میں پڑ جاؤ گے ...کہ حسینؑ کو نبیؐ کہیں یا نہ کہیں؟ تو ختم نبوت نے پہلے ہی کہہ دیا.. **حسین منّی و انا من الحسین**ؑ..جو میں کروں وہ انہوں نے کیا اور جو انہوں نے کیا وہ میں کروں .کام وہ میرا ہی ہے۔یعنی مہر لگادی۔خاتم.. یعنی مہر لگادی۔مہر تو اسی وقت لگ گئی تھی .شائد آپ سمجھیں میں نے محاورتاً کہہ دیا.. کاغذ آیا ہی تھا مہر لگانے کے لئے کہ محضر یہ ہے ..مہر لگایئے.مہر لگا کر مہر لگادی..اب کوئی نبی نہیں۔بس یہ ہے کہ رہتی دنیا تک بس یہی مثال ہے۔اب کوئی منہ موڑ لے دانستہ...!سمجھ بوجھ کر رخ پھیر لے ..تو اس سے کسی بڑے واقعہ پر اثر نہیں پڑتا،کسی عظیم ہستی پر اثر نہیں پڑ رہا..اثر ان پر پڑ رہا ہے جو منہ پھیر رہے ہیں۔یہ ایک اپنی جگہ پر موضوع ہے کہ نقصان میں کیسے رہے؟ کیا آج ثابت کیا جائے گا کہ منہ پھیر کر نقصان میں رہے۔اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہے نا...کہ کیا کیا کرے گا یہ بشر...؟ کہاں پر کیا کیا انہیں کرنا ہے...اعلان وہ پہلے کرتا ہے..تو منہ پھیر کر نقصان میں رہے۔مسلمان ہو یا انسان..قرآن میں یہ نہیں کہا کہ مسلمان گھاٹے میں رہے..

والعصر انّ الانسان لفی خسر

ساری انسانیت گھاٹے میں ...رہے خسارے میں،خسارے کا اعلان پہلے ہوا... اور قسم کھائی عصر کی...اس لئے کہ پورے واقعہ کا نقطہ عصر ہے۔دیکھئے..!نقطہ بنتا کیسے ہے؟ نقطہ بنتا ہے،پہلے نقطہ رکھا جاتا ہے دائرہ پھر بنتا ہے۔غور کر رہے ہیں نا آپ.... کوئی تو نقطہ تھا جس پر دائرہ بن رہا تھا... پورا دن عاشور کا گزر گیا اور ملک سے لے کر جن تک اور انسان تک والعصر کا دائرہ تو دیکھ رہے تھے..کہ کھنچتا جا رہا ہے،کھنچتا جا رہا ہے مگر نقطہ نہیں نظر آ رہا تھا..کہ کہاں سے پر کار چل رہا ہے..؟ جیسے ہی حسینؑ نے سجدہ کیا.. نقطہ نظر آنے لگا۔جیسے ہی نقطہ پر سر رکھا حسینؑ نے..قرآن نے آواز دی..." **والعصرِ**

ان الانســـان" قسم ہے عصر کے وقت کی...نقطہ بتادیا حسینؑ نے.. یہاں سے نقطہ بنا ہے تو یہ دائرہ کھنچا ہے۔سورۂ رحمٰن میں اللہ ارشاد کرتا ہے..اگر تم ہمیں نہیں مانتے اور ہماری نعمتوں سے انکار کررہے ہوتو ہماری حدود سلطنت سے نکل جاؤ هٰـذِهٖ جَهَـنَّـمُ الَّتِىْ يُـكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ (سورۂ رحمان آیت ۴۳) ہماری حدودِ سلطنت سے نکل جاؤ۔کفرانِ نعمت کرنے والونکل جاؤ۔اللہ یہ کہے...کیا تیری حدودِ سلطنت سے باہر کوئی علاقہ ہے؟ اعلان یہ بتارہا ہے کہ نہیں جاسکتے..! حسینؑ نے وہ دائرہ کھینچا ہے کہ حسینیت کے دائرے سے بھاگ کر انسان جائے گا کہاں؟ خسارہ سے بچنا ہے، ہوتو اسی دائرہ میں۔اور یہ جیومیٹری(Geometry) کی ایک تھیوری(Theory) ہے کہ دائرے میں کئی کروڑ نقطے ہوتے ہیں، ان نقطوں میں اس نقطے کوتلاش کرنا پڑتا ہے جس پر پرکار کی نوک رکھی جاتی ہے، اگر کسی اور نکتہ پر پرکار رکھ دیا تو دائرہ خراب ہوجائے گا۔تو وہ سارے کروڑوں ذروں کواس مرکزی نقطہ سے وابستہ رہنا پڑتا ہے اگر دائرہ میں رہنا ہے...اوروہ دائرہ سجدہ ہے۔ہم یہ نہیں کہتے کہ حسینیت پرآجاؤ...ہم یہ پوچھ رہے ہیں سجدے ضائع تونہیں جارہے؟ تمہارے سجدے خسارے میں تونہیں جارہے.."اِلَّا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا وَعَـمِـلُـوا الـصّٰـلِـحٰـتِ وَتَـوَاصَـوْا بِـالْـحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِـالـصَّبْـرِ" آیت ختم ہوئی صبر پر....جہاں اللہ کی یہ آیت ختم ہوئی زینبؑ کا کام وہاں سے شروع ہوا اللہ اپنے کلام کوصبر پرختم کرے، زینبؑ اپنا کام صبر سے شروع کریں۔کیا بہت ہلکا جملہ تھا جوآپ کی سمجھ میں نہیں آیا....جہاں اللہ کے کام کا اختتام ہوتا ہے وہاں سے زینبؑ کے کام کا آغاز ہوتا ہے۔اب کون بتائے کہ زینبؑ کا اختتام کیا ہے؟ کون بتائے؟ اور زینبؑ کا قول کل پڑھ چکا...اتنا صبر کروں گی کہ صبر بھی صبر سے عاجز آجائے گا..کیا یہ جملہ آدمؑ نے کہا، نوحؑ نے کہا، سارے انبیاءؑ موجود تھے، کیا یہ جملہ ابراہیمؑ نے

کہا، کیا اسمٰعیلؑ نے کہا، موسیٰؑ نے کہا..؟ زکریاؑ نے کہا؟ ایوبؑ نے کہا؟ یعقوبؑ نے کہا؟ یوسفؑ نے کہا؟ یحییٰؑ نے کہا؟ عیسیٰؑ نے کہا، کیا ختمی مرتبتؐ نے کہا؟ کیا علیؑ نے کہا..؟ کیا حسنؑ نے کہا..؟ حسینؑ سے بڑا صابر تو کوئی نہیں تھا. کیا حسینؑ نے کہا..؟ اتنا صبر..اتنا صبر کہ صبر صبر سے عاجز آجائے گا..سوا زینبؑ کے یہ قول کس کا ہے؟ پوری کائنات کا مسئلہ اس وقت ہے بے صبری..! صبر..؟ ایک دوسرے کو برداشت کرنا، مسجدوں میں فائرنگ..، امام بارگاہوں میں قتلِ عام...خون بہانا...ایک پارٹی کا دوسری پارٹی پر حاوی ہو جانا...جلوسوں کا نکلنا، باہر کے ملکوں سے ڈالرز لینا..امیر سے امیر تر بننا..کوئی ایسا بھی دنیا میں مسئلہ ہے جس کا تعلق صبر سے نہیں۔ساری کائنات میں بے صبری بوئی پڑی ہے..کہوں جملہ..کائنات میں بے صبری کے کھیت پر کھیت ہیں... زینبؑ نے بے صبری کے سارے کھیت کاٹے، صبر کا باغ لگایا۔تو اب جاگیرِ صبر کی مالک کون..؟ یہ منزل ہے وہ کہ جہاں خضرؑ موسیٰؑ سے کہیں..ساتھ نہیں ہو سکتا، صبر نہیں کر سکو گے۔ جہاں موسیٰؑ خضرؑ سے دو قدم پیچھے ہٹ جائیں...، زینبؑ اب موسیٰؑ سے دو قدم آگے نہیں بڑھ رہی ہیں... خضرؑ سے دو قدم آگے بڑھ گئیں۔خضرؑ سے آگے بڑھیں...آج کی تقریر ہے ''انبیاؑ اور زینبؑ'' موضوع پر میں آ گیا۔انبیاؑ اور زینبؑ..ہو سکتا ہے موضوع آپ کے لئے نیا ہو.....ایک فکری تھیسز (Theirs) ہے جس پر ہم گفتگو کریں گے، مظفر علی خاں جانسٹھ کے..مظفر علی خاں کوثر...دیکھئے سب سے مشہور کتاب جو حضرت زینبؑ پر عرب، ایران اور عراق میں لکھی گئی...وہ خصائصِ زینبیہ، سب سے مشہور کتاب ہے۔اور اس کتاب پر آیت اللہ شیرازی کا فتویٰ لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کی ہر روایت مستند ہے...اور آیت اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ان کی تاسّی میں نجف کے تمام علماؑ نے اس کتاب پر مہر لگائی ہے۔یہ وہ عظیم کتاب ہے، اس کا ترجمہ

اردو میں مظفر علی خاں کوثر جانسٹھی... جن کا مشہور مرثیہ ہے...

مالکِ سلطنتِ کوفہ جو مختار ہوئے

آٹھ مرثیے لکھے ہیں مظفر علی خاں کوثر نے.. اور سب سے مشہور مرثیہ یہ مختار والا ہے، دوسرا مشہور مرثیہ ہے.. "ہمیشہ گلشنِ عالم کا ایک حال نہیں" یہ حضرت زینبؑ کے حال کا مرثیہ ہے۔ دوسرا مرثیہ بھی جناب زینبؑ کے حال کا ہے لیکن اس میں وہ روایت لکھی ہے... عبداللہ ابنِ جعفرؑ کا آنا اور امام حسینؑ کی جنگ کا پوچھنا... سب سے پہلے انہوں نے مرثیہ میں لکھا۔ یہ اتنے امیر اور رئیس تھے... یہاں وزیر زیدی صاحب تشریف فرما ہیں ان کے شجرے کی کتاب آپ پڑھیں گے اس میں ان کا حال ہے۔ بارہہ کے شجرے میں۔ اس قدر مومن، کوئی پچیس کتابیں انہوں نے لکھیں... اپنے وقت کو ضائع نہیں کیا... سب سے پہلے انہوں نے خصائصِ زینبیہ کی روشنی میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ آیا زینبؑ انبیأ سے افضل ہیں..؟ اور اس بحث کو آغا مہدی صاحب نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا.. وہ سب تھیسز میرے سامنے ہیں.. میں چاہتا ہوں بات اس بحث میں کچھ اور آگے بڑھے۔ آج کی مجلس کا موضوع انتخاب کیا.. "انبیأ اور حضرت زینبؑ"... کیا میں نادانی کروں؟ اسلام کی عورتوں سے زینبؑ کا مقابلہ کروں؟ اور شاخ تو ایک ہی ہے، خدیجہؑ، فاطمہؑ اور زینبؑ... تو کیا میں نانی اور ماں سے مقابلہ کروں..؟ زینبؑ کا موازنہ کہاں ہونا چاہئے؟ تاریخِ انبیأ میں ہونا چاہئے..! تو آپ شائد ابھی جب میں منبر سے اتروں تو آپ کہیں کہ آپ نے یہ کیوں کیا... انبیأ کے گھر کی عورتوں سے موازنہ کر دیتے...! ہاں، موضوع یہ بھی اچھا ہے اور پہلی تقریر میں میں نے روشنی بھی ڈالی تھی اور آنے والی تقریروں میں جو میں بدھ سے چہاردہ معصومینؑ میں کروں گا، اسلامی عورتوں اور قرآنی عورتوں کو تمہید میں لاؤں گا... موضوع بنے گا لیکن اگر آپ یہ

کہیں کہ انبیاءؑ کے گھر کی عورتوں سے زینبؑ کا موازنہ کر کے تقریر ختم کر دیتے تو ایک جملہ کہہ کر آگے بڑھ جاؤں۔ مَیں بھی کیوں الجھوں؟ جب انبیاءؑ کے گھر کی عورتوں کے مقابل فضہ آ کر کھڑی ہو گئیں تو اب زینبؑ کا رتبہ تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے، کیا معرفت سے آپ تقریریں سن رہے ہیں!اب انبیاءؑ ہی بچے ہیں..اور چونکہ ولیہ ہیں، امینۃ اللہ ہیں، عجیب عجیب خطاب ہیں بی بیؑ کے جو علماء کرام نے معصومینؑ سے سن کر لکھے ہیں۔ امینۃ اللہ..! اللہ کی امانت کا بار اٹھانے والی۔ یہ کسی کا خطاب نہیں ہے..اوّلین و آخرین میں کسی عورت کا خطاب نہیں ہے۔ بارِ الٰہی کی امانت کا وزن اٹھانے والی زینبؑ.. کیوں ہے یہ خطاب؟

آپ نے ودائع الٰہیہ یعنی امانتِ الٰہی کی ایسی حفاظت کی کہ آپ اس لقب کی مستحق قرار پائیں۔ اگر آپ امینۃ اللہ نہ ہوتیں تو نہ آپ مخزن اسرار الٰہیہ ہوتیں اور نہ امام حسینؑ ودائع الٰہی یعنی امانتِ الٰہی اور اہل بیت رسولؐ کو آپ کے سپرد فرماتے کہ جن کی وجود کی وجہ سے تمام عالم برقرار تھے۔ جب ارادہ الٰہی میں گزرا کہ امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ یہ بیش قیمت معاملہ کرے تو ایک ایسے وجود کی بھی ضرورت تھی جو نہ صرف حاصل اسرار نبوت و امامت وولایت ہو سکے بلکہ اصل شجرہ نبوت و قطب دائرہ ولایت کی حفاظت بھی کرے۔ لہٰذا وجود مقدّس جناب زینبؑ کو پیدا کیا۔ جو ہر طرح سے اس قابل تھیں کہ اس امانت الٰہیہ کو اپنے دوش پر اٹھا سکیں۔ پروردگار نے آپ کو ایسی استعداد مرحمت فرمائی تھی کہ وصایت میں آپ حضرت سجاد علیہ السّلام کی شریک تھیں۔

آیت قرآن میں ہے یہ باتیں ہیں عالمِ ذر کی۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (سورۂ آلِ عمران آیت ۸۱)

اور جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جس کتاب وحکمت سے میں نے تمہیں نوازا ہے اور پھر جو کچھ کتاب وحکمت کی نعمت تمہارے پاس ہے اُس کی تصدیق کرنے والا ایک رسول بھی تمہارے پاس آیا ہوا ہے، تو تمہیں ضرور اُس رسول پر ایمان لانا ہوگا۔ اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی، اللہ نے کہا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ اس عہد پر میرا بوجھ یہ ذمّہ داری اٹھالو گے؟ انھوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے کہا پس گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ م بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (سورۂ اعراف آیت ۱۷۲)

اور جب تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی ذرّیت کو نکالا اور انھیں اُن کے نفسوں پر گواہ ٹھہرایا۔ یہ پوچھتے ہوئے کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا بیشک ہے ہم اس کی شہادت دیتے ہیں یہ اس لے کیا گیا کہ مبادا تم قیامت کے دن یہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے۔

..زینبؑ آگے بڑھیں اور بارِ الٰہی کی امانت کا اٹھانے کا وعدہ کیا۔ بتاؤ کام پورا کیا یا نہیں؟ اس لئے امینۃ اللہ ہوگئیں۔ اللہ کی امانت کا بار اٹھایا۔

ولیہ.. جب ولی کی بیٹی، ماں بھی ولی، باپ بھی ولی، بھائی بھی ولی، نانا بھی ولی اور جو سرپرستِ اولیٰ ہے وہ بھی ولی... اللہ تمہارا ولی، نبیؐ تمہارا ولی اور وہ ولی جو رکوع میں زکوٰۃ دیتا ہے، وہی ولایت کا ہی تو شجرہ ہے نا زینبؑ کا..ولایت کا شجرہ ہے۔ اب ولی

کے معنی جو چاہیں مسلمان کہتے رہیں۔ یہ مسلمانوں کی لغت پر چھوڑا۔ جنگ اخبار میں پرسوں تھا ولی کے معنی چچازاد بھائی۔ گنج شکر ولی، داتا گنج بخش ولی، شہباز قلندر ولی، بو علی ولی... سب ولی ہیں نا۔ تقریباً آٹھ دس ہزار ولی ہیں برصغیر میں چپہ چپہ پر... یہ سب آپ لوگوں کے چچازاد بھائی ہیں؟ یعنی کوئی اور رشتہ ہی نہیں ملا.. چچازاد بھائی.. نا نا بابا کچھ نہیں۔ یہ عجیب ولی کے معنی لکھے ہیں، یہ کہاں سے آ گیا؟ اس کے معنی کوئی ولی کسی ولی کا چچازاد بھائی ہے۔ اس کج فہمی کو چھوڑیئے، قرآن کی روشنی میں ولی ہیں زینبؑ۔ اب ولی کی منزل کیا ہے؟ شائد آپ کہیں کہ ولی کا موازنہ نبیؑ سے نہیں ہوسکتا تو پوچھوں سورۂ کہف سے۔ کیا خضرؑ نبی تھے، موسیٰؑ تو نبی تھے۔ لیکن کوئی مفسر ثابت کر دے کہ خضرؑ نبی تھے.. سب نے کہا ولی تھے۔ تو نبی ولی سے سیکھنے کیوں گیا؟ اس کے معنی ولی افضل ہے نبی سے..! گھبرانہ جایا کریں، آیت میں ہے اللہ ولی، نبی ولی، رکوع میں جس نے زکوٰۃ دی وہ ولی.. تو اگر نبی افضل ہوتا تو آیت میں کیا آتا؟ اللہ نبی... نبی نبی... اور جو رکوع میں زکوٰۃ دے وہ نبی.. یہ الٹ گیا معاملہ، اللہ ولی، نبی ولی، ولی ولی، یعنی اتنا بڑا عہدہ ہے کہ صرف نبی کو نہیں ملا، پہلے اللہ اپنے کو ولی کہتا ہے، تو اب اللہ سے افضل کون ہے؟ اللہ نبی سے افضل ہے کہ نہیں، اللہ ولی۔ ولایت افضل ہے اس لئے کہ اللہ ولی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ہم علیؑ کو مولا کہتے ہیں لیکن اکہتر، بہتر فرقے اللہ کو مولا کہتے ہیں، ہم علیؑ کو مولا کہتے ہیں۔ تمام مسلمان اللہ کو مولا کہتے ہیں۔ مولا کے معنی ولی ہیں۔ ایک ہی لفظ ہے، ولی، مولا سب ایک ہی لفظ ہیں۔ ولی کے معنیٰ مولا، مولا کے معنی اولیٰ، یوں کہہ دوں ولی کے معنی اللہ، اللہ سے اولیٰ کون ہے؟ وہی تو مولا ہے، اب وہ جسے چاہے مولا بنا دے۔

چاہے نبی کو مولا بنائے یا ولی کو مولا بنائے، مولا نے مولا کو مولا بنایا..! نیابت تو دینی

تھی نا..! جب آدمؑ کو بنا کر بھیجا، پھر نیابت تو چلتی رہے گی۔ اس ارض پر کوئی تو ہو جو ہمارے کام کرے۔ کیا تجھے کام کرنا نہیں آتا.. پوری کائنات تو چلا رہا ہے، یہ چھوٹی سے ارض.. چھوٹی سے دنیا تجھ سے نہیں چل رہی تھی... یہ گولا تجھ سے نہیں چل رہا تھا.. آدمؑ کو بھیجا، نوحؑ کو بھیجا، ابراہیمؑ کو بھیجا، موسیٰؑ کو بھیجا، عیسیٰؑ کو بھیجا، نبیؐ کو بھیجا... یہ جائیں، وہ جائیں، یہ کرو، وہ کرو.. فرعون کو مارو.. نمرود کو زیر کرو.. اس کو یہ کرو.. اُس کو یہ کرو.. ابوجہل سے یہ کہو، کافروں سے یہ کہو، مشرکوں سے یہ کہو، اتنی جنگیں...! تیرے بس میں کچھ نہیں تھا، پوری دنیا کا نظام چلا رہا ہے لیکن یہاں کے لئے نمائندہ آئے...! جب نمائندہ آئے تو وہ سارے کام کرے گا یا نہیں... جو وہ چاہتا ہے۔ اتنی سی بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی، آپ تو اللہ کے حقوق محمدؐ کو دے دیتے ہیں، آپ علیؑ کو خدا بنا دیتے ہیں، ہم خدا بنا دیتے ہیں؟ بنانے والا وہاں بیٹھا ہے اس سے کوئی کچھ نہیں کہتا..!

''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً''

ہم بنا رہے ہیں خلیفہ عجیب بات ہے۔ اور زمین کے لئے بنایا ہے، جنّت کے لئے نہیں، آنا ہے وہاں سے ہو کر۔ ہمیں ہجرت کے سفر پسند ہیں، یہ نہیں کہ ڈائریکٹ (Direct) زمین پر بنا رہے ہیں، بنایا وہاں، بھیجا یہاں۔ وہ عالمِ قدس میں کچھ دن کیوں رکھا؟ کہا ٹریننگ ہو جائے تھوڑی سی.. ٹریننگ ہو گئی، تو تو ٹریننگ کر رہا تھا.. ظاہر ہے اچھی ٹریننگ (Training) ہو گی، دنیا والے کہنے لگے آدمؑ سے گناہ ہو گیا، کہاہاں اندھی آنکھوں کو کیا نظر آئے گا۔ یہ کیا جانیں ترکِ اولیٰ کیا ہے؟ ان کو کیا پتہ کہ اعلیٰ چیز کو ترک کرنا کیا ہے؟ نہیں سمجھے..؟ اولیٰ کا لفظ نہیں سمجھے آپ..؟ ترکِ اولیٰ..؟ آدمؑ نے ترکِ اولیٰ کیا، جھگڑا یہاں سے شروع ہوا.. یعنی اولیٰ چیز کو چھوڑا... اولیٰ یعنی مولا۔ مولا یعنی ولی.. اتنی سی بات ہے، یعنی صرف دنیا کو یہ بتانا ہے کہ اولیٰ کو نہیں چھوڑنا... جو اولیٰ کو

چھوڑے گا وہ چاہے آدمؑ ہی کیوں نہ ہوں..ہمارا نبی ہی کیوں نہ ہو...! یہی تو جھگڑا تھا، پہلے نے ترکِ اولیٰ کیا، اب جایئے سجدے کیجئے، نمازیں پڑھئے۔ آپ نے اولیٰ کو چھوڑ دیا، اور آخری نبیؐ نکلا چلا جا رہا تھا راستے سے، کہا کرو اعلان.. اگر نہیں کیا تو گئی رسالتؐ..تو آخری کو بھی اولیٰ ماننا پڑا۔ اولیٰ کے بغیر نبوت چلی جاتی ہے۔ اب سمجھے ولایت کیا ہے؟ کیا کہا گیا نبیؐ سے...آپ کے بابا آدمؑ نے ترکِ اولیٰ کیا تھا، آپ ترکِ اولیٰ نہ کیجئے، آپ کہئے..من کنتُ مولا..! آپ اولیٰ کو اولیٰ کیجئے..یہ کام آپ کے ہاتھ سے کرانا تھا۔ کہاں سمجھی دنیا ولایتِ علیؑ کو..اگر ولایتِ علیؑ سمجھ جاتی تو پھر سمجھ جاتی کہ جو علیؑ کی گود میں پل جائے، وہ ولی ہی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔ اگر علیؑ دیوار کو اشارہ کر دیں، تجھے ولایت دے دی ولی نے کہا نہیں تھا ذرا سے خوشبو مل جائے..تو بو علی ہوگا۔ آج ولی بنتا ہی ہے علیؑ کہہ کر..کائنات میں کوئی ایسا ولی دکھا دو جو علیؑ کو ولی کہے بغیر ولی بن گیا ہو..ولایتیں چھن جاتی ہیں۔ شیعہ سنی کی بحث نہیں ہے، ولایتیں چھن جاتی ہیں، سب کی ولایتیں ختم ہو جائیں گی اگر علیؑ کو چھوڑ دیا، ولایت تو ان کے گھر سے چلتی ہے۔ گلی کوچوں کے غیر سادات بھی ولی بن گئے۔ اور زینبؑ اس گود میں پلیں تو کیوں ولی نہ ہوں۔ عباسؑ اس گود میں پلیں تو کیوں ولی نہ ہوں۔ کربلا میں ولایت کا باغ سجا ہوا تھا، کتنے اولیاٗ بتاؤں کربلا میں..؟ تمام بیبیاں ولی تھیں... زینبؑ سب کی سردار تھیں۔ اس لئے آج میں زینبؑ کو نبوت کے آئینے میں دیکھ رہا ہوں۔ بات خضرؑ پر چھوڑی تھی، آئے گی تمام انبیاٗ پر، لیکن چونکہ خضرؑ سے شروع ہوئی تھی پھر وہیں سے شروع کرتا ہوں۔ کیا خصوصیت ہے خضرؑ کی؟ ہاں..! بڑی خصوصیت ہے، جا رہے تھے دیوار گرتی جاتی تھی، ٹھہر کر دیوار بنا دی۔ موسیٰؑ نے پوچھا یہ کیا؟ کہا ایک یتیم کا خزانہ اس میں چھپا ہے۔ ایک یتیم کی سرپرستی کی خضرؑ نے..وہ تھا علم۔ خضرؑ کی

سرپرستی کرنا علمِ ولایت۔ایک نادیدہ یتیم کی سرپرستی کی تو خضرؑ ولی کہلائے۔زینبؑ نے کربلا کے سارے یتیموں کی سرپرستی مدینہ واپسی تک کی، ولی ہیں؟ آپ کہیں گے نہیں..خضرؑ سے افضل تو نہیں ہو سکتیں۔جملہ ضائع نہ کیجئے گا جو کہنے جا رہا ہوں..خضرؑ نے تو آبِ حیات پیا اس لئے افضل...خضرؑ زندہ ہیں۔خضرؑ نے اپنی ذات میں آبِ حیات پیا اور اپنے آپ کو جلا لیا..زینبؑ نے اپنی آنکھ سے آبِ حیات بہا کر اسلام کو زندگی دے دی قیامت تک کے لئے۔کون سا آبِ حیات افضل ہے؟ہاں..!وہ ایک بچہ کھیل رہا تھا..خضرؑ نے اسے قتل کر دیا،موسیٰؑ نے پوچھا کیوں؟ کہا بڑے ہو کر کافر نکلنے والا تھا۔ماں باپ کو تکلیف پہنچاتا..میں نے اسے قتل کر دیا۔یہ علم ہے..؟ یہی ہے ہدایت؟ اسی پر خضرؑ کو ولایت ملی؟ اور اب تک زندہ ہیں۔ایک بچہ کو مار دیا کہ بڑا ہو کر کافر نکلنے والا تھا۔زینبؑ اگر چاہتیں تو شام کے دربار میں کھڑے ہو کر نسلِ یزید کو کوستیں تو ایک بھی بیٹا یزید کا باقی نہ رہتا..سب پر موت طاری ہو جاتی۔بددعا نہیں کی اس لئے کہ یزید کے بیٹے کو نکل کر دربار میں آ کر کہنا تھا...میرے باپ پر لعنت..دادا پر لعنت۔ولایت کا اختیار بتاؤں..؟ زینبؑ ولی ہیں...ولی کا اختیار سب معلوم ہے آپ کو، ایسا مجمع نہیں ہے کہ کچھ نہیں معلوم..یہ سب جانتا ہے تب بیٹھا ہے۔آپ ولایت کا اختیار جانتے ہیں، زینبؑ ولی ہیں، ولی وہی ولی ہے جو اختیار رکھتا ہو اور استعمال نہ کرے۔شعلے اٹھے خیمہ سے...مصائب نہیں پڑھ رہا..دیکھا آواز آئی۔کیا کائنات کو آگ بنا دوں؟ یا آگ کو بجھا دوں..؟ کون ہے تو..؟ میں ملکِ محمود ہوں، ہواؤں پر معمور ہوں۔چاہوں تو اس آگ کو اڑا لے جاؤں، چاہوں تو اس ہی آگ میں پورے لشکرِ یزید کو مبتلا کروں۔کہا کس نے بھیجا ہے تجھے؟ کہا حکمِ الٰہی سے آیا ہوں۔یہ کہلوا لیا تب جواب دیا، ورنہ کوئی اور جواب دیتیں۔پہلے پوچھ لیا...اپنی مرضی سے تو نہیں آیا؟

اس نے کہا رب کی مرضی سے آیا ہوں..کہا میرے رب سے بعد تحفۂ درود زینبؑ کا سلام کہو..اور کہہ دو بھائی میرا منزلِ تسلیم و رضا میں تھا، زینبؑ بھی اُسی منزلِ تسلیم و رضا پر ہے۔تو امتحان لے رہا ہے، زینبؑ امتحان دے رہی ہے۔یہی حسینؑ نے کہا تھا۔مَلَک ادب سے سلام کر کے، ولایت کی چوکھٹ کو چومتا ہوا، الٹے قدم پیچھے ہوا۔مَیں ابھی اختیار ولایت بتا رہا ہوں.. باب السّاعت کی منزل آئی..کہا ہم اس دروازہ سے نہیں جائیں گے...بہت مجمع ہے..ہم اِدھر سے نہیں جائیں گے۔شمر نے کہا تمہیں جانا پڑے گا...کہا تیری مجال..؟

تازیانہ لے کر آگے بڑھا، زینبؑ کو جلال آیا..زمین کی طرف اشارہ کیا، کہا کھا جا اس کو کھا جا اس کو...شمر زمین میں دھنسنا شروع ہوا، کمر تک دھنس گیا حسینؑ کی آواز آئی..! بہن آزاد کر دو..زمین سے اسے۔ہم جانتے ہیں تم بوترابؑ کی بیٹی ہو۔تمہارا اختیار ہے اس زمین پر۔اب سمجھے..''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً'' کے معنی..خلیفہ زمین پر بنا ہے، ولی زمین پر آیا ہے، زمین پر پورا اختیار ولی رکھتا ہے۔چاہے تو زمین کو سخت کرے، چاہے تو زمین کو شیر بنا دے۔اختیار رکھتی ہیں ولایت کا۔اختیار نوحؑ بھی رکھتے تھے، پتھر کھائے، برا بھلا کہا گیا، گالیاں کھائیں..عاجز آ گئے نا..تباہ کر دیا سب کچھ۔گویا...! قوم کی ملامت کو نبی جو کہ مرد ہے وہ بھی برداشت نہ کر سکا اور کہا عذاب لا...کربلا سے شام تک جو ملامتیں، جو پتھر، جو تازیانے، جو نیزے کی انیاں زینبؑ کے لئے تھیں نوحؑ کے لئے نہیں تھیں۔چاہتیں تو کہتیں عذاب لا..اور عذاب آ جاتا...نوحؑ سے افضل ہیں زینبؑ..نوحؑ نے عذاب مانگا تب سفینہ لے کر چلے۔زینبؑ نے عذاب نہیں مانگا پھر بھی سفینہ لے کر چلیں۔نوحؑ کا سفینہ رکا تو اولادِ نوحؑ زمین کی بانی کہلائی۔سب مٹ گئے۔سب مر گئے اور اس کے بعد نسلِ نوحؑ چلی۔زینبؑ سفینہ خشکی میں لے

کر چلیں اور واپس ساحلِ مدینہ تک پہنچا دیا۔ اور پہنچا کر کہا.. یہ لائی ہوں، نوحؑ ثانی کو.. نسل اب چلے گی۔ نوحؑ کا سفینہ نہ بچتا تو نسلِ انسانی نہ بچتی.. سفینہ ولایت نہ بچتا تو سادات کا سلسلہ نہ بچتا۔ طوفانوں سے بچا کر لے آئیں، وہ نوحؑ ہیں.. یہ زینبؑ ہیں۔

کیا بنا رہے ہو ابراہیم؟ ایک گھر بنا رہے ہیں۔ کیا ہوگا اس گھر کا؟ سب اس کا طواف کریں گے۔ سب اس کی طرف سجدہ کریں گے۔ رہے گا یہ گھر..؟ ہاں! قیامت تک رہے گا۔ گھر کا رہنا دلیل ہے نیت ابراہیمؑ کی نیک ہے اچھا..! حضرتِ ابراہیمؑ یہ بتا دیجئے کہ یہ گھر آپ بنا رہے ہیں، کتنی بار توڑا جائے گا، جو بادشاہ آئے گا اسے توڑ دے گا؟ جو ظالم آئے گا اسے توڑ دے گا پھر سے بنے گا؟ کہا نہیں اسے توڑ نہیں سکے گا۔ کہا آپ کو کیسے معلوم؟ ہم نے ضمانت لی ہے اللہ سے۔ ہم نے گھر بنایا ہے کوئی توڑے نہ... لیکن حضرت ابراہیمؑ اگر یہ ٹوٹ گیا تو کیا پھر بن سکے گا؟ تو یہی تو دلیل ہے کہ اس لئے نہیں توڑا جائے گا کہ اگر ٹوٹ جاتا اور ظالم اسے توڑ کر قبضہ کر لیتا تو پھر نہ بنتا۔ اس لئے قدغن لگا دی۔ ٹوٹے ہی نہ تا کہ یہ نوبت نہ آئے کہ کبھی بنے ہی نہ.. تو نے چار دیواروں کی ضمانت لی ہے نا ابراہیمؑ کے ساتھ مل کر..! ابراہیمؑ بنا لیا گھر..؟ محافظ چاروں طرف ہیں اور محافظوں کو دولت مند بھی بنا دیا... تیل دے کر۔ تا کہ وہ دولت پا کر اس گھر کی قدر کریں۔ زینبؑ تم کیا بنا رہی ہو چہلم کے دن آ کر..؟ کہا قبرِ حسینؑ بنا رہی ہوں۔ کہا توڑی جائے گی.. کہا جتنی بار توڑی جائے گی اتنی ہی بار بنے گی۔ کربلا بنا رہی ہوں۔ کربلا تو بار بار توڑی جائے گی۔ متوکل توڑے گا... منصور توڑے گا... ہارون عباسی توڑے گا، جو دشمنِ اہل بیتؑ بادشاہ آئے گا توڑے گا... ڈھا دے گا.. ڈھانے دو پھر عمارت بلند ہو جائے گی۔ تو یہاں گارنٹی کیوں نہ لے لی اللہ سے... کہ جیسے ابراہیمؑ کے بنائے ہوئے گھر کی قیامت تک ہم حفاظت کریں گے زینبؑ تمہارے بنائے

ہوئے گھر کی حفاظت ہم کریں گے۔ کیوں نہیں کہا اللہ نے زینبؑ سے؟ کچھ کہا ہی نہیں زینبؑ نے اللہ سے..ابراہیمؑ نے کہا تھا تب اللہ نے ضمانت لی تھی نا..!زینبؑ نے کیوں نہ کہا..؟اس لئے کہ زینبؑ اپنے کام میں تنہا تھیں۔ زینبؑ کو اطمینان کیوں ہے کہ کربلا رہے گی، روضۂ حسین، قبرِ حسینؑ قیامت تک رہے گی، یہ اطمینان کیوں ہے؟ بتاؤں..؟ ابراہیمؑ کعبہ بنایا تم نے، بن گیا کعبہ، بنالیا کعبہ..لیکن دنیا کے انسانوں کے دل میں کعبہ نہ بنا سکے۔ زینبؑ کو اطمینان یہ ہے کہ ہر انسان کے دل میں مَیں نے قبرِ حسینؑ بنادی... جہاں انسانیت ہے..نرم دلی ہے، اس کے دل میں قبرِ حسینؑ ہے۔ نرمی آتی ہی حسینؑ کی وجہ سے ہے۔ یہ زینبؑ ہے، اس کو مٹاؤ گے... یہ دل کی کربلا کیسے مٹاؤ گے۔ زینبؑ نے دل کی کربلا تعمیر کی۔ یہ بانیٔ عزا ہیں۔ ہاجرہؑ بچہ کے لئے دوڑ رہی ہیں، نبوت کا حصہ ہیں ہاجرہؑ، حج کا حصہ ہیں ہاجرہؑ..بس صفا اور مروہ کے درمیان سب کو دوڑنا پڑے گا۔ عورت کی تاسّی کیوں کریں..کیوں کریں؟ ابراہیمؑ کی تاسّی کریں گے طواف کرلیں گے، صفا مروہ کے درمیان نہیں دوڑیں گے۔ دوڑنا پڑے گا...! ماں ہے ماں..ہر انسان ماں سے ہے، اس لئے اس ماں نے جو قربانی دی ہے... اس پہ عمل کرو۔ بڑی قربانی ہے۔ کیا بڑی قربانی ہے؟ ہاجرہؑ کی قربانی کیا ہے مجھے بتاؤنا..؟ ہاں بڑی قربانی ہے، بچہ کو سجایا، کپڑے بدلوائے، آنکھ میں سرمالگایا، کنگھی کی، لٹیں سلجھادیں، کہا لے جایئے... یہی کام کیا نا...! اور پھر کیا ہوا..؟ آنکھ پر پٹی باندھی چھری رکھ دی... دنبہ آگیا، اسمٰعیل آگئے، کپڑے بدلوائے ہاجرہ نے تو..کرتے کا بٹن لگانے لگیں...تکمہ لگانے لگیں..دیکھا ایک نشان..؟ کہا میرے والی، وارث یہ نشان کیسا؟ کہا حکمِ الٰہی تھا..چھری رکھی تھی۔ کہا پھر کیا ہوا؟ کہا چھری چلائی بھی...بس ایک جملہ بار بار کہتی رہیں پندرہ دن تک ''والی یہ بتایئے اگر چھری چل جاتی تو کیا ہوتا؟'' یہ کہتے کہتے پندرہویں دن ختم ہوگئیں اور وہیں

کعبہ میں دفن ہوگئیں حطیم میں۔ یہ ہی تو کام ہے نا ہاجرہؑ کا۔ تو کام یہاں تک ہے آج...! کپڑے بدلوائے زینبؑ کا کام آگے بڑھا.. کنگھی کی، عمامہ باندھا، کمر کسی.. زینبؑ کے دلارے ہیں یہ زینبؑ کے دلارے۔ گیسو اسی بی بی کے سنوارے ہیں... زینبؑ کے دلارے ہیں، زینبؑ کے دلارے ہیں۔ پھر کیا ہوا..؟ کام ختم ہوگیا؟ نہیں..! ابراہیمؑ آنکھ پر پٹی باندھی تھی آپ نے؟ ہاجرہؑ بی بی آپ خبر سن کر وفات پا گئیں...؟ آیئے نا اس ولی کو تو دیکھئے..! دونوں کو سجایا۔ سجا کر لے کر آئیں۔ ہاتھ پکڑے، حسینؑ کا طواف کیا۔ ایک بار گرد پھریں۔ نہیں سمجھے آپ.. کعبہ کے گرد سات بار پھرا جاتا ہے۔ زینبؑ کربلا میں کعبہ اٹھا لائیں۔ آج حسینؑ کعبہ ہیں..! خالی عمارت ہے وہ... دین تو حسینؑ ہے...! تم تو چار دیواری کے گرد صدقے ہو رہے ہو۔ خالی عمارت ہے، مکین یہ ہے۔ حسینؑ کے گرد صدقے ہو۔ یہ زینبؑ نے کام کیا۔ بچوں کو سات بار طواف کرایا۔ کہا صدقہ گھر میں نہیں رکھا جاتا ہے۔ جملے کہے.. اذن ہوتا.. اگر جہاد ساقط نہ ہوتا عورت پر، بھیامئیں آج نصرت کرتی... عونؑ و محمدؑ جائیں گے۔ پھر کیا ہوا کیا واپس خیمہ میں آگئیں؟ درِ خیمہ سے لڑائی دیکھی اور صرف لڑائی نہیں دیکھی۔ اور صرف لڑائی نہیں دیکھی، جاتے وقت کہا..! کچھ خبر ہے؟ علیؑ کے نواسے ہو، جعفرِ طیارؑ کے پوتے ہو۔ لڑائی مَیں دیکھ رہی ہوں۔ اور بتا چکی ہوں خندق و خیبر میں اور موتہ میں تمہارے دادا اور نانا کیسے لڑے۔ لڑائی مَیں دیکھ رہی ہوں۔ گرتے دیکھا۔ شہید ہوتے دیکھا.. لاشوں کو آتے دیکھا..! ہاجرہ پندرہ دن کے بعد وفات پا گئیں چھری کا نشان دیکھ کر... لاشیں آئیں، سب سمجھ رہے تھے زینبؑ روئیں گی۔

یہ سنتے ہی قبلہ کی طرف جھک گئیں زینبؑ — سجدے سے اٹھیں جب تو کہا شکر ہے یا رب

طالب تھی میں جس کی وہ بر آیا مرا مطلب — سب مٹ گئے دھڑکے کوئی تشویش نہیں اب

لٹنے سے محمدؐ کی کمائی کو بچا لے
سب قتل ہوں پر تو میرے بھائی کو بچا لے

سجدے میں گریں.. پروردگار میری قربانیوں کو قبول کر لیا..کیوں کیا بی بیؑ نے سجدہ؟ کیوں کیا سجدہ؟ منزل کڑی تھی۔زینبؑ کو معلوم تھا، ایسی قربانیوں کے وقت دنبہ آ جاتا ہے ..!اس لئے سجدہ کیا.قربانی قبول کر لی..!بارگاہِ الٰہی میں اولیاؑ کی جب قربانی قبول ہو جاتی ہیں تو شکرانے کے سجدے ہوتے ہیں۔یہ ہے ولایت..!زینبؑ کی قربانی قبول ہوگئی، میں تیرا شکر ادا کرتی ہوں...سجدۂ شکرانہ..ماں ہے ماں۔

موسیٰؑ چالیس دن روتے رہے کوہِ طور پر؟ بس چالیس دن..!موسیٰؑ اللہ نے حکم دیا تھا تمہیں۔جاؤ فرعون بڑا سرکش ہو گیا ہے اس کی سرکشی کو ختم کرو، ہمارا پیغام پہنچا دو۔ پروردگار ہم اکیلے نہیں جائیں گے۔کسی کو ساتھ کر دے۔وزیر چاہئے۔موسیٰؑ تمہاری تو ہیبت مشہور ہے، بہادر ہو۔عصا بھی ہاتھ میں ہے۔اختیار بھی ہے نبوت کا..پھر بھی ہارون چاہئے...قرآن ہے یہ..توریت ہے یہ...انجیل ہے یہ..کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔قرآن ہے یہ..ساتھ کر دے کسی کو۔اچھا جاؤ ہارونؑ کو لے جاؤ اور پھر بھی یہ عصا مددگار رہے گا۔یہ بن جائے گا اژدہا اگر ہو گیا حملہ..موسیٰؑ سرکش کا سر نیچے کرنے کے لئے مددگار چاہئے..اکیلے نہ جا سکے دربار میں موسیٰؑ۔مرد ہو کر نہ جا سکے۔آج باب السّاعت پر داخلہ ہونے والا ہے..سرکش کا سر نیچا کرنے وہ آ رہی ہے زینبؑ جیسی ولی، یہ نہیں کہا زینبؑ نے اللہ سے،کوئی وزیر دے دے،کوئی طاقت ور دے دے۔بیمار بھتیجا ساتھ ہے، امام ہے۔یہ نہیں کہا سیّد سجادؑ موجود ہو، امام ہو..اور دیکھو تو کیا ہو رہا ہے؟ نہیں..!مَیں تمہیں بچا رہی ہوں، مَیں تمہاری محافظ ہوں۔اس لئے کہ بھائی نے مجھے محافظ بنایا ہے تمہارا۔ولایت محافظ ہے امامت کی۔اپنا کام اپنی جگہ، ذاتی مصیبت کی

سپر خود بنی ہوئی، وہ بھی آج خطرے میں ہے...نبوت بھی آج خطرے میں ہے، دین بھی خطرے میں ہے...قرآن بھی خطرے میں..اور آج کے بعد بھنور سے نکلنا مشکل ہے۔ کیا زینبؑ نے کوئی تیاری کی تھی؟ نہیں کوئی تیاری نہیں کی..جو بھی اِدھر سے کہا جائے گا جواب ہے، ہر چیز کا جواب ہے۔ وہ کام کیا جو موسیٰؑ فرعون کے دربار میں کامل نہ کر سکے۔ کام ادھورا چھوڑ کر بنی اسرائیل کو لے کر نکلے۔ فرعون نے پیچھا کیا۔ تمام آلِ فرعون کے ساتھ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ اب موسیٰؑ گھبرائے کہ ہم تو بچ کر چلے ہیں اور یہ پھر پیچھے آ گیا، تعاقب میں آ گیا، پروردگار اس کو غرق کر دے۔ وہ دریا کے بیچ آیا اور سب ڈوب گئے۔ تب جا کر موسیٰؑ نے سانس لی۔ جب فرعونیت ہی ختم ہو گئی تو موسیٰؑ کا کام ہی ختم ہو گیا۔ زینبؑ نے کہا میں مدینہ تک جاؤں گی لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ یزید اور یزیدیت غرق ہو جائے تاکہ قیامت تک ذلیل ہوتا رہے۔ فاتح جاؤں گی، تیرے دربار سے فاتح بن کر جاؤں گی۔ لیکن تجھے غرق کر کے نہیں جاؤں گی۔ اس لئے کہ شام میں چھپا، دمشق میں بیٹھا ہے اپنے محل میں، لوگوں نے تیرا چہرا کہاں دیکھا؟ میں چاہتی ہوں جو سیاہی تیرے چہرے پر شیطان مل چکا اور سقیفہ والے جو مل گئے وہ دنیا دیکھے۔ اس لئے زندہ چھوڑ گئیں۔ موسیٰؑ کتنی منت سماجت تم نے کی کہ اس کو غرق کر دے، تمہارے کہنے سے غرق کر دیا۔ کوئی ضروری ہے کہ اللہ تمہاری مرضی پر چل رہا ہے؟ تم نے غرق کرنا چاہا تھا، نیل ندی نے لاش دریا کے کنارے لا کر پھینک دی۔ مصر والے لے گئے۔ اہرامِ مصر میں رکھ دیا۔ اب تک رکھی ہے لوگ جا رہے ہیں دیکھ رہے ہیں، جا رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔ واہ رے زینبؑ...! زندہ تو رکھا یزید کو مگر قبر نہ رہ پائی۔ میوزیم کے لائق بھی نہ رہا۔ میں آپ کو داد دیتا ہوں، جناب زینبؑ پر تقریر کوئی نہیں کرتا اور نہ کوئی کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کو اس طرح سننا..ولایت کی منزل پر یہ آپ کا کام

ہے۔خوب امانتوں کو اپنے کاندھوں پر آپ اٹھا لیتے ہیں، بڑے ذمہ دار لوگ ہیں آپ۔کیا حسن ہے آپ کے دماغوں میں، جہاں یہ چیزیں محفوظ ہو رہی ہیں، وہاں ہوا میں تیرتی ہیں، لفظ دور دور سے نکل جاتے ہیں۔ جہاں دماغ ہی نہ ہو، وہاں عقل لاکھ لٹھ لے کر بھینس کے پیچھے دوڑے...وہاں یہ تقریریں، یہ لفظ کہاں، یہ فکر کہاں، یہ باتیں کہاں؟ قبر مٹا کر رکھ دی۔ جب لاش ہی نہ بچی تو قبر کیا بچے گی، کہ میوزیم میں رکھی جائے اور یہاں مقبرہ بنتا...اس کے اپنے باپ کی زمین تھی، دعویدار تھا میرے باپ کی زمین ہے۔کہا یہ تیرے باپ کی زمین ہے..؟ تیرے دادا کی زمین ہے..؟ تو سہی... زینبؑ نے چیلنج کیا..ٹھیک ہے۔ اب یہاں قیامت تک میں اپنی قبر بنوا کر حاکم نہ بن جاؤں تو کہنا۔دولت کی کمی ہے کیا، ڈالرز کی کمی ہے، ہم کو جلانے کو سہی ایک قافلہ بنالو، قافلۂ یزیدیہ.. اور جنگ میں اشتہار دے کر کہو..! کہ یہ قافلہ یزید کی قبر کی زیارت کو جا رہا ہے تو کون روکے گا؟ ارے. وہاں جب شام میں اترو گے.. ناصر رضا میرے چھوٹے بھائی بیٹھے ہیں... یہ ساتھ تھے، پچھلے سال بھی ہم شام گئے تھے اس سے دو سال پہلے بھی گئے تھے۔ جب دو سال پہلے گئے تھے تو کسٹم آفیسر نے مجھ سے کم از کم پچاس بار یہی سوال دہرایا !سیدہ زینبؑ کی زیارت کو آئے ہیں آپ؟ سیدہ رقیہؑ کی زیارت کو آئے ہیں؟ سیدہ زینبؑ؟ سیدہ زینبؑ..؟ پورا شام جس کو اپنی سردار کہتا ہے...اس پورے ملکِ شام میں آج یزید کا نام لینے والا نہیں ہے... یزید کہاں گئی تیری سلطنت؟ کہاں ہے تیری سلطنت؟ پناہ گاہ ہے اب شام..مومنین جب عراق سے نکلے پریشان حال تو زینبؑ کے روضہ میں سب کے خیمہ لگ گئے. مہاجر آئے ہیں۔ لگے ہوئے ہیں خیمے عراقیوں کے زینبیہ کا علاقہ بڑھتا جا رہا ہے۔سب پر یہی لکھا ملے گا.. ہاشمیہ..زینبیہ شہزادی باپ دادا کا نام روشن کر رہی ہیں۔یزید تو اپنے باپ دادا کا

نام نہ روشن کر سکا، تو کیا روشن کرتا جب تیرے بیٹے نے ہی یہ بتا دیا کہ میرا باپ بھی غاصب تھا دادا بھی غاصب تھا۔ بیٹے نے تخت وتاج کو ٹھکرا دیا۔ پورے شام میں گھوم کر دمشق آیئے، قلعے بہت سے ملیں گے محل بھی ہیں، پوچھتے پھریئے، یزید کوئی تاج لگاتا تھا؟ اس کے سر پر کوئی تاج تھا؟ تاجدار تھا؟ کہیں تاج ہے؟ اب گھوم پھر کر قبرِ زینبؑ پر پہنچیے۔ ضریح کو چومیئے اور ذرا سا پنجوں پر کھڑے ہو جایئے گا اور تابوت کو دیکھئے گا۔ تابوت کے سرہانے ایک قیمتی جواہرات سے سجا تاج زینبؑ کے سر پر رکھا ہے۔ بی بی آپ تو بادشاہ نہیں تھیں، امام نہیں تھیں یہ تاج کیسا؟ یہ تاج تو کہیں، کسی نبی کی قبر پر ہونا چاہیئے تھا۔ آپ کے سر پر تاج کیسے رکھ دیا گیا ہے۔ شائد دنیا پکارے کہ.. یوں ایمان کا تاج کفر سے کبھی چھینا ہی نہیں گیا جیسے زینبؑ نے چھینا۔ چھین لیا زینبؑ نے۔ کیسے پڑھوں مَیں..؟ کس سے چھینا گیا تھا؟ تاج کس سے چھینا گیا تھا؟ پڑھوں اقبالؔ کا شعر ..! امام حسن کے لئے علامہ اقبالؔ کا شعر پڑھتا ہوں۔

تا نشیند آتشِ پیکار و کیں
پشتِ پا زد بر سرِ تاج و نگیں

اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ بھڑکتی، حسنؑ نے تخت وتاج کو ٹھوکر ماردی۔ حسن کا ٹھکرایا ہوا تاج.. معاویہ نے اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ پھر یزید لئے بیٹھا تھا۔ زینبؑ آئیں.. کہا میرے گھر کا تاج ہے، میرے بھیا نے اسے پیر لگایا ہے اس لئے اب یہ میرے پاس تبرکاً رہے گا جب تک کہ میرا پوتا مہدیؑ نہ آجائے۔ اور اس کے قدموں میں یہ تاج لوٹ نہ جائے۔ ابینہ ہوں میں.. تاج یہاں ہے۔ تاج کسی کی قبر پر نہیں ہے، صرف زینبؑ کے سر پر رکھا ہوا ہے۔ اور حکومت کی شان بتاؤں دولت سے حکومت نہیں ناپی جاتی۔ حکومت سمجھنا ہو تو داخل ہوئے آپ روضہ میں دونوں طرف دیکھیں گے آپ۔ چادریں لٹکی ہوئی ہیں، سیاہ چادریں لٹکی ہوئی ہیں۔ کیا مجال ہے کوئی بے پردہ عورت آئی

ہو، یورپ سے آئی ہو، لبنان کے لوگ آرہے ہیں، کویت کے لوگ آرہے ہیں، سب ملکوں کے لوگ آتے ہیں، زیادہ تر لوگ بے پردہ آتے ہیں۔ ماڈرن عورتیں آتی ہیں۔ حد یہ ہے کہ اگر ماڈرن نوجوان آجائیں اور ان کے شانے کھلے ہوں ان کو بھی وہ چادر کاندھے سے اوڑھ کر نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ خدام چھڑی سے اٹھا کر چادر دیتا ہے۔ بغیر چادر آپ اندر نہیں جاسکتے۔ کیوں...؟ یہ دربار کا حکم ہے۔ حکومت دیکھی زینبؑ کی۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو بے پردہ زینبؑ کے مزار پر جا کر دکھا دے...! اسے کہتے ہیں حکومت، یعنی آدابِ دربارِ زینبؑ جاری وساری ہیں۔ اس کو کہتے ہیں حکومت جہاں حکم چلے۔ پردہ کا حکم قرآن کا تھا...نفاذ زینبؑ نے کرایا۔ سعودی عرب میں یہ قاعدہ کیوں نہیں؟ روضہ رسولؐ پر چادریں کیوں نہیں لٹکی ہوئیں؟ نفاذ زینبؑ نے کیا۔ حکم نبیؐ کا تھا۔

دیکھا موسیٰؑ تم نے..! مصر میں موسیٰؑ اپنی قبر نہ بنوا سکے۔ اور خدا کی قسم موسیٰؑ کی قبر کا پتہ نہیں۔ اس لئے کہ جب ملک الموت آیا، موسیٰؑ نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کا پیارا بندہ اور اس پر موت طاری کر دی جائے؟ ملک الموت نے کہا موسیٰؑ مرنا نہیں چاہتے۔ اللہ نے کہا چھوڑ دو... ہمیں ان سے بہت پیار ہے، جو یہ کہہ رہے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ بہت اللہ تعالیٰ چاہتے تھے حضرت موسیٰؑ کو..ورنہ ملک الموت کو کہیں بھیج کر اللہ نے واپس بھی بلایا ہے؟ یہ پیار کا ثبوت ہے۔ ورنہ سلیمانؑ کے یہاں سے تو واپس گئے نہیں ملک الموت صاحب۔ موسیٰؑ سے بہت محبت تھی، کہا یہ کہتے ہیں تو آجاؤ۔ چلے سیر کرنے اور غائب ہوگئے۔ وہ غیبتِ موسیٰؑ کہلاتی ہے بنی اسرائیل سے غائب ہوگئے۔ جانے کہاں چلے گئے موسیٰؑ۔ غیب میں چلے گئے، چلتے چلتے، گھوم رہے ہیں اکیلے جنگلوں میں۔

چلتے چلتے ایک سڑک کے کنارے آئے، دیکھا ایک آدمی قبر کھود رہا ہے، کہا تو اکیلے قبر بنا رہا ہے؟ کس کے لئے بنا رہا ہے؟ کہا مردہ آنے ہی والا ہے بس ابھی..! یہ نہیں کہا

میت آنے والی ہے، مردہ اس میں آنے والا ہے۔ کہا آؤ ہم تمہاری مدد کریں۔ موسیٰ اس کے ساتھ مل کر قبر کھودنے لگے۔ اس نے کہا کہ قبر کی لمبائی دیکھنے کے لئے مَیں اس میں لیٹوں یا آپ اس میں لیٹیں گے؟ اب نبیؑ کی تو عادت ہے ایثار کرنے کی، کیسے کہتے کہ تم لیٹو..؟ موسیٰ تو چاہتے تھے ہمارا رتبہ اوپر رہے، ہم نبی ہیں۔ کہا ہم لیٹ کر دیکھتے ہیں کہ قبر صحیح ہے لمبائی چوڑائی میں۔ قبر میں لیٹ گئے موسیٰ۔ اب کہا موسیٰ ..! آپ موسیٰ ہیں۔ مَیں ملک الموت ہوں۔ بس چلئے۔ آیئے، آج ہے آخری دن۔ لے گئے قبر بنا کر ملک الموت چلا گیا۔ قبر کا پتہ ہی نہیں۔ فتح تو موسیٰ یہ ہوتی کہ جہاں فرعون سے ٹکراؤ ہوا تھا اس مصر میں تمہاری قبر ہوتی، تم نبیؑ ہو قبر گمنامی میں نہیں ہونا چاہئے تھی۔ اگلا جملہ بہت بڑا ہے... انبیاؑ کی قبریں غیب میں چلی گئیں تو اب اس میں حیرت نہ ہو کہ آلِ محمدؐ کے گھر کی عورتوں کی قبر کو تو پردہ میں جانا ہی تھا۔ زینبؑ وہ واحد عورت ہیں آلِ محمدؐ میں.. جن کی قبر آج بھی نمایاں ہے۔ لوگ ڈھونڈتے ہیں کہاں ہے زہراؑ کی قبر؟ لوگ ڈھونڈتے ہیں کہاں ہے خدیجہؑ کی قبر؟ لوگ ڈھونڈتے ہیں کہاں ہے امِ ربابؑ اور اُمِ لیلیٰؑ کی قبر، کہاں ہے آمنہؑ کی قبر؟ اب کس کس بی بی کا نام لوں؟ ان کے تو کچھ آثار بھی مل جاتے ہیں، وہ ہے زیارت کر لیجئے، قبر نہیں ہے، یہیں پر کہیں خدیجہؑ کی قبر تھی۔ یہیں کہیں آمنہؑ کی قبر تھی۔ ارے یہ خوش قسمت بیبیاں ہیں کہ اشارے سے کوئی بتا تو دیتا ہے ... **السلام علیکِ** ...ورنہ کچھ عورتیں ایسی ہیں جو کنویں میں غرق ہو گئیں۔ قبر نہیں ہے۔ دشمن چاروں طرف ہو اور قبر بنوا کر دکھا دیں، اس سے بڑا جملہ کہنے جا رہا ہوں... ارے جو بیبیاں ایک قبر کی مالک نہ بن سکیں وہ زینبؑ مصر جاؤ تو وہاں بھی زینبؑ، جنّت البقیع جاؤ تو وہاں بھی زینبؑ، شام جاؤ تو وہاں بھی زینبؑ..! کیا مجھ سے پوچھو گے کہ اتنی جگہ زینبؑ؟ زینبؑ کا باپ تو چالیس جگہ تھا.. ولی ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ ولی ہیں زینبؑ۔ یہ بحث کی

ضرورت نہیں ہے۔ مصر میں کیسے قبر ہے؟ جنت البقیع میں کیسے ہے قبر، دمشق میں کیسے ہے قبر..؟ چونکہ عزاداری کو بڑھانا تھا تو ہر ایک محسوس کرے زینبؑ یہاں ہیں، زینبؑ یہاں ہیں، زینبؑ یہاں ہیں۔ کہہ دوں جملہ..زینبؑ یہاں ہیں...حیرت ہے کیا؟ تین دن سے تمہاری مہمان نہیں ہیں؟ جہاں ذکر کرو وہاں زینبؑ... ہے کوئی عورت اسلام میں جس کا ذکر یوں ہو جائے ایک دو دن..؟ زینبؑ ہیں یا زینبؑ کی ماں ہے یا نانی... گھرانہ ایک ہی ہے۔ یعقوبؑ بہت روئے..بہت روئے، آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئیں۔ دیدے نہ رہے، بہہ گئے۔ کب آئی روشنی؟ کب ملی آنکھوں کو روشنی..؟ کہا جب یوسفؑ کا کُرتا آیا تب روشنی آئی۔ اچھا..! اچھا..! جب کُرتا آتا ہے تو روشنی آتی ہے، روشنی کا تعلق کُرتے سے ہے؟ تو کیا اسلام اندھیرا ہو گیا؟ یعقوب تمہاری بینائی ایک کُرتے کی مرہونِ منت ہے؟ صرف تمہاری بینائی، آنکھ کی روشنی..ارے..! پورا اسلام اندھا ہو چکا تھا، اس لئے زینبؑ مدینے ایک کُرتا لے کر چلیں..یہ روشنی ہی تو پھیلی ہے۔ بینائی مل گئی نا سب کو۔ اپنی آنکھیں بنالینا اور ہے...دین اور دین والوں کو آنکھیں دے دینا اور ہے۔ یہ دل کے اندھے ہیں، یہ آنکھوں کے اندھے ہیں..قرآن کی آیات... زینبؑ سب کو ایمان پر لائیں اور بینائیاں دے دیں۔ کُرتا لائی ہوں..نانا کُرتا لائی ہوں۔ وہ یوسفؑ کا کُرتا تھا، یہ حسینؑ کا کُرتا ہے۔ تنہا اپنی ذات میں یحییٰؑ اتنا زہد، اتنے سجدے، اتنی نمازیں..؟ کھانا ہی نہیں کھاتے ہو، لاغر ہو گئے ہو اس پر تمہارا زہد مشہور ہو گیا۔ کھانا نہیں کھاتے، رات بھر نمازیں پڑھتے ہو..تو ہاتھ تو نہیں بندھے، شادی تمہاری نہیں ہوئی، بچے تو نہیں مارے گئے، کوئی بھتیجا تو نہیں مارا گیا، جوان بھائی تو نہیں مارا گیا۔ اپنی ذات میں تمہارا زُہد ہے۔ زینبؑ کا زہد دیکھو گے..؟ امام کہے زینبؑ..! نمازِ شب میں مجھے یاد رکھنا۔ اس کے معنی بھائی کو معلوم ہے کہ بہن نے کبھی

نمازِ شب چھوڑی ہی نہیں۔ اور فاقے.. اللہ اکبر، اپنے حصہ کا کھانا بچوں کو کھلا دیا۔ بیٹھ کر نماز پڑھی..! سیّد سجادؑ کہتے ہیں مَیں نے پھوپھی کی نماز قضا ہوتے کبھی نہیں دیکھی... یہ ہے اس ولی کا زُہد..! اب کس کس نبی سے مقابلہ کروں؟ عیسیٰؑ اور مریمؑ ہی تو ہیں، عیسیٰؑ عیسائیوں کے نبی ہیں، کیا ہوا؟ عیسیٰؑ کے ساتھ کیا ہوا؟ مائدہ آ گیا.. اصحاب نے کہا کچھ کھانے کو آسمان سے آئے۔ عیسیٰؑ کہتے ہیں تو مائدہ آتا ہے، تبھی تو پانچویں سورے کا نام سورۂ مائدہ ہے۔ اس میں اس مائدہ کا ذکر ہے کہ عیسیٰؑ کے لئے مائدہ آ گیا۔ زینبؑ کے لئے یہ کوئی اچنبھا نہیں ہے۔ اکثر ماں کے پاس بیٹھی ہیں تو دیکھا ہے کہ جنّت کے پھلوں کی خوشبو آئی اور جب اٹھ کر فضّہ کے پاس گئیں تو وہاں بھی دیکھا ہے۔ اور زینبؑ ہیں ولی، جب گھر کی کنیز مائدہ منگوا سکتی ہے۔ جملہ کہہ کر آگے بڑھ جاؤں گا، سوچئے گا آپ.. جس کے گھر مائدہ اترتا ہو.. کھانوں کا طبق اترتا ہو، پھلوں کا طبق اترتا ہے، وہ زوجۂ حرؑ کی محتاج تھی؟ ایک ولیّہ کیا یزیدی کھانے کے انتظار میں تھی؟ بس فرق یہ ہے کہ زینبؑ نے یہ نہیں کہا کہ معبود..! مائدہ بھیج دے۔ اس لئے کہ منزلِ امتحان میں تھیں۔ یہ اس کی مرضی ہے.. جب کہا گیا زوجۂ حرنہیں آئیں... انہوں نے کہا پھر کھانا کہاں سے آیا؟ پانی کہاں سے آیا؟ تو ناصر الملت اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے جواب دیا...! کہا ..کیا آپ پر کوئی واجب ہے کہ اہلحرم کو آپ کھانا کھلواتے اور پانی پلواتے ہی رہیں؟ بس اسی سوال پر سوچتے رہئے.. مطلب یہ تشویش کیوں ہے کہ کب آیا، کب کھایا؟ یہ بھی نہیں سمجھتے ولی بغیر کھائے رہ سکتا ہے۔ یعنی آپ ولایت کو نہیں مان رہے۔ اس لئے زینبؑ کو شامِ غریباں میں پانی پلوانا چاہتے ہیں، اس لئے روایت کی تلاش ہے۔ ہمیں تو کوئی روایت کی تلاش نہیں ہے۔ اس گھر میں چودہ سو برس جیتا ہے کوئی... روایت تو دکھاؤ کہ کھانا کب آتا ہے اور پانی کب آتا ہے بارہویں امامؑ کے پاس۔ کہیں سے تو

آتا ہوگا؟ یہ تو ان کی مرضی پر موقوف ہے کہ جب تک کی پیاس چاہیں۔ حسینؑ نے عصرِ عاشور تک کی پیاس چاہی۔ پانی نہیں آیا، فرشتہ نہیں آیا، نہ منگایا۔ ضرورت بھی نہیں تھی۔ پانی تو ٹھوکروں میں تھا۔ جب اسمٰعیلؑ نکالتے ہیں تو کربلا میں ہزاروں زمزم نکل سکتے تھے۔ کیوں نہیں نکالا زمزم...؟ ہاجرہؑ کے لئے زمزم نکلے؟ زینبؑ کے لئے نہیں نکل سکتا شامِ غریباں میں... نکل سکتا ہے۔ نہیں چاہئے..! چونکہ کبھی نہیں پڑھا گیا اس لئے دل کی دھڑکن تیز ہے، فرمایا معصوم نے کہ سات مقامات ہیں جہاں حسینؑ پر قیامت گذر گئی۔ روایت کے جملے دہرادوں۔ جو میں نہیں کہنا چاہتا اس لئے کہ آپ کا ذہن کچھ دیر کے لئے لرز جائے گا.. لیکن لرزے... کتاب کے جملے یہی ہیں.. کہ سات مقامات ہیں، جہاں حسینؑ کو شرمندگی اٹھانا پڑی، مَیں نے لفظ شرمندگی کو بدلا ہے "قیامت گذر گئی" سے۔ اب دونوں معنی سامنے رکھ کر، مقامات کو دیکھئے گا.. عالمِ وقت کے لکھے ہوئے جملے ہیں، اور یہ خصائصِ زینبیہ آیت اللہ شیرازی کے دور سے الفاظ آرہے ہیں۔ علماؒ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس لئے کہ گھرانے کی روایت ہے۔ پہلا مقام وہ کہ جہاں علی اکبرؑ نے پانی مانگا، یہ کون سا مقام ہے؟ یعنی بیٹا اگر باپ سے پانی مانگے اور باپ نہ پلا سکے تو وہاں کیا لفظ رکھیں گے؟.. شرمندگی رکھ لیجئے یا قیامت رکھ لیجئے۔ یہی تو کہے گا نا باپ..! بیٹا مَیں شرمندہ ہوں مَیں نہیں پلا سکتا۔ دوسرا مقام جہاں قاسمؑ نے پانی مانگا.. میرے لعل میں شرمندہ ہوں، تیسرا مقام قاسمؑ نے پکارا گھوڑے سے گر کر... چچا مجھے بچایئے.. حسینؑ لاش پر پہنچے اور کہا بیٹا تو پکارتا رہا اور حسینؑ نہ پہنچا، مَیں شرمندہ ہوں۔ چوتھا مقام علی اصغرؑ سے کہا چلو پانی پلالائیں جب تیر لگا جھک کر لاشِ اصغرؑ کو دیکھا، کہا بیٹا میں شرمندہ ہوں۔ پانچواں مقام..لاش لے کر آئے، سات بار پیچھے ہٹے اور پھر پکار کر ربابؑ سے کہا مَیں شرمندہ ہوں، مانگ کر لے گیا تھا تم سے، علی اصغرؑ زندہ

نہیں آئے۔ربابؑ میں تم سے شرمندہ ہوں۔چھٹا مقام..بیبیوں سے کہا، ہم تمہیں لائے، ہمارے بعد تم کو قیدی بنایا جائے گا..ہم تمہیں خیریت سے مدینہ نہ پہنچا سکے ہم شرمندہ ہیں۔اور قیامت ہے ساتواں مقام جب رخصتِ آخر کو آئے...زینبؑ کو دیکھا اور کہا..بہن تیری چادر کی حفاظت نہ کرسکوں گا میں شرمندہ ہوں۔چاہتے تو کیا ٹھوکر مارتے چشمہ نکلتا؟ حسین کی شرمندگی ختم ہو جاتی۔اہلحرم کو مدینہ پہنچا سکتے تھے عباسؑ کے ساتھ بھیج سکتے تھے۔زینبؑ کی چادر بچا سکتے تھے۔اب عالمِ وقت کے جملے پڑھ رہا ہوں۔یہ سب کچھ حسینؑ نے اختیار کیا اس لئے تاکہ محشر میں حسینؑ کے چاہنے والوں کو شرمندگی نہ ہو.....لے لو قیمت..! ساتوں جملوں کی قیمت تمہارے لئے۔اور دوستوں کو سنا دو کہ ولایت کا اختیار کیا ہے؟ تمہیں کیا پتہ ثواب کیا ہے؟ باتیں بنانا بہت آسان ہے۔کچھ صلہ بھی تو ہے ان اذکار کا..یا ایسے ہی کتابیں لکھ دی گئیں..حج کا زمانہ ہے...! پانچویں امام سے پوچھا گیا کہ کیا کوفہ سے شام تک کے راستے میں آپ کے بابا نے کوئی خطبہ دیا تھا۔پانچویں امام نے کہا نہیں...کوفہ سے شام تک اور باب الساعت تک میرے بابا ایک لفظ نہیں بولے۔چپ ..خاموش رہے۔جو کچھ کہنا تھا میری دادی حضرت زینبؑ نے کہا یا میری پھوپھی جناب فاطمہ کبریٰؑ نے کہا۔بس یزید کے سامنے خطبہ دینا تھا... وہیں دیا۔تمام راویوں نے لکھا راستے میں امام نہیں بولے، بولنے کا موقع ہی نہیں تھا...ابھی جب آپ سنیں گے تب معلوم ہوگا کہ جب ہنگامہ ہو رہا ہو، یلغار ہو جائے، بلوہ ہو جائے تو آپ بول بھی رہے ہوں گے تو اس شور میں آپ جو بولیں گے خود ہی سنیں گے۔بلوے میں کوئی کسی کی نہیں سنتا۔کہیں ہنگامہ ہو رہا ہو، آپ بیچ بچاؤ کر رہے ہوں، کیا ہوگا؟ مار کھا جائیں گے آپ لیکن آپ کی آواز کو کوئی نہیں سنے گا۔بلوہ سمجھتے ہیں نا آپ، لفظ ہنگامے کے معنی معلوم ہیں نا..؟ ہنگامہ سہراب گوٹھ میں ہو

گیا تھا، لیڈر آئے بیچ بچاؤ کرنے پٹ کر چلے گئے۔ کیسے سمجھاؤں، کراچی میں تو روز بلوے ہوتے ہیں نا۔ اور بلوہ جو ہے اس کی FIR (ایف، آئی، آر) بھی نہیں کٹتی ہے، بلوہ تھا..! انفرادی ہو.. بلوے میں اگر کوئی مارا جائے، قاتل کون ہے؟ تیس لاکھ کے مجمع میں حسینؑ نے ایک ایک کے قاتل کا نام لکھوا دیا۔ یہ معجزہ ہے کربلا کا۔ بلوہ تھا کربلا میں لیکن نام موجود ہیں، علی اکبرؑ کا قاتل کون؟ قاسمؑ کا قاتل کون؟ عونؑ و محمدؑ کا قاتل کون؟ حبیبؑ کا قاتل کون؟... جزاک اللہ، خوب سنتے ہیں آپ، ہم داد دیتے ہیں... بلوے کی موت میں تفتیش نہیں ہوسکتی، قاتل نہیں پکڑا جاسکتا۔ بلوے میں کسی کی آواز بھی نہیں سنی جاتی۔ امام کہتے ہیں ہم کولے کر شام میں آئے.. اونٹوں پر سوار.. کوفہ سے جو اونٹ چلے تو اونٹوں کی عادت ہوتی ہے کہ خاموش چلتے ہیں، عرب کے اونٹ خاموش چلتے ہیں لیکن یہ اونٹ جو چلے... اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں بلبلانا۔ شور کرتے ہیں اونٹ... اور جب سارے اونٹ بول رہے ہوں تو ایک شور ہوتا ہے۔ یہ سارے اونٹ بلبلا رہے تھے۔ بلکہ اس کا ترجمہ میں کردوں.. بڑبڑا رہے تھے۔ زینبؑ ولی تھی.. منطق الطیر... یعنی سلیمان والا علم تھا، حیوانات کا علم جانتی تھیں زینبؑ۔ لیکن کہا بیٹے سید سجادؑ یہ اونٹ کیا کہہ رہے ہیں؟ تا کہ امامت کا تعارف ہو۔ معجزہ اپنے نام نہیں لکھوایا زینبؑ نے۔ امام کو پہنچوایا... تم جانتے ہو جانور کیا بول رہے ہیں۔ کہا پھوپھی اماں، کوفہ سے یہ اونٹ چلے ہیں تو راستے بھر یہ اونٹ ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں خیال رکھنا ہماری پشت پر یہ آلِ محمدؐ سوار ہیں، قدم غلط نہ پڑیں... بے آرامی نہ ہو جائے... یہ اونٹ یہ کہہ رہے ہیں۔ ارے..! جانور ہیں، حیوان ہیں، واہ رے لشکرِ یزید..! میں نے اپنے والد کا ایصالِ ثواب رکھا ہے، چوتھی برسی ہے ان کی تو بی بی کی مجالس سے منسوب کر دیا۔ کون کرتا ہے ہمیشہ برسیاں، زینبؑ کی مجلس تو ہوتی رہے گی۔ ہمارے بعد بھی ثواب انہیں

پہنچتا رہے گا۔ ایک سلسلہ مَیں نے قائم کر دیا۔ اچھا ہے نا یہ سلسلہ، رقت کیوں نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ میرے باپ.. یہاں گواہ بیٹھے ہیں...کہ وہ مجلس میں کیسے روتے تھے؟ ان کی روح کو یہ ایصالِ ثواب جا رہا ہے۔ بعض باتیں تو ان کی ایسی ہیں کہ جواب دھیرے دھیرے معلوم ہو رہی ہیں۔ ہماری پھوپھی پچھلے دنوں انڈیا سے آئی تھیں۔ کوئی ستر برس سے ہماری پھوپھی کی والدہ حضرت سیّدہؑ کا تابوت اٹھاتی ہیں جمادی الثّانی میں، تین دن رات و دن مجلسیں ہوتی ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں آپ کو کیا تحفہ دوں، مَیں چادر بنواتا ہوں حضرت سیدہؑ کے تابوت کے لئے، وہ لے جایئے۔ مَیں نے زردوزی کے کام کی تقریباً پچیس ہزار کی چادر..اور اس پر سنہرا کام، جب مَیں نے چادر کا سوٹ کیس انہیں پیش کیا چلتے وقت تو انہوں نے کہا کہ تم نے چادر دیدی ہے، زہراؑ کے تابوت کو تم نے سنہرا سنہرا کر دیا۔ لیکن تمہیں تحفہ میں یہ بتا دوں کہ یہ جو تابوت ستر برس سے میری ماں اٹھاتی تھیں اور اب مَیں اٹھاتی ہوں... یہ تمہیں معلوم ہے کہ لکڑی کا تابوت لکھنؤ سے بنوا کر کون لایا تھا؟..تمہارے باپ بنوا کر لائے تھے۔ مجھے کیا معلوم، کہ کیا کیا خدمتیں انہوں نے کیں۔ یقین کیجئے، میرے والد کی زندگی نیکیوں میں گزر گئی۔ کوئی ان کے خاندان کا فرد، کوئی دوست، برادری، محلّہ والا ایک بات بھی ان کے عیب کی کوئی بات نہیں بیان کر سکتا...اور اگر ہوگا تو بڑا احرام زادہ ہوگا۔ اتنے نیک تھے میرے باپ۔ تعارف مَیں نے کروادیا۔ اور نیکیاں ہی سوچتے تھے، حضرت سیّدہؑ کی شہادت سے دو دن پہلے انتقال ہوا، آخری جملے یہی تھے...بھئی دیکھو..! اگر طبیعت ٹھیک رہی کبھی مَیں نے ان کو حضرت سیّدہؑ کا نام لیتے نہیں دیکھا. آپ کو بتاؤں کیا کہتے تھے؟ حضرت معصومہؑ کی شہادت... پوری عمر معصومہؑ کہا۔ دیکھو بھئی اب کے ہم حضرت معصومہؑ کی مجلس میں بھی جا پائیں گے یا نہیں۔ مَیں نے کہا ہم لے کر چلیں گے، کرسی پر بٹھا

کر۔لیکن شائد معصومہؑ نے کہا کہ اب کی مجلسیں آپ یہاں کریں۔ پھر معصومہؑ سے وابستہ برسی ہوگئی۔ان کی روح بھی یہاں آئی ہوگی۔گریہ تو ہوگا، رونے والے کا بڑا مرتبہ ہے۔دیکھئے..! سارے اعمال میں یہ عمل ہر آدمی کا یاد رہ جاتا ہے۔مجلس میں کیسے بیٹھتا تھا؟ کوئی نہیں بھولتا..کالا کرتا کوئی نہیں بھولتا..آنکھ کے آنسو کوئی نہیں بھولتا۔آج تک منبر سے نہیں پڑھا گیا۔اب پڑھ رہا ہوں، اور یہیں پر تقریر ختم ہوگی۔یہ ہے خطبہ جناب سید سجادؑ کا...جو آغا مہدی صاحب نے عربی میں لکھا ہے، مَیں صرف ترجمہ سنا رہا ہوں۔جب سے واپس آئے سیّد سجادؑ..کسی نے پوچھا..کہاں زیادہ مصیبتیں پڑیں۔تین بار کہتے تھے..الشام، الشام، الشام۔آگے راوی کی ہمت نہیں تھی کہ یہ پوچھے کہ کربلا کیوں نہیں؟ کوفہ کیوں نہیں؟ تجسّس تو تھا نا راوی کو۔راوی بھی کوئی ایک دو نہیں ہیں، تیس پینتیس ہزار راوی ہیں، کربلا کے راوی تو ہزاروں میں ہیں...جو سننا چاہتے ہیں سیّد سجادؑ سے واقعہ یا حضرت امام علی رضاؑ سے وہ راوی سننا چاہتے ہیں جو پچیس ہزار قلم لے کر نیشا پور میں آئے ہیں۔کربلا کا واقعہ تو بہت بڑا ہے، پورے عرب میں ایران تک راوی پھیلے ہوئے ہیں کہ کچھ بتا دیں۔لیکن ایک ہی بات..الشّام، الشام، الشّام۔ بھائی جب رقت طاری ہو تو ہمت کس کی ہے کہ پوچھے؟ آپ کیا سیّد سجادؑ کو دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ یہ کہہ رہے ہیں..الشّام، الشّام، الشّام..اس کے آگے کوئی پوچھ سکتا ہے؟ مرثیہ ہے یہ الشّام الشّام..کس کی مجال ہے کہ آگے پوچھ لے؟ جو گر جائے، بیہوش ہو جائے روتے روتے..تو آگے کیا پوچھے کہ الشّام کیوں؟ آغا مہدی صاحب لکھتے ہیں، وسیلۃ النجات کے حوالے سے، پانچ کتابوں کے حوالے سے آغا مہدی صاحب نے یہ خطبہ جناب سید سجادؑ کا جناب زینبؑ کی سوانح حیات میں لکھا ہے۔تین سال کے بعد امامؑ نے حج کیا، واقعہ کربلا کے تین سال کے بعد چوتھے امام نے حج کیا۔جب حج

سے فراغت پائی تو مدینہ میں راوی نے کہا کہ الشّام کیوں؟ یہی تو مصائب ہیں، اب نہ ہو آپ کا سنا ہوا، آج کے بعد تو نیا نہیں رہے گا، اور ذاکر پڑھیں گے، سب ٹیپ ہو رہا ہے۔ اور بہت اگر لفظ کو گن گن کر رکھنا ہے تو کتاب سے پڑھے گا، ریکارڈ میں کہہ رہا ہوں۔ راوی نے کہا الشّام کیوں؟ کہا اس لئے الشّام ...کہ سات مقام شام میں ایسے آئے کہ ہم کو ذلیل و رسوا کیا گیا۔ امام نے خطبہ شروع کیا، خطبہ کیا.. مجلس ہے۔ راوی بیٹھے ہیں مجمع ہے۔ راوی واقعۂ کربلا کے تین برس بعد حج سے فارغ ہو کر امام زین العابدینؑ کی خدمت میں آئے اور دمشق کی مصیبتوں پر گفتگو کی۔ امام نے سات مصیبتیں دوہرائیں جو سب سے سخت تھی۔ جب شام میں داخل ہوئے تو فوج نے ننگی تلواریں کھینچ کر نیزے ہاتھوں میں اٹھائے اور ہم کو اپنے حلقہ میں لے لیا۔ اور برچھوں سے ہم کو مارتے تھے۔ دوسرے بابا اور چچا عباسؑ کا سر نوکِ نیزہ پر میری پھوپھیوں زینبؑ و اُمّ کلثومؑ کے سامنے علی اکبرؑ و قاسمؑ کے سر ہائے بریدہ میری بہنوں، سکینہؑ اور فاطمہ کے مقابل دکھا کے لئے جاتے تھے۔ اور سروں سے کھیلتے جاتے تھے۔ نیزے سے سر گھوڑے کی ٹاپوں کے سامنے گرتے تیسرے یہ کہ طلوعِ آفتاب سے سورج ڈوبنے تک کوچہائے دمشق اور بازاروں میں لئے پھرے اور شاہراہوں پر ہجوم خلائق سے کہتے کہ ان خارجیوں اور باغیوں کو قتل کرو جنہوں نے خلیفۂ وقت پر خروج کیا۔ ان کی عزت اب اسلام میں نہیں ہے۔ چوتھے۔ قصر اور بام سے گزرتے تھے وہاں کوٹھوں سے کوئی پانی گراتا تھا کوئی آگ پھینکتا تھا۔ رسن بستہ اسیر حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ پانچویں پھر ہم کو سواریوں سے اتار کر پیدل پھرایا اور ایک رسّی میں جکڑ لیا تو یہود و نصاریٰ کے علاقہ میں لے گئے اور کہنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کے بزرگوں نے تمہارے سرداروں کو قتل کیا اور دین و مذہب تمہارا مٹا کر اپنا نام بلند کیا۔ ان سے بدلہ

لو۔اس وقت یہودی اور نصرانی گھروں سے نکلے اور ہم پر حملہ کیا۔لکڑی اور پتھروں سے زخمی کیا۔چھٹے ہمیں اس بازار میں پہنچایا جہاں ترک و حبش کے قیدی بیچے جاتے تھے۔

ساتویں مصیبت دربار یزید کے سات سو کرسی نشینوں کا مجمع تھا۔اُس مجمعے میں رسولؐ زادیوں کو بے پردہ حاکم کے سامنے پیش کیا گیا۔

❁ ❁ ❁

چودھویں مجلس

یومِ زینبؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

کائنات کی وہ عظیم ہستی کہ جس نے کائنات میں ایک انقلاب برپا کر دیا... معیارِ حق و باطل زمانے کو سکھا دیا، ایک ایسی بی بی کہ جو ساری زندگی پردے میں رہی، چہار دیواری میں رہی... لیکن جب کائنات نے اپنے مظالم کے ہاتھ اس کی جانب بڑھائے تو اس نے بتایا کہ ہمیں کمزور سمجھنے والو...! ہمیں کمزور نہ سمجھنا... عظمت، جلالت، رعب و دبدبہ ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ قرآن جہاں انبیاؑ کا ذکر کرتا ہے وہاں ان کے ساتھ کسی نہ کسی عظیم خاتون کا ذکر بھی کرتا ہے، قرآن نے حواؑ کی عظمت بتائی، ہاجرہؑ کی عظمت بتائی، سارہؑ کی عظمت بتائی، جنابِ مریمؑ کا استقلال بیان کیا، قرآن نے جنابِ خدیجہؑ کی مدح کی، قرآن میں سورے اتارے رسولؐ اکرم کی عظیم بیٹی سیدۂ کونین کی مدح میں وہ عظیم بی بی کہ جو عصمت کا مرکز تھی اور اسی کی آغوش میں پلنے والی بی بی زینبِ کبریٰؑ تھیں۔ وہ عظیم بی بی کہ جس نے اسلام کے نشیب و فراز دیکھے... پانچ ہجری میں مدینہ میں آپ کی ولادت ہوئی.. رسولؐ اکرم نے زینبؑ نام رکھا حکمِ پروردگار سے، رسولؐ اکرم کی آغوش میں جب تک رسولؐ حیات رہے، جناب زینبؑ رسول کی آغوش میں رہیں،

جنابِ ختمی مرتبت کی وفات اور وفات کے بعد کے حالات اپنے بچپن میں دیکھے، زمانہ گزرا.. چند دنوں کے بعد ماں بھی جُدا ہوگئی، ماں کے جنازے پر ماں کا ماتم کیا...، کچھ اور زمانہ گزرا، ظلم پہ جو کمر باندھے ہوئے لوگ تھے ان کو بھی دیکھتی رہیں، مسلمانوں کے انداز بھی دیکھے...رسولؐ کے چاہنے والوں کا رنگ بھی دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ پوری عرب کی آبادی اب یہ چاہتی ہے کہ اس تختِ خلافت پر علیؑ بیٹھیں...اس منظر کو بھی زینبؑ بغور دیکھ رہی تھیں، علیؑ کی بیعت ہوتے دیکھی، پھر یہ بھی دیکھا کہ دو ہفتے کے بعد وہی مسلمان جو علیؑ کے ہاتھوں پر بیعت کر چکے تھے میدانِ جنگ میں صف آرا تھے۔ جمل کی لڑائی، صفین کی لڑائی، نہروان کی لڑائی زینبؑ کی نگاہوں میں تھی، تیس ہجری میں زینبؑ نے کوفہ میں وہ قیامت خیز منظر بھی دیکھا کہ ابھی چند دن پہلے یہی مسلمان علیؑ کو اپنا بادشاہ مان رہے تھے اور اسی کوفہ میں زینبؑ شاہزادی بن کر آئی تھیں، عقیدت رکھنے والے، محبت رکھنے والے اس میں کیا شک ہے کہ اکثریت میں تو نہیں تھے لیکن جان دینے والے لوگ تھے..شاہزادیؑ کی سواری جب کوفہ میں پہنچی مولائے کائناتؑ جنگِ جمل کے بعد جب کوفہ کو دارالحکومت بناتے ہیں تو مدینہ سے تمام بی بیاں حکمِ علیؑ پر کوفہ آ گئیں۔ تاریخ میں ہے کہ جب سواریاں پہنچیں تو کوفہ والوں کا خیال تھا کہ یہ محل جو بادشاہ کے رہنے کے لئے بنایا ہے دارالامارہ...اس میں شاہزادیاں اُتریں گی، جہاں بادشاہ کی عورتیں رہتی آئی ہیں وہیں یہ لوگ بھی اتریں گے لیکن دنیا نے یہ رنگ اور یہ منظر دیکھا کہ دارالامارہ سے کچھ ہٹ کر ایک کچے مکان میں جس کی دیواریں کچی تھیں اس میں علیؑ نے اپنے گھر کی عورتوں کو اُتارا...مکان کچا تھا، بوسیدہ تھا، کسی شاہانہ تزک و احتشام سے تعمیر نہیں کیا گیا تھا لیکن کوفہ کی عورتیں اس کچی مٹی کے مکان کے گرد طواف کے لئے ٹوٹ پڑیں اور جب ہر بی بی نے یہ چاہا کہ وہ کوفہ کی عورتوں سے ملاقات

کرے تو جنابِ فضہؑ کو دروازہ پر مقرر کر دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ان سے کہو...! ملاقات تو سب سے ہو گی لیکن ادب کے ساتھ آئیں، روز آئیں، آنے سے کسی کو منع نہیں کیا جائے گا...لیکن جب بھی کوفہ کی عورتیں آتی تھیں تو جنابِ زینبؑ نے ایک دَرس کا انتظام کیا اور آنے والی عورتیں جنابِ زینبؑ سے قرآن کی تلاوت اور قرآن کی تفسیر سنتی تھیں۔ مورّخین نے ان ہی واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن سورۂ مریم کی تفسیر جنابِ زینبؑ بیان کر رہی تھیں، دَرس جب ختم ہوا تو مولائے کائناتؑ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ بیٹی ہم نے تمہارا دَرس سُنا، ہمیں علم ہوا..تم نے بہت اچھی تفسیر کی لیکن کچھ باتیں ایسی ہیں اِسی سورہ میں، خاص طور پر کھیٰعص (کاف، ہا، یا، عین، صاد) ان کی تفسیر میں کچھ باتیں، ہم تمہیں اور بتاتے ہیں۔شہزادی نے فرمایا! بابا کیا کہنا...اگر آپ بتائیں، جب علیؑ نے اس کی مزید کچھ اور تفسیر بیان کی تو اسے سُننے کے بعد صرف اتنا کہا کہ آپ نے جو کچھ بیان کیا وہ میرے سر آنکھوں پر لیکن میری ماں یہ بتا گئیں ہیں کہ اس میں کربلا کا واقعہ چھپا ہوا ہے۔ عجیب زندگی ہے جسے بغور دیکھا جائے، وقت اگر ہو تو شہزادی کی زندگی کے جزئیات پر بیان کیا جائے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو فضائل ہیں وہ مصائب ہیں، جو مصائب ہیں وہ فضائل ہیں.کوفہ کی ساری زندگی علیؑ کی شہادت، اکیس رمضان کو بابا کے جنازے کو رخصت کیا اور بابا کی سوگوار بیٹی کوفہ میں ماتم کر کے ابھی اس انتظار میں تھیں کہ بھائی کو یہ حکومت ملے گی تو اُمت فساد نہیں کرے گی چند دن ہوئے تھے حکومت کو، پھر یہ منظر بھی دیکھا کہ مدائن کے میدان میں وہی لشکر جو علیؑ پر جان دیتا تھا حسنؑ کو چھوڑ کر بھاگ گیا...اور بھائی بے کس و ناچار ہو گیا، اور اب حسنؑ نے ارادہ کیا کہ ہم کوفہ کو چھوڑ دیں، جب بھائی مدینہ واپس آیا تو زینبؑ بھی واپس آ گئیں، زینبؑ کی زندگی ایسی زندگی تھی کہ چاروں طرف سے محبتوں کے سوا زینبؑ کو کچھ

نہیں ملا تھا... بڑے ناز اٹھائے گئے تھے زینبؑ کے، جس طرح حسنؑ اور حسینؑ کے ناز اٹھائے گئے تھے اسی طرح تاریخ ومقاتل میں یہ ہے کہ ایک دن قبرِ زہراؑ پر تلاوت کر رہے تھے علیؑ اور جناب فاطمہؑ کی شہادت کو چند دن ہوئے تھے، شام ڈھل رہی تھی، بہت دیر ہوگئی تھی تلاوت کرتے ہوئے تو قبر سے آواز آئی۔ یا علیؑ اب گھر واپس جایئے اس لئے کہ صحنِ خانہ میں زینبؑ رو رہی ہے اور اپنے بالوں کو زمین پر رگڑ رہی ہے، جلدی جایئے... میری بچی اکیلی ہے۔ جس طرح حسینؑ کے ناز اٹھائے ہیں بعد مرنے کے بھی زہراؑ کو زینبؑ کا بڑا خیال تھا اسی طرح بالکل جیسے ماں چاہتی تھی بیٹی کو باپ بھی بہت محبت کرتا تھا اور محبت کا یہ عالم تھا کہ نام جو رسولؐ نے رکھا تھا... زینِ اَب... اپنے باپ کی زینت... تو علیؑ یہی سمجھتے تھے کہ میری زینت یہ زینبؑ ہے، میرے گھر کی سجاوٹ ہے... یہ بیٹی جب تک ہے میرے گھر کی رونق ہے، یہی وجہ ہے کہ سترہ ہجری میں گیارہ سال کی عمر میں جب عقد کیا تو جو رسولؐ وصیت کر گئے تھے اس کے مطابق زینبؑ کا عقد کیا۔ اس لئے کہ رسولؐ نے یہ کہا تھا کہ... انبیاؑ کی بیٹیاں کبھی غیر خاندانوں میں نہیں جاتیں، بلکہ خاندان میں بیاہی جاتی ہیں۔ ہاں! ہم اپنے بیٹوں کی شادی باہر کرتے ہیں لیکن بیٹیوں کو باہر نہیں دیتے... اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے علیؑ نے اپنی دونوں بیٹیوں کی شادیاں اپنے گھر میں کیں۔ جنابِ جعفرِ طیارؑ جو جنگِ موتہ کے شہید تھے اور جن کے لئے بشارت دی تھی ختمی مرتبت نے کہ جنّت میں زمرد کے دو پروں سے پرواز کرتے ہیں... ان کے تین بیٹے عبداللہ ابنِ جعفرؑ، عون بن جعفرؑ اور محمد بن جعفر تھے، ان میں کلثومؑ اور زینبؑ کا عقد ایک ساتھ سترہ ہجری میں ہوا جعفرِ طیارؑ کے بڑے بیٹے عبداللہ بن جعفر سے زینبِؑ کبریٰ کا عقد ہوا اور عون بن جعفر طیارؑ سے ام کلثوم بنتِ علیؑ کا عقد ہوا، دونوں بیٹیاں بیاہ کر چچا کے گھر گئیں... یہ اُمِ کلثومؑ کی پہلی اور آخری

شادی تھی...حوالہ کے لئے تنقیح المقال، مامقانی کی کتاب ہے اور اس سے بہتر کتاب تاریخ کی شخصیات پر حروفِ تہجی کے اعتبار سے عربی میں نہیں لکھی گئی۔ایک مستند ترین کتاب ہے اور انہوں نے یہی لکھا ہے کہ اُمِّ کلثوم کی شادی عون بن جعفر طیّار سے ہوئی اور کربلا میں وہ موجود تھے، اُمِّ کلثوم کے لئے یہ کہنا کہ وہ کربلا سے پہلے بیوہ تھیں....یہ بالکل غلط ہے اور تاریخ کے حقائق ہیں جو مورخین نے اکثر چھپانے کی کوشش کی ہے۔بیٹی کی شادی کا دن تھا عبدؑ اللہ بن جعفر اور عونؑ بن جعفر علیؑ کے گھر آئے تھے، بیٹی کو رخصت کیا، ہاں! زہراؑ کو رخصت کرتے ہوئے محمدؐ کی آنکھوں بھی آنسو تھے اور یہ اطمینان تھا کہ بڑے سخی کے گھر زہراؑ جارہی ہیں۔بالکل یہی اطمینان علیؑ کو بھی تھا اس لئے کہ پورے عرب میں عبدؑ اللہ ابنِ جعفرؑ سخی مشہور تھے۔ان کے لئے کہا جاتا تھا کہ ان کے در سے سائل کبھی واپس نہیں آیا۔عرب کے لوگ اگر کبھی قرضہ لیتے تھے کہ ہم کو جب عبدؑ اللہ بن جعفرؑ سے ہمارا وظیفہ ملے گا ہم تم کو یہ رقم واپس کردیں گے۔اتنا اعتبار تھا دینے والے کو کہ یہ عبدؑ اللہ ابنِ جعفرؑ کا نام لے رہا ہے۔بہت سخی تھے، جب رخصت کیا علیؑ نے تو صرف اتنا کہا..! عبداللہ ابنِ جعفر دو باتیں اپنے چچا کی یاد رکھنا۔علیؑ کی دو باتیں یاد رکھنا، پہلی بات تو یہ ہے کہ مَیں زینبؑ کو بہت محبت کرتا ہوں، مَیں اس بیٹی کو بہت عزیز رکھتا ہوں...عبداللہ ابنِ جعفر مَیں زینبؑ کو رخصت تو کر رہا ہوں لیکن جب تک مَیں زندہ ہوں زینبؑ بھی میرے ساتھ رہے گی اور تم بھی میرے ساتھ رہو گے۔ مَیں زینبؑ سے اپنے سے جدا نہیں کروں گا اور عبدؑ اللہ ابنِ جعفر دوسری بات یہ یاد رکھنا کہ کبھی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ آئے کہ میرا حسینؑ کسی سفر پر جارہا ہو اور زینبؑ اس کے ساتھ جانا چاہے تو عبداللہ ابنِ جعفر میری بیٹی کو سفر پر جانے سے روکنا نہ۔یہی وجہ تھی کہ چھبیس اور ستائیس کی شب میں جنابِ زینبؑ جب عبداللہ ابنِ جعفر کی خدمت میں

گئیں تو اتنا کہا کہ مَیں آپ سے کچھ خواہش رکھتی ہوں اور کچھ کہنے کے لئے آئی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں آپ سے گفتگو کا آغاز کروں...تو عبداللہ ابنِ جعفرؑ نے کہا شاہزادی آپ حکم کیجئے، آپ کی بات میرے لئے حکم ہے تو بے اختیار کہا...آپ کو علم ہو چکا ہوگا کہ میرا بھائی سفر پر جا رہا ہے، میرا بھائی مدینہ کو چھوڑ رہا ہے تو عبداللہ بن جعفرؑ نے کہا شاہزادی مجھے علیؑ کی وصیت یاد ہے، مَیں آپ کو روکوں گا نہیں اور صرف آپ کو نہیں بلکہ مَیں اپنے بچوں کو بھی ساتھ کرتا ہوں، آپ تنہا نہیں جائیں گی۔ اگر محضر میں میرا نام ہوتا تو مَیں بھی اپنے بھائی کے ساتھ چلتا...عبداللہ ابن جعفرؑ نے رخصت کیا اور مکہ تک ساتھ آئے، مکہ سے الگ الگ ہو کے، عبداللہ ابنِ جعفرؑ مدینہ واپس آگئے اور زینبؑ اپنے بھائی کے ساتھ آگے بڑھ گئیں...ابھی سواریاں آگے بڑھی ہی تھیں کہ عبداللہ ابنِ عباسؑ آگئے اور کہا کہ حسینؑ ابنِ علیؑ عراق کی طرف نہ جایئے تو بے اختیار جواب دیا کہ اللہ نے چاہا ہے کہ مَیں یہ سفر اختیار کروں، ممکن نہیں کہ مَیں اس طرف نہ جاؤں۔ تو بے اختیار عبداللہ ابنِ عباسؑ نے کہا! اچھا جا رہے ہیں تو عورتوں کو نہ لے جایئے، بچوں کو نہ لے جایئے...عماری کا پردہ ہلنے لگا...کسی نے چوبِ عماری پر ہاتھ مارا اور آواز آئی عبداللہ ابنِ عباسؑ یہ بھائی کو اچھا مشورہ دے رہے ہو، بھائی اور بہن میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو..؟ یاد رکھو! زینبؑ بھائی کے ساتھ جی ہے اور بھائی کے ساتھ مرے گی، یہ زینبؑ کا کردار ہے جو مَیں آپ کو تاریخ کے ان اوراق سے صرف وہ حصّہ دکھانا چاہتا ہوں کہ جہاں ہمیں شاہزادی کی عظمت نظر آتی ہے۔ سواریاں آگے بڑھ گئیں، زینبؑ نے پورا سفر استقلال کے ساتھ طے کیا، ہم کو نہیں ملتا کہ شاہزادی نے کہیں پر کسی تکلیف کا شکوہ کیا ہو! اور عباسؑ و حسینؑ جیسے بھائی جس بہن کے ساتھ ہوں وہ بہن کتنا مضبوط عزم و ارادہ لئے ہوئے جا رہی ہوگی...! اور صرف حسینؑ اور عباسؑ

نہیں بلکہ علیؑ کے گیارہ بیٹے ساتھ چل رہے ہیں، عباسؑ کے چار بھائی شجاع ترین ساتھ ساتھ ہیں، عونؑ بن علیؑ بھی ہیں، عبداللہ بن علیؑ بھی ہیں، عمران بن علیؑ بھی ہیں، زینبؑ گیارہ بھائیوں کے ساتھ اور پھر جدھر نظر دوڑاتی ہیں کہیں جوان بھتیجا نظر آتا ہے... کہیں بھانجے نظر آتے ہیں، کبھی بڑے بھائی حسنؑ کے بیٹوں کو دیکھتی ہیں... بڑا اطمینان ہے شاہزادی کو کہ ہمارے جوان ہمارے ساتھ چل رہے ہیں۔

دوسری محرّم کو سواری کربلا کے میدان میں پہنچی... بات یہ ہے کہ حسینؑ کی جو عظمت قافلے والوں کی نگاہ میں تھی، زینبؑ کی عظمت بھی اس سے کچھ کم نہ تھی اس لئے کہ ہر ایک حسینؑ کی زبان سے بار بار یہی سنتا تھا کہ جب بھی حسینؑ کہتے تو یہی کہتے تھے کہ زہراؑ کے بعد... ماں کے بعد اے زینبؑ مَیں تم کو سمجھتا ہوں... تو لوگ آقا کی نگاہیں دیکھتے تھے کہ جب حسینؑ اتنی محبت کرتے ہیں، جب حسینؑ کی نگاہ میں زینبؑ کی یہ عظمت ہے تو ہم کو کتنا احترام کرنا ہے۔ عباسؑ و علی اکبرؑ کی نگاہوں نے یہ منظر بھی دیکھا تھا کہ ایک دن زینبؑ آرام کر رہی تھیں اور چہرے پر دھوپ پڑ رہی تھی تو بے اختیار حسینؑ اپنے دوش سے عبا کو اتار کر بہن کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے کہ زینبؑ کے چہرے پر دھوپ نہ پڑے اور جب دھوپ ہٹی اور سایہ آیا تو بہن نے چونک کر آنکھیں کھولیں... دیکھا تو معصوم امام سایہ کئے ہوئے ہے... بے اختیار کہا بھیا! کب سے کھڑے ہوئے ہو...؟ مجھے بیدار کیوں نہیں کر دیا...؟ کہا مَیں نے نہیں چاہا کہ اپنی بہن کی نیند خراب کروں، مَیں نے چاہا کہ تم آرام کرو اور مَیں تم پر سایہ کروں... اس دن سے زینبؑ کے دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش کبھی ایسا موقع آئے کہ میرا بھائی سو رہا ہو اور مَیں چادر کا سایہ کروں اور دھوپ بھائی کے جسم پر نہ پڑے... یہ خواہش بہت پرانی تھی اس طرف زینبؑ کے دل میں یہ خواہش اور ادھر عباسؑ و علی اکبرؑ و قاسمؑ کا یہ دیکھنا کہ ایک معصوم امامؑ میری

پھوپھی کا کتنا احترام کرتا ہے؟ عباسؑ دیکھ رہے ہیں کہ بڑی بہن کا احترام حسینؑ کی نگاہ میں کیا ہے؟ اور بزرگوں سے یہ بھی سنا تھا کہ علیؑ بھی زینبؑ کا بہت احترام کرتے تھے... ایک بار ایسا ہوا تھا کہ سورج نے اُفق سے سر نہیں نکالا تھا اور جب کوفہ والوں نے یہ کہا تھا کہ سورج نمودار نہیں ہوتا تو علیؑ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ اس مقام پر گئے تھے جہاں زینبؑ بیٹھ کر تلاوتِ کلامِ پاک کرتی تھیں... اب جو قریب پہنچے، کلامِ پاک کو بند کیا، بابا کو دیکھ کر اُٹھ کر کھڑی ہوگئیں، علیؑ قریب آئے... آہستہ سے سر کی چادر کو آگے بڑھا کر سر تک لے آئے... کہا! ذرا سی چادر سرک گئی تھی بیٹی اس لئے اُفق سے آفتاب اپنا سر نہیں نکال رہا.. کائنات وفطرت کی ہر شئے زینبؑ کا احترام کرتی تھی... دیکھتے جایئے! کہ اس علیؑ کی بیٹی کی عظمت کیا ہے؟ دوسری محرّم تھی.. جب یہ عظمت ہے تو زینبؑ کا ایک اشارہ یا زینبؑ کا ایک لفظ ہر ایک کے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب راستہ روک لیا فرات کے کنارے آکر یزید کے لشکر نے کہ ہم یہاں خیمے نہیں لگنے دیں گے، یہاں سردار کے خیمے لگیں گے... تو عباسؑ کو جلال آگیا تھا اور تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھ دیا... اُدھر فضہؑ نے آواز دی شاہزادیؑ گھاٹ پر تلوار چلنے والی ہے آپؑ کے بھائی کو کسی نے ٹوک دیا ہے... آپ کے شیر کو جلال آگیا ہے تو ایک ہی جملہ کہا تھا... اَے فضہؑ میرے بھائی کو میرے حق کی قسم دے دو اور یہ کہہ دو کہ بچوں کا ساتھ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بچے دہل جائیں.. اَے عباسؑ جو بھائی کہیں وہ کرو... عباسؑ نے سر کو جھکا دیا، خیمے ہٹ گئے، عباسؑ نے شاہزادی کے ان جملوں کو بصد احترام سُنا اور عمل کیا محرّم کی سات تاریخ آئی، پانی بند ہوگیا، تمام مورخین یہ لکھتے ہیں کہ پورے قافلہ میں بچے تو پکار رہے تھے... العطش، العطش... لیکن جو جوان تھے وہ بھی اتنے پیاسے تھے کہ انہوں نے بھی یہ کہا کہ آقا ہم پیاسے ہیں لیکن پورے قافلہ میں دو ہستیاں ایسی ہیں

جن کی زبان پر لفظِ پانی نہیں آیا...ایک عباسؑ ہیں اور دوسری زینبؑ ہیں..کہیں نہیں ملتا کہ بلا کر بھائی کو یہ کہا ہو کہ زینبؑ پیاسی ہے....اب اندازہ لگائیے کہ زینبؑ پیاس کو اسی طرح برداشت کرسکتی ہیں جس طرح معصوم امامؑ برداشت کرکے پیاس کا شکوہ لب پر نہیں لاتا...جب تک کہ حجت کو تمام نہیں کرنا تھا۔لیکن حسینؑ نے بعد میں حجت تمام بھی کی کہ مجھے ایک بوند پانی پلا دو...علی اصغرؑ کی شہادت کے بعد بھی حسینؑ نے کہا! کہ میں پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی پلا دو،عمرِ سعد سے پہلی بات یہ کہی تھی کہ مجھ کو مدینہ واپس جانے دو یا تھوڑا سا پانی پلا دو اور تیسری بات یہ کہی تھی کہ ایک ایک کرکے لڑنے کے لئے آئیں...دو باتیں حسینؑ کی قبول نہیں کی گئی تھیں...نہ پانی دیا گیا نہ حسینؑ کو مدینہ واپس جانے دیا گیا لیکن زینبؑ نے بعدِ حسینؑ بھی کہیں یہ نہیں کہا کہ زینبؑ پیاسی ہے...اب اندازہ لگائیے کہ استقلال وایثار کا شاہزادیؑ کا کیا عالم ہے...

سات تاریخ گزری، آٹھ اور نو آئی...اور جب شب آئی تو اب عالم یہ ہے کہ ایک ایک وقت کی خبر...! اے فضہؑ درِ خیمہ سے مجھ کو بتاتی رہ...کہ اب کیا ہوا؟ اب کیا بات ہوئی ہے؟ عمرِ سعد آیا ہے اب کیا گفتگو ہوئی ہے...لمحے لمحے کی خبر فضہؑ بتا رہی ہے، بلکہ حسینؑ خود آتے ہیں بہن کو بتانے کہ اب یہ ہوا، اب یہ ہوا، یہی وجہ تھی کہ یہ بہن کا مشورہ تھا کہ لشکر پر لشکر آرہے ہیں لیکن آپ کا کیا کوئی ناصر نہیں؟ تو بے اختیار سر جھکا کر کہا تھا کہ ناصر تو بہت ہیں لیکن چاروں طرف پہرے ہیں....اچھا لو تم کہہ رہی ہو تو لو بچپن کے دوست حبیبؑ کو خط لکھتا ہوں...یہ زینبؑ کی فرمائش تھی کہ حبیبؑ کو خط لکھا گیا، حبیبؑ آ بھی گئے حسینؑ کا خط پاکر... چونکہ بہن کی فرمائش تھی اس لئے تمام شہدا میں اور کربلا میں جتنے بھی لوگ ہیں یہ فخر کسی کو حاصل نہیں کہ جس کو زینبؑ نے اپنا سلام کہلوایا ہو...واحد ہستی جنابِ حبیبؑ ابنِ مظاہر ہیں جن کے لئے زینبؑ کا سلام گیا ہے اور جس

سلام کو پا کر حبیبؑ نے اپنے منہ پر طمانچے مارے ہیں..شبِ عاشور بھی گزر گئی...اور اس عالم میں گزری کہ بہن نے دیکھا کہ بھائی ایک ایک کے خیمہ کے سامنے جاتا ہے، ایک ایک بی بی کے پاس جاتا ہے...ایک ایک کو ڈھارس دیتا ہے، یہ بھی دیکھا زینبؑ نے کہ خیمہ میں چراغ گُل کر دیا گیا ہے... بھائی کا خطبہ ہو رہا ہے..زینبؑ نے پورا خطبہ غور سے سُنا اور ان جملوں کو بھی محسوس کیا جو زینبؑ کو دربارِ شام میں استعمال کرنے تھے...غور سے اس خطبہ کو سُنا اور جب حسینؑ آئے تو دیکھا کہ سب جانثار ہیں لیکن ایک چیز ذہن میں موجود تھی۔ چونکہ پورے تاریخِ اسلام کا مشاہدہ کر چکی تھیں اور یہ بھی چاہتی تھیں کہ کائنات کو یہ عظمت بتا دیں کہ بھائی کے اصحاب وانصار کی عظمت کیا ہے..؟ بے اختیار کہا! اَے بھیا مَیں نے نانا کے اصحاب کا کردار بھی دیکھا ہے، مَیں نے اپنے بابا کے اصحاب کا کردار بھی کوفہ میں دیکھا ہے، مَیں نے بھیا حسنؑ کے اصحاب کا کردار بھی دیکھا ہے، کیا خیال ہے بھیا آپ کا؟ کیا یہ سب کے سب آپ کے وفادار ہیں؟ حسینؑ خاموش تھے لیکن یہ جملہ زینبؑ کا کیسے حبیبؑ و زہیرؑ کے کان تک پہنچ گیا...ایک بار حبیبؑ نے آواز دی زہیرؑ، مسلمؑ ابنِ عوسجہ، اَے شبیبؑ، اَے عابسؑ، اَے عابس...کیا اطمینان سے بیٹھے ہو؟ کیا تلواروں پر صیقل کر رہے ہو...؟ اس لئے کہ حسینؑ کی بہن کو ہماری وفاداری پر یقین نہیں ہے۔ یہ سننا تھا کہ خیمہ کی طنابیں ہل گئیں... ہر ایک اپنے خیمہ سے نکل آیا، کوئی نیزہ ہاتھ میں لے کر نکلا اور کوئی تلوار لے کر نکلا...اور جب شاہزادوں نے دیکھا کہ خیمہ ہل رہے ہیں...سب باہر آ گئے ہیں تب سمجھے کہ دشمنوں نے حملہ کر دیا...عباسؑ بڑھے، علی اکبرؑ بڑھے، قاسمؑ بڑھے..عونؑ و محمدؑ بڑھے...لیکن سب نے ہاتھوں کو جوڑ کر کہا...شاہزادوں آپ کا کام نہیں ہے، آپ لوگ واپس جائیں، یہاں ہمارے امتحان کی گھڑی آ گئی ہے...حبیبؑ و زہیرؑ و مسلمؑ ابنِ عوسجہ نے آواز دی...

شاہزادی کے خیمے کو گھیر لو... چاروں طرف سے خیمہ گھیر لیا گیا اور حکم دیا حبیبؑ نے کہ اپنے گلے پر خنجروں کو رکھ لو، اپنے سینوں پر نیزوں کی انیاں رکھ لو، گھٹنوں کو زمین پر ٹیک دو... اور ایک بار آواز دی حبیبؑ نے... اَے فضہؑ جا کر سلام کہہ دے اور یہ انصار ہیں حسینؑ کے، یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کے جانثار ہیں اور یہ اس لئے آئے ہیں کہ شاہزادیؑ حکم کریں تو سب اپنے گلوں پر خنجر چلا لیں، اپنے سینوں کے پار ان نیزوں کی انی کر ڈالیں ...کیا کہنا؟ اصحاب وانصار نے امتحان دیا، میں کہوں گا کہ اس وقت زینبؑ کی خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ کہ امتحان ہو گیا، ہاں ہاں! نانا کے اصحاب سے افضل ہیں میرے بھائی کے اصحاب، علیؑ کے اصحاب سے افضل ہیں میرے بھائی کے اصحاب، بھیا حسنؑ کے اصحاب سے افضل ہیں میرے بھائی کے اصحاب... بڑا اطمینان ہوگا لیکن اس وقت کیا عالم ہوا ہوگا زینبؑ کا جب گیارہ محرم کی شام آئی ہوگی تو ایک ایک کو پکارا ہوگا... اَے حبیبؑ کہاں ہو تم؟ اَے مسلمؑ کہاں ہو تم؟ اَے زہیرؑ کہاں ہو تم؟ اَے عابسؑ کہاں ہو تم؟ پکارا ہوگا زینبؑ نے، دیکھا ہوگا اس رَن کے سناٹے کو دیکھا ہوگا، وہی دن جس کی یادگار میں آپ اس زمین پر خاک پر بیٹھے ہیں، جس طرح عاشور کا دن قیامت کا دن تھا۔ گیارہ محرّم عاشور کے دن سے کم نہیں آج ہم گیارہ محرّم کو ''یومِ زینبؑ'' میں شریک ہیں۔ میرے بھائیوں، میرے عزادارو...! میرے ماتم دارو...! میری خواتین عزادارو! ذرا اسے دل سے محسوس کرو کہ کیا گیارہ محرّم کا دن عاشور کے دن سے کم ہے... ارے! عاشور کے دن عصر کے وقت تک زینبؑ کو یہ ڈھارس ہے نا... بار بار دیکھ رہی ہیں، علی اکبرؑ موجود ہیں، عباسؑ موجود ہیں.... حسینؑ موجود ہیں، عصر کے بعد بے آسرا ہوئی ہیں نا زینبؑ لیکن دن تو اطمینان میں گزرا کہ سب موجود ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ لاشوں پر لاشیں آ رہی ہیں... لہو برس رہا ہے، بچّے پیاسے ہیں، بچے پیاس سے تڑپ رہے ہیں...

لیکن اس کے باوجود زینبؑ کو یہ خطرہ ہو کہ یہ اشقیا خیمہ تک آ جائیں گے۔ لیکن ابھی شامِ غریباں آئی تھی، ابھی زمینِ کربلا ہلی تھی، ابھی آندھیاں اٹھی تھیں، ابھی بلندی سے زینبؑ یہ کہہ کر اتری تھیں کہ اَے عمرِ سعد میرا ماں جایا قتل ہو رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے... حسینؑ کا اشارہ بھی دیکھا تھا کہ زینبؑ میری زندگی میں خیمہ میں جاؤ...جاؤ بھائی ابھی زندہ ہے...زینبؑ اپنی ذمہ داری کو سمجھ رہی تھیں.... ماں نے کچھ کہا تھا، وہ یاد تھا...قافلہ سالاری تمہارے سپرد ہے، اَے زینبؑ اب سب کچھ تمہارے ذمہ ہے...میرے مقصد کی حفاظت کرنی ہے بلکہ نانا کا پورا دین تمہارے سپرد ہے، علیؑ کی محنتیں، حسنؑ کی ریاضتیں، اب زینبؑ سب کچھ تمہارے سپرد ہے... بڑی ذمہ داریاں زینبؑ کے شانوں پر آ گئی ہیں۔ ایک عورت، ایک بی بی، ایک خاتون کم زور صنف اس کے باوجود زینبؑ نے عصر کے بعد یہ محسوس کیا کہ علیؑ کی شجاعت مجھ میں آ گئی ہے، عباسؑ کا جلال میرے پاس ہے، خلقِ حسنیؑ میرے پاس ہے، صبرِ حسینی اب میرے پاس ہے، علی اکبرؑ کی شجاعت اب میرے پاس ہے، کیا کہنا زینبؑ کا...اس ہمت، اس استقلال کے ساتھ کہ دیکھ رہی ہیں جلتی ہوئی مشعلیں....اشقیاءِ وحشی درندوں کی طرح خیموں کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں لیکن بار بار بے قراری کے عالم میں بس ایک فکر ہے...میرے بھتیجے کو ہوش آ جائے، قریب آ کر بار بار شانہ ہلا کر سیّد سجادؑ..میرے لعل ہوش میں آ جاؤ، اب لہو برس رہا ہے ہنگامِ عصر آ گیا۔ پھوپھی کی آواز پر بھتیجا چونک گیا...کہا بازو کو تھام کر اٹھایئے...! اب خیمہ کا پردہ ہٹایئے، مجھ کو سہارا دیجئے...خیمہ کا پردہ ہٹا بس اتنا کہا...السلامُ علیکَ یا ابا عبداللہ....! پھوپھی اماں بابا دنیا میں نہیں رہے، اتنا کہا تھا کہ خیمہ جلنے لگے، شعلے اٹھنے لگے، اب بیبیوں کو سمیٹ کر ربابؑ کو آواز دے کر، اُمِ لیلیٰؑ کو آواز دے کر، اُمِ فروہ کو آواز دے کر.... کبھی سکینہؑ کو گود میں لیا.. کبھی محمد باقرؑ کو سنبھالا، کبھی مسلمؑ کی بچی کو سنبھالا،

کبھی عباسؑ کے بچوں کو سنبھالا... بے اختیار یہی آواز... میرے ساتھ رہو... ایک ایک بی بی زینبؑ کے ساتھ دامن کو تھامے ہوئے، آگے زینبؑ اور چاروں طرف بیبیاں.. جہاں مَیں چلوں وہاں چلو، کبھی اس خیمہ میں، کبھی اُس خیمہ میں... اب تو سارے خیمہ جل چکے... اب کہا! بیٹا سیّد سجادؑ بتاؤ کیا مرضیٔ رَب ہے؟ کہا پھوپھی اماں! بچوں سے کہیے باہر دوڑ جائیں، بیبیوں سے کہیں باہر نکل جائیں، حکم تو دے دیا، سب کو لے کر باہر آ گئیں... لیکن جلتے خیمہ پر نظر گئی.. ارے میرا بچہ تو رہ گیا، میرا بھتیجہ تو رہ گیا کسی ظالم نے بڑھ کر پوچھا کون سی دولت رہ گئی؟ کہا میرے حسینؑ کا وارث ہے، میرے حسینؑ کا بیٹا ہے، راوی کہتا ہے اتنی بہادر بی بی نہیں دیکھی، جلتے ہوئے شعلوں میں کود گئی، اب جو واپس آئی تو سیّد سجادؑ کو ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے، ارے جوان کو اٹھا کر بتایا! بھیا جوان کا لاشہ تم نے اٹھایا تو زینبؑ نے بھی ایک جوان کو اٹھا کر امامت کو بچا کر دکھا دیا۔ جلتی ریتی پر سیّد سجادؑ کو لٹا دیا۔ اب رات آ گئی، شام گزر چکی.. تاریخ بتاتی ہے، تاریخ پکار رہی ہے اَے دشمنی کرنے والو! حسینؑ سے دشمنی تھی، اَے یزید کے لشکر والو، اَے عمرِ سعد، اَے خولی! تم سب کو دشمنی تھی تو ذاتِ حسینی سے تھی، مردوں سے تھی اب تو دشمنی ختم کر دو، ان بچوں نے کیا بگاڑا ہے؟ ان عورتوں نے کیا بگاڑا ہے؟ ان کو ان کے گھر پہنچا دو... اچھا! اگر خیمے جلائے تو جلا دیا، ان کو دربدر کر دیا تو کر دیا.. ان کو خاک پر بیٹھے رہنے دو، لیکن ہائے ری بیکسی کہ زینبؑ کو نہ پانی پہنچایا گیا، نہ کھانا دیا گیا.. کیسے ظالم تھے کہ ایک گھونٹ پانی بھی زینبؑ تک نہ پہنچا سکے... سرکارِ ناصر الملت یہ فرماتے ہیں جب پوچھا گیا کہ اہلِ حرم نے پانی کہاں پیا؟ تو کہا کسی کتاب میں نہیں ملتا.. زینبؑ کو پانی کہاں ملا.... اور مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں رضی صاحب کا کہ انہوں نے اپنے سلام کے آخری شعر پڑھا کہ زینبؑ کو پانی کہاں ملا...؟ کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ زینبؑ کو پانی کہاں دیا گیا؟ خدا

کی قسم اگر عمرِ سعد پانی بھجوا بھی دیتا تو زینبؑ کبھی پانی نہ پیتیں اس لئے کہ جب کسی کا لاشہ پڑا ہوتا ہے اور جوانوں کے لاشہ پڑے ہوئے تھے۔ زینبؑ لاشوں پر پانی کیسے پی لیتیں...؟ اچھا ہوا کہ اشقیا نے پانی نہیں بھجوایا، اچھا ہوا کہ زینبؑ کے پاس کھانا نہیں آیا...اب ہمیں اس سے کیا مطلب کہ اللہ ان لوگوں کے لئے جنّت کے طبق بھیجا کرتا تھا ...جو ان کے لئے کوثر کا پانی بھیجتا تھا اس نے انتظام کیا ہوگا؟ ہمیں اس سے کیا مطلب ہے کہ پیاس کہاں بجھی ۔.. ہمارے رونے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہاں! پانی نہیں ملا۔ اور کسی عالم میں بھی زینبؑ کو پانی نہیں دیا گیا، بچوں کی پیاس نہیں بجھی، زینبؑ کو اطمینان تھا کہ اگر اشقیاٗ موجود ہیں یہ رات کیسے گزرے گی؟ بڑا مشکل تھا کہ جس کے گھر کے سارے افراد مار دیئے گئے ہوں اور ایک مرد ہو...اس پر بھی غشی طاری ہو، وہ بھی لاچار ہو، وہ بھی بے کس ہو، وہ بھی بیمار ہو تو وہ عورتیں کیا کرتیں؟ ساری ذمہ داری زینبؑ کی تھی، جلتی ریتی پر سب کو بٹھا دیا اور بار بار یہ پکارنا..اُمِّ لیلیٰؑ گھبرانا نہیں، اگر اکبرؑ نہیں تو زینبؑ ہے...اَے زوجہٗ عباسؑ اگر وارث کا سایہ سر سے اٹھ گیا گھبرانا نہیں زینبؑ موجود ہے، کیا کہنا! وہ جہاد کیا ہے بی بی نے جس کا آغاز شامِ غریباں سے کیا، بس تقریر خاتمہ پر پہنچی، زینبؑ کی شجاعت، زینبؑ کا ایثار، زینبؑ کا استقلال دیکھئے..! کیا عالم ہے، یہاں سے زینبؑ کی سوانحِ حیات کا وہ حصّہ شروع ہوتا ہے جس کا خاتمہ دربارِ یزید اور پھر مدینہ میں جنّت البقیع پر جا کر ختم ہوا ہے۔ سنئے! اور غور سے سنئے، روئیے گا اور روتے رہیئے گا، رونے کا دن ہے، ماتم کا دن ہے، سنئے! شاہزادی کا اب کیا عالم ہے؟ ایک بار آواز دی گھبرانا نہیں، ہاں! فوج قریب ہے، یہ وہی ہیں جنھوں نے دن بھر ہمارے وارثوں کا لہو بہایا ہے...لیکن بچوں، اَے بیبیوں اب کوئی یہاں آ نہ سکے گا، کسی سوار کی مجال نہیں کہ تم تک آ سکے، زینبؑ موجود ہے۔ رَن میں اِدھر گئیں، اُدھر گئیں

ایک ٹوٹا ہوا تلوار کا ٹکڑا پایا، فاتح خیبر کی بیٹی تھی تلوار کا ٹکڑا ہاتھ میں اٹھالیا...اور طلایہ پھرنا شروع کیا، ایک جلی ہوئی قنات کو گھیر لیا.... بیبیوں سے کہا بیٹھو۔ آرام سے بیٹھو، زینبؑ موجود ہے... بچّے جدھر گئے ہیں تلاش کر کے لائے گی۔ سکینہؑ جہاں گئی ہے بلا کر لائے گی۔ ایک بار آواز دی...اُمِ کلثومؑ بہن تم میرے ساتھ آجاؤ، تم میری قوتِ بازو بن جاؤ...اور سب کو یہاں بیٹھا رہنے دو، آ گئیں اطمینان صرف یہ تھا...اشقیا اگر ہیں تو کیا ہوا علیؑ یہاں موجود ہیں، زہراؑ یہاں موجود ہیں، میرا نانا یہاں موجود ہے... یہاں سب آئے ہیں ملائکہ اس وقت حسینؑ کا پرسہ دینے رسولؐ کے پاس آئے ہوئے ہیں۔ مقتل میں روایت ملتی ہے کہ اشقیا میں سے ایک راوی بیان کرتا ہے، رات گزر چکی تھی ہم گھوڑے کو پانی پلانے کے لئے فرات کی طرف جا رہے تھے کہ ایک بار ہمارے سامنے ایک روشنی سی نمودار ہوئی، یہ روشنی اس نشیب سے آ رہی تھی جہاں حسینؑ کو قتل کیا گیا تھا، ہم لاشوں کے درمیان چھپ کر بیٹھ گئے کہ دیکھیں یہ روشنی کیسی ہے؟ ایک بار ہم نے دیکھا کہ وہ روشنی آسمان سے آ رہی تھی، وہ روشنی جب نگاہوں سے ذرا دور ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک سواری نور کی تھی جس سے ایک بزرگ اترے جن کے بالوں پر خاک پڑی ہوئی تھی، آ کر اس لاش کے قریب انہوں نے آواز دی...اَے میرے لعل حسینؑ، نانا آ گیا...اَے حسینؑ تیرا نانا آیا ہے اس کے بعد آسمان کی طرف رخ کر کے آواز دی....اَے میرے مالک، اَے میرے پروردگار...! مَیں نے اس کو اپنی گود میں کھلایا تھا، مَیں نے اسے زبان چوس کر پالا تھا، یہی ہے میرا حسینؑ۔ زینبؑ کو یقین ہے کہ نانا یہیں مقتل میں موجود ہیں اور وہ ہماری حفاظت کریں گے، زینبؑ کو یہ بھی اطمینان ہے کہ کئی بار مقتل سے کسی بی بی کے رونے کی صدا آئی ہے، اس لئے زینبؑ کو بڑا اطمینان ہے یہی وجہ ہے کہ جب زینبؑ سکینہؑ کو تلاش کرتی ہوئی چلیں تو ایک ایک

لاشے کو دیکھتی جاتی ہیں اور کبھی فرات کی طرف رخ کر کے آواز دیتی ہیں...اَے میرے غیرت دار بھیا! اَے میرے شجاع بھائی عباسؑ! سکینہؑ تیرے پاس تو نہیں آئی، تجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔ جواب دیدے تیری طرف تو سکینہؑ نہیں آئی، جب کوئی جواب نہ ملا تو نشیب کی طرف چلیں، نشیب سے آواز آئی...زینبؑ ذرا آہستہ چلو، دن بھر کی تھکی بچی میرے سینے پر سوگئی ہے، گھبراؤ نہ زینبؑ سکینہؑ میرے پاس ہے.... یہ کہہ کر سکینہؑ کو اٹھایا... بی بی جنگل میں نہیں سوتے چلو ربابؑ انتظار کررہی ہے، تم چلی آئیں ماں بے قرار ہے۔ سمجھا کر، گودی میں لے کر سکینہؑ کو آئیں، ربابؑ کی گود میں دے دیا سنبھالو ربابؑ، سکینہؑ کو سینے سے لگالو۔ ابھی سکینہؑ کو لے کر آئی تھیں کہ ایک بی بی کی آواز آئی، اَے زینبؑ ذرا میرے پاس آؤ...اب جو باہر نکلیں تو دیکھا کہ بی بی جو آئی ہے وہ سر سے پیر تک چادر اوڑھے ہوئے ہے، زینبؑ کو یقین ہوگیا ہمارے قافلہ کی کوئی بی بی نہیں ہے...بے اختیار پوچھا کیا بات ہے؟ کہا! جھاڑیوں کے قریب یہ بچہ بیہوش پڑا تھا مَیں اس کو لے کر آئی ہوں، یہ تیرے قافلہ کا بچہ ہے، بے اختیار کہا اَے بی بی تم کون ہو؟ مجھ پر تمہیں رحم آیا، میرے قافلہ کے بچہ کو لے کر آ گئیں، کہا اَے زینبؑ اگر چاند میں گہن نہ لگا ہوتا اور اتنا گہرا اندھیرا نہ ہوتا تو منہ سے چادر ہٹا کر دکھاتی کہ تیرے بھائی کا لہو میرے چہرے پہ لگا ہے....زینبؑ آرام سے بیٹھ جا... یہ زہراؑ ہے جو حسینؑ کے لاشہ پر رو رہی تھی، تیری مدد کو آئی ہے۔ ہاں! بڑا اطمینان ہے زینبؑ کو۔ لیکن ابھی زینبؑ کی ایک منزل اور باقی تھی... کسی بی بی کے رونے کی آواز آئی... یہ اولادِ عقیلؑ میں سے اِک بی بی رو رہی تھی جو کہتی جا رہی تھی... میرے دو بچّے خیمہ سے ساتھ نکلے تھے لیکن اس مجمع میں دونوں بچّے نظر نہیں آتے... یہ سننا تھا ایک بار کہا...اَے اُمِ کلثوم آؤ... میرے ساتھ آؤ۔ زینبؑ کبریٰ نے کہا اَے بی بی مَیں بچوں کو ڈھونڈ کر لاؤں گی...بس مصائب ختم

ہو گئے... یہ شامِ غریباں کے مصائب ہیں کیا کیا سناؤں آپ کو... اس کے آگے نہ مجھ میں دم ہے نہ آپ میں دم لے... بس تقریر کے یہ آخری جملے... ایک منزل زینبؑ کے صبر، جرأت، ہمت کی دکھا کر... ایک عظمت زینبؑ دیکھئے پھر آپ کے لئے دُعا.. ایک بار بہن کو آواز دی اور میدان میں ڈھونڈتی ہوئی چلیں... کبھی کھجور کی جھاڑیوں کو دیکھا، کبھی ببول کے کانٹوں کے قریب گئیں، کبھی لاشوں کے قریب گئیں، ایک ایک لاش کو جھک کر دیکھتی ہیں، کچھ دور چلی تھیں کہ جلتی ریتی پر... جھاڑیوں کے قریب دو بچوں کو آرام سے سوتے دیکھا تو بے اختیار کہا اَے بہن اُمِ کلثومؑ!! بچے پیاسے تھے، دن بھر کے تھکے ہوئے تھے، تھک کر سو گئے... ماں کو نہیں پایا تو دونوں لپٹ کر زمین پر سو رہے ہیں... آہستہ چلو، بچوں کی آنکھیں نہ کھل جائیں، اَے بہن ایک کو تم گودی میں اٹھالو، ایک کو مَیں گودی میں اٹھائے لیتی ہوں... آگے بڑھیں اور بڑھ کر چاہا کہ گود میں بچے کو اٹھالیں، جیسے ہی اٹھا کر گود میں لیا تھا... کہ بےقرار ہو کر پھر بچے کو زمین پر رکھا... آواز دی اَے اُمِ کلثومؑ..."انّا للہ و انا الیہ راجعون" ...ارے! میرے بچّے تو مر گئے ..مَیں سمجھتی تھی بچّے سو رہے ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ تنہائی میں بچّے کیسے مر گئے... اب جو کلثومؑ نے دامن کو ہٹایا اور لاشیں لے کر چلیں تو دیکھا گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشان بچوں کے سینوں پر تھے... ایک بار مقتل کا رخ کیا لاشوں کو ہاتھ میں لیا... اور کہا بھیا دن بھر تم نے لاشیں اٹھائی تھیں... اب زینبؑ بھی بچوں کے لاشے لے کر مقتل کی طرف آ رہی ہے۔ لاشوں کو ابھی مقتل میں رکھا تھا کہ ایک بار دیکھا کہ ایک گھوڑے سوار چلا آ رہا ہے، اٹھ کر کھڑی ہو گئیں، اٹھ کر عباسؑ بن گئیں، علی اکبرؑ بن گئیں... اور جلال کے عالم میں کہا بیبیو! گھبرانا نہیں مَیں دیکھتی ہوں کہ یہ گھوڑے پر سوار کون آ رہا ہے؟ وہ بڑھتا آتا ہے، اِدھر سے زینبؑ بڑھتی ہیں اور کہتی ہیں اے آنے والے، لٹ

چکے سب، برباد ہو چکے سب.... ہمارے خیمے جل گئے، ہم بے کس ہیں، اگر لوٹنا ہے تو صبح کو آ جانا...اب ہمارے پاس کچھ نہیں بچا ہے...اس وقت دن بھر کے تھکے بچے سو رہے ہیں...اَے سوار اِدھر نہ آ...لیکن وہ نہیں سنتا، بڑھتا چلا آتا ہے...فاتحِ خیبر کی بیٹی کو جلال آیا، یہ کہہ کر آگے بڑھیں، مَیں عباسؑ کی بہن ہوں مَیں تجھے آنے نہیں دوں گی...آگے بڑھ کر لجامِ فرس پر ہاتھ ڈال دیا، گھوڑے کی لجام کو پکڑ لیا...کہا تجھے آگے بڑھنے نہیں دوں گی...سوار نے چہرہ سے نقاب اُلٹ دی...کہا اَے زینبؑ! تیرا بابا آیا ہے، یہ علیؑ ہے..اتنا سننا تھا کہ گھوڑے کی گردن میں بانہیں ڈال دیں، اب موقع تھا کہ جب کوئی اپنا ملتا ہے تو وارثوں کے بین سنائے جاتے ہیں، کوئی آتو گیا، زینبؑ کو پرسہ دینے کے لئے آیا..بس اب تقریر کے آخری جملے...یہ علیؑ آئے تھے، سب کی ذمہ داریاں تھیں کہ جا جا کر حسینؑ کی تعزیت ادا کریں...اَے زینبؑ کبریٰ تجھ کو کائنات کا سلام...ہر بے کس کا سلام، ہر عظیم عورت کا سلام... بارِالٰہی اس عظیم دن کا واسطہ....اس عظیم ہستی کا واسطہ...ان ٹپکتے ہوئے آنسوؤں کا واسطہ، یہ آنسو کہ جو زہراؑ کے رومال میں جا کر موتی بن گئے...ان سارے عزاداروں کو کوئی غم نہ دینا سوائے غمِ حسینؑ کے، اَے بی بی زینبؑ اتنا شعور عطا کیجئے، اتنی فکر دیجئے، اتنی عقل دیجئے کہ ہمارے یہ عزادار جو بڑے نادان ہیں، ہمارے جوان عزادار جو بڑے نادان ہیں جو فرشِ عزا کی عظمت کو نہیں سمجھ پاتے، جو مجلس کی توہین کرتے ہیں ان پر کوئی عتاب نہ نازل کیجئے گا...بس بی بیؑ انہیں راہِ حق دکھا دیجئے کہ وہ فرشِ عزا کا احترام جانیں، وہ ذاکر کا احترام کرنا جانیں، اَے بی بی انہیں اتنی عقل عطا کیجئے، اَے زینب کبریٰؑ! کہ وہ عظمت سمجھ جائیں کہ جب انسان سوگوار ہوتا ہے تو حسد دل سے نکال دیتا ہے آپس کی دشمنیاں ختم کر دیتا ہے۔

آپ آمین کہئے اور ہمیشہ یہ دعا کرتے رہئے ظہور فرما، تعجیل فرما۔

❁ ❁ ❁

پندرھویں مجلس

حیاتِ حضرتِ زینبؑ

صدیقہ صغریٰ زینب سلام اللہ علیہا کی ولادت جمادی الاوّل ۵ ھ عہدِ رسولؐ میں ہوئی۔ علی و فاطمہ علیہم السلام کو حسنؑ و حسینؑ جیسے سردار جوانانِ جنت عطا فرمانے کے بعد جب قدرت نے دخترِ عنایت کی ہوگی تو وہ کیسی ہوگی۔ جواب یہی ہوگا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے بعد حسنؑ و حسینؑ کا جو رُتبہ ہے وہی سیّدہؑ عالم کے بعد زینبؑ و اُم کلثومؑ کا رُتبہ ہے۔ ''مرج البحرین'' دو نور کے دریا ملے ہیں تو لؤلؤ و مرجان حسنؑ اور حسینؑ کا نور ظہور میں آیا ہے، بالکل اِسی طرح دونوں شہزادیاں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثوم بھی مرج البحرین کے نتیجے میں یاقوت و زمرّد ہیں۔

بہترین صلاحیتوں کی حامل ہستی، شہزادی زینبؑ نورانی علوم کی مالک تھیں۔ تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بچپن کا دور خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس دور میں کائنات کی بلند ترین ہستیاں جناب زینبؑ کو خدا کے یہاں سے تربیت کے لیے ملیں، مردوں میں خیرالبشر خدا کے رسولؐ اور علیؑ نفسِ رسولؐ ملے اور عورتوں میں عالمین کے عورتوں کی سردار خاتونِ جنّت ملیں، جب مردوں اور عورتوں میں ان ہستیوں سے بڑھ کر کوئی ہستی ہی نہ تھی تو یہ کہنا درست ہے کہ زینبؑ سے بڑھ کر کسی کو معلّم و مربّی نہیں ملے۔

تربیت حاصل کرنے کے لیے دل و دماغ کے بعد وہ ظاہری آلات ہیں۔ کان اور آنکھ، کان سے جو کچھ سنا وہ علمِ سمعی ہے اور آنکھوں دیکھی باتیں علمِ شہودی ہیں۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے لیے ان دونوں شعبوں کے لحاظ سے کائنات کی کامل ترین

ہستیاں درس قول وعمل دینے کے لیے موجود تھیں۔ علم قرآن وحدیث کے لیے شہرِ علم اور اس کا دروازہ اور عمل کے لیے نمونہ خلق صاحبِ خلقِ عظیم اور مالکِ نفس مطمئنہ جس کے ایسے مُربّی ہوں اور جو دو انوار کے اتصال کا نتیجہ ہونے کی حیثیت سے مجسّم نور ہو اس کے لیے صحابیہ رسولؐ ہونا جیسا کہ اسد الغابہ میں ہے یا رواۃ حدیث میں سے ہونا جیسا کہ جناب صدوق علیہ الرحمۃ نے فرمایا کوئی خاص بات نہیں ہے۔

ابھی شہزادی زینبؑ کے زندگی کے پانچ سال مکمل ہونے پائے تھے کہ پہلی مصیبت نازل ہوئی۔ ناز بردار نانا نے ساتھ چھوڑا۔ شہزادیٔ کونین فاطمہ زہراؑ نے اس مختصر سے سن میں محسوس کیا کہ وہ ایک کیا گیا کہ دنیا بدل گئی۔ اب زینبؑ چاروں طرف آنکھیں پھرا پھرا کر دیکھتی ہیں، لیکن وہ شفیق نانا نظر نہیں آتا، وہ ماحول ہی تبدیل ہو گیا۔ منزل وحی کی مرکزیت ہی ختم ہو گئی۔ زینب سلام اللہ علیہا ماں کے پاس جاتیں تو دیکھتیں کہ اب ان کا رونے ہی کا مشغلہ ہے۔ گھر ہی پر روتے روتے صدیقہ طاہرہ کو یہ دیکھا کہ انقلاب کا یہ عالم ہے کہ جنت البقیع چلی جاتی ہیں اور وہاں دن بھر رویا کرتی ہیں باپ مولا علیؑ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ انہوں نے اب گھر سے نکلنا اور لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا ہے۔ ہر وقت گھر میں بیٹھے قرآن کے معنی ومفاہیم اور تفسیر لکھنے میں مصروف ہیں۔ یہ سب دیکھ کر زینبؑ کا دل ضرور گھٹتا ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ یہ سبق حاصل کرتا ہوگا کہ حالات کتنے ہی ناسازگار ہوں لیکن اسلام کی خدمت سے دست کش نہیں ہونا چاہیئے۔

چند ہی روز کے بعد حضرت زینبؑ نے دیکھا کہ وہ ماں جو بقیع کے بعد صاحبِ فراش ہو کر بسترِ مرگ ہی پر رویا کرتی تھی۔ اہلِ زمانہ کے مظالم کی وجہ سے قبر کی گود میں پہنچ گئی، مہر ومحبت کی دنیا ویران ہو گئی۔ پانچ ناز برداران میں سے چند ماہ کے اندر دو سے جدائی ہو گئی۔

حضرت زینبؑ کی زندگی کا دوسرا دور نسبتاً طولانی ہے۔ ۲۹ سال کا طویل دور، اس دور میں ۶ سال کی عمر سے لے کر شادی ہونے تک اور پھر شوہر کے گھر سے لے کر ۳۵ برس کی عمر تک امیر المومنینؑ ایسے حکیم الٰہی کی جامع شخصیت درسگاہ علم وعمل بنی رہی۔ اس زمانہ میں خانہ نشینی کی وجہ سے امیر المومنینؑ کی تربیت کا آفتاب خط نصف النہار سے حضرت زینبؑ پر چمکا اور آپ نے پورے طور سے حضرت علیؑ سے آسمانی علوم سے فیض حاصل کیا۔

حضرت زینبؑ نے دیکھا کہ عام رویہ کے خلاف آپ کے پدر بزرگوار کو مسلمانوں کے معاملات سے غیر متعلق کر دیا گیا۔ لیکن آپ ہمیشہ اپنے تعلق کا عمل سے ثبوت پیش کرتے رہے جس سے جناب زینبؑ نے یہ سبق حاصل کیا کہ ہم کو ہر ایسے موقع کا منتظر رہنا چاہیئے۔ جب ہم سے اسلام اور مسلمانوں کو حقیقی نفع پہنچ سکے اور اس موقع پر کسی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ نے دیکھا کہ پدر بزرگوار نے باوجود بے پناہ انفرادی قوت رکھنے کے اور مخالفین کے قلع وقمع پر صاحبِ اقتدار ہونے کے ضبط سے کام لیا۔ اور دن دو دن سال دو سال نہیں مسلسل پچیس برس، رسولؐ کی امانت شکستہ دل اور شکستہ پہلو واپس ہوئی۔ محسنؑ شہید ہوئے۔ باب مدینۃ العلم کے در پر گھر جلانے کے اہتمامات ہوئے زہراؑ بی بی کے گھر کا دروازہ جلا دیا گیا، حضرت علیؑ کے گلے میں رسّی ڈالی گئی، امیر کل کو محکوم بنانے کی کوشش کی گئی۔ ایک پہلا مسلمانوں کا حاکم جانے لگا تو اپنے گلے کا طوق دوسرے کے گلے میں ڈال گیا دوسرا حاکم جانے لگا تو چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا تا گیا... جن میں کے ایک ان کے خیال میں حضرت علیؑ بھی تھے۔ لیکن جناب زینبؑ نے دیکھا کہ ان کے بلند ہمت اور مستغنی باپ نے اس موقع کو اپنے ہاتھ سے صرف اتنی سی بات پر دے دیا کہ کتاب وسنّت کے علاوہ شیخین کی سیرت بھی دستور

العمل جزو قرار دی گئی اور اس بنا پر پھر خلافتِ ظاہری ایک طویل عرصہ کے لیے آپ سے جدا ہو گئی۔ لیکن آپ نے اپنا کام کرلیا۔ کیونکہ یہ بتا دیا کہ شریعت اسلام اور حکام اسلام کی سیرت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ حکومت کا آئین عین شریعت نہیں ہے اور جب ایسا ہے تو مسلمان کا فرض یہ ہے کہ شریعت کی حمایت میں کمر بستہ ہو جائے اور حکام کے عمل کو تسلیم نہ کرے آخر حق پرست گروہ کے ہاتھوں یہ دور ختم ہوا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ اس موقع پر بھی باپ نے یہ سبق دے دیا کہ کوئی کیسا ہی ہو مصیبت کے وقت اس سے ہمدردی کرنا چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی مشکلیں آسان کرنی چاہئیں۔ بالخصوص پانی کی تکلیف میں کسی کا مبتلا ہونا برداشت نہ کرنا چاہیئے۔ مفادِ عامہ اور امن عامہ کو بہر صورت مقدم رکھنا چاہیئے۔ پچیس برس میں تین بار خود ساختہ تدبیریں ناکام ہو چکیں۔ اب خلیفہ گری کے کام کا اپنے کو واحد ذمہ دار سمجھنے والے حضرات ہمت کرتے جھجکتے ہیں، کم وبیش ایک ہفتہ تک اسلام کا تخت خود ساختہ خلیفہ سے خالی دیکھا جا رہا ہے یہ بھی کیا یادگار وقت تھا۔ حضرت زینبؑ جنہوں نے یہ سب دور دیکھے تھے آج دیکھتی ہیں کہ گھر کے دروازے پر مسلمانوں کا ہجوم ہے، اطراف و جوانب کے لوگ بھی اس ہجوم میں شامل ہیں۔ مگر مطمئن باپ ان کے شدید اصرار کے باوجود خلافت کی مہار کو خلافت کے اونٹ پر پھینکے ہوئے ہے۔ یہ کس قدر مسرت کا وقت تھا کہ حضرت علیؑ خلافت کے لیے بے چین نہ تھے۔ بلکہ جمہورِ اسلام اور خلافت کے اربابِ سیاست کو خلیفہ بنانے کے لیے بے چین تھے۔ وہ بھی کیا وقت تھا حضرت زینبؑ کے لیے جب دیکھا کہ کتنی ٹھوکریں کھانے کے بعد خلافت آج علیؑ کے قدموں سے آکر چمٹ گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں میری جان چھوڑو کسی اور کو ڈھونڈ لو، تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ میں پھر کسی کی سنوں گا نہیں''۔ برسوں تلخ گھونٹ پینے

والوں کو آبِ حیات کا ساحل ملا ہے۔ مدتوں سے بھٹکنے والوں کو آج خضرِ راہ کی زیارت نصیب ہوئی ہے، خود علیؑ کے لفظوں میں سنئے فقیروں کا اژدھام ہاتھ کھلوانا چاہتا ہے۔ علیؑ سمیٹے لیتے ہیں۔ وہ ہاتھ پھیلانا چاہتا ہے۔ علیؑ مٹھی بند کر لیتے ہیں، روش کا یہ عالم ہے جیسے باری کے دن پینے کے لیے اونٹ چھوڑ دیئے جائیں، جوتی کا تسمہ ٹوٹا جاتا ہے۔ عبا گری جاتی ہے، کمزور کچلے جارہے ہیں، حضرت زینبؑ دیکھ رہی ہیں کہ بقول امیر المومنینؑ حضرت علیؑ کے لوگوں کے سُرور کا یہ عالم ہے کہ بچوں کی باچھیں کھل گئی ہیں، بڈھے رعشہ سمیت لپکتے چلے آرہے ہیں، بیمار لدے ہوئے اُڑ کر پہنچ جانے کی سوچ رہے ہیں، عورتوں کو چادر کا ہوش نہیں ہے، لیکن یہ سُرور حضرت زینبؑ کا انتہائی تشویش سے تبدیل ہو گیا ہو گا۔ جب انہوں نے محسوس کیا ہو گا کہ خونِ عثمان کے بہانے جمل کا فتنہ کھڑا کر دیا گیا، بیعت کرنے والوں نے اپنی بات نہ بنتے دیکھ کر فسادِ عظیم برپا کر دیا۔ نانی اماں کو ملالیا اور اونٹ پر سوار کر کے نفسِ رسولؐ کے مقابل میدانِ جنگ میں لے آئے۔ دیور کی متواتر کوششوں کے باوجود بھاوج نبرد آزمائی کے لیے تیار رہے۔ کل تک جس کے کفر و قتل کا فتویٰ دے رہی تھیں آج وہ خون اتنا اہم ہو گیا کہ اس کا بدلہ لینے کے لیے زوجہ رسولؐ لشکرِ گراں کے ساتھ خود میدانِ کارزار میں موجود ہیں۔ لیکن یہ غم جلد ہی خوشی سے اس وقت بدل گیا جب کہ آپ نے دیکھا کہ تقریباً ۱۷ ہزار شریروں کے خاتمہ پر باپ کو فتح حاصل ہوئی حضرت زینبؑ نے دیکھا کہ اور فاتحین کے برخلاف امیر المومنینؑ نے زندہ بچ جانے والے لوگوں کے لیے امن کا اعلان کر دیا، عورتوں، بچوں، مال و متاع کے لیے خصوصی طور پر حفاظتی احکام نافذ فرمائے۔

جمادی الثانی میں جنگِ جمل کا قصہ ختم ہوا اور رجب کے پہلے ہفتے ۳۶ھ میں امیر المومنینؑ فراغت کر کے کوفہ روانہ ہوئے۔ حضرت زینبؑ بھی مدینے سے کوفے

تشریف لائیں۔ باپ مملکتِ اسلامی کا فرمانروا ہے۔ اب حضرت زینبؑ ظاہری حیثیت سے بھی شہزادی ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ ابھی میدانِ جمل کا غبار بیٹھا نہ تھا کہ ۲۵ شوال کو کوفہ سے صفین روانہ ہونا پڑا۔ حضرت زینبؑ یہ سن کر کس قدر مسرور ہوئیں ہونگی کہ میرے ماں جائے نے پانی بند کرنے والی فوج کو شکست دے کر فرات پر قبضہ کیا اس کے بعد یہ سن کر کس قدر افسوس ہوا ہوگا کہ یقینی فتح مکاری سے بدل گئی جس کے نتیجے میں نہروان کا قضیہ سامنے آ گیا، اس میں آپ نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی جس کی آپ نے پیشینگوئی ان الفاظ میں کی تھی کہ ''تمہارے دس نہیں قتل ہوں گے اور ان کے دس نہیں بچیں گے'' آپ اسلام کے فطری دشمنوں کا استیصال کرنے کی فکر میں تھے کہ ان کا مکر چل گیا اور زینبؑ کے لیے وہ قیامت کی صبح طالع ہوئی۔ جس میں شہزادی نے ''قد قُتِلَ امیر المومنین '' کی روح فرسا آواز سنی اور تھوڑی دیر کے بعد ناز بردار باپ کے تڑپتے ہوئے جسمِ مبارک کو کمبل میں لپٹا گھر میں آتے دیکھا لیکن یہ دیکھا کہ تسلی دینے والوں کا دروازے پر ہجوم موجود ہے۔ لوگ جوق جوق مزاج پرسی کے لیے چلے آتے ہیں۔ علاج کرنے والوں اور تیمار داروں کی کمی نہیں ہے، مرد و عورت سیاہ پوش ہیں۔ صرف زینبؑ بن باپ کی نہیں ہوئیں۔ بلکہ امت اسلامی یتیم ہوگئی۔ شہزادی اس وقت کا منظر دیکھ کر دل کو تسکین دے لیجئے بیس برس کے بعد محرم ۶۱ ھ میں جب آپ آئیں گی تو کوفہ کی دنیا بدلی ہوئی پائیں گی۔ بہر حال امیر المومنینؑ زینبؑ کو امام حسنؑ کے سپرد کر کے رخصت ہو گئے۔

پنجتن میں سے یہ تیسرا صدمہ تھا جو جنابِ زینبؑ کو اُٹھانا پڑا۔ اس کے بعد مصائب کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ لیکن حضرت زینبؑ کے سامنے تو باپ کی ہنگامِ موت والی وصیت ہے جس کا لفظ لفظ مفادِ عوام مفادِ شریعت مفادِ الٰہی سے متعلق ہے اور زینبؑ کے

دل پر نقش ہے۔ زبان پر حق کو جاری رکھنا، دنیاوی نقصان کی کبھی پرواہ نہ کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، ظالم کا مقابلہ کرنا یہ فقرے کانوں میں گونج رہے ہیں اور آئندہ زندگی کے لیے شاہراہِ عمل معین کر رہے ہیں۔ شاہزادی نے دیکھا کہ جمعہ کے دن ۲۱/رمضان کو دفن سے فراغت کے بعد امامِ وقت بھائی نے خطبہ پڑھا۔ اس وقت گریہ کا غلبہ ہوا۔ تمام حاضرین بے اختیار رونے لگے، عبداللہ بن عباسؓ نے دعوت بیعت دی اور سب نے انتہائی خوشی سے امام حسنؑ کی بیعت کی۔ حضرت حسنؑ مجتبیٰ نے نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لیا۔ لیکن ابھی پورے طور پر انتظامات نہیں کرنے پائے تھے کہ معاویہ نے دراندازی شروع کر دی۔ امامؑ حسن کوفے سے روانہ ہوئے۔ مقام ساباط میں آپ نے نمایاں طور سے اپنے ہمراہیوں کی خنک طبعی کا مشاہدہ کیا۔ ان کی اصلاح کے لیے آپ نے خطبہ فرمایا۔ جس کے ختم ہوتے ہی ہڑبونگ مچ گیا۔ خوارج نے کافر کہنا شروع کیا، کچھ لوگوں نے حملہ کر دیا، مصلّیٰ قدم کے نیچے سے کھینچ لیا۔ کپڑے لوٹ لئے، چادر دوش سے اُتار لی۔ آپ نے ربیعہ اور ہمدان کو مدد کے لیے پکارا اور ان کی حمایت میں مدائن کا رُخ کیا مگر جراح بن قبصیہ اسدی خارجی نے کمین گاہ سے خنجر سے حملہ کیا۔ ران زخمی ہوگئی۔ اب معاویہ نے منہ مانگے شرائط پر صلح کرنے کی آمادگی ظاہر کی۔ آپ نے شرائط صلح مرتب کر کے اس کے پاس روانہ کر دیا۔ جناب زینبؑ نے پھر یہ عملی نمونہ دیکھا کہ نظمِ عالم کے لیے پہلی چیز صلح ہے اور جنگ کا درجہ صلح کے بعد ہے۔ بہن نے دیکھا کہ امامؑ بھائی کو اس صلح کے بعد دلخراش الفاظ برداشت کرنا پڑے۔ لوگ ''مذل المومنین'' کے لفظ سے سلام کرنے لگے۔ امیر شام کی جرأت اتنی بڑھی کہ اس نے اہلِ کوفہ کے سامنے سخت الفاظ استعمال کئے اور صاف کہہ دیا کہ وہ شرائط میرے پیروں کے نیچے ہیں۔ اس کے بعد جرأت اور بڑھی اور اس نے کوفہ میں امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ کو

ناسزا کلمات سے یاد کیا۔ جناب زینبؑ نے دیکھا کہ بھائی نے صلح کی اہمیت کو برقرار رکھتے ہوئے ان تمام ناگوار حالات کا استقلال سے تحمل کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ عہد نامہ کے شرائط اور امام حسنؑ کی زندگی میرے بیٹے تک خلافت پہنچنے کے لئے سدِ راہ ہیں۔ لہٰذا اس نے زہرِ ہلاہل کے ذریعے ضبط و تحمل کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ناشاد بہن نے بھائی حسنؑ کو خونِ جگر کی قے کرتے دیکھا اور جگر کے ٹکڑے طشت میں دیکھے کاش اسی پر اکتفا کی جاتی اور بہن بھائی کے جنازے پر تیر چلتے نہ دیکھتی یہ متفرق مصائب کربلا کے اجتماعی شکل میں پیش آنے والے مصائب کا آغاز ہیں۔ ان منازل سے گزرنے کے بعد کربلا کی مثالی منزل سے گزرنا سہل ہے۔

اب حضرت زینبؑ کے لئے وہ وقت آ گیا کہ پنجتنؑ میں سے بس ایک ذات امام حسینؑ باقی ہیں جو زینبؑ کی زندگی کا سہارا ہیں اور ساری امیدوں کا مرکز ہیں۔ حضرت زینبؑ دیکھ رہی ہیں کہ زیاد پہلے صرف بصرہ کا گورنر تھا، اب کوفہ بھی اس کے سپرد ہے۔ زینبؑ مدینہ سے یہ دیکھ رہی ہیں کہ باپ بھائی کے محبّ، نام لینے والے ذرا سے رجحان کے شبہ پر قتل ہو رہے ہیں، آنکھیں نکلوائی جا رہی ہیں، آنکھوں پر سلائیاں پھروائی جا رہی ہیں، سولیاں دی جا رہی ہیں، ۵۳ھ میں زیاد ملعون زہر باد سے مر گیا لیکن اس کا بیٹا عبیداللہ بن زیاد بصرہ میں مظالم میں اس کا جانشین رہا۔ آٹھ ہزار مسلمانوں کا خون بہایا۔ ایک دن میں ۴۷ حافظِ قرآن قتل کئے گئے۔ نانا کے اصحاب تک تیغِ ظلم سے نہ بچ سکے حجر بن عدی اور ان کے پانچ ساتھی شام میں بلوا کر قتل کر دیئے گئے۔ عمر بن الحمق خزاعی جن کو پیغمبرؐ نے سلام کہلوایا تھا قتل کئے گئے اور یہ پہلا سر نوک نیزہ پر بلند کیا گیا۔ حضرت زینبؑ دیکھ رہی ہیں کہ منبروں پر علی الاعلان میرے باپ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ لیکن آپ کے سامنے حسینؑ امام ہیں کہ جو خاموش ہیں۔ مگر ایسی خاموشی جس کے

سناٹے میں طوفان کی آمد ہوتی ہے، شاہزادی نے دیکھا کہ معاویہ نے بیٹے کی خلافت کا دباؤ میرے بھائی پر ڈالا لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی۔ قدرت نے خود اس کی کتابِ زندگی تہہ کر دی۔

یزید کی حکومت کا باب شروع ہوا اور حضرت زینبؑ کے لیے قدرت کی جانب سے وہ موقع ملا جس میں وہ اپنے مثالی کارناموں سے محسنہ اسلام قرار پائیں اور حسینؑ کے ساتھ ان کا نام بھی جریدۂ عالم پر ثبت ہو جائے۔ یزید نے ولید بن عتبہ کے ذریعہ سے مطالبۂ بیعت کیا اور حسینؑ کو قدرت نے اپنے جوہر ذاتی کے نمایاں کرنے کا موقع دیا۔ یوں تو رسولؐ نے حکم دیا تھا کہ یہ حسینؑ ہیں، ان کو پہچان لو، مگر مادی نگاہیں تو محسوسات کے دیکھنے کی عادی ہیں۔ کارنامہ سامنے آئے تو وہ دیکھیں اور پہچانیں۔

ولید بن عتبہ امامؑ کو بلاتا ہے، شب کا وقت ہے۔ بھائی کی فدائی بہن کتنی بے چین ہوئی ہوگی جس کے سامنے باپ اور بھائی کا روح فرسا سانحہ اموی ہاتھ سے موجود ہے۔ حضرت زینبؑ چوکھٹ سے نہ ہٹیں، جب تک کہ بھائی کو واپس آتے نہ دیکھ لیا۔ ولید اور امامؑ میں جو گفتگو ہوئی اس کو سن کر حضرت زینبؑ کس قدر مضطرب ہوئی ہوں گی۔ حسینؑ نے طے کر لیا کہ ترکِ وطن کروں گا، بیعت نہ کروں گا۔ حضرت زینبؑ بھائی کے فیصلے سے مطلع ہوئیں اور خود بھی شریک کرب و بلا رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن شریعت کا حکم پیشِ نظر ہے۔ شوہر جناب عبداللہ بن جعفرؓ موجود ہیں۔ جن سے حضرت علیؑ نے آپ کو بیاہا تھا۔ جن کا لقب ''بحرالجود'' تھا اور جن سے آپ کے صاحبزادے علی، عون، عباس، محمد اور صاحبزادی کلثومؑ تھیں۔ لہٰذا بغیر ان کی اجازت کے آپ باہر نہیں جا سکتی تھیں۔ حضرت زینبؑ اجازت لینے تشریف لے گئیں، آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا اُبلا چاہتا ہے۔ یاس و حسرت کا عالم ہے، آ کر بیٹھ گئیں عبداللہ سمجھ گئے۔ کوئی خاص بات

ہے۔ پوچھا کیوں زحمت گوارا کی، فرمایا ایک حاجت لائی ہوں۔ آپ جانتے ہیں، حسینؑ آمادۂ سفر ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ مجھ کو تابِ مفارقت نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو بیشک نہیں جاسکتی مگر زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔ یہ کہہ کر پھر ابر بہار کی طرح رونا شروع کیا۔ عبداللہ بھی رونے لگے۔ فرمایا شوق سے جایئے خوش ہوگئیں۔ آثارِ مسرت نمایاں ہوگئے، واپس تشریف لائیں، سفر کے انتظامات ہونے لگے۔ ۲۸/رجب ۶۰ھ کو یادگار سیّدہ پردے کے خاص اہتمام کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئیں اور تیسری شعبان مکّے پہنچیں۔ یہاں پہنچتے ہی یادگارِ رسولؐ اور شبیہ سیّدہؑ کی زیارت کے لئے مردوں اور عورتوں کا ہجوم شروع ہوگیا۔ اور ۱۰ ارمضان سے اہلِ کوفہ کے خطوط و وفود کی آمد شروع ہوگئی اور ۱۲ ارذی قعدہ کو جناب مسلمؑ مکہ سے روانہ کردیئے گئے۔ حضرت زینبؑ نے یہاں محسوس کیا کہ یہ امنِ عالم کا مقام بھی بھائی کے لیے خطرناک ہوگیا اور ۸/ذی الحجہ کو حج کو عمرہ سے بدل کر مکّہ چھوڑنا پڑا۔ حضرت زینبؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ گرمی کا موسم ہے ریت اُڑتی ہے، بگولے اُٹھتے ہیں۔ لو چلتی ہے۔ دُور دُور تک پانی کا پتہ نہیں ہے۔ بچے ساتھ ہیں۔ نازک مزاج شہزادیاں ہمراہ ہیں، منزل ذاتِ عرق میں پہنچ کر پھر شوہر سے ملاقات ہوتی ہے، جس کے قبل دونوں بچوں عونؑ و محمدؑ سے ملاقات ہوچکی تھی جو باپ کا خط لے کر مکّے سے کُوچ کرنے کے بعد آکر ملے تھے۔ یہاں جناب عبداللہ ابنِ جعفر اور امام حسینؑ سے تبادلۂ خیالات ہوا۔ امامؑ نے ان کی رائے کا جواب دیا جناب عبداللہ نے عونؑ و محمدؑ کو امامؑ کے ساتھ رہنے کا حکم دیا اور خود مدینے واپس ہوگئے۔ اب حضرت زینبؑ مسرور ہوئی ہونگی کہ اگر میں خود جہاد نہیں کرسکتی تو یہ دونوں میری سرخروئی کے لیے کافی ہیں، میرے پاس قربانی کا سامان نہ تھا۔ قدرت نے کردیا۔

راستے میں منزلِ خزیمہ پر ایک شبانہ روز قیام ہوا صبح کو حضرت زینبؑ بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی بھیّا اگر آپ کہیں تو میں نے جو کچھ رات سنا ہے بیان کروں امامؑ نے اجازت دی، آپ فرماتی ہیں، میں نے رات کو ہاتفِ غیبی کو یہ اشعار پڑھتے سنا، ''اے آنکھ شہدائے راہِ خدا پر جی بھر کے رو لے۔ ان لوگوں پر گریہ کر لے جن کو موت وعدہ پورا کرنے کے لیے لے جارہی ہے''۔ امامؑ نے فرمایا۔ ''بہن جو ہونا ہے ہو کر رہے گا''۔

منزل ثعلبیہ کے قریب پہنچ کر بہن کو بھائی حضرت مسلمؑ کے عالم غربت میں مارے جانے کی خبر ملی جو مع اپنے میزبان ہانی کے قصر کی بلندی سے گرا کر شہید کئے گئے۔ اس وقت بہن کو یہ سن کر کتنا صدمہ پہنچا ہوگا کہ پردیس میں مرنے والے بھائی کی لاش رسّی سے باندھ کر کُوچوں، بازاروں میں تشہیر کرائی گئی۔ حضرت زینبؑ کے لیے وہ موقع کتنا تشویشناک ہوگا جب حر کے لشکر نے آ کر مزاحمت شروع کی ہے، حر نے کہا ہے کہ میں آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے چلنا چاہتا ہوں اور امامؑ نے کہا ایسا ہونا ناممکن ہے اور کئی بار ردّ و بدل ہوا ہے۔

دوسری محرم کو پنجشنبہ کے دن حضرت زینبؑ کرب و بلا کے میدان میں فرد کش ہوئیں چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہے گرمی کا زمانہ ہے، دریا کا کنارہ اُترنے کے لیے موزوں ہے لیکن مجبور ہیں بے آب و گیاہ میدان میں اُترنا پڑتا ہے۔ خیامِ حسینی فرات سے دور چٹیل میدان میں نصب کئے جاتے ہیں۔ چوتھی محرم سے فوج پر فوج آنے لگتی ہے، حضرت زینبؑ پوچھتی ہیں۔ بھیّا میں دیکھتی ہوں برابر رسالے پر رسالے چلے آرہے ہیں، ان میں آپ کا بھی کوئی ناصر و مددگار ہے۔ امامؑ نے فرمایا۔ بہن کیسے ناصر اور کیسے مددگار جو ساتھ آئے تھے وہ بھی منتشر ہو گئے پھر بہن کی فرمائش پر بچپن کے

دوست حبیب ابنِ مظاہر کو خط لکھتے ہیں۔ وہ کوفے سے کربلا پہنچ جاتے ہیں، حضرت زینبؑ بھائی کے ناصر حبیب کو سلام بھجواتی ہیں وہ خاک اُٹھا کر سر پر ڈالتے ہیں اور اپنے منھ پر طمانچے لگا کر کہتے ہیں ہائے علیؑ کی بیٹی اور مجھے سلام کہلوائے آلِ رسولؑ کی نواسی پر کیسی مصیبت آ گئی ہے۔

ساتویں سے پانی بھی بند ہوگیا۔ اب بچوں کی پیاس زینبؑ سے کیسے دیکھی جائے، لیکن مجبور ہیں، ایک ایک کو بہلاتی ہیں، تسکین دینے کی تدبیریں کرتی ہیں۔ محرم کی نویں تاریخ آئی۔ عصر کے بعد دشمن کی فوج یکا یک حملہ آور ہوگئی۔ امامؑ نے ایک شب کی مہلت مانگی۔

یہ شب کس قدر اندوہناک تھی امامؑ سب کو جمع فرماتے ہیں، اپنی بیعت سے ان کو سبکدوش کرتے ہیں۔ سب کو جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ جب تک حسینؑ خطبہ میں مشغول رہے ہونگے زینبؑ کو تشویش رہی ہوگی۔ لیکن پھر ان وفاداروں کا جواب سن کر دل کو اطمینان ہوا ہوگا کہ ہاں جب تک یہ زندہ ہیں کوئی میرے مانجائے کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔

جناب مفید علیہ الرحمۃ کی روایت ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ میں اس شب کو بیٹھا ہوا تھا جس کی صبح کو بابا شہید ہوئے اور میرے پاس میری پھوپھی جناب ثانی زہراؑ تھیں اور میری تیمارداری میں مشغول تھیں کہ میرے پدر بزرگوار ایک خیمہ میں علیحدہ تشریف لے گئے اس وقت ان کے پاس ابوذر غفاری کے غلام جون تھے جو اپنی تلوار کو صیقل کر رہے تھے۔ بابا نے یہ اشعار پڑھنا شروع کیے۔ ''اے زمانے تو نے کسی سے بھی دوستی کے حقوق ادا کیے؟ تجھ پر تف ہے، تو اپنے ساتھیوں اور طلبگاروں کو صبح و شام قتل کیا کرتا ہے اور کسی عوض پر راضی نہیں ہوتا۔ تمام معاملات خدا کے قبضہ و اختیار میں ہیں اور ہر زندہ کو راہِ موت پر چلنا ہے''۔

جناب سیّدالشہدؑا نے یہ اشعار دو تین بار ارشاد فرمائے یہاں تک کہ میں ان کا مفہوم سمجھ گیا اور بابا کا ان اشعار سے جو مقصد تھا جان گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے دل قابو میں کیا، خاموش ہو گیا اور یہ یقین کر لیا کہ مصیبت آ گئی۔ امامؑ فرماتے ہیں میری پھوپھی نے جب یہ سنا تو عورتیں نرم دل، نازک مزاج ہوتی ہیں ضبط نہ کر سکیں، دوڑ کر برہنہ سر چادر زمین پر خط دیتی ہوئی امامؑ کی خدمت میں پہنچ گئیں، فرمایا کاش موت آ کر میرے رشتۂ حیات کو منقطع کر دیتی۔ آج میری مادرِ گرامی فاطمہؑ اور بابا علیؑ مرتضیٰ اور بھائی حسن مجتبیٰؑ گویا کہ سب مجھ سے جدا ہو گئے یعنی آپ اُن سب کے قائم مقام تھے۔ لہٰذا آپ کی مفارقت گویا سب کی جدائی ہے۔ امامؑ نے فرمایا بہن راضی برضائے رہیے۔ ضبط واستقلال سے کام لیجئے۔ یہ کہتے کہتے امامؑ کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں اور فرمایا۔ ''بہن کیا کروں جینے بھی تو دیا جاؤں''۔ یہ سن کر پھوپھی کی زبان سے نکلا۔ ''ہائے افسوس آپ کا خود اپنی خبرِ شہادت دینا میرے جگر کو پاش پاش کئے دیتا ہے۔ اس کے بعد فرطِ غم سے معظمہ نے منہ پیٹا، گریبان چاک کر ڈالا۔ امامؑ نے صبر کا حکم دے کر فرمایا۔ ''کائنات کی ہر شے فانی ہے، نہ اہلِ زمین کے لئے بقا ہے نہ اہلِ آسمان کے لیے، بس وہ پروردگار باقی ہے، امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ بابا صبر کی تلقین اور موت کی ہمہ گیری بیان کر کے ان کو واپس لا کر میرے پاس بٹھلا کر اصحاب باوفا کے پاس چلے گئے۔

صبحِ عاشور طلوع ہوئی۔ امامؑ اور ان کے ہمراہیوں نے نماز ادا کی، فریضۂ تبلیغ انجام دیا پسرِ سعد نے پہلا تیر فوجِ خدا کی طرف رہا کیا۔ اصحاب نے دفاعی جنگ شروع کی، انصار کے بعد جوانانِ بنی ہاشم کی باری آئی۔ شبیہ پیغمبرؐ علی اکبرؑ کی شہادت دینے رن کو چلے پھوپھی زینبؑ سے بھی رخصت ہوئے اور نمایاں تعداد کو فی النار کرنے کے بعد

گھوڑے سے زمین پر آئے اور باپ کو آواز دی حسینؑ بیٹے کی لاش پر پہنچے اور نوحہ فرمایا اور بیٹے کی لاش کو کسی نہ کسی طرح سے خیمہ میں لائے، حضرت زینبؑ نے اپنے آپ کو لاشِ علی اکبرؑ پر گرادیا۔

اولادِ جناب عقیلؑ کے بعد جناب زینبؑ نے عونؑ ومحمدؑ کو نہایت سرور کے ساتھ لباسِ جنگ سے آراستہ کیا۔ دونوں صاحبزادے رجز پڑھ پڑھ کر دریائے حرب وضرب میں غوطہ زن ہوئے اور بقول ابومخنف ۸۰ آدمی لشکرِ یزید کے قتل کیے۔ یہاں تک کہ بھانجوں کو استغاثہ کی آواز امامؑ کے گوش زد ہوئی، زینبؑ شکر گزار ہیں کہ ان کا نذرانہ قبول ہوگیا۔ باپ، بھائیوں کی اولاد کی شہادت کے بعد وہ وقت آیا اور سخت ترین وقت۔ زینبؑ کا ماں جایا میدانِ جہاد میں جائے وہ کتنا جانگداز وقت تھا جب بھائی نے بہن سے جامۂ کہنہ طلب کیا۔ حیدرؑ کی یادگار نے بے پناہ شمشیر زنی سے زینبؑ کو ایک مرتبہ آخری بار پھر مسرور کردیا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب زینبؑ نے پسر سعد کو خطاب کر کے فرمایا۔ ''اے پسر سعد میرا ماں جایا ذبح ہو رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے۔ کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا۔ کاش میں نابینا ہوتی اور یہ منظر نہ دیکھتی۔

شہادت کا باب ختم ہوا۔ اسیری و دربدری کا باب شروع ہوا۔ یعنی زینبؑ کی حیات کا اہم ترین دور تاریخِ عالم تبلیغ کی ایسی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ انتہائی جکڑ بندی میں انتہائی آزادانہ تبلیغ ایک طرف خیمے آگ سے جل رہے ہیں، دوسری جانب زینبؑ امام زین العابدینؑ سے حکم شریعت دریافت کرتی ہیں، امامؑ زین العابدین صحرا کی طرف نکل جانے کا اشارہ کرتے ہیں، زینبؑ خود مسئلہ سے واقف تھیں، امام مظلومؑ نے ثقل امامت، تبرکات وامانت بیمار کربلا کی عدالت کی وجہ سے انہیں کے سپرد کیا تھا، اپنی وصیتوں کا حامل بھی انھیں کو بنایا تھا اور یہ دلیل ہے آپ کے معصومہ اور عالمہ ہونے کی،

لیکن اصول کی محافظت کے خاطر آپ نے سیّد سجادؑ سے دریافت کیا۔ شامِ غریباں نے کھلے سروں کو ڈھانپ لیا۔ اب پردۂ شب ہے اور سنسان جنگل مقتل کی طرف چلیں بھائی کی تلاش میں تھیں، ایک فریضہ ادا کرنے، برادر کی بے سر لاش پر آئیں دل بیقرار ہوا، جگر خراش نوحہ لاش پر پڑھ کر بال ہاتھوں پر رکھ کر درگاہِ خدا میں عرض کی۔ بارِ الٰہا ہم سب کی طرف سے یہ حقیر ہدیہ قبول فرما۔

حضرت زینبؑ اسیر کر کے کوفے میں لائی گئیں، ایک وہ وقت تھا جب باپ کے دورِ خلافت میں جمل کے بعد کوفہ آئی تھیں، مگر آج کے آنے کو شانِ مظلومی نے اہم تر بنا دیا ہے۔ اس وقت جو تبلیغ ہوگی وہ اس وقت نہیں ہوسکتی دیکھئے اگر کوئی اور عورت اس سے زائد قید و بند کی مصیبتوں میں جکڑی تبلیغ کرنا چاہتی تو کوئی خاص اثر نہ پیدا کر سکتی کیونکہ اس کی شخصیت اتنی بلند نہیں، کردار کی اثر اندازی شخصیت کی رفعت سے ہوتی ہے اور پھر اس کردار سے شخصیت اور بلند ہو جاتی ہے۔ زینبؑ کوفہ وارد ہوتی ہیں، اہلِ کوفہ یہ عبرتناک منظر دیکھ کر نوحہ پڑھتے ہیں اور رونے لگتے ہیں۔ زینبؑ سمجھ لیتی ہیں کہ موقع ہے، تبلیغ اس وقت کارگر ہوگی، لوگوں کا بیان ہے کہ معلوم ہوتا تھا امیر المومنینؑ آ کر خطابت کر رہے ہیں۔ ایک قیدی لاوارث عورت کی شخصیت کا اثر آپ ملاحظہ کریں کہ اتنا بڑا جمِ غفیر لیکن مظلومہ کے اشارہ کرتے ہی لبوں تک آئے ہوئے الفاظ حلقوں میں واپس ہو گئے۔ گھنٹوں اور باجوں کی پھیلنے والی صدائیں سمٹ کر رہ گئیں کوفہ کا ذرّہ ذرّہ، دار الامارہ کا ہر بام و در ہمہ تن گوش ہے۔ خطبہ شروع ہو گیا۔ ''تمام تعریفوں کا حقدار پروردگار ہے اور صلوٰۃ و سلام ہو میرے جد محمد مصطفیٰ اور ان کی طیب و طاہر آل پر، اے اہلِ کوفہ، اے مکّار و غدارو، تم روتے ہو، تمہارے آنسوؤں کو رُکنا نصیب نہ ہو ان نوحہ و فریاد کی آوازوں میں سکون نہ ہونے پائے، تم تو اس عورت کے مانند ہو جو اپنا تاگا

مضبوط بٹنے کے بعد توڑ ڈالے، تم لوگوں نے اپنے عہد و پیمان کو آلۂ مکر و فریب قرار دے رکھا ہے، تم میں بغض و حسد کے سوا کچھ نہیں رہ گیا ہے، تم اس سبزے کے مانند ہو جو گھورے پر اُگا ہو یا اس چاندی کی طرح ہو جس سے مٹی کے ڈھیر کو سجایا گیا ہو۔ تمہارا کردار نہایت پست ہے جس کی بنا پر خدا تم سے ناراض ہے اور تمہارے لئے عذاب دائمی ہے۔ اب تم روتے ہو، منہ پیٹتے ہو، ہاں اب خوب روؤ، تمہارے دامنِ عمل پر وہ داغ ہے جس کو تم آن آنسوؤں سے دھو نہیں سکتے، فرزندِ رسولؐ کے قتل کا دھبّہ کیونکر چھٹے گا۔ وہ فرزندِ رسولؐ جو سردارِ جوانانِ جنت تمہاری پناہ گاہ، تمہارے امن و امان کا مرکز، تمہارے زخموں کا مرہم، تمہارا بہترین رہنما تھا تم نے اُسے بے رحمی سے قتل کر دیا۔ بدکاریوں کا بوجھ تمہاری گردن پر ہے، خدا تمہیں برباد و ناشاد کرے، تمہاری کوشش رائیگاں گئی، تدبیریں بیکار ہوئیں، تم غضبِ خدا میں گرفتار اور ذلیل و خوار ہوئے۔ اے کوفیو تمہارا بُرا ہو تم نے رسولؐ کا جگر پارہ پارہ کیا، ان کی محترم ذریت کو بے پردہ کیا، ذرا غور کرو کس کا خون تمہارے ہاتھ سے بہا، کس کی حرمت ضائع ہوئی، تم کو تعجب ہے جو آسمان سے خون برسا، یہ تو کچھ نہیں آخرت کا عذاب اس سے کہیں زائد اور رسوا کن ہے، اس وقت کوئی تمہیں دستگیر نہیں ملے گا، اس وقت کی ڈھیل اور مہلت پر اتراؤ نہیں، خدا کو جلد بازی کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کو نہ موقع نکل جانے کا خوف ہے نہ جہنم کی نافرمانی کا اندیشہ اور اس کو خوب جان لو کہ تمہارا رب تمہاری فکر میں ہے، مجمع مبہوت تھا، منہ پر ہاتھ تھے، ڈاڑھیاں آنسو سے تر ہو رہی تھیں، لوگ کہہ رہے تھے "بیشک آپ کے مرد بہترین مرد، عورتیں بے نظیر عورتیں، بزرگ بے مثال اور نسل بے عدیل"۔

حضرت زینبؑ کو دربارِ یزید میں لایا گیا۔ عقلِ انسانی سے بالاتر ہے یہ محیر العقول جرأت اور ہوش و حواس کا بجا رہنا ایسے قیامت خیز اور شکیب آزما ماحول میں، یزید کی

جسارت اور بے ادبی نے زینبؑ کو تڑپا دیا، اس کے اشعار کے جواب میں خطبہ ارشاد فرماتی ہیں۔ ''خدائے دو جہاں کی تعریف اور میرے جد پر صلوٰۃ وسلام خداوندِ عالم کا یہ فرمان درست ہے کہ جنہوں نے بدی پر کمر باندھی ان کا انجام یہ ہوا کہ انہوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلایا اور مذاق اُڑایا۔ کیوں یزید جب تو نے زمین و آسمان ہمارے لئے تنگ کر دیا اور ہم اسیر کر کے در بدر پھرائے گئے تو کیا تو نے سمجھ لیا کہ ہم ذلیل ہو گئے اور تو عزت دار ہو گیا، جب تو نے دیکھا کہ دنیا ہموار ہو گئی اور حکومت خطرات سے دور ہو گئی تو مسرور و سرکش ہو گیا۔ ذرا ٹھہر جا، جامہ سے باہر نہ ہو، جلدی کیا ہے، کیا تو فرمان خدا بھول گیا کہ یہ نہ خیال کرو کہ کافروں کو ڈھیل دینا ان کے لئے اچھا ہے، یہ اس لئے ہے کہ وہ اچھی طرح بدمعاشی کر لیں اور پھر ہم ان کو خوب ذلیل و رسوا کریں، اے پسر آزاد کردگان، کیا یہی انصاف ہے کہ تیری عورتیں اور کنیزیں پردے میں ہوں اور دخترانِ رسولؑ بے پردہ پھرائی جائیں۔ مردوں میں نہ ان کا کوئی سرپرست رہا نہ محافظ، ان لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے جنہوں نے پاکیزہ انسانوں کے کلیجے چبائے اور جن کا گوشت ہندہ جگر خوارہ کے خون سے اُگا۔ ان بے ادبیوں کے بعد تو یہ کہتا ہے کہ بدر والے بزرگ آج زندہ ہوتے تو وہ شاباش کہتے۔ گھبرا نہیں تو انہیں کے گھاٹ اُترے گا اور آرزو کرے گا کہ لنجا گونگا ہوتا تا کہ ایسے افعال و اقوال صادر نہ ہوتے۔ بارِ الٰہا ہم کو ہمارا حق دلا اور ظالم سے بدلا لے اے یزید! تو نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ خود اپنا گوشت و پوست پارہ پارہ کیا۔ تجھے ان گناہوں کا بوجھ لے کر پیشِ رسولؑ حاضر ہونا ہوگا اور خدا حق دلائے گا۔ کیونکہ شہدا راہِ خدا زندہ ہیں۔ اس روز خدا حاکم ہوگا، محمدؐ مستغیث ہوں گے اور جبرئیلؑ مددگار۔ اس وقت ان لوگوں کو بھی پتہ چلے گا جنہوں نے تیرے لئے زمین ہموار کی اور مسلمانوں کی گردنوں پر تجھ کو مسلط کیا۔ ظالموں کے لئے بدترین

بدلہ ہے۔ اس دن معلوم ہوگا کہ کس کا لشکر کمزور ہے اور کس کا انجام خراب ہے۔ یہ زمانہ کا انقلاب ہے کہ میں تجھ سے گفتگو کرنے پر مجبور ہوں، مگر کچھ پرواہ نہیں، تیری حقیقت ہی کیا ہے، تعجب کا مقام ہے، شیطان طلیقوں کی اولاد بندگان خدا کو قتل کرے۔ آج ہم تیرے لئے مالِ غنیمت ہیں کل وبالِ جان ہوں گے، جب صرف اعمال کی بنا پر سزا و جزا ہوگی۔ میری شکایت خدا کی بارگاہ میں ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ آج جو تجھ سے بن پڑے کر ڈال، تو ہمارا ذکر نہیں مٹا سکتا، ہماری شریعت محو نہیں کر سکتا، ہمارے اقتدار کی درازیٔ عمر کو نہیں پا سکتا۔ تیری رائے ناقص، تیری زندگی تھوڑی، تیری جماعت پراگندہ، جب کہ اس کا اعلان ہوگا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت، اس وقت تجھ کو معلوم ہوگا۔ حمد اس خدا کی جس نے ہمارے اول کا خاتمہ رسالت پر کیا اور ہمارے آخر کی انتہا شہادت پر کی، ہم خدا سے اور زیادہ ثواب و درجات کے خواستگار ہیں، یقیناً وہ بڑا رحیم و کریم ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور ہمارا کام بنانے والا ہے"

قید سے رہائی کے بعد جتنے دن زندہ رہیں بھائی کو رویا کیں۔ مدینے پہنچنے کے بعد جتنے روز زندہ رہیں مجلسِ عزا برپا کرتی رہیں۔

سیّد علامہ ابنِ طاوس نے مقتل لہوف پر اور علامہ فخر الدین طریحی نجفی نے منتخب طریحی حصہ دوم پر لکھا ہے کہ جب حضرت زینبؑ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے عزیزوں کے مکانات میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ زبان حال سے نوحہ کر رہے ہیں اور اس ماں کی طرح جس کی گود اُجڑ جائے اور گود خالی ہو جائے، اپنے مکینوں کے لئے رو رہے ہیں اور یہ بین کر رہے ہیں اے آنے والو! تم نے ہمارے مکینوں کو کہاں چھوڑا؟ رونے میں ہمارا ساتھ دو اور ماتم میں ہمارے شریک ہو جاؤ ان کی جدائی نے ہم کو گھلا دیا اور ان کے کریمانہ اخلاق کی یاد نے ہماری آنکھوں سے

آنسوؤں کا دریا بہادیا، انہیں سے رات بھر ہماری دل بستگی تھی۔ وہی ہمارے اندھیرے کے اندر چراغ تھے ان کے ہوتے ہوئے ہمیں سورج چاند کی ضرورت نہ تھی۔ انہیں کے دم سے ہم اشرف تھے۔ انہیں کی قوت سے ہم کو قوت حاصل تھی۔ انہیں کی بدولت ہماری زینت تھی اور انہیں کی عطا وسخا سے مالا مال ہونے کے سبب خلقت کی نظروں میں ہماری عزت تھی۔ انہیں کی عبادت ومناجات سحری سے ہم مسجدیں بن گئے تھے۔ انہیں کے صدقے میں خدا نے ہم کو اپنے اسرار اور احکام کے اُترنے کی جگہ قرار دیا تھا۔ آج ان کے نہ ہونے سے ہم ویران پڑے ہیں۔ کل تک ان کے دم سے آباد تھے اور گلزار بنے ہوئے تھے ہم سراپا سعادت تھے، ہر بلا سے محفوظ تھے نحوست کا نام نہ تھا۔ زبانوں پر ہماری رفعت وشوکت کے چرچے تھے اور انہیں وجوہ سے ہم دنیا کے تمام قصروں اور محلوں پر فخر کرتے تھے۔ ہمارے ہی دروازوں سے گمراہوں کو ہدایت نصیب ہوتی تھی۔ زمانہ ہماری آبادی اور خوشحالی نہ دیکھ سکا اور موت نے آخر ان کو ہم سے چھین لیا۔ مدینے سے ان کو نکالا گیا اور وہ آوارہ وطن ہو کر دشمنوں کے نرغے میں گھر گئے۔ پھر ان نازنین جسموں پر تیر وتلوار کے وار ہونے لگے اور ہر عضو کے کٹنے کے ساتھ خوبیاں مٹنے لگیں۔ انگشت مبارک کے قطع ہو جانے سے تسبیح خدا میں فرق آ گیا، ہاتھ کٹتے ہی دنیا سے جود وکرم اُٹھ گیا۔ زبان بند ہوتے ہی وعظ ونصیحت کا خاتمہ ہو گیا، سر کٹتے ہی اسلامی دنیا سے سرداری رخصت ہو گئی۔ بہتر گھنٹے کی بھوک اور پیاس میں گردن کی رگیں کٹتے ہی دنیا کی نعمتوں سے برکت جاتی رہی، حسینؑ قتل ہو گئے تو اسلام نے جامع شریعت کی لاش پر رو رو کر یہ بین کئے۔

کس قدر خداوند تعالیٰ کے اخلاق کا مظہر تھی وہ ہستی جس کا خون ظالموں نے کربلا میں گھیر کر ناحق بہادیا کس درجہ اوصاف انبیاء کی جامع تھی وہ ذات جس کو مسلمانوں نے

خاک میں ملا دیا افسوس باعثِ ایجاد عالم کا نواسا تین دن کا بھوکا، پیاسا قتل ہو جائے اور امت کو آنسوؤں کے بہانے سے بھی دریغ ہو اور روئے تو کون بے زبان مکان مدینہ کے چٹیل میدان، مسجد کی محرابیں سنت اور واجب نمازیں۔ مدینہ والو! کربلا میں رسولؐ خدا کا گھر اُجڑ گیا عالم میں تہلکہ پڑ گیا۔ مگر تمہیں مطلق خبر نہیں۔ اپنی اس بے خبری کا اگر تم کو کچھ بھی احساس ہو جائے تو تمہاری آنکھوں میں خونی منظر کا وہ نقشہ پھر جائے جو تمہارے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ہمیشہ کے لیے حزن و ملال میں مبتلا کر دے بلاؤں نے ہم کو گھیر لیا اور دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع ہاتھ آ گیا کاش! ہم اپنے آقا کی تربت پر پہنچ سکتے یا ہم ان کی تربت بن جاتے بلکہ ہم اگر انسان ہوتے تو ان پر یہ ظلم ہونے ہی نہ دیتے اور وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کر دیتے ہائے ہمارا کوئی ارمان نہ نکلا اور اب حشر تک ہمارے لیے ان کی جدائی کا صدمہ اُٹھانا ہے۔

ان مکانات پر جب ابنِ قتیبہ کا گزر ہوا تو وہ بے قرار ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے ''افسوس ان گھروں میں کل تک تو بڑی چہل پہل تھی آج یہ ویران پڑے ہیں خدایا! جس طرح مسلمانوں نے تیرے نبیؐ کا گھر اُجاڑا ہے اسی طرح تو دشمن کا گھر بھی اُجاڑ دے واضح رہے کہ اصل فتح تو حسین علیہ السلام اور اصحابِ حسینؑ نے ہی تین دن کی بھوک اور پیاس میں قتل ہو کر حاصل کی ہے اور اسی فتح سے انہوں نے تمام عالم کو مسخر کر لیا رونا تو اس بات کا ہے کہ آلِ رسولؐ جو ہر مظلوم کی فریاد کو پہنچا کرتے تھے جب وہ خود نرغۂ اعدا میں گھِر گئے تو ان کی فریاد کو کوئی بھی نہ پہنچا حسینؑ کے غم میں سورج کو گہن لگ گیا زمین لرز گئی اور ملکوں میں قحط پڑ گیا تعجب ہے کہ قاتل کا ہاتھ مظلوم کربلا پر کیونکر اُٹھا اور اس بے رحم نے کیونکر فرزندِ رسولؐ جگر گوشۂ علیؑ و بتولؑ پر تلوار چلائی۔ کاش کہ وہ ہاتھ جو مظلوم کربلا پر وار کرنے کے لیے اُٹھا شل ہو جاتا۔

❀❀❀❀

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب .



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

۷۸۶

۹۲_۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس

رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com